دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابلِ تردید دستاویز

محاسبۂ دیوبندیت

بجواب (ج ۸)

مطالعہ بریلویت

از

حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ

اِدارہ غوثیہ رضویہ ◎ کرم پارک، مصری شاہ لاہور، پاکستان

نام کتاب : ——— محاسبۂ دیوبندیت

مصنف : ——— حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی آف میلسی

سن اشاعت : ——— ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء

تعداد : ——— چھ صد (۶۰۰)

قیمت : ——— ۳۰/- روپے

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ لاہور

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	عرض ناشر	۱۱
۲	احوالِ واقعی	۱۷
۳	مطالعہ بریلویت میں ہے کیا ؟	۲۰
۴	دھماکہ کے الزامات کا اعادہ	۲۴
۵	الزامات کا اعادہ	۲۶
۶	مُشتے نمونہ از خروارے	۲۷
۷	قارئین کرام غور فرمائیں	۳۱
۸	ایک المناک حقیقت یہ ہے	۳۳
۹	اصل مسئلہ توہین و تکفیر کا ہے	"
۱۰	توبہ سے انحراف عذر گناہ بدتر از گناہ	۳۶
۱۱	پانچ سات مولویوں کی قربانی کوئی بڑی بات نہیں	"
۱۲	مطالعہ بریلویت کٹ پیس کتاب	۳۷
۱۳	تردید شدہ مضامین کی بھرمار	۳۸
۱۴	میرا دین و مذہب	۴۱
۱۵	مولوی خالد محمود کے اپنے دین وایمان کا بھی جنازہ نکل گیا	۴۳
۱۶	میرا دین و مذہب کہنے کی وضاحت	۴۵
۱۷	مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور تھانوی کی تائید	۴۸
۱۸	مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی	۴۹

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۹	ختم اور ایصالِ ثواب	۵۰
۲۰	یہ وصیت نامہ کیا ہزار دفعہ بیان کرو گے ؟	۵۲
۲۱	دروغ گو را حافظہ نباشد	۵۶
۲۲	نیا کفن بھجوانے کی تدبیر	۵۹
۲۳	سرکارِ بغداد اور سرکارِ ہند	۶۴
۲۴	ٹھٹھہ و تمسخر مداریوں کا انداز	۶۷
۲۵	تھانوی حکیم الامت کا افسانوی انداز	۶۸
۲۶	فاتحہ سے نفرت دلانے کی ایک اور من گھڑت حکایت	۶۹
۲۷	تھانوی صاحب کا جیتا جاگتا جھوٹ	۷۰
۲۸	گنگوہی کی افسانہ نگاری تھانوی سے جھوٹ میں سبقت	۷۱
۲۹	مقصد مغالطہ دینا ہے	۷۴
۳۰	قبر میں کفن کا پہنچنا	۷۵
۳۱	دعا میں توازن بگڑنے کی انتہا	۷۶
۳۲	ختم میں ستر ہزار چھوہارے	۷۸
۳۳	مانچسٹر ٹوپی اعصاب پر ختم فاتحہ سوار ہے	۸۱
۳۴	اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۸۶
۳۵	فیصلہ ہفت مسئلہ کا فیصلہ	۸۸
۳۶	بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی	۹۰
۳۷	مولوی رشید احمد گنگوہی	۹۱
۳۸	اکابر دیوبند کی کھانوں سے رغبت و محبت	۹۲
۳۹	کھانے کی بے تابانہ خواہشیں	۹۴
۴۰	مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب	۹۵
۴۱	حاجی امداد اللہ کی شہادت	۱۰۰

نمبر	عنوان	صفحہ
۴۲	سرکارِ بغداد پیرانِ پیر کی نصیحت	۱۰۳
۴۳	حاجی امداد اللہ صاحب کی شہادت	۱۰۶
۴۴	تھانوی کی شہادت	"
۴۵	سرکارِ سرہند حضرت مجدد الف ثانی کی نصیحت	۱۰۷
۴۶	طرفہ تماشہ	۱۱۲
۴۷	عنوان ہے قرآن مجید پڑھنے کا ثواب	۱۱۳
۴۸	دروغ گو را حافظہ نباشد	"
۴۹	انہوں نے منسوب کرنا	۱۱۴
۵۰	سُنّی بریلوی کھانے	۱۱۸
۵۱	دیوبندی وہابی کھانے	۱۱۹
۵۲	علامہ بیرونی اور ہندوؤں کا حوالہ	۱۲۰
۵۳	کھودا پہاڑ نکلا چوہا	۱۲۱
۵۴	قبروں پر کھانے لے جانا	۱۲۳
۵۵	عزوری کی وضاحت	۱۲۴
۵۶	مولوی اسماعیل قتیل سے ختم فاتحہ کا ثبوت	۱۲۵
۵۷	حاجی امداد اللہ کا فیصلہ کن فیصلہ	۱۲۶
۵۸	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا عمل	۱۲۷
۵۹	فتاویٰ عزیزیہ کے معرکۃ الآراء حوالے	۱۲۹
۶۰	قبر میں سوال و جواب	۱۳۲
۶۱	قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ	۱۳۳
۶۲	منکر نکیر کو جواب پر ختم دعا میں	۱۳۸
۶۳	تھانوی صاحب کی فیصلہ کن تائید	۱۴۰
۶۴	دھماکے پر دھماکہ تماشے پر تماشہ	۱۴۱

نمبر	عنوان	صفحہ
۶۵	مزاروں پر چڑھاوا	۱۴۶
۶۶	مزاروں پر بکرے	″
۶۷	مولوی رشید احمد گنگوہی کی تائید	۱۴۹
۶۸	حضرت مُلا جیون رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۱۵۱
۶۹	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۵۲
۷۰	مولوی اشرف علی تھانوی کا دھماکہ	۱۵۳
۷۱	مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا	۱۵۴
۷۲	مصنف کا اکابر دیوبند سے تصادم	۱۵۹
۷۳	بس بھانڈا پھوٹ گیا	۱۶۵
۷۴	چادروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا رنڈیوں کی مٹھائی کا نذرانہ	″
۷۵	حرام کھانا مساکین کا حق، حرام مال لینا دیوبندی علماء کا حق	۱۶۷
۷۶	عورتوں کا مزارات پر جانا	۱۶۸
۷۷	مزاروں پر چوریاں	۱۷۱
۷۸	حقیر طنز	۱۷۲
۷۹	روضۂ انور پر حاضری۔ روضۂ مبارک کے اعمال	۱۷۵
۸۰	اقرار و اعتراف	۱۷۸
۸۱	پیرانِ عظام کی ذہنی غلامی	۱۸۰
۸۲	بے شرع عورت۔ پیروں کا دبدبہ	۱۸۱
۸۳	سوٹے لنگوٹے	۱۸۲
۸۴	اور دھاندلی	۱۸۴
۸۵	خدائی طاقت ماننے کا الزام	۱۸۷
۸۶	فوائد فریدیہ کے حوالے	۱۹۰
۸۷	دیوبندی مجذوب رب العالمین	۱۹۲

نمبر	عنوان	صفحہ
۸۸	دیوبندی رحمۃ للعلمین	۱۹۷
۸۹	خدا سے لڑائی کا تصور	۱۹۹
۹۰	مرید کی تمام حرکات پر اطلاع	۲۰۰
۹۱	معاندانہ دجل	۲۰۱
۹۲	دجل پر دجل	۲۰۳
۹۳	پیر کی بیعت کے لیے خاوند کی اجازت	۲۰۶
۹۴	دیوبندی پیر کے منہ پر پیشاب کنجری مریدنی کا اعلان حق	۲۰۷
۹۵	تفریق یا اختلاف کا ذمہ دار کون ہے؟	۲۱۰
۹۶	تحریک وہابیت کا استیصال اور علمائے اہلسنت کا کردار	۲۱۵
۹۷	شیخ نجدی کے والد ماجد	۲۱۷
۹۸	وہابیت و نجدیت ہند میں	۲۱۸
۹۹	اسماعیلی تقویت الایمانی وہابیت کا ردّ و ابطال	۲۱۹
۱۰۰	ردِّ وہابیت اور مولانا شاہ فضل رسول بدایونی	۲۲۱
۱۰۱	کان کھول کر سنتے جاؤ۔ آنکھ کھول کر پڑھتے جاؤ	″
۱۰۲	ردِّ وہابیت اور ابوالکلام آزاد کے آباؤ اجداد	۲۲۲
۱۰۳	تحذیر الناس اور بانی مدرسہ دیوبند	۲۲۳
۱۰۴	مولوی اشرف علی تھانوی کا بیان	۲۲۵
۱۰۵	کتاب مولانا محمد حسن نانوتوی سے منہ بولتا ثبوت	″
۱۰۶	صداقت اہلسنت کا نشان۔ بریلوی اہلسنت مسلمان	۲۲۸
۱۰۷	اُلٹی کھوپڑی اُلٹی منطق	۲۲۹
۱۰۸	صدر الافاضل کی سنی تو اپنے حکیم الامت کی بھی پڑھو	۲۳۱
۱۰۹	بے موقع کی راگنی	۲۳۲
۱۱۰	علماء حق اور علماء سُو	۲۳۳

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۱۱	دماغی توازن کی بربادی	۲۳۴
۱۱۲	جہالت و بے علمی	۲۳۵
۱۱۳	سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تحریر میں تحریف	"
۱۱۴	دیوبندی مولویوں کو پیر صاحب گولڑوی کا چیلنج مناظرہ	۲۳۷
۱۱۵	سرکار پیر صاحب گولڑوی کا عقیدہ و مسلک	۲۳۸
۱۱۶	دیوبندی مولوی حاجی امداد اللہ صاحب سے اختلاف رکھتے تھے	۲۴۱
۱۱۷	دیوبندی والی بھچروی سے مناظرہ	۲۴۴
۱۱۸	مکفر المسلمین یا مکفر المرتدین	۲۴۶
۱۱۹	اُلٹا چکر اور اقرارِ کفر	۲۴۸
۱۲۰	اقرار مولوی گنگوہی۔ حضور علیہ السلام بھائی	۲۴۹
۱۲۱	بڑا بھائی کہنے والے پر فتویٰ کفر	۲۵۰
۱۲۲	بڑا بھائی کہنے والا دائرہ ایمان سے خارج	"
۱۲۳	المہند علی المفند	۲۵۱
۱۲۴	ظفر علی خان کا سہارا	
۱۲۵	مولوی ظفر علی خان	۲۵۶
۱۲۶	بے خبری و لاعلمی	"
۱۲۷	احرار کا جنازہ	۲۵۹
۱۲۸	ایک ڈنانے دار حوالہ	۲۶۱
۱۲۹	جھوٹ ہی جھوٹ۔ فریب ہی فریب	۲۶۵
۱۳۰	سب کے ذبیحہ مردار حرام ہونے کا فتویٰ	۲۶۶
۱۳۱	ہمہ گیر فتویٰ کفر	۲۶۸
۱۳۲	سر سید احمد خان پر اشرف علی تھانوی کا فتویٰ	۲۷۰
۱۳۳	" " انور شاہ کاشمیری کا فتویٰ	"

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۳۴	قائد اعظم محمد علی جناح پر مولوی حسین احمد دیوبندی کا فتویٰ	۲۷۰
۱۳۵	وقار انبالوی آف نوائے وقت کی شہادت	۲۷۱
۱۳۶	مولوی عطاء اللہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمٰن کا مسلم لیگ اور قائد اعظم پر فتویٰ	"
۱۳۷	مولوی شبیر احمد عثمانی ابوجہل، کافر جمعیت علمائے ہند کے علماء کا متفقہ فتویٰ	۲۷۲
۱۳۸	دیوبندی امیر شریعت پر دیوبندی شیخ التفسیر کا فتویٰ	۲۷۳
۱۳۹	ڈاکٹر اقبال کا عقیدہ	"
۱۴۰	علمی مشکل گستاخ کہنے پر اکابر دیوبند کا فتویٰ	۲۷۴
۱۴۱	ابوالکلام آزاد	"
۱۴۲	مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ	"
۱۴۳	مولوی محمد علی جوہر و مولانا شوکت علی	۲۷۵
۱۴۴	حقیقت حال	۲۷۶
۱۴۵	بے سروپا افتراآت	۲۷۷
۱۴۶	مولوی اسماعیل کی عدم تکفیر ایک بڑا تیر	۲۸۰
۱۴۷	فتاویٰ رشیدیہ کی شہادت	۲۸۱
۱۴۸	اُلٹے بانس بریلی کو	۲۸۴
۱۴۹	مولوی گنگوہی کا دھماکہ	۲۸۶
۱۵۰	ڈوبتے کو تنکے کا سہارا	۲۸۷
۱۵۱	علماء و مشائخ اہلسنت کے نام سے مغالطے	"
۱۵۲	حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی	۲۸۹
۱۵۳	پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے نام پر خیانت اور بے ایمانی	"

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۵۴	مولانا عبدالسمیع رامپوری علیہ الرحمۃ	۲۹۲
۱۵۵	قاضی فضل احمد مصنف انوار آفتاب صداقت اور پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری۔	۲۹۴
۱۵۶	ظفر علی خاں کے اشعار	۲۹۶
۱۵۷	دہلی کی علمی سطوت اور دیوبند میں کوئی قدر مشترک نہیں	۲۹۹
۱۵۸	مسئلہ دارالاسلام	۳۰۲
۱۵۹	مدرسہ دیوبند کا پس منظر	۳۰۳
۱۶۰	حق نمک یوں ادا ہوا	۳۰۹
۱۶۱	آمدم برسر مطلب	۳۱۰
۱۶۲	مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین دار اکین گورنمنٹ انگلشیہ کے قدیم ملازم و پنشنر۔	۳۱۱ "
۱۶۳	بانی مدرسہ دیوبند	"
۱۶۴	صدر مدرس و شیخ الحدیث	"
۱۶۵	مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی	۳۱۲
۱۶۶	مولوی اشرف علی تھانوی	"
۱۶۷	بانی مدرسہ دیوبند صدر مدرس دیوبند کے اُستاد	"
۱۶۸	مدرسہ دیوبند کا (لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا) خفیہ معائنہ و تحسین۔	۳۱۳ "
۱۶۹	مدرسہ دیوبند کی نہایت درجہ کی کامیابی اور شہرت کا راز	۳۱۴
۱۷۰	بانی مدرسہ دیوبند کی علمی حیثیت	۳۱۵
۱۷۱	"دارالعلوم" دیوبند کے نام	
۱۷۲	فتاویٰ کفر کی پُرانی راگنی	۳۲۱
۱۷۳	ظفر علی خاں پر فتویٰ	۳۲۷

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۷۴	احرار کا جنازہ	۳۲۹
۱۷۵	دیوبندی امیر شریعت کا تعارف	۳۳۰
۱۷۶	دیوبندی شیخ الحدیث کے نام	"
۱۷۷	ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ	۳۳۲
۱۷۸	موضوع سخن طے کئے بغیر	۳۳۷
۱۷۹	قائداعظم پر فتویٰ	۳۳۹
۱۸۰	تھانوی کا اپنا اعتراف حقیقت	۳۴۳
۱۸۱	تھوک کی تکفیر کا ڈھنڈورہ	"
۱۸۲	مکہ نجدی کے قبضہ میں	۳۴۴
۱۸۳	تنویر الحجہ کا حوالہ	۳۴۵
۱۸۴	ائمہ نجدیہ وہابیہ کی اقتداء میں نماز	۳۵۰
۱۸۵	شرمناک فتوے	۳۵۴
۱۸۶	صحابی رسول پر فتویٰ کفر کا الزام	۳۵۵
۱۸۷	حضرت محدث کچھوچھوی	۳۵۹
۱۸۸	تکفیری مہم کے فکری جائزہ کا ڈھونگ	۳۶۰
۱۸۹	تمام علمی مراکز کے فتوے کا مطالبہ	۳۶۲
۱۹۰	روحانی مراکز کی پناہ	۳۶۴
۱۹۱	چلو اُن کو بھی دیکھ لیتے ہیں	۳۶۶
۱۹۲	مانچسٹر ڈوبی میں دم خم ہے تو	۳۶۷
۱۹۳	اتمام حجت	۳۶۸
۱۹۴	علمائے فرنگی محل لکھنو کے نام پر دھوکہ	۳۷۰
۱۹۵	ردّ مغالطہ	۳۷۲
۱۹۶	مواخذات	۳۷۵

۱۹۷	علی برادران کی توبہ	۳۷۵
۱۹۸	تصدیق مزید	۳۷۷
۱۹۹	گنج مراد آباد سے دھوکہ نہ کیجئے	۳۷۹
۲۰۰	مولوی محمد علی کانپوری کو مولوی محمد علی مونگیری بنادیا	۳۸۲
۲۰۱	علاوہ ازیں	۳۸۳
۲۰۲	فتاویٰ دربار علی پور شریف	۳۸۴
۲۰۳	علمائے دہلی کے ردِّ عمل سے دھوکہ	۳۸۵
۲۰۴	ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام سے چکر بازی	۳۸۷
۲۰۵	ندوہ دم توڑ رہا ہے	۳۸۹
۲۰۶	مانکیڑوی صاحب	۳۹۰
۲۰۷	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ	۳۹۱
۲۰۸	مولانا کرامت علی جونپوری۔ عقل شکن دلیل	۳۹۳
۲۰۹	نکل جاتی ہے کچی بات منہ سے مستی میں	۳۹۵
۲۱۰	خانقاہ حاجی امداد اللہ مکی	۳۹۶
۲۱۱	خانقاہ سرہند شریف کے نام پر ہوائی فائرنگ	۳۹۹
۲۱۲	خانقاہ بھرچونڈی شریف	۴۰۱
۲۱۳	خانقاہ لیکی شریف	〃
۲۱۴	خانقاہ مانکی شریف	۴۰۲
۲۱۵	خانقاہ ترنگ زئی شریف	۴۰۳
۲۱۶	خانقاہ موسیٰ زئی شریف	۴۰۴
۲۱۷	خانقاہ رائے پور شریف	۴۰۷
۲۱۸	مکان شریف (رتڑ چھتڑ)	۴۰۹
۲۱۹	خانقاہ چوڑہ شریف	۴۱۰

۲۲۰	خانقاہ تونسہ شریف	۴۱۱
۲۲۱	خانقاہ سیال شریف اور خواجگان سیال شریف	۴۱۳
۲۲۲	خانقاہ مرولہ شریف	۴۱۸
۲۲۳	خانقاہ جلال پور شریف	۴۱۹
۲۲۴	خانقاہ شرقپور شریف	〃
۲۲۵	شیر ربانی میاں شیر محمد علیہ الرحمہ پر افتراء	۴۲۰
۲۲۶	خانقاہ گولڑہ شریف	۴۲۳
۲۲۷	مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان کا ردّ	۴۲۴
۲۲۸	خانقاہ چھوہر شریف ہزارہ	۴۲۷
۲۲۹	خانقاہ سراجیہ کندیاں	۴۲۸
۲۳۰	درگاہ اجمیر شریف	۴۲۹
۲۳۱	یہی اعتراف ہے	۴۳۲
۲۳۲	سائیں توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمہ	۴۳۶
۲۳۳	الٹا مراقبہ	۴۴۰
۲۳۴	مولانا لطف اللہ علی گڑھی	۴۴۳
۲۳۵	مہر منیر کی شہادت	۴۴۴
۲۳۶	مولانا اصغر علی روحی	۴۴۵
۲۳۷	مولانا غلام محمد گھوٹوی	۴۴۸
۲۳۸	مولانا عبداللہ ٹونکی	۴۵۱
۲۳۹	مولانا محمد علی جوہر	〃
۲۴۰	ایک عینی شاہد کی روح کا اضطراب	۴۵۲
۲۴۱	خلافت کمیٹی کی رپورٹ	۴۵۳
۲۴۲	لندن کا ایک تار	۴۵۴

۲۴۳	خلافت کمیٹی کے وفد کی رپورٹ	۴۵۴
۲۴۴	خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کی رپورٹ	۴۵۵
۲۴۵	مساجد کی حرمتوں کا خون	۴۵۶
۲۴۶	مزارات کا انہدام	۴۵۷
۲۴۷	مزاراتِ شہزادیانِ خاندانِ نبوت	"
۲۴۸	مزاراتِ ازواجِ مطہرات	"
۲۴۹	مزاراتِ مشاہیراتِ اہلِ بیت	۴۵۸
۲۵۰	مزاراتِ مشاہیرِ صحابہ و تابعین	"

عرضِ ناشر

پاکستان کے اندرونی حالات اس قدر دگرگوں ہیں کہ بیان نہیں کیے جاسکتے۔ اگرچہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا مگر اب تک تقریباً اڑتالیس (۴۸) برس گزر چکے ہیں اس کو بنے ہوئے اور ہر آنے والا دن پچھلے سے بڑھ کر بدتر طلوع ہوتا ہے۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتیں تو کھل کر اسلام دشمنی پر کمر بستہ ہیں۔ مذہبی طاقتیں آپس میں نبرد آزما ہیں اور بڑے زور شور سے ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ان مذہبی گروہوں میں ایک تو وہ ہے جس نے پاکستان بننے کی پُرزور مخالفت کی تھی اور اب وہ گروہ پاکستان میں منافرت پھیلانے میں پیش پیش بھی ہے اسی گروہ کے ایک سرگروہ لیڈر نے پاکستان میں ہوتے ہوئے بھی یہ بیان دیا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ اب یہ گروہ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان چونکہ ہمارے بزرگوں کی مخالفت کے باوجود بن گیا لہٰذا اب اسے اپنے اصل مقصد میں کامیاب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہاں پر اسلامی نظام نافذ ہو گیا اور یہ ملک ایک اسلامی فلاحی ریاست بن گیا تو ہمیں مخالفت کے طعنے دینے والے ہمارا جینا دوبھر کر دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گروہ اپنے بڑے بوڑھوں کو سچا ثابت کرنے کے لیے پاکستان میں تفرقہ بازی کو ہوا دے رہا ہے اس کے علاوہ اس گروہ کو نہ تو اسلام اور خدا و رسول سے کوئی غرض ہے اور نہ ہی پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ اس کا مطمحِ نظر ہے۔ ان کا تو فقط ایک مقصدِ حیات ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے

مسلمانوں میں تفرقہ کی ابتداء مولوی اسماعیل قتیل دہلوی نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر کی اور خود تسلیم بھی کیا کہ اس کتاب کے مندرجات مسلمانوں میں تلخی اور شورش کا باعث بنیں گے[1] مولوی اسماعیل کے بعد کچھ دیوبندی مولویوں نے شان الوہیت اور شان رسالت میں توہین آمیز باتیں لکھیں تو علمائے اہلسنّت نے اُن بدبختوں کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی تاکہ مسلمان تفرقہ سے بچ جائیں مگر اُن کا تو مقصد ہی شورش برپا کرنا تھا اس لیے اپنے لکھے پر ڈٹ گئے تو مجبوراً علمائے اہلسنّت نے گستاخانہ تحریروں کے متحمل حضرات پر شرعی حکم واضع فرمایا اور علمائے حجاز مقدسہ (مکّہ و مدینہ) سے بھی تصدیقات کروالیں۔ اس کے بعد یہ لوگ (علمائے دیوبند) اگر کسی سادہ لوح مسلمان کو اپنے دام تذویر میں پھنسانا چاہتے تو لوگ ان سے گستاخانہ عبارتوں کی وضاحتیں طلب کرتے جس کے بعد یہ اپنا سامنہ لے کر رہ جاتے اور خاموش ہوجاتے۔

کچھ عرصہ خاموش رہنے کے بعد ان لوگوں نے یہ ڈھونگ رچایا کہ گستاخانہ عبارتوں کی کونسی بات ہے یہ تو ہمارے مخالفین.... (علمائے اہلسنّت) کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اس جھوٹ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے علمائے اہلسنت خصوصاً اعلحضرت فاضل بریلوی[2] کی تحریروں کو تختۂ مشق بنایا اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پاکستان یا ہندوستان میں ان کو جرأت نہ ہوئی بلکہ اپنے آقا انگریز کے ملک میں اور اُس کے زیر سایہ ان کے نام نہاد

[1] دیکھئے ارواح ثلاثہ ص۲۴۔ از مولوی اشرف علی تھانوی

[2] فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے دیوبندی حضرات کو اس لیے بھی خصوصی دشمنی ہے کہ انہوں نے اصنام دیوبند کا ناطقہ ہر میدان میں بند کر دیا۔

ساٹھ مولویوں کی جیوری نے بقول ان کے یہ فیصلہ دیا کہ مولانا احمد رضا خاں اور اُن کے پیرو ہرگز اہلسنّت نہیں وغیرہ۔ اس مقصد میں یہ گروہ علمائے سوء کہاں تک کامیاب رہا یہ انہی کی زبانی سُنیں چنانچہ مولوی خالد محمود مطالعہ بریلویت جلد دوم ص۲۵ پر رقم طراز ہے کہ: "جہاں کہیں وہ (علمائے اہلسنّت) بات کرتے لوگ کہتے کہ عبارات کے الزامات تو دونوں طرف موجود ہیں اب کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں...... اس کا جواب بریلویوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔"

یہ عبارت صاف صاف بتا رہی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد ہی یہ تھا کہ گستاخانہ عبارتوں کا معاملہ ایسے اُلجھایا جائے کہ عوام النّاس پریشان ہو جائیں اور دیوبندی مولویوں کی گستاخیوں پر پردہ پڑا رہے اور یہ لوگ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی سازش میں کامیابی کے ساتھ ملوث رہیں تاکہ انگریز بہادر کا حق نمک ادا ہوتا رہے مگر علمائے اہلسنّت نے ان کی یہ سازش کامیاب نہ ہونے دی اور ہر میدان میں ان کا مُنہ توڑ جواب دیا بلکہ ایک ایک اعتراض کو اگر انہوں نے بیس مرتبہ کیا تو اس کا جواب بھی اُسی انداز میں دیا جاتا رہا جیسا کہ اس کتاب میں فاضل مصنّف نے صفحہ نمبر ۲۷ تا ۳۱ پر اس بات کی خوب وضاحت کی ہے۔ اب کچھ عرصہ سے مولوی خالد محمود نے زندگی کے آخری وقت میں یہ سوچنا شروع کیا کہ کیوں نہ تمام زندگی کی بکواسات کو اکٹھا ایک جگہ کر کے جہنّم میں سیٹ پکی کروالی جائے اور اس مشن کے تحت جناب نے مطالعۂ بریلویت کے نام پہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا شروع کر دیا تو عوام الناس نے خطوط لکھنے شروع کیے کہ اسی انداز میں دیوبندیوں کا سارا ریکارڈ بھی یکجا ہو جائے تو ان لوگوں کو سمجھنے میں کافی آسانی ہو جائے گی۔ اگرچہ مطالعۂ بریلویت کی ایک ایک بات

کا کئی کئی مرتبہ جواب ہو چکا ہے مگر مصنف کی ضیافت طبع کے لیے ہم نے
مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ دیوبندی
حضرات کو پرانے جاننے والے ہیں لہذا ان (دیوبندیوں) کی زبان میں
رد فرمائیں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے تو مولانا نے ہمیں مطالعہ بریلویت کی
پہلی دو جلدوں کا رد کافی عرصہ پہلے ارسال کر دیا مگر ہم نے سوچا کہ اور
کوئی مثبت اور تعمیری کام کریں اس نامعقول قوم کے ساتھ وقت ضائع
نہ ہی کریں۔ اب جب ہم نے مطالعہ بریلویت کی چوتھی جلد کو ایک پریس
پر پڑا دیکھا تو خیال کیا کہ یہ جو شیطان کی آنت کی طرح بڑھتے ہی جا رہے ہیں
ان کا سد باب بھی ضروری ہے لہذا محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت
کی پہلی جلد حاضر خدمت ہے پڑھیں اور اندازہ فرمائیں مصنف مطالعہ بریلویت
کس قماش کا انسان ہے اور اس نے کیسے کیسے دجل و فریب سے کام لیا ہے
گویا اپنے بڑوں کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

ایک ضروری وضاحت

کتاب مطالعہ بریلویت میں ایک اعلان و انتباہ شائع ہوا ہے جس کا مفہوم
یہ ہے کہ دیوبندی بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب انوار ساطعہ عوام کے
سامنے آئی تھی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے انوار ساطعہ کو متن بنا کر ذیل
میں براہین قاطعہ کے نام سے اس کا جواب لکھا تھا اب اگر کوئی مطالعہ بریلویت
کا جواب لکھنا چاہیے تو اس کتاب کو متن بنا کر ساتھ ساتھ جواب تحریر کرے
اگر کوئی اس انداز میں مطالعہ بریلویت کا جواب نہیں لکھے گا تو اسے کتاب
کا جواب نہ سمجھا جائے گا۔

قارئین کریم! اندازہ فرمائیں ان کی چابکدستیوں کا کہ اگر جواب ان
کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو وہ گویا جواب ہی نہیں ہو گا اسے کہتے ہیں
خود ہی چور اور خود ہی کوتوال۔ او بھلے مانس اپنے دماغ کا علاج کراؤ

جواب کے درست ہونے کا فیصلہ آپ کون ہوتے ہیں کرنے والے
یہ تو غیر جانبدار عوام الناس اور علمائے کرام کریں گے اور ایسے رد لکھنا
آپ جیسے احمقوں کا کام ہے کوئی عقلمند ایسا نہیں کیا کرتا کیونکہ ایک
ہی کتاب میں ایک ہی بات کو آپ نے کئی کئی بار لکھا ہے تو ہر مرتبہ
اس کے ذیل میں اس کا جواب لکھیں اور چھاپیں۔ ہمارے پاس اتنی فالتو
رقم اور وقت نہیں ہے کہ آپ لوگوں کی طرح خواہ مخواہ اپنی کتاب کا حجم
بڑھانے کے لیے بونگیاں مارتے جائیں اور بعد میں کہہ دیں کہ ہماری کتاب
پانچ صد صفحات پر مشتمل ہے اس کا جواب اگر ایک ہزار صفحات سے کم ہو
گا تو ہمیں قابل قبول نہیں ہو گا۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنے خیال میں
اگر انوار ساطعہ کو متن بنا کر جواب لکھا تھا تو صرف اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے
کے لیے ایسا کیا تھا۔ اگر آپ کے خیال میں ایسا نہیں تو براہین قاطعہ کو علیحدہ
چھاپ کر دیکھ لیں آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس کی ضخامت کیا ہے
اور مولوی خلیل احمد نے انوار ساطعہ کو ساتھ کیوں چھاپا تھا اور پھر براہین قاطعہ
کو انوار ساطعہ کا رد خیال کرنا آپ جیسے علم و عمل سے عاری شخص کا کام ہے،
وگرنہ بتائیں کہ براہین قاطعہ میں کہاں انوار ساطعہ کا رد کیا گیا ہے۔ اگر رد
دیکھنا ہو تو حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی علیہ الرحمہ کی کتاب رد شہاب ثاقب
کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ انہوں نے حسین احمد ٹانڈوی کے رد میں دلائل
و براہین کے دریا بہا دیئے ہیں اور دیو کے بندے آج تک اس کتاب
کے متعلق ایک بات بھی نہیں کر سکے نہ لکھ سکے۔ اسے کہتے ہیں رد کرنا باقی
آپ کا یہ کہنا کہ دیوبندی بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب انوار ساطعہ ہے
یہ بھی آپ کی جہالت اور بے علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ فتنے کا بیج
سب سے قبل آپ کے اسماعیل قتیل نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ
کر بویا تھا اور بقول آپ کے حکیم الامت تھانوی کے اسے معلوم تھا

کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) سے گو شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے[1] اور مولوی رشید احمد گنگوہی بقول دیو بندی حکیم الامت کہتے تھے کہ اس (تقویۃ الایمان) سے بہت نفع ہوا ہے[2]۔ گویا دیو بندیوں کے آقا کی سازش کامیاب ہوگئی ہے کہ مسلمان اس کتاب کی وجہ سے خوب دست و گریبان ہو رہے ہیں لہٰذا بڑا نفع ہوا۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح رہے کہ حضرت مولانا عبدالسمیع رام پوری مصنف انوار ساطعہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کے پیر بھائی اور استاد بھائی تھے مگر وہ مرید با مراد اور شاگرد رشید تھے اس لیے انہوں نے مسلکِ حق اہلسنت و جماعت کے دفاع میں ان (دیوبندی) نامراد اور گستاخ استاد بھائیوں اور پیر بھائیوں کے خلاف کتاب لکھ کر واضح کر دیا تھا کہ اصل دین کیا ہے اور ان (دیوبندیوں) ظالموں نے کیا گھڑ لیا ہے اللہ تعالےٰ ہدایت عطا فرمائے آمین!

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۷۴ ، [2] ایضاً صفحہ ۷۵ ؛

حضرات قارئین کرام! اس وقت ملکی حالات اور عالم اسلام پر مختلف النوع مصائب و آلام کی کیفیات سب کے سامنے ہیں معاشرہ میں فحاشی آزاد خیالی اور بے راہ روی کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے وطنِ عزیز میں نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی منزل دُور سے دُور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ معاشرہ ڈی سی آر۔ ہیروئن۔ رشوت۔ قتل۔ اغوا جیسے ہولناک جرائم کی لپیٹ میں ہے کھلے بندوں آبرو ریزی کی وارداتیں دیدہ دلیری کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ وطنِ عزیز کا قومی پریس مستورات کی برہنہ و نیم برہنہ تصاویر شائع کر کے نظر کی بدکاری کو فروغ دے رہا ہے فلموں اور ایکٹرسوں کے تعارف اور تشہیر پر اہم قومی اخبارات کے دو دو تین تین صفحات وقف ہیں۔ پورا ملک ایک سینما گھر میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ لوٹ کھسوٹ کا دَور دَورہ ہے۔ حصول زر و طلب منفعت کو ہی نصب العین بنا لیا گیا ہے۔ اخلاقی قدریں تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ ایک پاکیزہ شرعی معاشرہ کی خاص اسلامی ریاست کا تصور چکنا چور ہو چکا ہے۔ ایسے ہوشربا حالات پر ہر درد مند مسلمان خون کے آنسو رو رہا ہے کہ آئندہ نسلوں کا کیا ہوگا۔ لیکن یہ کس قدر المناک اور دردناک بات ہے کہ دیو بندی وہابی مکتبِ فکر کے مصنفین تمام قومی ملکی مسائل و مشکلات سے

بے نیاز ہو کر ایک طرف تو حضور نبی اکرم رسول محترم شفیع معظم واقف اسرار لوح و قلم باعث ایجاد عالم حضور پُرنور سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان گھٹانے اور آپ کے خداداد فضائل وکمالات اور ذکرِ خیر پر شرک و بدعت کے فتاویٰ صادر کرنے پر اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام و قدست اسرارہم سے برگشتہ و مُتنفر کرنے کی مذموم روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتاویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان جیسی شدید گستاخانہ اور رسوائے زمانہ کتب کی تائید و حمایت میں نت نئی رکیک و ذلیل و خبیث تاویلوں پر مشتمل شرمناک کتب و رسائل شائع کئے جا رہے ہیں اور یہ لوگ اپنے اکابر کی مسلّمہ گستاخیوں، بے ادبیوں اور تنقیص الوہیت اور توہین رسالت سے عوام الناس کی توجہ ہٹانے کے لیے پیکرِ عشقِ رسالت فدائے شانِ نبوت سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ الامام احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر رکیک و ذلیل و خبیث تر حملے کر رہے ہیں۔ مذہب اہلسنّت و مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف مسلسل و متواتر گنے چنے الزامات کا بے تحاشہ اعادہ کیا جا رہا ہے۔ امام اہلسنّت و مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف شرانگیز لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے جارحانہ بے سروپا الزامات پر مشتمل شرانگیز کتب و رسائل شائع کئے جا رہے ہیں اس وقت مطالعہ بریلویت کے علاوہ: ــــــــــ

(۲) پاگلوں کی کہانی ملت بریلویہ کی اچھوتی تعبیر
(۳) بریلی کا نیا دین
(۴) گمراہ کن عقائد
(۵) اُلٹے بانس بریلی کو
(۶) رضا خانی مذہب
(۷) بریلوی مذہب
(۸) ندائے حق

(۹) بریلوی فتوے
(۱۰) فضائل وکمالات اعلیٰحضرت بریلوی
(۱۱) پڑھتا جا شرماتا جا
(۱۲) تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار
(۱۳) محمد کو خدا مان لیا
(۱۴) ملاں کا مردہ ٹیکس

ہمارے پیش نظر ہیں اور "مطالعہ بریلویت" ان میں سرفہرست ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے جو ملک کے اطراف و اکناف سے حضرات علماء و احباب اہلسنّت نے ہمیں جواب دینے اور ان کا مدلل رد کرنے کے لیے ارسال کی ہیں بالخصوص امیر شریعت علمبردار مسلک اعلیٰحضرت علامہ الحاج ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب قادری رضوی نگران اعلیٰ و سرپرست جماعت رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ حضرت مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب قادری سیالکوٹی۔ جناب مکرم و محترم محمد عبداللہ صاحب بریلوی۔ ادیب وارث فیضان امام المناظرین مولانا علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ علامہ فیض احمد اویسی محب اہلسنّت مخلصم جناب محمد طفیل صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ القول السدید لاہور۔ مجاہد سنیت جناب محمد جاوید اکبر قادری صاحب۔ مولانا علامہ اختر شاہجہاں پوری مرحوم۔ علامہ مولانا شرف قادری صاحب۔ مولانا محب اللہ نوری صاحب۔ مولانا شاہ تراب الحق قادری ایسے مخلصین محبین علماء و دردمندان اہلسنّت بالخصوص صوفیاء کرام مصری شاہ لاہور اور ملک کے اطراف و اکناف سے بہت سے احباب اہلسنّت نے بار بار شدید تقاضا و اصرار کیا اور اکابر علماء اہلسنّت نے حکم دیا اور مذکورہ کتابیں ارسال فرمائیں اور ان کتب کا مدلل و محقق رد کرنے کا تقاضا فرمایا فقیر اس کو ٹالتا رہا کہ ان کتب میں کوئی نئی بات نہیں ہے پرانی خرافات اور الزامات کا اعادہ کیا گیا ہے مگر چونکہ دوستوں

کا اصرار تھا کہ اگرچہ پہلے والے ہی الزامات دہرائے جا رہے ہیں لیکن عوام الناس کو تو یہ معلوم نہیں لہذا مطالعۂ بریلویت کا ردّ نئے سرے سے ہونا چاہیے اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح کرنی چاہیے کہ ان بکواسات کا اس سے قبل بھی جواب ہو چکا ہے۔ دوستوں کے اصرار پہ قلم اٹھا رہا ہوں اللہ تعالیٰ حق بات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

مطالعہ بریلویت میں ہے کیا؟

فقیر راقم الحروف دیانتداری کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ "مطالعہ بریلویت" کا مرتب ایک جنونی آدمی ہے اس کے ذہن کی تسکین اسی سے ہوتی ہے کہ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور علماء و مشائخ اہلسنّت پر مختلف النوع الزام تراشیاں بہتان طرازیاں کی جائیں۔ یورپ میں یہود و نصاریٰ لابی کے زیر سایہ بیٹھ کر اس نے یہی سیکھا ہے اور اپنا مشن بنا لیا ہے کہ اپنی فرقہ وارانہ سرگرمیوں سے پاکستان میں خلفشار و انتشار پیدا کیا جائے پاکستان کے امن و سکون و استحکام کو تباہ کیا جائے۔ "مطالعہ بریلویت" میں کیا ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری۔ مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی عبدالشکور کاکوروی کی کتب و رسائل کے مضامین ہیں۔ ان کی نقالی کی گئی ہے اور پاک و ہند میں اہلسنّت کے خلاف چھپنے والے رسائل اور کتابچوں کے مضامین کو یکجا جمع کر دیا ہے اس کا اپنا کچھ ہے تو جھوٹ اور الزام تراشی و بہتان طرازی اور لفاظی ہے اور اور لن ترانیاں ہیں بات کے مفہوم کو بدلنا الٹی سیدھی عقل شکن تعبیر کرنا حقائق کو مسخ کرنا حقیقت کو جھٹلانا بس یہ اس کا کمال ہے۔ اس نے کمال بے حیائی اور فن کاری سے وہ تمام خرافات سب یکجا کر دی ہیں جو آج تک برصغیر پاک و ہند کی کتب و رسائل میں چھپ کر منظر عام پر

آ چکی ہیں اور مختلف ادوار میں مختلف علماء اہلسنّت ان کا ردّ و ابطال کر چکے ہیں اور مصنف مطالعہ بریلویت اور چھوٹے موٹے افرادنے مرفوع القلم نام نہاد مصنفین اُسی لکیر کو پیٹ رہے ہیں اور لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ مطالعہ بریلویت کا مرتب بالخصوص جلے پاؤں کی بلّی بنا پھرتا ہے، عنوان خواہ کچھ بھی ہو ہر الا بلا اہلسنّت و امام اہلسنّت کے کھاتہ میں ڈالتا رہتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص ہر وقت جلتا بھنتا کُڑھتا اور زخم چاٹتا رہتا ہے۔ اس کے دل بے قرار کو کسی طرح قرار نہیں آتا۔ مرتب مطالعہ بریلویت اور مذکورہ بالا واہیات کتب و رسائل کے مرتبین خود ساختہ مصنفین کی اس تمام تر مسلسل جدوجہد کا ماحصل اور منشاء یہ ہے کہ جن عاقبت نااندیش مولویوں نے تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتاویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ میں جو شدید گستاخیاں کی ہیں اکابر علماء عرب و عجم اور مشاہیر علماء برصغیر نے جو احکام شرعی متفقہ فتولے تکفیر کی صورت میں جاری کئے ہیں اُن کو بے اثر بنایا جائے اس کے نزدیک تکفیر جرم ہے توہین جرم نہیں ایک عام فہم بات ہے۔ تکفیر کے شرعی حکم کے خلاف محض مولویوں کی حمایت میں یہ واویلا مچا کر آسمان سر پہ اُٹھانے والے تنقیص شان الوہیت اور توہین شان رسالت کو جرم ہی نہیں سمجھتے انہیں توہین و تنقیص کی مطلقاً کچھ پرواہ ہی نہیں۔ یہ لوگ تنقیص و توہین کو عین ایمان و اسلام سمجھتے ہیں گستاخی و بے ادبی کو ادب و احترام قرار دیتے ہیں۔ سواد اعظم اہلسنّت کے خلاف اس بازاری طرز تخاطب اور سراسر جارحانہ و معاندانہ لٹریچر کی اشاعت کا ماحصل وحید یہ ہے کہ یا تو اہلسنّت و جماعت مرتکبین توہین کی تکفیر بند کریں ورنہ ہم تمہارے اعلیٰحضرت امام و مجدد فاضل بریلوی پر بھی زبان طعن دراز کریں گے۔ آجکل دیوبندی

وہابی مصنفین جس قسم کی الزام تراشی و بہتان طرازی کر رہے ہیں اس
سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اکابر کے مسلک و موقف سے واقف
ہی نہیں کیونکہ آج کل اپنے کتب و رسائل میں یہ لوگ جس قسم کی خرافات
لغویات اور بے ہودہ گوئی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور جو اُلٹے سیدھے
الزامات لگا رہے ہیں وہ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیحضرت الامام احمد رضا
قدس سرہٗ العزیز کے معاصر "علماءِ دیوبند" کی کتب میں ملتے ہی نہیں۔
اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ہمعصر علماء دیوبند میں مولوی قاسم
نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔
مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی
انور شاہ کاشمیری وغیرہم کی کتابیں، رسائل کوئی بھی شخص اُٹھا کر
دیکھ سکتا ہے نہ اُن میں سیدنا امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے خلاف یہ
الزامات لگائے جو دیوبندی طائفہ آج لگا رہا ہے نہ یہ زبان استعمال
کی گئی جو آج کے مولویانِ دیوبند کا شعار ہے۔ مطالعۂ بریلویت کا بس ان
دو لفظوں میں جواب ہو جاتا ہے کہ اگر فی الواقع امام اہلسنّت سیدنا اعلیحضرت
فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد و افکار ایسے ہی تھے کہ جیسے
مطالعہ بریلویت اور عصرِ حاضر کی دوسری دیوبندی کتب میں بیان کئے
جا رہے ہیں تو اکابر دیوبند نے ان کے خلاف حکم شرعی کیوں نہ لگایا؟
اُن کو صاحبِ ایمان مومن مسلمان کیوں تسلیم کیا؟ اُن کی اقتداء میں
نماز کو کیوں جائز قرار دیا ــــ؟ جیسا کہ آگے چل کر مختلف عنوانات کے
تحت ہم اپنے اس دعویٰ پر دلائل اور بکثرت حوالجات پیش کریں گے۔
یا پھر وہ گستاخی کو گستاخی اور کفریہ کلمات کو کفر نہیں سمجھتے تھے یا پھر وہ
اکابر دیوبند مطلقاً جاہل و لاعلم تھے کہ انہیں اعلیحضرت مجدد دین و
ملت کی تصانیف جلیلہ پڑھنے سمجھنے کی اہلیت و قابلیت ہی نہ تھی اور

آج کل کے یہ اکابر دیوبند کے وکیل و دلال اپنے اکابر سے زیادہ
اعلیحضرت کی کتب و رسائل کو جانتے اور سمجھتے ہیں یا یہ اپنے اکابر علماء
دیوبند سے زیادہ وسیع النظر اور وسعت معلومات کے حامل اور بالغ نظر
ہیں اور اُن سے زیادہ علمی گہرائی کے جاننے والے ہیں۔
حقیقت یہ کہ ڈھٹائی اور بے شرمی سے مطالعہ بریلویت میں
حقیقت کا مُنہ چڑایا گیا ہے۔ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیحضرت فاضل
بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل دہلوی۔ مولوی قاسم صاحب
نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد صاحب
انبیٹھوی و مولوی اشرف علی تھانوی کی کتب میں صریح بے ادبیاں
گستاخیاں ملاحظہ فرمائیں اور فوراً حکم شرعی واضح فرما دیا اور ایسا واضح
فرمایا کہ علماء اکابر عرب و عجم و برصغیر نے اس کی تائید و توثیق فرمائی۔
اور اگر اعلیحضرت کے عقائد و اعمال بھی ایسے ہی تھے جیسا کہ مطالعہ بریلویت
والا اور مذکورہ بالا کتب کے دیوبندی مصنفین بتا رہے ہیں تو پھر ضرور
ضرور ضرور نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی صاحبان وغیرہم
بھی سرکار اعلیحضرت امام اہلسنّت پر کوئی شرعی حکم لگاتے، وہ ہرگز راہ
دفع الوقتی سے کام نہ لیتے، لہٰذا اب اتنی مدت کے بعد مرتب مطالعہ
بریلویت کا جوڑ توڑ کر کے کتر بیونت کر کے ہیرا پھیری اور چکر بازی
سے کام لے کر امام اہلسنّت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ پر سراسر خلاف
واقع اور جھوٹے الزامات لگانے بلکہ الزامات کی بوچھاڑ کرنے
سے دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کیا حاصل ــــ؟
مقامِ حیرت ہے کہ دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے مرفوع القلم
مصنفین عذاب و قبر و حشر سے مطلقاً بے نیاز ہو کر مذہب اہلسنّت
مسلک اعلیحضرت کے خلاف تو بڑی دیدہ دلیری اور تسلسل و تواتر

کے ساتھ کتب و رسائل شائع کر رہے ہیں لیکن جو حقیقی جرائم ہیں مثلاً ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی بدکاری بے راہ روی قتل و غارت سُود و رشوت سینما بینی فلم سازی ہیروئن فروشی اغواء و چور بازاری بے پردگی بے حیائی ایسے ہولناک جرائم کو ان لوگوں نے کبھی بدعت و حرام قرار نہیں دیا ان مضرات کے ردّ و ابطال میں کتب و رسائل شائع نہیں کئے ان کے نزدیک حرام و بدعت ہے تو عید میلاد النبی ـــ حرام و بدعت ہے درود و سلام ـــ حرام و بدعت ہے تو صلوٰۃ و سلام ـــ حرام و بدعت ہے گیارھویں شریف ـــ حرام و بدعت ہے عُرس اور میلاد ـــ جو شرمناک برائیاں معاشرہ کے لیے ناسُور ہیں، اسلامی تہذیب و ثقافت کو تباہ و برباد کر رہی ہیں ان کے استیصال میں ان کا کوئی کردار نہیں۔

یقین کیجئے! جب ہم کتاب مطالعہ بریلویت اور اس قسم کی دوسری لچر و بے ہودہ کتب کی الزام تراشیوں کی سیدنا اعلیٰحضرت و امام اہلسنت و دیگر علماء اہلسنّت کی تصانیف جلیلہ سے مطابقت کرتے ہیں تو ہمارا مذہب اہلسنّت مسلک اعلیٰحضرت و عظمت اعلیٰحضرت پر ایمان و عقیدہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ ہر حوالہ میں عیاری مکاری فریب کاری دجل و تلبیس جوڑ توڑ اور کتربیونت کے سوا کچھ نہیں ملتا ہم اہل علم انصاف بلکہ خود تحقیقِ حق کے طلب گار دیوبندی مُنصف مزاج عناصر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مطالعہ بریلویت کے حوالوں کو اصل کتابوں سے ضرور ملائیں اور خود دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی دیکھ لیں۔

دھماکہ کے الزامات کا اعادہ

۱۶، ۱۷ سال قبل مطالعہ بریلویت کے مرتب نے

بے نام مصنف کی حیثیت سے بے سروپا الزامات پر مشتمل دھماکہ نامی کتابچہ شائع کیا تھا جس کا مکمل مدلل و مسکّت اور زناٹے دار جواب بحمدہٖ تعالےٰ ہم نے ڈیڑھ دو ماہ کے اندر قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے نام سے شائع کر دیا تھا جس سے دیوبندی عقائد کا شیش محل چکنا چُور ہو گیا اور ان کی مغالطہ آمیزیوں کے بُرج اُلٹ گئے۔ جعلسازیوں کا تانا بانا بکھر کر رہ گیا۔ بحمدہٖ تعالےٰ پانچ پانچ چار چار ہزار کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ دھماکہ کے بے نام مصنف چھپے رستم ڈاکٹر پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی میں شرم و حیا اور غیرت ہوتی تو قہر خداوندی کا نمبر وار صفحہ بہ صفحہ جواب دیتا یا بے سروپا جھوٹے الزامات و اتہامات سے علی الاعلان توبہ کرتا مگر توبہ نہ ان کے مقدر میں نہ ان کے بڑوں کے مقدر میں۔ توبہ کے نام سے تو ان کو دَورہ پڑتا ہے۔ قہر خداوندی کے دلائل قاہرہ کا جواب دینے یا توبہ و رجوع کرنے کی بجائے اب بے شرمی و ہٹ دھرمی سے وہی الزامات مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیئے کیونکہ مقصد تو غلط فہمیاں پھیلانا اور مغالطہ دینا ہے۔ اگر ڈاکٹر پروفیسر مانچسٹروی دیوبندی ملاں خالد محمود میں شرم و حیا و غیرت ہوتی تو وہ ہمارے جواب کا جواب دیتا یا ہمارے جوابی مضامین کی کمزوریاں بیان کرتا۔ خالد محمود مانچسٹروی کے بعض مضامین رسالہ "الرشید" ساہیوال میں چھپتے رہے ہیں اور فاتح عیسائیت مولانا ابوالنصر سیّد منظور احمد شاہ صاحب کی فرمائش پر ہم ان ملاں مانچسٹروی کا ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال میں تعاقب اور محاسبہ کرتے رہے ہیں اور جوابی مضامین شائع کئے تو پھر ملاں مانچسٹروی گُنگ ہو گیا اور ہمارے جوابی مضامین کا جواب نہ دے سکا اب وہی تردید شدہ مضامین جو اس نے الرشید ساہیوال میں شائع کرائے

تھے اور انوار الفریدیہ میں ان کا مدلل و مسکت جواب دے دیا گیا تھا اپنے وہ الزامات و افتراءات سے بھرپور مضامین بھی مطالعہ بریلویت میں دوبارہ شامل کر دیئے گئے حالانکہ اس کی تمام لن ترانیوں کا طلسم چاک کر دیا گیا تھا۔

الزامات کا اعادہ

ملّاں مانچسٹر وی مسٹر خالد محمود ہی نہیں بلکہ ان کے اکابر مناظرین اکابر و اصاغر مصنفین کا یہ مستقل طرز عمل ہے کہ دوسرے کی سُنے بغیر اپنی کہی جاؤ یہ لوگ ہٹلر اور گوبلز کے اس فارمولے پر عمل پیرا ہیں کہ الزامات کا اس تسلسل سے اعادہ کرو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں، تو یہ ان کے مقدر میں نہیں کہ اہلسنت کے دلائل اور براہین کا جواب دیں اور نہ ہی ان کے بس کا روگ ہے۔ رئیس القلم علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہٗ نے ان کے عقائد و فتاویٰ پر مشتمل ایک جامع و محقق کتاب زلزلہ تصنیف فرمائی تھی حضرت مولانا ارشد القادری کے دلائل اور حوالہ جات کا توڑ نہ کر سکے بلکہ کسی حوالہ کو چھُوا تک بھی نہیں۔ جلے بھُنے دل و دماغ کے ساتھ زلزلہ کا جواب لکھنے بیٹھے تو سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و عقائد اہلسنت پر الزامات کی بھرمار کر دی۔ ان کو اعتراضات کا حق تھا مگر پہلے اپنا بوجھ تو ہلکا کرتے اور پھر اس قدر احساس کمتری میں مبتلا ہیں کہ زلزلہ کے یکے بعد دیگرے نام نہاد تین جوابات دیئے۔

ایک[۱] ملّاں مانچسٹر وی مسٹر خالد محمود نے بنام دھماکہ جواب دیا۔

دوسرا[۲] مولوی محمد عمر قریشی کراچوی ڈیروی نے بنام سیف حقانی جواب دیا۔

تیسرا[۳] جواب بریلوی فتنہ کا نیا روپ کسی عارف سنبھلی نے ندوۃ العلماء لکھنو سے دینا چاہا مگر علامہ ارشد القادری کے رسالہ جلیلہ زلزلہ کے دلائل اور حوالہ جات کو چھُونا شرک و بدعت سمجھ لیا گیا یہاں سے فقیر

قادری گدائے رضوی راقم الحروف محمد حسن علی نے دھماکہ اور سیف حقانی کا نمبر وار صفحہ بہ صفحہ مکمل و مدلل جواب دیا ان دلائل کو چھُونا ملاحظہ لگانا بدعت حرام سمجھ لیا گیا وہی کے چپٹے تردید شدہ مضامین و الزامات دوبارہ سہ بارہ بار بار شائع کئے جا رہے ہیں اب "مطالعہ بریلویت" کلک رضا خنجر خونخوار برق بار کی ردّ میں ہے انشاء اللہ العزیز دیوبندی نسل کے کسی فرزند سے قیام قیامت تک اس جواب کا جواب نہ ہو سکے گا اور مطالعہ بریلویت کے ردّ و ابطال کے بعد اب یہی الزامات و خرافات مطالعہ رضا خانیت کی صورت میں تیسرے جنم میں آئیں گی اور پھر یہیں بھی تیار پائیں گے ؎

تھانوی جی سے نہ تھان چھوڑیں گے
اور نہ ہم ان کے کان چھوڑیں گے

مشتے نمونہ از خروارے

الزامات و افتراءات کے اعادہ میں دیوبندی مصنفین و مناظرین کس قدر دیدہ دلیری اور بے حیائی سے کام لیتے ہیں ہر بار وہی مرغ کی ایک ٹانگ کیے جاتے ہیں قارئین کرام اس کا اندازہ وصایا شریف کے ایک حوالہ عبارت سے لگا سکتے ہیں جس کو یہ لوگ بار بار نقل اور بیان کرتے چلے آرہے ہیں۔ عبارت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز نے بوقت وصال فرمایا:۔

"حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے[۱]"

---

[۱] وصایا شریف صفحہ ۹

اس مختصر سی عبارت پر دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف سے تسلسل کے ساتھ اعتراضات کی جو بھرمار ہوئی اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو حالانکہ ہر بار ہر جگہ تقریر میں تحریر میں مناظرہ میں علماء اہلسنّت مناظرین و مصنفین بروقت جواب دیتے چلے آئے ہیں مگر یہ ضد اور ہٹ کے پکے بار بار اس عبارت کو بطور اعتراض نقل کئے جارہے ہیں اور جواب و وضاحت کا جواب نہیں دیتے اور وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہے جارہے ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱) اودری ضلع اعظم گڑھ یوپی میں شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی مدیر الفرقان کے درمیان ۲۴-۲۵-۲۶ جمادی الاُخریٰ ۱۳۵۲ھ کو مناظرہ ہوا۔ ۲۵ جمادی الاُخریٰ کو مولوی سنبھلی دیوبندی نے وصایا شریف کی یہ عبارت پیش کی دیکھو دیوبندی روئیداد مناظرہ ص۱۰۳ شیر بیشۂ اہلسنّت نے اس کا جواب دیا دیکھو روئیداد مناظرہ اودری صفحہ ۱۱۴-۱۱۵ ــــ ۔

(۲) ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ اکبری جامع مسجد شہر کہنہ بریلی شریف میں امام اہلسنّت محدّث اعظم پاکستان مولانا ابو المنظور علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کے درمیان مناظرہ ہوا پھر دوبارہ مولوی سنبھلی دیوبندی نے وصایا شریف کی یہ عبارت حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب ...... الخ پیش کی (دیکھو روئیداد مناظرہ ص۲۷) امام اہلسنّت محدّث اعظم قدس سرہٗ نے مناظرہ بریلی میں اس کا مدلّل و مؤثر جواب دیا دیکھو نصرت خداداد مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد ص۱۱۷۔

(۳) ملّاں ماچھڑوی خالد محمود نے برقعہ پہن کر مُنہ دکھلئے اور نام بتلائے بغیر ایک کتابچہ دھماکہ لکھا تھا اس کے صفحہ ۹ پر سیدنا

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے یہی نقل کیا میرا دین و مذہب ...... الخ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر نے قہر خداوندی ص۳۴-۳۵ میں اس کا ایسا مُنہ توڑ جواب دیا کہ حیا ہوتی تو ڈوب مرتا۔

(۴) پھر ایک اور بے حیا اُٹھا اندھے رشید کا اندھا مقلد بن کر سیف حقانی لکھ ماری یا مروائی اور پھر اسی عبارت میرا دین و مذہب کو سیف حقانی صفحہ ۳۷ پر دھر گھسیٹی بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اپنی جوابی کتاب برہان صداقت بر دنجدی بطالت صفحہ ۲۰۰ پر اس جاہل مصنّف کے کان مروڑے تو چھکے چھوٹ گئے اور بارہ سال سے اب تک لاجواب ہے۔

(۵) پھر کراچی سے ایک بے بصیرت اپنے زعم جہالت میں ایک کتابچہ "بریلی کا نیا دین" شائع کیا اور اُس کے صفحہ ۲۸ پر وصایا شریف کی یہ عبارت نقل کر کے دھوکہ دینا ضروری سمجھا اور لکھا کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا میرا دین و مذہب ...... الخ سیف حقانی میں بشمول اس کا ردّ و ابطال کیا گیا۔

(۶) ۷ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۳ھ میں ملتان باغ لانگے خاں میں شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب علیہ الرحمۃ اور ابو الوفا شاہجہان پوری بمعہ عطاء اللّٰہ بخاری احراری کے درمیان کفریات اکابر دیوبند پر مناظرہ ہوا تو دیوبندی مناظر ابو الوفا شاہجہانپوری نے وصایا شریف کی یہی عبارت میرا دین و مذہب پیش کی تو مظہر اعلیٰحضرت کے کلام بلاغت نظام دلائل قاہرہ کے سامنے بےبس ہوگیا دیکھو روئیداد مناظرۂ ملتان ص۲۶۔

(۷) پھر ۱۳۵۸ھ میں ایک خردماغ پروفیسر دیوبندی مولوی کریم بخش نے خردماغی کی اور "چہل مسئلہ حضرات بریلویہ لکھ مارا اور مولوی

سرخراب گکھڑ دی گوجرانوالوی دیوبندی نے اس کو دوبارہ شائع کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا تو امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سیدی علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ وخلفاء میں سے مولانا علامہ محمد عبدالکریم چشتی رضوی صدر المدرسین دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ نے چہل مسئلہ بریلویہ کے صفحہ ۲۶ پر شائع شدہ اس عبارت کی حقیقت اپنی کتاب دیوبندیوں کے جھوٹ اور خیانتیں صفحہ ۶۶ پر جامعیت سے بیان فرمائیں اور مدلل و مسکت جواب دیا۔

⑧ دیوبندی سنتو قوال ضیاء القاسمی لائلپوری بھی اس موضوع کا دائمی مریض ہے اس نے "دربار رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں" نامی پمفلٹ صفحہ ۲ میں یہی الزام نقل کیا اور ہم نے تنبیہ الجہال صد ۳ پر جواب دیا۔

⑨ پھر جھنگ شہر میں کسی نامراد کی رگِ خباثت پھڑکی اور ایک کتاب سوانح عمری اعلٰحضرت لکھ ماری اس میں بھی یہ وصیت درج کرکے اپنا درد مٹانے کی کوشش کی گئی اور مولانا عجیب صاحب قادری رضوی صدر مدرس جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ نے اس کا رد بلیغ فرمایا اور مسلک علمائے دیوبند کی منہ بولتی تصویر کے صفحہ ۶۱ پر مسکت جواب دیا۔

⑩ پھر جہلم شہر میں کسی گستاخ کو ہذیان ہوا اور کتاب آئینہ بریلویت میں صد ۲ پر سیدنا اعلٰحضرت کی یہ وصیت لکھ کر دل کی بھڑاس نکالی تو مولانا صوفی صفدر علی اور مولانا محمد حسین صاحب نے بعنوان خبث نجدیت در آئینہ بریلویت میں اس کی تکہ بوٹی فرمائی۔

⑪ پھر لودھراں کے مولوی موسیٰ دیوبندی کو دورہ بغض و عناد پڑا اور "التحریر الکامل" صد ۱۹ پر سیدنا امام اہلسنت اعلٰحضرت

قدس سرہٗ کی یہی وصیت لکھ کر دریدہ دہنی اور یاوہ گوئی کا مظاہرہ کیا تو مولانا علامہ فیض احمد صاحب اویسی رضوی کی فرمائش پر فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی البریلوی نے "ابطال باطل" صد ۱۸ پر نجدیت شکن جواب دیا۔

اب مزید چھ کتابیں اور کتابچے پیشِ نظر ہیں۔

⑫ رضا خانی مذہب کے صد ۱۹۰ پر یہی عبارات (اس کا مصنف مولانا سعید احمد قادری مشرب بہ اسلام و مشرف بہ سنیت ہو چکا ہے)

⑬ کتاب گمراہ کن عقائد کے صد ۳۴ پر۔

⑭ ایک کتاب ملت بریلویہ کی اچھوتی تعبیر پاگلوں کی کہانی کے صفحہ ۷۱ پر۔

⑮ ایک کتاب رضا خانی اُمت اپنے آئینہ میں کے صفحہ ۷۱ پر۔

⑯ اور ایک کتاب "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" جو ندوۃ العلماء لکھنؤ سے چھپی ہے کے صفحہ ۳۸ پر۔

⑰ اور مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی سنتو قوال کے پمفلٹ دربار رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں کے صفحہ ۲ پر پھر

⑱ ملاں مانچسٹر دی مسٹر خالد محمود کی بدحواسی و خرد ماغی کے آئینہ دار مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۹ پر اعلٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ وصیت موجود و مرقوم ہے اور ان موخر الذکر چھ کتابوں کا مشترکہ جواب زیر نظر و زیر قلم کتاب محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت میں ایک نئے نرالے اور دنداں شکن جواب کی صورت میں پوری تفصیل و جامعیت کے ساتھ آ رہا ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں مذکورہ بالا تفصیل کو بار بار پڑھیں کہ ایک ہی الزام کا بار بار اعادہ کیا جا رہا ہے

یہ ۱۸، ۱۹ کتب کے حوالے تو ہم نے نقل کئے ہیں اور وہ کتب اس کے سوا ہیں جو ہمارے مطالعہ یا مشاہدہ میں نہیں آئیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وصیت پہ ہم نے اور ہمارے اکابر کرام نے جو کچھ وضاحت کی تھی اور جو جوابات دیئے تھے، مطالعہ بریلویت کے مرتب کا یہ تو حق تھا کہ وہ ہمارے دلائل اور ہماری وضاحت کا جواب دیتا۔ ہمارے دلائل میں اگر کوئی کمزوری تھی تو بتاتا مگر مطالعہ بریلویت کے مرتب کا یہ حق نہیں تھا کہ جس اعتراض والزام کا ہم جواب دے چکے ہیں اس کو دوبارہ سہ بارہ نقل کرتا۔ اس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یا تو یہ ہمارے جوابی مضامین کو پڑھتا ہی نہیں یا پھر دیدہ دانستہ مغالطہ دینا یا اُلٹا چکر چلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہی ان کا نصب العین ہے۔ ہم نے صرف ایک حوالہ کی بار بار نقل پر ۱۸، ۱۹ حوالہ جات ان کی کتب سے دیئے ہیں ورنہ آج کل دیوبندی وہابی اہل قلم اور مُصنّفین اکابر اہلسنّت و امام اہلسنّت پر جس قسم کے الزامات لگا رہے ہیں اور جس قسم کے حوالہ جات بار بار پیش کر رہے ہیں ان کے بار بار جوابات دیئے جا چکے ہیں مطالعہ بریلویت اور مذکورہ بالا دیوبندی کتب اور مخالفین کے اسی نوع کے دوسرے الزامات و اعتراضات کم و بیش ساٹھ فیصد وہی ہیں جن کے جوابات یہ فقیر راقم الحروف محمد حسن علی الرضوی غفرلہٗ بھی اپنی تصانیف قہرِ خداوندی۔ برقِ آسمانی۔ برہانِ صداقت۔ مقدمہ عظمت حبیب کبریا بہ دعبارات کفریہ۔ تنبیہ الجہال۔ مقدمہ مناظرہ ادری۔ آئینہ نجدیت و دیوبند وغیرہ میں بار بار دے چکا ہے۔ یہ کس قدر ظلم و ناانصافی و ستم ظریفی ہے کہ بار ہا کے تردید و وضاحت شدہ اعتراضات کا اعادہ کیا جا رہا ہے اور انہی الزامات کی ۱۰۱ دانوں والی تسبیح پڑھی جا رہی ہے۔

ایک المناک حقیقت یہ ہے

کہ دیوبندی وہابی مصنفین کے نقل و بیان کردہ حوالوں کی جب ہم علماء اہلسنّت کی اصل کتابوں سے مطابقت کرتے ہیں تو دس فیصد حوالے تو فرضی بناوٹی کتابوں کے ہوتے ہیں۔ دس فیصد حوالے ایسے ہوتے ہیں جو ان کی اپنی کتب و رسائل کے ہوتے ہیں۔ جیسے خالد محمود نے غلام خان سے نقل کر دیا۔ غلام خان نے منظور سنبھلی کی کتاب سے نقل کر دیا۔ منظور سنبھلی نے مرتضیٰ حسن دربھنگی کی نقل مار لی۔ ضیاء القاسمی۔ یوسف رحمانی۔ عمر فتہ لیثی۔ عارف سنبھلی۔ سرفراز گکھڑوی جیسے لوگوں نے ان سب کی مار لی اور پھر ڈھونڈتے رہ جاؤ ماخذ تلاش کرتے پھرو تو آخر میں آخری کتاب ان کی اپنی ہی نکلتی ہے یعنی الزام اپنے مُنہ اور ثبوت اپنے گھر سے یہ ہے ان لوگوں کی دیانت و امانت کا حال ساٹھ فی صد عبارات اور حوالے ان کی کتابوں میں ایسے ملیں گے جس میں انصاف کا خون کر کے رکھ دیا گیا ہوگا اور کتر بیونت سے کام لیا گیا ہوگا اور بیس فی صد حوالے ایسے ہوں گے جن میں عبارتوں اور حوالوں کا مفہوم ہی مسخ کر دیا گیا ہوگا اور کھینچا تانی کر کے عبارات و مفہوم کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہوگا۔ یہ ہے ان کی قلمی دیانتداری کا عالم اور اسی زعم جہالت اور بد دیانتی کی اساس پر مصنّف و مناظر اور محقق بنے پھرتے ہیں۔ متلاشیان حق و انصاف کا یہ شیوہ نہیں۔ بلا وجہ کی ضد و عناد سے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اصل مسئلہ توہین و تکفیر کا ہے

جزوی فروعی فقہی سطحی مسائل میں درگزر سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اکابر علماء اہلسنّت خصوصاً سیدنا امام اہلسنّت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا دامن اس سلسلہ میں بہت وسیع ہے انہوں نے

بار بار پیش کش فرمائی اور بے ادبوں گستاخوں اہل توہین و تنقیص کو عام دعوت دی ہے مثلاً ایک مقام پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

"واللہ العظیم وہ بندۂ خدا (احمد رضا) بخوشی راضی ہے اگر یہ دشنامی حضرات (مخالفین اہلسنت) بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندہ خدا (احمد رضا) کو پچاس ہزار مغلظ گالیاں سنائیں اور لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر بھی پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندہ خدا (احمد رضا) کے ساتھ اس کے باپ دادا اکابر علماء قدست اسرارہم کو بھی گالیاں دیں تو اینم بر علم اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو اس کے آباؤ اجداد کی آبرو بدگویوں کی بدزبانی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے لیے سپر ہو جائے۔ سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں ؎

فان ابی و والدہٗ و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

یعنی اے بدزبانو! میں اس لیے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میری اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کی سپر ہو جائے الٰہی ایسا ہی کر آمین! ــــ یہی وجہ ہے کہ یہ بدگو حضرات (مخالفین اہلسنت) اس بندہ خدا (احمد رضا) پر کیا کیا طوفان بہتان اس کے ذاتی معاملات میں اٹھاتے ہیں اخباروں اشتہاروں (کتابوں) میں طرح طرح کی گڑھتوں

سے کیا کیا خاک کے اڑاتے ہیں مگر وہ (احمد رضا) اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا نہ جواب دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اسی لیے عطا فرمایا کہ بعونہٖ تعالیٰ عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کروں حاشا کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے نہ دوں اچھا ہے کہ جتنی دیر مجھے برا کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں ۔ؐ"[1]

سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تو کبھی اس بات کی پرواہ ہی نہیں فرمائی کوئی بدگو دشنامی ان پر دن رات مختلف النوع الزامات لگا رہا ہے گالیاں دے رہا ہے پوسٹر پمفلٹ چھاپ کر بہتان باندھ رہا ہے بلکہ آپ نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانثاری کرتے ہوئے یہ مذکورہ بالا فدایانہ پیشکش فرمائی کہ مجھے (امام احمد رضا کو) میرے باپ دادا کو میرے اکابر علماء مشائخ کو ہر روز پچاس ہزار غلیظ گالیاں دے لیا کرو اخباروں، پوسٹروں، رسالوں میں چھاپ دیا کرو مگر میرے آقا و مولیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی بے ادبی گستاخی توہین و تنقیص سے باز رہو۔ عظمت شان رسالت کے تحفظ و دفاع اور ادب و عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جرم میں یہ لوگ نت نئے افترات اٹھاتے اور الزامات کا طوفان مچاتے ہیں ؎

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

بہر حال اصل مسئلہ توہین و تکفیر کا ہے اگر کوئی توہین و تنقیص نہ کرتا تو تکفیر نہ ہوتی ارتداد حکم شرعی واضح نہ ہوتا مگر یہ لوگ بڑی بے بصیرتی سے

---

[1] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین صفحہ ۴۹ـ۵۰، امام احمد رضا اور انکے مخالفین ص ۱۳۲

تکفیر کا رونا تو روتے ہیں توہین سے توبہ اور کفریات سے رجوع نہیں کرتے۔

توبہ سے انحراف عذرِ گناہ بدتر از گناہ

سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے اپنے عہد کے دشمنانِ شانِ رسالت اور علمبرداریں توہین و تنقیص کو بار بار رجسٹری خطوط کے ذریعہ ان کے اقوالِ کفریہ پر متعدد بار مطلع کیا توبہ اور رجوع کی ترغیب دلائی توبہ اور معافی کوئی امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے طلب نہیں کرنی تھی، توبہ اور معافی اللہ واحد قہار جل و علا سے طلب کرنی تھی۔ بالفرض ان کے نزدیک ان کی گستاخیاں توہین و تنقیص نہیں تھیں پھر بھی اُمت کے وسیع تر مفاد و اتحاد کے لیے توبہ کر لیتے تو کیا مضائقہ تھا؟ مگر انہوں نے عزتِ نفس کا مسئلہ بنا لیا۔ توبہ مقدر میں نہ تھی رجوع الی الحق کی دولت عظمیٰ سے محروم رہے اور اپنی توہین آمیز کفریہ عبارات کو عین ایمان اور نورِ اسلام سمجھنے لگے اور مختلف النوع لغو تاویلات کرنے لگے۔ ضد اور عناد نے اندھا کر دیا۔ ان تاویلات سے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والا منظر سامنے آیا۔

پانچ سات مولویوں کی قربانی کوئی بڑی بات نہیں

آج بھی اگر دیوبندی مکتبِ فکر کے علماء سنجیدگی اور متانت اور حقیقت پسند اور وسیع النظری سے کام لیں اور انتشار کے خاتمہ اور اُمت کے اتحاد قومی یکجہتی کے لیے گنتی کے صرف پانچ سات مولویوں کی قربانی دے دیں۔ اور جن حضرات پر اُن کی کفریہ گستاخانہ عبارات کے باعث حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ میں فتویٰ کفر و ارتداد لگا ہے اور عرب و عجم شرق و غرب پاک و ہند کے اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء نے اس کی تائید و تصدیق فرمائی ہے صرف اُن گنتی کے چند مولویوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے

توہین کو توہین تسلیم کر لیں کفر کو کفر مان لیں اور سچے دل سے توبہ کر کے ان کی وکالت اور دلالی چھوڑ دیں۔ جھوٹی تاویلات کا سلسلہ بند کر دیں اور حسام الحرمین پر تصدیق کر دیں تو اُمید ہے اُمت کا وسیع تر اتحاد یکجہتی قائم ہو سکتی ہے اور قوم کو خلفشار سے نجات مل سکتی ہے اور اُمید ہے اس مستحسن طرزِ عمل سے اُن مرتکبین توہین کی ارواح کو بھی سکون ہوگا کیونکہ آپ لوگ اُن کی بیان و تحریر کردہ جن جن گستاخیوں بے ادبیوں کی وکالت اور تائید و حمایت میں دن رات ایک کر رہے ہیں اس عذاب اور نحوست کا حصہ اُن بانیانِ توہین و تنقیص کو بھی مل رہا ہوگا اور عذاب میں مزید شدت ہو رہی ہوگی آپ نے کفر کی وکالت کا یہ مذموم کاروبار چھوڑ دیا تو یقیناً ان کی رُوح کو تسکین ہوگی کیونکہ وہ تمہیں دینِ اسلام کی عظمت شانِ رسالت کی رفعت کی بجائے اپنے جھوٹے تقدس کے جس مکروہ دھندے پر تمہیں لگا کر گئے ہیں اور تم اُن کی گستاخانہ کفریہ عبارات و عقائد کا دفاع جس مذموم و مکروہ انداز میں کر رہے ہو اور عامۃ الناس کے لیے ضلالت و گمراہی کا باعث بن رہے ہو یہ اُن کے تمہارے اکابرین کے لیے وبالِ جان بن رہا ہوگا اور ان کے عذاب کی شدت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہوگا۔ اور اگر خدا کرے موجودہ دور کے حامیانِ توہین مرتکبین توہین سے منحرف ہو کر حسام الحرمین کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے راہِ مستقیم پر آجائیں تو اُمت کے لیے یہ دن انتہائی فرحت و مسرت کا دن ہوگا اور پھر ہم سب مل کر منکرینِ حدیث۔ منکرینِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین منکرینِ ختم نبوت کا ایک مضبوط قوت کی حیثیت سے مشترکہ مقابلہ کریں گے۔

مطالعہ بریلویت کٹ پیس کتاب

مطالعہ بریلویت کوئی باقاعدہ کتاب نہیں،

نہ اس کی کوئی ترتیب نہ کسی خاص عنوان پر لکھی گئی بلکہ خود ساختہ علامہ ڈاکٹر پروفیسر مانچسٹروی نے اپنی پروفیسری کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنے کے لیے مختلف کتابوں، رسالوں، پمفلٹوں، کتابچوں، اشتہاروں، پوسٹروں جھوٹے سچے ادنے پونے مصنفین کے مضامین سرقہ کرکے سارے کٹ پیس ٹکڑے "مطالعہ بریلویت" میں جمع کر دیئے ہیں اور مصنف بن بیٹھا ــــ۔

تردید شدہ مضامین کی بھرمار

مطالعہ بریلویت میں تردید شدہ مضامین اور حوالہ جات کی بھرمار ہے۔ جن الزامات وخرافات اور عقل شکن حوالوں کا ہم قہر خداوندی برہان صداقت۔ برق آسمانی اور اپنی دوسری کتابوں میں بار بار مبالغہ کی حد تک مکرر در مکرر جواب دے چکے ہیں انوکھی ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے ملاں مانچسٹروی نے پھر مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیئے مصنف کا یہ حق تو تھا جن حوالوں اور الزامات کے ہم نے جوابات دیئے ہیں، وضاحتیں کی ہیں اُن کا جواب دیتا یا ہمارے جواب و وضاحت میں کوئی کمزوری تھی تو بیان کرتا لیکن جواب کا جواب دینے کی بجائے اندھے کی لاٹھی گھمادی۔ وہی رٹے ہوئے اور ازبر کئے ہوئے الزامات خرافات کو مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیا جیسا کہ ہم نے وصایا شریف میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت "میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے" کے سلسلہ میں کثیر حوالوں سے بار بار بصراحت مدلل محقق جوابات دیئے۔ اس پوری کتاب میں شاید ہی کوئی الزام ایسا ہو کہ جس کا دو چار بار بلکہ بار بار جواب نہ دے دیا گیا ہو۔ معلوم نہیں اس بے حیا مُرتب یا مصنف کو مختلف انواع الزامات کے اعادہ سے کیا سکون حاصل ہوتا اور اس کے غلیظ نفس اور خبیث رُوح کو کیوں تسکین پہنچتی ہے

بار بار وہی حوالے نقل کرنے کا یہ مرض اسے کیوں لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اُس کے پیارے حبیب ومحبوب نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے اور سیدنا اعلیٰحضرت کے قلم کی بھیک کے صدقے اور امام اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان سیدی علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے ہم آئندہ صفحات میں مؤلف مطالعہ بریلویت کے ہر فریب و فراڈ کا دامن دلائل و براہین و حوالہ جات سے چاک کریں گے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کریں گے۔ ؎

پڑا فلک کا کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

ایسی ایسی الزام تراشیاں کر رہے ہیں جو اکابر دیو بند کے وہم و تصور میں بھی نہ تھیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

- کبھی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا ماننے کا الزام اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر لگا رہے ہیں۔
- کبھی بریلویوں پر اعلیٰحضرت کو خدا ماننے کا الزام لگا رہے ہیں۔
- کہیں اعلیٰحضرت پر گستاخیٔ رسول کا الزام لگا رہے ہیں۔
- کہیں اعلیٰحضرت پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ وہ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ العزیز کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت اور برتری کے قائل تھے۔
- کہیں توہینِ انبیاء، کہیں توہینِ صحابہ، کہیں توہینِ اولیاء کے بے تحاشہ الزامات لگا کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ سے سیاہ تر کر رہے ہیں۔ یہ سب دل کی بھڑاس ہے کوئی دیوبندی سُورما ثابت نہیں کر سکتا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی

اشرفعلی تھانوی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی انور شاہ کاشمیری جیسے مسلّمہ اکابر دیوبند اور اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کے معاصرین نے ایسے ناپاک الزام لگائے ہوں بلکہ مسلّمہ و ممتاز اکابر دیوبند نے امام اہلسنّت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو مومن مسلمان صاحب ایمان واسلام مانا عاشق رسول جانا اور آپ کی اقتداء میں جواز نماز کا فتویٰ دیا۔ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی حسرت کا برملا اظہار کیا۔ اصاغرِ دیوبند کے مذکورہ بالاقسم لایعنی و بےہودہ اتہامات اگر فی الواقع سچے ہوتے تو یہ الزام اکابر دیوبند پر ہی پڑے گا کہ معاذ اللہ ایسے عقائد کے حامل کو انہوں نے مومن مسلمان کیوں مانا۔ ان کی اقتداء میں جواز نماز کا فتویٰ کیوں دیا۔ اصاغر دیوبند کے بے تحاشہ الزامات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے زعم باطل میں سیدنا اعلیٰحضرت کی کتابوں کو یہ اصاغر سمجھ سکتے ہیں اتنا ان کے اکابر نے نہ سمجھا ورنہ وہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے ایسے صریح غلط عقائد دیکھ کر کیوں خاموش رہے اور آج کل یہ لونڈے چھوکرے ڈاکٹر پروفیسر اور خود ساختہ علامہ اور جاہل مناظرین علم و عمر و تجربہ کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے مولوی جن کے منہ سے ماں کے دودھ کی بو بھی نہیں گئی۔ جن کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی کتب کے ماخوذ کا تو کیا پتہ چلے گا امام اہلسنّت کی تصانیف کا نام بھی صحیح پڑھنا نہیں آتا جن کا علمی و تحقیقی حدود اربعہ یہ ہے کہ ہیر پھیر کر وہی مکھیاں مار رہے ہیں جو ان سے پہلے کا نام نہاد مصنّف مار جاتا ہے۔ بغیر دیکھے دلیری سے اعلیٰحضرت کی کتاب کا حوالہ نقل کر دیں گے اور بحوالہ اپنے ہی کسی مصنّف کی کتاب کا لکھ دیںگے اور جب اصل تصانیف اعلیٰحضرت سے مطابقت کی جاتی ہے بات ہی کچھ اور نکلتی ہے اس قسم کی جعلسازی اور روسیاہی ان

کے مقدر میں لکھی ہے۔ قارئین کرام اور انصاف پسند ناظرین کرام یقین فرمائیں کہ جب ہم ان مرفوع القلم مصنّفین کی کتب میں نقل کردہ حوالوں کو سیدنا سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصانیف جلیلہ سے ملاتے اور مطابقت کرتے ہیں تو ان کے دجل کا راز افشا ہونے پر اعلیٰحضرت کی حقانیت و صداقت پر ہمارا ایمان اور پختہ ہو جاتا۔ بے پر کی اڑانا رائی کا پہاڑ بنانا ان کا خاص وصف ہے۔ ؎

رادّ[1] کو اس کا رادی[؟] گائیں

کیا بے پر کی اڑاتے یہ ہیں

میرا دین و مذہب

ان کو بہت بری طرح لڑ گیا ہے عنوان خواہ کچھ بھی ہو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا دیوبندی وہابی مصنّف اسی خبط میں مبتلا ہے کہ امام احمد رضا خاں نے میرا دین و مذہب کہہ دیا۔ دیکھو وصایا شریف پڑھو آخری وصیت میرا دین و مذہب اس پر مضبوطی سے قائم رہنا...... الخ بس جی اعلیٰحضرت بریلوی کا دین و مذہب تو ان کا خود ساختہ گڑھا ہوا دین و مذہب ہے نیا دین ہے وغیرہا ذالک من الخرافات۔ حالانکہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے صاف فرمایا ہے میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے فیصلہ ہو گیا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کی کتب کو دیکھ انشاء اللہ العزیز قرآن و احادیث اقوال ائمہ و فقہاء تصریحات محدثین و مفسرین کے سوا کچھ نہ ملے گا ہر دعویٰ پر تفاسیر و احادیث و اقوال ائمہ ملیں گے اگر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ گھڑا ہوا دین و مذہب ہوتا قرآن و احادیث

---

[1] رَدّ کرنے والا ؛

کی نصوص سے معارض و مختلف ہوتا تو اُن کے معاصر اکابر دیو بند اُن کو مسلمان کیوں مانتے اُن کی اقتداء میں جوازِ نماز کے فتاویٰ و احکام کیوں جاری کرتے؟ ـــــ مطالعہ بریلویت کا بد باطن مصنف ایک طرف صفحہ ۱۹ پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے میرا دین و مذہب کہنے پر واویلا مچاتا ہوا غلط تاثر دیتا ہے کہ اس مذہب کو بریلوی مذہب کہتے ہیں ...... باقی اُمت سے علیحدہ کانٹوں کی ایک باڑ پر لا کھڑا کیا ......

صفحہ ۱۹ پر یہ غلط تاثر دینے کے باوجود کہ بریلوی مذہب باقی اُمت سے علیحدہ ہے یہی مصنّف اپنے مُنہ پر اپنا تھپڑ مارتے ہوئے اپنے ہی قلم سے اقرار کرتا ہے کہ: ـــــ

"مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جب علماءِ دیو بند کو کافر کہا تو علماءِ دیو بند نے خان صاحب کو جواباً کافر نہ کہا جب ان سے کہا گیا آپ انہیں (امام احمد رضا کو) کافر کیوں نہیں کہتے تو انہوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے الزامات میں ہم پر جھوٹ باندھا ہے جھوٹ اور بہتان باندھنا گناہ اور فسق تو ہے لیکن کفر ہرگز نہیں۔ ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے۔"[1]

بات ختم ہوئی ان دو تین سطروں سے پوری کتاب مطالعہ بریلویت کا جواب ہو گیا۔ مطالعہ بریلویت کے مصنّف نے اپنی چار طویل ترین جلدوں میں جو شدید ترین نوعیت کے بدترین الزامات و اتہامات لگائے ہیں اکابر دیو بند کے نزدیک ان کی کوئی حقیقت وحیثیت نہیں مطالعہ بریلویت میں مذکور اگر یہ سارے تو کیا ایک دو الزام بھی فی الواقع اور صحیح ہوتے تو اکابر دیو بند ان کو ضرور کافر کہتے اکابر دیو بند کے نزدیک اعلیٰحضرت امام

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۷۷-۲۷۸ ؎

احمد رضا علیہ الرحمۃ کا دین و مذہب خود ساختہ گھڑا ہوا ہوتا اور باقی اُمت سے علیحدہ خلافِ اسلام و خلافِ کتاب و سنّت ہوتا تو اکابر دیو بند ان کو ضرور ضرور کافر کہتے مگر اکابر دیو بند نے تو صاف صاف صرف اتنا اعتراف کیا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں نے ہم پر جھوٹ اور بہتان باندھا ہے اور یہ فسق ہے کفر نہیں ہے۔ یہ ملّاں مانچسٹروی کی تیرہ بختی اور شقاوتِ قلبی ہے کہ وہ اپنے اکابر کے برعکس اعلیٰحضرت کے دین و مذہب کو دینِ اسلام سے علیحدہ قرار دے کر نیا دین و مذہب بتا رہا ہے اور اُن کے ذمّہ ایسے شرمناک اور شدید تنقیص و توہین آمیز عقائد لگا رہا ہے جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شرک و کفر و ارتداد پر مبنی ہی ہو سکتے ہیں ـــــ ۔

مولوی خالد محمود کے اپنے دین ایمان کا بھی جنازہ نکل گیا

خالد محمود نے وصایا شریف کی عبارت نقل کر کے یہ سمجھا کہ اعلیٰحضرت کا دین و مذہب دینِ اسلام اور مذہب اہلسنّت سے مختلف و متضاد نیا اور خود ساختہ دین ہے یہی تاثر دیا اور اظہار کیا ہے ـــــ دینِ اسلام سے مختلف نیا دین بنانے والے کو وہ مسلمان بھی سمجھتا ہے کافر بھی نہیں کہتا اور نہ صرف یہ بلکہ قارئین کرام مطالعہ بریلویت جلد اوّل کو ایک سرسری نظر سے ملاحظہ کریں اور سُرخیاں دیکھیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کے ذمہ جو عقائد و نظریات لگائے ہیں وہ یہ ہیں: ـــــ

① خدا سے لڑائی لڑنا ص۵۲ ② خدا سے کشتی لڑنا ص۵۱
③ ولیوں کو نبیوں سے بڑھانا ص۴۹ ④ ازواج مطہرات کی گستاخی کرنا ص۴۷

⑤ قرآن کریم کی آیات غلط لکھنا ص ۲۴۳

⑥ ایک لفظ قرآنی کا انکار بھی کفر ہے ص ۲۴۱

⑦ صفحہ ۲۴۳ تا صفحہ ۲۴۲ سیدنا امام احمد رضا بریلوی اور مرزا مردود و مرتد کو قرآن مجید کے الفاظ و معانی میں تحریف کرنے والا قرار دیا ہے۔

⑧ صفحہ ۲۴۴ پر قرآن پاک کے الفاظ و معانی میں تحریف کا الزام لگایا ہے۔

جب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ایسے سنگین و شدید ترین الزامات خالد محمود کے نزدیک ثابت ہیں اور پھر بھی وہ ایسے خبیث الزامات و عقائد کے مرتکب کی تکفیر نہیں کرتا کافر قرار نہیں دیتا بلکہ اکابر دیوبند کی سند اور دلیل لاتا ہے کہ اکابر دیوبند نے اعلحضرت کو کافر نہیں کہا دیکھو مطالعہ بریلویت ص ۲۷۸۔ اب یا تو یہ مانو کہ ملاں مانچسٹروی نے سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلحضرت قدس سرہ پر دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے بے سروپا الزامات لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے یا پھر یہ مانو کہ وہ انبیاء علیہم السلام سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کی گستاخی اور قرآن عظیم کی لفظی و معنوی تحریف کو کفر نہیں سمجھتا اس سے تو اس کے اپنے ایمان کا جنازہ نکل گیا کیونکہ اس کے نزدیک خدا سے لڑائی لڑنا ــــ ولیوں کو نبیوں سے بڑھانا ــــ ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کرنا ــــ قرآن عظیم میں لفظی و معنوی تحریف کرنا کفر نہیں ہے تو پھر اس کا اپنا ایمان کہاں رہا ــ جب اس کے نزدیک یہ باتیں کفر و ارتداد نہیں ہیں تو پھر یہ نانوتوی، گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی وغیرہ کی گستاخیوں کو کفر و ارتداد کیسے مانے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے اپنے اقوال و طرز عمل سے ثابت

ہو گیا کہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی تنقیص انبیاء و مرسلین اور حضور سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ــــ قرآن عظیم کی تحریف اور ازواج مطہرات کی گستاخی کفر و ارتداد و بے دینی نہیں ہے ان کے ہاں بے ادبی گستاخی اور تنقیص الوہیت اور توہین رسالت پر فتویٰ کفر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی گستاخیوں کو کفر کس طرح مانیں گے ــــ؟ ان کا سارا زور اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ کسی کو بھی کافر نہ کہو کافر کو بھی کافر نہ کہو چاہے کوئی تنقیص الوہیت کا مرتکب ہو یا توہین رسالت کا ارتکاب کرے ان کے ہاں انبیأ و مرسلین اور صلحاء اُمت اولیاء کاملین کی بے ادبی گستاخی کرنے لکھنے چھاپنے کی عام اجازت ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اکثر کتب و رسائل اپنے مولویوں کی عظمت کے دفاع اور تحفظ میں ہوتے ہیں جبکہ علماء اہلسنت کی تصانیف میں شان الوہیت اور عظمت شان رسالت و مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تحفظ و دفاع پایا جاتا ہے۔

میرا دین و مذہب کہنے کی وضاحت

اگرچہ ہم اپنی متعدد تصانیف قہر خداوندی برق آسمانی۔ برہان صداقت وغیرہ میں اس موضوع پر کافی لکھ چکے ہیں اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ اکابر اہلسنت مناظرہ بریلی مناظرہ اودری ــ مناظرہ ملتان وغیرہ وغیرہ میں اس بات کی کافی سے زیادہ وضاحت کر چکے ہیں لیکن ان کو ہر بار نئی گولی نہ دی جائے تو ان کے مستقل مرض میں افاقہ نہیں ہوتا لیجئے مزید وضاحت سنیئے: ــــ

اوّلاً: عبارت مذکورہ بالا میں سیدنا اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں: ــــ

① اتباع شریعت اور ② دین و مذہب

احکامِ عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادیات کا نام دین ہے
بدیہیات شرعیہ میں سے ہے کہ احکامِ شریعت بقدرِ وسعت ہیں
لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا مگر ضروریاتِ دین پر ایمان ہر
وقت ضروری ہے۔ اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں ــــ اِلَّا مَنْ
اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ــــ اعلحضرت امام
اہلسنّت نے ازراہِ محبت دینِ اسلام کو اپنا دین فرمایا۔ جیسے کوئی کہے میرا
رب، میرے رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح اعلحضرت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کو اپنا دین فرمایا اور پھر یہ تصریح موجود ہے
کہ جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اعلحضرت کی کتب میں کیا ہے بفضلہ
تعالیٰ قرآن واحادیث اقوالِ آئمہ وفقہاء ایک ایک مسئلہ پر صدہا
نصوص مصنف دھاکہ اور اس کے اکابر ومشاہیر تا قیامِ قیامت اعلحضرت
کی کتب سے قرآن واحادیث کے خلاف کچھ نہ دکھا سکیں گے۔ اعلحضرت
نے بالخصوص اپنی کتب کی نشاندہی اس لیے فرمائی کہ اس دور میں
مرزائی قادیانی، نیچری، رافضی، دیوبندی وہابی، چکڑالوی سب ہی
قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور اپنی باطل مراد کے لیے غلط معنی
پہنا کر گمراہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی کتاب پر نہیں بلکہ میرا دین ومذہب جو میری
کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا۔ اب اعلحضرت کی کتب سے جو ظاہر ہے
وہ ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ مگر نہ جانے مصنف مطالعہ بریلویت کو
یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اپنے دین ومذہب سے اعلحضرت کی مراد شریعت
محمدی نہ تھی اپنا علیحدہ مذہب تھا یہ کچھ اعلحضرت کی کتب سے تو ظاہر
نہیں اور قلبی کیفیات پر مطلع ہونا اور دل میں چھپی ہوئی غیب کی بات
جاننا بالذات اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے لیکن مصنف نے اپنے اکابر
کے مذکورہ عقیدہ کے خلاف اپنے علم غیب کا دعویٰ کس طرح کر دیا۔

یا محض ابلیسی وسوسہ ہے ــــ؟
بہرحال یہ مصنف مطالعہ بریلویت کا جاہلانہ اعتراض اور دھوکہ
ہے ہم اس سے پوچھتے ہیں اسلام آپ کا دین ہے یا نہیں ــــ؟ اگر
آپ کہیں ہاں تو آپ اپنے فتویٰ سے کافر ہو گئے۔ کیونکہ دین کو اپنی
طرف اضافت کرنے کے معنیٰ آپ کے نزدیک یہ ہیں آپ کا گھڑا ہوا
اور ایجاد کردہ دین اس طرح اسلام کو آپ اپنا دین بتا کر کافر ہو گئے
اور اگر آپ کہیں اسلام ہمارا دین نہیں تو آپ ہمارے فتویٰ سے بحکم شریعت
کافر ہو گئے۔ ــــ

دوگونہ عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ

ثانیاً: احادیث صحیحہ میں ہے کہ مُردہ کو قبر میں دفن کرتے
ہیں تو منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون
ہے۔ مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے۔ آپ کے قول پر یہ مطلب ہوا کہ نکیرین
علیہم السلام مُردے سے اسلام کے علاوہ خود اس کا گھڑا ہوا دین پوچھتے
ہیں یوں نہیں کہتے کہ عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ کُنْتَ تو کس دین پر تھا بلکہ یہی
کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ مسٹر مانچسٹروی کو چاہیے کہ وہ کہہ دے میرا کوئی
دین نہیں میں تو بے دین ہوں۔ لَا دِیْنَ لِیْ۔ مسلمان مُردہ یہ نہیں کہتا
کہ انا علی دین الاسلام یعنی میں اسلام پر ہوں۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔
دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے۔
ثالثاً: سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
اس وصیت کے بارہ میں مولوی ضیاء احمد دیوبندی وہابی اپنی کتاب
التحقیق الحبیب فی بیان انواع التثویب کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے
ہیں۔ "اور وصیت کنندہ اور اس کی وصیت عین شریعت ہو گی"

پھر اسی صفحہ ۲۴ پر ہے۔ "بلتح وصیت مذکورہ عبداللہ مصاب و مثاب ہے۔" اس جواب پر آپ کے دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے۔

بتائیے مولوی ضیاء احمد دیوبندی اور مولوی عبداللطیف سہارنپوری اعلحضرت کے شریک جرم ہوئے یا نہیں۔ انہوں نے معاذ اللہ گھڑے ہوئے یا ایجاد کردہ دین کی تائید کی یا نہیں ——؟

مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مولوی اشرفعلی تھانوی کی تائید

ہم مطالعہ بریلویت کے مرتب اور ان کے چھوٹے بڑے چنیں چناں مصنفین کو ان کے گھر پہنچا کے دم لیں گے میرا دین کہنا ان کے نزدیک وبال جان ہے لیکن علماء دیوبند کے عظیم ممدوح مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مصنف کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی اس کی تائید کر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو: ——

"ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں (تھانوی صاحب نے) فرمایا آپ تو اسی پر تعجب کر رہے ہیں میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سن کر رد کر دیتا وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا۔ من ربک۔ مادینک۔ من ھذا الرجل (تیرا رب کون ہے؟ —— تیرا دین کیا ہے؟ —— اور یہ صاحب کون ہیں؟) وہ (دھوبی) جواب میں کہتا مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان (غوث اعظم علیہ الرحمہ) کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی۔"[1]

حوالہ مذکورہ ملاں مانچسٹروی کا سہرے گیا اور مولانا گنج مرادآبادی و تھانوی نے تسلیم کر لیا کہ یہ کہنا درست ہے کہ جو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دین وہ میرا دین —— بس اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہوا کہ جو سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کا دین و ایمان وہ ہمارا دین و ایمان کیونکہ حضور اعلحضرت کا دین دین اسلام ہی ہے کھینچا تانی سے اس مفہوم کو مسخ نہیں کیا جا سکتا اور سنیے: ——

مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی

یہ دربھنگی چاندپوری سابق ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند ان کا رئیس المناظرین تھا۔ جیسے رئیس لوگ امیر کبیر دولت کے نشہ میں کچھ کا کچھ بک دیتے ہیں ان کا رئیس المناظرین بھی اپنی رئیسی کے نشہ میں اسی وضع کا رئیس المناظرین تھا اُن کو اس فرقہ کے لوگ ابن شیر خدا بھی کہتے ہیں۔ اُن کے پاس تھانوی حکیم الامت کی خلافت کی ڈگری بھی تھی۔ اکابر دیوبند کے پھٹے چیتھڑوں کی پیوندکاری یہی کرتا رہا ہے۔ کفریہ عبارات کے جواب میں اس کی ساری عمر یوں نہیں یوں۔ یوں نہیں یوں کرتے گزر گئی اس لیے رئیس المناظرین کا تاج فرق اخبث پر رکھ دیا گیا۔ سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت تھانوی اینڈ گنگوہی کو چیلنج دیں یہ صاحب خم ٹھونک کر کہیں میں لڑوں گا اور جب اس کا قدی شیر کے مقابلہ میں خلیفہ اعلحضرت ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین احمد فاضل بہاری علیہ الرحمۃ الباری

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ زیر ملفوظ ۱۳۳ ؛

آئیں تو یہ کاغذی شیر راہ فرار پر قرار پکڑیں بہر حال میرا دین۔ تیرا دین میں یہ رئیس المناظرین بھی ہمارے ہمنوا ہیں وملک العلماء حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین علیہ الرحمۃ فاضل بہاری کو نقل آخری لاجواب تحریر کے زیر عنوان لکھتے ہیں : ـــــــ

"ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے"[1]

اب خالد محمود نامسعود کو چاہیے کہ وہ تھانوی۔ دربھنگی سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی پر بھی یہ فتویٰ لگائے انہوں نے گھڑے ہوئے بناوٹی خود ساختہ دین کو اپنا دین کہا ہے ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

اب کل کو اسی وصایا شریف کی اس عبارت کو آپ نے اگر کسی دوسری جگہ نقل کیا تو آپ سے بڑا بے شرم اور ہٹ دھرم کوئی نہیں ہوگا اگر دم خم ہو تو ہمارے ان دلائل شواہد کا توڑ کیا جائے ورنہ بے مقصد بک بک سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ختم اور ایصالِ ثواب

"مطالعہ بریلویت" کے صفحہ ۱۱تا ص ۳۷ پر ختم فاتحہ ایصالِ ثواب کے موضوع پر بڑے مسخرانہ انداز میں تبصرہ کیا گیا اور وہی پنجابی مثل اور محاورہ کے مطابق "ٹرے پھرے کھوتی بوہڑ تھلے" یعنی گدھی چل پھر کر پھر بڑ کے درخت کے نیچے آکھڑی ہوتی ہے یہی حال مسٹر ڈاکٹر کا ہے ادھر ادھر جھک مار کر پھر وصایا شریف اعلیٰحضرت سے کھانوں کی فہرست پیش کر کے اپنی للچاتی ہوئی زبان باہر نکال لی۔ حالانکہ ہمارا دیوبندیوں وہابیوں سے

---

[1] اسکات المعتدی صفحہ ۷۸ ؏

بنیادی اور اصولی اختلاف ختم فاتحہ حلوؤں اور چھوہاروں کھانوں کی لذتوں وغیرہ پر نہیں بلکہ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی جیسی ناپاک کتب کی گستاخانہ اور کفریہ عبارات پر ہے۔ تو اس بھلے مانس نے بلکہ بن مانس نے اپنے اکابر کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر تو کلام نہیں کیا بلکہ اپنی کتاب کی بنیاد ختم فاتحہ اور ایصالِ ثواب جیسے فروعی مسئلہ پر رکھی ـــــ ہولی دیوالی کی کھیلوں پوریوں کچوریوں سودی روپیہ کی سبیل کے پانی اور زاغ معروفہ کی یخنی کے سوا ان کے مقدر میں تو کچھ لکھا نہیں۔ للچائی ہوئی نظروں ٹپکتی ہوئی رالوں سے پھر لوپر زبان لٹکا کر وصایا شریف اعلیٰحضرت میں یہ دیکھنا شروع کر دیا۔

"اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف ـــــ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو ـــ شامی کباب ـــ پراٹھے اور بالائی ـــــ فرنی ـــ اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم ـــ گوشت بھری کچوریاں ـــ سیب کا پانی ـــ انار کا پانی ـــــ سوڈے کی بوتل"[1]

ان لوگوں کو خواب وخیال میں بھی یہ نعمتیں نظر نہیں آتیں ان کا عدو دار بعہ زاغ معروفہ۔ کالے دیسی کوّے یا ہولی دیوالی کی کھیلوں پوریوں کچوریوں تک ہے اور وہ کسی نے سچ کہا ہے۔ بندر کیا جانے ادرک کا مزہ ـــ چٹ پٹے کھانوں کو دل چاہا تو وصایا شریف کھول کر بیٹھ گئے اور للچائی نظروں سے ٹپکتی زبان نکال کر پڑھنے لگے۔ دودھ کا برف ـــ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ۔ شامی کباب ... وغیرہ وغیرہ شاید انہیں اس لیے درد ہوا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے اپنی اس

---

[1] وصایا شریف صفحہ ۹ ؏

مبارک وصیت میں زاغ معروفہ کی بریانی ــــ زاغ معروفہ کا پلاؤ، زاغ معروفہ کے شامی کباب نہیں بیان فرمائے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس وصایا پر اعتراض کی علت وحکمت کیا ہے؟ ــــ بہرحال یہ فہرست اس بے چارے عقل مارے مسٹر خالد محمود نے پہلی مرتبہ نہیں لکھی۔ مطالعہ بریلویت میں تو کھلم کھلا اپنے نام سے لکھ دی ہے درنہ اپنے کتابچہ دھماکہ میں چھپے رستم کے طور پر لکھی تھی اور ہم نے بفضلہ تعالےٰ اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں صفحہ ۵۷ تا صفحہ ۶۵ اس کا مدلل و محقق جواب دیا تھا۔ اس کند ذہن مصنف میں دیانت کی رتی ہوتی تو ہمارے جواب کا جواب دیتا اور اب پھر بے شرمی سے وہی عبارت جو دھماکہ میں لکھ کر مار کھائی تھی ہٹ دھرمی سے مطالعہ بریلویت میں لکھ ماری اور مصنف بن گیا کیا کہنے ہیں اس اثر خامہ کے ــــ اور نہ صرف یہ بدنصیب "اثر خامہ" اس کمپنی کے دوسرے مرفوع القلم اندھا دھند مصنفین بھی مزے لے لے کر اپنی اپنی کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں، پوسٹروں اور رسالوں میں ان چٹ پٹے اور مرغن کھانوں کے ناموں سے ہی لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں ــــ ۔ ؏

تیرا آستاں جو نہ مل سکا تری رہگذر پہ جبیں سہی

اصل کھانے تو میسّر نہیں ان کھانوں کے نام کا ہی وظیفہ کرتے جاؤ۔

یہ وصیّت نامہ کیا ہزار دفعہ بیان کروگے؟

ہم پہلے بھی عرض کرچکے

ہیں ایک چیز کے بار بار اعادہ وگردان سے کیا حاصل فاتحہ کے جس وصیت نامہ کو مطالعہ بریلویت کا مرتب اب نقل کر رہا ہے اس کے بار بار جواب دیئے جاچکے ہیں خود فقیر راقم الحروف اپنی متعدد تصانیف

میں اور دیگر اکابر ومشاہیر علماء اہلسنّت۔ مناظرین اہلسنّت۔ مصنفین اہلسنّت بار بار جواب دے چکے ہیں۔ مخالفین اہلسنّت۔ منکرینِ فاتحہ، معاندینِ اعلحضرت امام اہلسنّت کو یہ حق تو پہنچتا ہے کہ وہ ایک دو بار اس بات پر اعتراض کریں جو اُن کی خود ماغی کے معیار پر پوری نہ اُترتی ہو لیکن ازروئے انصاف یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم جن باتوں کے متعدد بار جوابات دے چکے ہیں آپ ہر نئی آنے والی کتاب میں وہی کٹے پٹے پُرانے اعتراض کرتے جائیں۔ البتہ مخالفین کو یہ حق ہے کہ ہم نے جو جوابات دیئے ہیں جو وضاحتیں کی ہیں اُن جوابات اور وضاحتوں پر اعتراض کرسکتے ہیں ان کی کمزوری بیان کی جاسکتی ہے جو اُن کے زعم میں ہو۔ لیکن وہی اعتراضات نقل کئے جانا بے شرمی اور ہٹ دھرمی ہے۔

فاتحہ سے متعلق سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت کا یہ وصیت نامہ جو مطالعہ بریلویت میں آج نقل کیا جارہا ہے یہ مُصنّف نے کونسا انوکھا بڑا تیر مارا ہے۔ یہ بہت پرانی بات ہے اور متعدد دیوبندی مناظرہ ومصنّف اس کی رٹ لگا چکے ہیں۔ مناظرہ بریلی کی دیوبندی روئیداد صفحہ ۱۶۹ پر منظور مفرور دیوبندی مناظر نے لکھا ــــ مناظرہ بریلی کی مفصّل روئیداد میں امام اہلسنّت سیّدنا حضرت قبلہ محدّثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ نے ص۱۱۷ پر اس کا جواب دیا۔ مناظرہ ادری میں مولوی منظور سنبھلی نے اسی وصیت نامہ پر اعتراض کیا اور پھر مظہر اعلحضرت شیر بیشہ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ نے روئیداد مناظرہ ادری میں اس کا جواب دیا ــــ یہاں پاکستان میں "جہل مسئلہ حضرات بریلویہ ص۳۲" میں اسی وصیت نامہ پر اعتراض ہوا تو اس کے جواب میں مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی نے کتاب "دیوبندیوں کے

جھوٹ اور خیانتیں" صـ۸۸ پر اس کی وضاحت کی۔ پھر عبدالرؤف نام نہاد فاروقی نے "اپنے آئینہ میں" صـ۷ پر اسی وصیت نامہ کو نقل کیا۔ پھر "پاگلوں کی کہانی" صـ۱۳۷ پر کراچی کے کسی مولوی جاہل نام نہاد فاضل نے یہی جھک ماری اور مولانا مولوی سعید احمد جس نے حال ہی میں بحمدہٖ تعالیٰ دیوبندیت چھوڑ کر سُنّی بریلوی مسلک اختیار کیا "رضا خانی مذہب" صـ۱۹۳ پر اسی الزام کا اعادہ کیا۔ اور مولوی ضیاء القاسمی بقول شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان سنتو قوال نے "دربارِ رسالت میں رضا خانی مولویوں کی گستاخیاں" میں یہی حوالہ نقل کیا۔ تنبیہ الجہال میں فقیر راقم الحروف نے اس کا رد کیا۔ مطالعہ بریلویت کے مرتّب نے دس بارہ سال قبل دھاکہ میں یہی حوالہ نقل کیا تھا اور قہرِ خداوندی میں اس کا جواب دیا گیا تھا ــــ کراچی سے عالمی تبلیغی تحریک وہابیت کے ڈھنڈورچی نے "گمراہ کن عقائد" صـ۳۱ پر یہی کچھ لکھا اور فاتحہ کی اس وصیت پر مذاق اُڑایا سب کا بار بار جواب دیا گیا ہے کوئی نئی بات نہیں ــــ اب ملّاں مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت کے صـ۲۱ پر پھر وہی بار بار کا وضاحت شدہ حوالہ نقل کر دیا ہے حالانکہ فقیر راقم الحروف نے قہرِ خداوندی بر دھاکہ دیوبندی صفحہ ۷۵ تا صفحہ ۷۶ پر اس قسم کی مانچسٹروی لن ترانیوں اور خر دماغیوں کا پوری طرح پوسٹ مارٹم کیا تھا ــــ اور قہرِ خداوندی صـ۷۵ کی موٹی سُرخی بھی یہی تھی "مسئلہ ایصالِ ثواب" ــــ اب اس بار بار لکھنے اور رٹ لگانے سے ہم کیا سمجھیں؟ ــــ یہی سمجھیں انہیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کے بغض و عناد کا دائمی مرض ہے اور جب دورہ پڑتا ہے تو انہیں یہی حوالے یاد آجاتے ہیں یا مانچسٹروی جی اتنا بے خبر و لاعلم ہے کہ اسے وصایا شریف اعلیٰحضرت کی یہ وصیت

اس وقت یاد آئی جب پندرہ بیس بلکہ اس سے زائد وہابی اہلِ قلم اس کو بار بار لکھ کر مار کھا چکے ہیں یا یہ سمجھیں کہ انہیں کسی کے جواب اور وضاحت سے کوئی غرض نہیں انہیں تو شیطان نے اس کام پر لگا دیا ہے کہ کسی دوسرے کی سُنے بغیر اپنی ہی کہے جاؤ ایک ایک الزام کا وظیفہ کرو ایک ایک سو ایک دانے کی تسبیح پڑھو۔ ــــ یہی وجہ ہے کہ اس مصنّف عنید نے آنکھیں بند کر کے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۲۰ پر پھر وہی دھاکہ والا عنوان قائم کر دیا "ختم اور ایصالِ ثواب" اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے وہی عنوانات ہیں جو دھاکہ میں تھے کہ:-

(۱) اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو ــــــــــ
(۲) نیا کفن بھجوانے کی تدبیر ــــــــــ
(۳) قبر میں ذائقے پہنچتے ہیں ــــــــــ
(۴) قبر میں لذّت طلبی کی انتہا ــــــــــ
(۵) وفات کے وقت کھانوں کی فہرست ــــــــــ
(۶) سرکارِ بغداد و سرکارِ سرہند کی نصیحت۔
(۷) ختم میں ستر ہزار چھوہارے ــــــــــ

الغرض صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۲۳ وہی عنوانات ہیں جو دھاکہ میں تھے اُسی طرح مراثیانہ انداز میں تمسخر اُڑایا ہے۔ البتہ صفحہ ۲۶ پر عنوانات "شوق ختم میں پیغمبر پر افتراء۔ میّت کے کھانے کی شرعی حیثیت۔ شب برات میں حلوہ۔ کھانا سامنے رکھنا۔ چند عنوانات نئے ہیں ہم ان کی بھی خبر لیں گے لیجئے جوابات ملاحظہ ہوں؛ ــــ

مصنّف لکھتا ہے مرحومین کو ثواب پہنچانے کا عقیدہ برحق ہے زندوں کے نیک اعمال کا ثواب حسب نیّت مرحومین کو پہنچتا ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ واضح ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اصلی چیزیں نہیں پہنچتی ہیں نہ

ان کی خوشبو اور لذت پہنچتی ہے۔ ان چیزوں کو ان کی اصلی شکل میں اگلے جہان بھیجنا کسی طرح ممکن نہیں ایصالِ ثواب برحق ہے[1]"......

اوّل تو یہ بتایا جائے کہ یہ کہا کس نے ہے کہ اصل چیزیں اگلے جہان پہنچتی ہیں۔ ذرا سی بات کا افسانہ بنانے کا کیا فائدہ ــــــ؟ سیّدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے بھی یہ نہیں فرمایا جو مصنّف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۲۰ پر سرخی جمائی ہے کہ اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو۔ بتایا جائے ثابت کیا جائے کہ وصایا شریف میں یہ الفاظ کہاں ہیں ــــ؟ کہ اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو؟ ــــ جیا ہو تو بتاؤ ــــ مصنّف کا یہ کہنا کہ:

"ثواب پہنچتا ہے اصلی چیزیں نہیں پہنچتیں"۔ بس ہمارا اور ہمارے اکابر کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ ان چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے غنیمت ہے مصنّف نے یہ تو تسلیم کیا کہ ثواب پہنچتا ہے ــــ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ اصل چیزیں بھیج دیا کرو۔ وصایا شریف میں ایسا کوئی لفظ کوئی حرف نہیں ہے بلکہ وصایا شریف میں یوں ہے کہ:

"ان اشیاء سے کچھ بھیج دیا کریں"۔ اشیاء ہے اشیاء میں سے نہیں ہے اور کہاں بھیج دیا کریں فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کے لیے غرباء فقراء کے لیے ــــــ۔

دروغ گورا حافظہ نباشد

مطالعہ بریلویت کا مرتب صفحہ بیس ۲۰ پر تو اعلیٰحضرت مجدد دین وملت قدس سرہٗ کے ذمہ یہ لگاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "اصل چیزیں ہی بھیج دیا کرو" اور صفحہ پینتیس ۳۵ پر اپنی تکذیب خود کرتا ہوا خود اپنے منہ پر تھوکتا ہے کہ: ــــــ

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰ ؎

"مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا ویسے ہی منع ہے جیسے چراغ رکھنا.... قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں[1]"

بات صاف ہو گئی جو اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ قبر پہ کھانا رکھوانا پسند نہیں کرتے وہ قبر کھود کر اندر رکھنا کس طرح پسند کریں گے ـــــ؟

وصیّت کے ابتدائی اور آخری حصّہ کو یہ یہودیوں کا تربیت یافتہ مصنّف اپنی بے ایمانی سے تلف نہ کرتا تو اس کا جواب ہمیں دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس وصیّت پر مصنّف نے عامیانہ انداز میں جو حاشیہ آرائی فرمائی ہے شیطان بھی توبہ کر گیا ہو گا۔

بھلا اس وصیّت پر بد زبانی کا کیا موقع تھا۔ کفن ساتھ بھیجدیا گیا تو اعتراض کی گنجائش نکال لی مگر اعلیٰحضرت نے یہاں تو یہ فرمایا تھا کہ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں۔ اعلیٰحضرت کو آخری وقت میں اپنا نہیں فقراء کا خیال تھا، غرباء کا خیال تھا۔ باقی رہا گیارہ نمبر پر فقراء کو دینے اور بارہ نمبر پر ان چیزوں کو بھیجنے کا مغالطہ تو یہ مصنّف کی اپنی عادت وطبیعت کی مجبوری کے باعث ہے۔ بارہ نمبر میں بھی اعزّہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ یہاں بھی فاتحہ کا لفظ نمایاں طور پر موجود ہے جو اندھے پن کے باعث نظر نہیں آرہا یعنی فاتحہ کے لیے بھیج دیا کریں نہ کہ خود میری قبر میں۔ اور ابتداء میں بھی یہی مذکور ہے۔ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں مصنّف کا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ اعلیٰحضرت یہ فرماتے فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں میرے لیے مزار میں بھیج دیا کریں۔ مگر اسے اوّل و آخر کچھ نظر نہیں آتا۔ گنگوہی کو کچھ نظر آیا ہو تو اسے نظر آئے۔

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۵ بحوالہ احکام شریعت جلد اوّل ص ۷۲ ؎

مصنف نے اپنی غلیظ رُوح کو تسکین پہنچانے کے لیے اعلحضرت قدس سرہٗ کو سوڈے کی بوتل فاتحہ میں شامل کرنے پر لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی سوڈے کی بوتل بہت پسند تھی گویا اُس مردُود کو سوڈے کی بوتلیں پیش کرنے کے لیے حاضر رہتا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ قادیانی مردُود کو تو پانی بھی پسند تھا۔ کیا قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی نے پانی پینا چھوڑ دیا تھا ــــ ؟ ورنہ گنگوہی اور نانوتوی پانی پی کر قادیانی کے ہم پسند ہوئے۔

اعلحضرت کی عظمت وشان اور فقراء پروری کے قربان جائیے آخری وقت بھی غرباء کا خیال، بہترین کھانوں کی فقراء کے لیے وصیت اور بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی مرتے وقت محمود الحسن سے کہہ رہے تھے کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن کہتے ہیں میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک چھوٹی سی ککڑی ملی[1] وہ بھی چوری کی جو مولوی محمود الحسن بلا اجازت وبغیر قیمت ادا کئے کھیتوں میں سے توڑ کر لائے۔ آخری وقت میں چوری کا مال کھا کر مرے ۹۸ سال کا عرصہ ہوگیا دیوبندی فرقہ والوں نے آج تک پتہ نہیں دیا کہ ککڑی کی قیمت ادا کر دی گئی کہ یا نہیں۔ اور صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد مدنی نے مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے سردے منگوا دو[2] دیکھا مصنف صاحب آپ نے اپنے اکابر کا حال نہ خدا ورسول یاد نہ کلمہ واستغفار آخری وقت میں ککڑیاں اور سردے کھانے کی فکر ہے۔

دیوبندی ملاؤں کی دورنگی پالیسی کا یہ حال ہے۔ اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کے کھانوں کی نصیحت پر اعتراض کر ڈالا، لیکن نانوتوی صاحب کی آخری وقت ککڑی کی خواہش اور مدنی کے سردے منگوانے

---

[1] ارواح ثلاثہ ص۲۷۱ [2] الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر

پر کوئی مروڑ نہیں اُٹھا۔

یاد رہے کہ مصنف نے یہ جملہ خرافات اپنے ہی قلم سے ص۳۵ پر اعلحضرت رضی اللہ عنہ سے احکام شریعت جلد اوّل ص۲۷ کا حوالہ نقل کرنے کے بعد بکی ہیں۔ "فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسے ہی منع ہے جیسے چراغ اس پر رکھ کر جلانا۔ اور اگر قبر سے جُدا رکھیں تو حرج نہیں ہے۔"

جب مصنف کے علم ویقین میں یہ سب کچھ تھا تو پھر آخر اس قدر مسخرے پن کا رنگ بھرنے کا کیا موقع تھا ــــ ؟ چٹ پٹ کھانے نہ اعلحضرت اپنے لیے منگوا رہے ہیں نہ اُن کو لازمی قرار دیکر اہل خانوادہ کو مجبور و پابند کیا جس پر بطیب خاطر کا لفظ واضح ثبوت ہے اور پھر اس کھانے کھلانے کا فائدہ جو کچھ ہے وہ فقراء کے لیے ہے۔

نیا کفن بھجوانے کی تدبیر

رہا نیا کفن بھجوانے کا واقعہ تو یہ کوئی مستقل مسئلہ نہیں اور نہ ہی کوئی ہر سال ہر ماہ نیا کفن بھجواتا ہے نہ بھجوایا جا سکتا ہے۔ ملفوظات اعلحضرت سے یہ نقل کرنا کہ "ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادے نے اُٹھ کر اس شخص کا دریافت کیا معلوم ہوا وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہوگیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔"

ہ واقعہ بیان کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہر شخص اس طرح

کفن اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء نئے مرنے والوں کے ساتھ بھیجتا رہے۔ نہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا نہ کسی اور سُنّی بریلوی عالم سے یہ ثابت ہے۔ اس واقعہ پر چند ایک طریقوں سے غور لازم ہے۔ اوّل یہ خواب کا واقعہ پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا وہ صالحہ تھیں ولیہ تھیں۔ ہم اہلسنّت کا عقیدہ ہے شہداء اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔ اس واقعہ میں ان صالحہ ولیہ بزرگ خاتون کی کرامت پوشیدہ ہے۔ مُصنّف بھُول گیا اس کو واقعہ کے اس جگہ پر بھی اعتراض کرنا چاہیے تھا کہ یہ غلط ہے وہ تندرست آدمی کیسے مرگیا۔ کون کب مرے گا یہ غیب کی بات ہے اللہ ہی جانے ولی ولیہ کو کیا خبر۔

بہرحال ہم اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزّوجل کی عطا سے انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام قدست اسرارہم کو اُن کی شان کے لائق علم غیب حاصل ہے۔ ان کی یہ کرامت کہ صالحہ خاتون نے بتادیا کہ فلاں شخص آنے والا ہے۔ جب وہ اپنی کرامت سے یہ معلوم کرسکتی ہیں کہ فلاں مرنے والا ہے اور آنے والا ہے تو کرامت کے طور پر ان کے پاس کفن پہنچ جانا کیا بعید ہے۔ ہر شخص صاحب کرامت نہیں ہوتا۔ نہ ہر شخص کو کفن بھیجا جاتا نہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ البتہ شہداء کی یہ شان ہے کہ اللہ عزّوجل خود فرماتے ہیں کہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے ہر کسی کے لیے یہ حکم نہیں۔ اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ نے کرامت کے طور پر اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

افسوس اگر مصنّف چند ایک سطر آگے پڑھ لیتا تو اعتراض کر کے مسخرے پن کا مظاہرہ کرنے کی جراءت نہ کرتا۔ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے ایک سطر آگے حضرت رہبان بن صیفی صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہبند لے لو اور الگنی پر ڈال دیا صبح کو اُن کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔

یہ صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت ہے کہ تہبند واپس آگیا۔ وہ صالحہ ولیہ کی کرامت ہے کہ فلاں آنے والا ہے اس کے ساتھ کفن بھیجدینا۔ مگر جو کرامات کا دشمن ہے وہ ضرور پھبتیاں کسے گا اور اعتراض کرے گا۔ کاش کہ مُصنّف مطالعہ بریلویت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کو بھی بیان کر دیتا تو جواب خود بخود ہو جاتا۔ مگر اس نے خیانت کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنے دادا دادی پھر اُن سے آگے جو اجداد گزر چکے ہیں ان کو کفن بھیجتے رہو۔ من گھڑت مُصنّف نے اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث کفن بھیجنے پر اعتراض کر دیا۔ امام اجل علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی "بشرا الکئب بلقاء الحبیب ص ٦٧" میں کفن بھیجنے کا بالکل اسی قسم کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو: ـــــ

ابن ابی الدینا "کتاب المقامات" میں مراسلاً ایسی سند کیساتھ جس میں کوئی حرج نہیں ہے، راشد ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی۔ خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن ان میں اپنی بیوی کو نہ دیکھا تو اُس نے اُن سے اُس کے بارے میں دریافت کیا، اُنہوں نے کہا چونکہ تم نے اُن کو کم کفن دیا ہے اس لیے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ پھر وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو کوئی ثقہ شخص دُنیا سے رُخصت ہونے والا ہے؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت تھا۔ اُس نے اُس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری

نے کہا کہ اگر کوئی مُردہ کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا۔ اُس کے بعد اس انصاری کا انتقال ہو گیا۔ پھر دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا اور اُن دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ اس کے بعد جب رات آئی تو اس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے۔

اب مُصنّف کو چاہیے کہ علامہ جلال الدین سیوطی نہ صرف آپ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ثقہ شخص دُنیا سے رُخصت ہونے والا ہے۔ پر اسی طرح زبان طعن دراز و تمسخر کا ذکر کر کے جہنّم کا صحیح حقدار ہو جائے۔ جس طرح اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ پر اس قسم کا واقعہ بیان کرنے پر خرافات کا مظاہرہ کیا تھا۔

علاوہ ازیں سعید بن منصور علیہ بنت ابان (بن صیفی غفاری صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ہمیں وصیت کی تھی کہ قمیص میں مجھے کفن نہ دینا۔ فرماتی ہیں کہ (اُن کی وصیت کے برعکس قمیص کا کفن دے دیا تو) اُن کے دفن کر دینے کے دوسرے دن صبح کو اچانک ہم نے دیکھا کہ جس قمیص میں انہیں کفن دیا گیا تھا وہ کھونٹی پر لٹکی ہوئی ہے [1]

دیو بندی اعلیٰحضرت کی کس کس بات کو غلط ثابت کریں گے۔ اعلیٰحضرت کی دشمنی میں سارا ہی اسلام چھوڑنا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت کی کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتی۔

ان مختصر معروضات کے بعد اب ہم مُصنّف مطالعہ بریلویت کے حکیم الاُمّت کے گھر سے ایسی معتبر ترین شہادت پیش کرتے ہیں جس سے

---

[1] بشری الکئیب صفحہ ۶۵

ایوانِ دیو بندیت و وہابیت میں گہرے شگاف پڑ جائیں گے۔

مُصنّف کو ایک صالح خاتون کے کپڑا دکفن، منگوانے پر تو تعجب ہوا اور اس نے جذبۂ عناد سے مغلوب ہو کر اُس کو اہلسنّت کا مستقل عقیدہ قرار دے دیا۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو صالح کو کپڑا بھیجنے کا لکھا تھا۔ لیکن حکیم الاُمّت تھانوی صاحب تو فرما رہے ہیں کہ قبر سے کپڑا واپس، آ بھی سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

"ابو عبداللہ محمد بن ظفر شمیری بڑے شیخ عارف مرّبی صاحب کرامات و علامات تھے آپ کی ایک عجیب کرامت یہ نقل کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی بیوی بہت نیک تھیں۔ آپ نے اُن کے علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں میں آپس میں محبّت تھی۔ شیخ کی وفات پہلے ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد معزّز لوگوں میں سے متعدد پیامات بھیجے مگر انہوں نے وفا عہد کے لیے نکاح کرنا پسند نہ کیا۔ اتفاق سے شیخ مبارزین خانم نے جو شیخ کے مرید تھے ان کے گھر والوں کو پیام دیا۔ ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ شیخ کے بعد بھی یہ بزرگ مشہور تھے قبول کر لیا۔ ..... شیخ مرحوم کا ایک کپڑا تھا جس کو وہ پہنا کرتے تھے اور دفن کے وقت ان کی وصیت کے مطابق وہ اُن کے ہمراہ دفن کیا گیا تھا۔ خواب میں (شیخ ابو عبداللہ محمد بن ظفر شمیری) کو دیکھا۔ فرماتے ہیں، اے فلاں کیا معاہدہ والے کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ میں نے اُن سے معذرت کی کہ ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ اس پر فرمایا کہ اچھا تمہارا قصور نہیں ہے بس تم اس کے متعلق ان سے کہہ دینا۔ انہوں نے اپنا یہ کپڑا بطور علامت کے تمہارے لیے بھیجا ہے تاکہ تم مجھ کو اس پر مجبور نہ کرو۔ ان لوگوں نے وہ کپڑا شیخ مبارزین خانم کو دکھایا اور سب حال سُنایا۔ شیخ مبارزین

نے اسے دیکھا تو ان پر ایک حال طاری ہوا اور ان کو طلاق دے دی"[1]
اب مصنف اپنے حکیم الامت تھانوی جی صاحب سے کہے کہ حضرت آپ نے کیا بجلی گرائی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ شیری جیسا بزرگ اور عارف کامل سنت و شریعت کے خلاف اپنی بیوی کو دوسرا نکاح نہ کرنے کے لیے کس طرح پابند کر سکتا ہے۔ پھر یہ کہ ہم تو فاضل بریلوی پر صالحہ کو کپڑا (کفن) بھیجنے پر معترض تھے۔ آپ نے قبر سے کپڑا منگوا کر فاضل بریلوی سے بھی آگے بڑھ کر اور خود اپنے ہی دستِ کرم سے دیو بندیت کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

سرکارِ بغداد اور سرکارِ ہند

مصنف نے صفحہ ۷۲ پر سرکارِ بغداد حضرت پیران پیر کی نصیحت اور سرکارِ ہند حضرت مجدد الف ثانی کی نصیحت کے عنوان سے فتح الربانی مجلس ۸ صہ ۱۲۸ اور مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۴۳ کے حوالے سے دونوں بزرگوں کی دو نصیحتیں نقل کی ہیں یہی دونوں حوالے اس نے دھاکہ نامی کتابچہ میں بھی نقل کیے تھے اور ہم نے قہرِ خداوندی صہ ۶۵ پر اس کا جواب بھی عرض کر دیا تھا، لیکن اب پھر دورہ پڑا تو یہ دونوں حوالے پھر نقل کر دیئے۔

مصنف نے نامعلوم اپنی کس باطل خواہش کی تکمیل کے لیے سرکارِ بغداد غوث اعظم حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و سرکار سرہند مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام گرامی کے ساتھ اپنے پسندیدہ دو حوالے بھی نقل کیے ہیں۔ اوّل تو اُن کے شرک و بدعت افروز مذہب میں سرکار بغداد اور سرکار سرہند لکھنا شرک خالص

---

[1] جمال الاولیاء صفحہ ۱۸۶-۱۸۷

ہونا چاہیے۔ دوم یہ کہ مصنف مذکور کے ان ہر دو پسندیدہ حوالوں پر اول تا آخر نظر ڈال کر دیکھیں اس میں کوئی ایک لفظ بھی مسلک اہلسنّت و شریعت کے خلاف اور دیو بندیت کی تائید میں نہیں۔ شرک و بدعت سے روکنا اور اتباعِ سنّت و فتاویٰ و مضامین تلقین کرنا ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں۔ خود سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے صدہا فتاویٰ و مضامین شرک و بدعت کے رد میں حتیٰ کہ جو عبارت کھانوں کی فہرست کے طور پر مصنف نے نقل کی ہے اس میں بھی یہ بات واضح ہے کہ: ——

"غرض کوئی بات خلافِ سنّت نہ ہو۔"

اس سے دو سطر اوپر ہے۔ "کفن پر کوئی دو شالہ قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلافِ سنّت نہ ہو۔" صہ ۹ اور صہ ۱۱ پر ہے "غسل وغیرہ مطابقِ سُنّت ہو۔"

الغرض خود امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر گام و ہر مقام پر سُنّت کو مدِ نظر رکھا سرکار بغداد و سرکار سرہند نے بھی اپنے اقوال میں سنّت پر عمل کی تلقین کے ساتھ شرک و بدعت کے من مانے فتاویٰ نہیں دیئے۔ ہر چیز و ہر بات کو دیو بندیوں کی طرح شرک و بدعت قرار نہیں دیا۔ مصنف کو معلوم ہونا چاہیے کہ سرکار بغداد و سرکار سرہند کے یہ ارشادات بھی ہیں ؎

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی | و وقتی قبل قلبی قد صفالی
نظرت الی بلاد اللہ جمعاً | کخردلۃٍ الی حکم اتصالی

بتائیے حضور غوث اعظم قدس سرہٗ کے یہ اشعار مبارکہ دیو بندی دھرم میں خالص شرک و بدعت ہیں یا نہیں ——؟ اور سرکار سرہند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ——

"خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آں را مسجود خود می دانند و می بیند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمی گردد و محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں یکے را مگر بد ہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبت است یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را از جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نہ کنند ظہور ایں قسم دولت سعادت مندان را متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را برہم زنند۔"[1]

مرید نے لکھا کہ تصور شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہے صورت شیخ ہی کو سجدہ نظر آتا ہے جناب شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبانِ حق کو اس دولت کی تمنا ہوتی ہے۔

بتائیے حضرت مجدد الف ثانی سرکار سرہند کی یہ عبارت آپ کے دھرم میں شرک خالص ہے یا نہیں ——؟ مکتوباتِ شیخ مجدد دیوبندیوں کے نزدیک شرک و بدعات کا مجموعہ ہے یا نہیں ——؟ کہیں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے تو جناب سرکار بغداد حضور غوث اعظم و سرکار سرہند مجدد الف ثانی (قدست اسرارہم) کا نام گرامی نہیں لیا جا رہا ورنہ ان بزرگان دین کے ارشادات کا تو ایک

---

[1] مکتوبات مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ صہ ۳۶ جلد دوم مکتوب سیم ۳۰ مطبوعہ لکھنؤ ؎

ایک لفظ وہابیت کے لیے نشتر ہے۔ سرکار بغداد و سرکار سرہند کے مسلک و تحقیق کے خلاف خود ان سرکاروں کا نام لینا کتنا بڑا افترا ہے۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

اور پھر مصنف نے اکابر وہابیہ کی شرک سازی مشرک گری کا خون کرتے ہوئے صاف صاف لکھا ہے سرکار بغداد سرکار سرہند۔ سرکار کا لغوی معنیٰ ہے دربار شاہی[1] جب سرکار بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سرکار سرہند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا دربار دربار شاہی ہوا اور جن کا دربار ہے وہ شہنشاہ ہوئے بادشاہ ہوئے لیکن قتیل دہلوی کی تقویت الایمان بولتی ہے "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔" بتایا جائے جو شہنشاہ ہو جن کا دربار دربار شاہی ہو ان کے قبضے اور اختیار میں کچھ نہیں ہوتا وہ کسی چیز کے مختار نہیں ہوتے ——؟ مصنف مطالعہ بریلویت اسماعیلی شرک کی زد میں ہیں۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ٹھٹھہ و تمسخر مداریوں کا انداز

وقفہ وقفہ سے ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی کے مسئلہ کو بڑے ٹھٹھہ و تمسخر کے ساتھ مداریوں کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مصنف کو چاہیے تھا کہ وہ محض ہوائیاں اڑانے کی بجائے قرآن و احادیث اور اقوال ائمہ سے یہ ثابت کرتا کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن عظیم کی تلاوت کر کے مرحوم مومنین صالحین کو ثواب پہنچانا اور حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ثواب نذر کرنا شرعاً حرام و ممنوع ہے مگر قرآن و

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ۳۸۹ ؎

احادیث اور اقوال ائمہ سے تو اس کو حرمت و ممانعت کی کوئی دلیل ملی نہیں رنگ برنگی لن ترانیوں سے فاتحہ کا بازاری انداز میں مذاق اڑا رہا ہے۔ یہی حال ان کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کا تھا جھوٹے فرضی افسانے سُنا سُنا کر بڑے مذاحیہ انداز میں ختم فاتحہ ایصال ثواب کا ردّ و انکار کیا کرتا تھا۔

تھانوی حکیم الامّت کا افسانوی انداز

جس طرح مُصنّف مطالعہ بریلویت کا افسانوی انداز ہے اور وہ دلائل و شواہد کی بجائے محض لطیفہ بازی اور تمسخر سے اختلافی مسائل میں علماء اہلسنّت کا ردّ کرتا اور جواب دیتا ہے بعینہٖ یہی انداز ان کے تھانوی حکیم الامّت کا تھا ملاحظہ ہو تھانوی صاحب ختم فاتحہ پر گرجتے برستے کہتے ہیں:-

"ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی اس میں ایک مُلّاں رہتا تھا ایک بڑھیا فاتحہ کا کھانا مُلّا کے لیے لائی اتفاق سے اس وقت مُلّا مسجد میں تھا نہیں ایک مسافر مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا اُس عورت نے اوّل مُلّا کو آواز دی جب وہ نہ بولا یہ خیال کیا کہ مقصود تو ثواب ہے لاؤ اسی مسافر کو دے دو چنانچہ وہ چیز کھانے کی مسافر کو دے کر چل دی یہ مسجد کے دروازے سے نکلی ہی تھی کہ مُلّا آ گیا اس عورت سے دریافت کیا کہاں آئی تھی کہا کہ فلاں چیز کھانے کی لائی تھی مگر تم نہ تھے اس لیے مسافر کو دے کر چلی آئی۔ یہ سُنکر مُلّا کے آگ لگ گئی اور خیال کیا کہ یہ تو بُری راہ نکلی اب ہماری تخصیص مٹ جاوے گی مسجد میں پہنچا اور ایک لٹھ ہاتھ میں لے کر تمام مسجد کے صحن میں دیوانوں کی طرح مارتا پھرنے لگا اور آخر میں خود دھڑام سے گر گیا۔ گاؤں والے جمع ہو گئے سوال کرنے پر کہا کہ بس اب

میرا گذر نہیں اور کہیں جا رہوں گا لوگوں نے وجہ پُوچھی کہا کہ بات یہ ہے کہ میں تو یہاں کے مُردوں کو پہچانتا ہوں مسافر (جو مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا) پہچانتا نہیں جب مُردے جمع ہوئے اس مسافر نے تقسیم میں بڑی گڑبڑ کی اس کو ناواقف سمجھ کر کچھ بولے نہیں جب میں آیا تو میرے سر ہو گئے مجھ کو لپٹ گئے۔ میں نے کتنا ہی ہلایا لٹھ بجایا کہ جب مجھے دی ہی نہیں تو میں تم کو کہاں سے دوں مگر مُردوں نے ایک نہ سُنی آخر سب نے مل کر مجھ کو گرا دیا۔ اب اگر ہمیشہ ایسا ہی ہوا میں تو مر جاؤں گا اس لیے جاتا ہوں۔ دوسری جگہ۔ گاؤں والے بے چاروں نے متفق ہو کر کہا بس جی مُلّا ہی کو دیا کریں گے"[1]

فاتحہ سے نفرت دلانے کی ایک اور من گھڑت حکایت

ختم فاتحہ کے حرام وبدعت ہونے پر ان تھانویوں۔ نانوتویوں اور مانچسٹر ویوں کو کوئی دلیل ملتی نہیں محض قصہ کہانی اور ڈھکوسلا بازی کے زور پر تمسخر انداز میں ختم فاتحہ کا ردّ کیا چاہتے ہیں تھانوی کے پہلے گپ کے بعد اب دوسرا گپ ملاحظہ ہو۔ یہ لوگ ختم فاتحہ سے عوام کو کیسی کیسی بناوٹی و من گھڑت حکایات سے متنفر کرنے کے فارمولے ایجاد کرتے رہتے ہیں تھانوی صاحب کہتے ہیں:-

"ایک عورت نے کھیر پکائی (جیسے تھانوی صاحب چولھے کے پاس بیٹھے لکڑیاں سرکا رہے تھے) اتار کر (کھیر) رکابی میں رکھی کتا آیا مُنہ ڈال گیا عورت نے اپنے بچے سے کہا جا یہ مسجد کے مُلّا کو دے آ۔ وہ لیکر گیا۔ مُلّا کو نا معلوم کے روز بعد کھیر ملی تھی بچے

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۷۸۔

کے ہاتھ سے لیتے ہی ایک طرف سے کھانا شروع کر دی بچے نے کہا مُلّا جی ادھر سے نہ کھاؤ ادھر کُتے نے مُنہ ڈال دیا تھا مُلّا جی نے یہ سُنکر ہاتھ سے رکابی پھینک کر ماری وہ رکابی ٹوٹ گئی۔ بچہ رونے لگا مُلّا جی نے دریافت کیا تو کیوں روتا ہے کہا کہ تم نے رکابی پھوڑ دی مجھ کو میری ماں مارے گی یہ تو میرے بھیّا کے پاخانہ اٹھانے کی رکابی تھی لہ۔"

تھانوی صاحب کا جیتا جاگتا جھوٹ

ختم فاتحہ کی دشمنی میں یہ لوگ مانچسٹر وی جیسے

مسٹر نہیں بلکہ ان کے خود ساختہ حکیم الاُمّت اور انگریزی کٹھ پُتلی مجدّد ملّت تک محض جھوٹی افسانہ نگاری کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ پہلی من گھڑت جھوٹی کہانی کے متعلق اگر تھانوی صاحب سچے متبع سنّت تھے تو بتاتے فلاں ضلع کے فلاں گاؤں کا یہ واقعہ ہے وہاں فلاں نام کے مُلّا رہتے تھے مگر انہوں نے گونگی قلم چلائی کچھ نہ بتایا سچا واقعہ ہوتا تو بتلاتے ــــــ رہا دوسری حکایت کا معاملہ تو اس کا سو فیصد جھوٹا ہونا اس روایت ہی سے ثابت ہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں عورت نے کھیر پکائی رکابی (پلیٹ) میں اتاری کُتے نے مُنہ دے دیا۔ تو مُلّا کو بھیج دی۔ عورت نے رکابی میں کھیر تو اپنے لیے اپنے گھر والوں کے لیے اتاری تھی ابھی مُلّا کو بھیجنے کا ارادہ نہ تھا بعد میں جب تھانوی جی کے جھوٹ کے بقول کھیر کی رکابی میں کُتے نے مُنہ ڈال دیا تب مُلّا کو بھجوائی۔ پہلے مُلّا کو بھجوانے کے ارادہ سے کھیر پلیٹ میں نہ اُتاری تھی تو پھر تھانوی صاحب کا اس بچے

لہ الافاضات الیومیہ جلد ۴

سے یہ کہلوانا بلکہ بچے کی جگہ خود یہ گرہ لگانا کہ مُلّا نے جب وہ پلیٹ پھینک کر توڑ دی تو بچہ رونے لگا کہ یہ پلیٹ تو میرے بھیّا کا پاخانہ اُٹھانے کی رکابی تھی۔ تھانوی صاحب کا چمکتا ہوا اور مُنہ بولتا ہوا جھوٹ و افتراء ہے۔ اس واقعہ کے متعلق بھی یہ واضح نہیں کیا کہ یہ واقعہ کس گاؤں شہر و محلہ کا ہے اور کس مُلّا کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ــــ ؟ کیا تھانوی صاحب ہر جگہ حاضر و ناظر تھے کہ مختلف گاؤں اور دیہاتوں میں ہونے والے اس قسم کے واقعات ان کے مشاہدہ میں رہتے تھے ــــ ؟

اے دیوبندیو! ایسے جھوٹے حکیم الاُمّت پر چار حرف بھیجکر اس کی ذہنی غلامی سے الگ ہو جاؤ۔

گنگوہی کی افسانہ نگاری تھانوی سے جھوٹ میں سبقت

اب اور سُنیئے اول الذکر واقعہ کے متعلق دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں یہ

واقعہ ان کے ساتھ پیش آیا وہ چشم دید گواہ کے طور پر کہتے ہیں کہ :۔
"کسی مسجد میں مُلّا رہتا تھا محلہ بھر کی روٹیاں اس کے پاس جمع ہوتی تھیں۔ اس نے ذہنوں میں ڈالنا شروع کیا کہ میں کھانے پر پڑھ کر مُردوں کو ثواب پہنچاتا ہوں محلہ والے اَن پڑھ اور جاہل یوں سمجھے تھے کہ ثواب پہنچانے کی تو کوئی ترکیب ہوگی جو ہر کسی کو نہیں آتی۔ ایک دن کوئی بڑھیا روٹی لے کر آئی تو مُلّا جی موجود نہ تھے ــ بے چارہ ایک مسافر بیٹھا تک رہا تھا اس کو ترس آیا اور اس کو روٹی دے دی کہ لو میاں جی یہ میری بیٹی کو ثواب پہنچے گا مسافر نے لیکر کھانی شروع کر دی۔ اتنے میں مُلّا جی آگئے دیکھا ساجھی بیٹھا اس کا

حق نکل رہا تھا۔ تن بدن میں غصہ کی آگ لگ گئی قہر درویش بر جان درویش کچھ بولے نہیں حجرہ میں گئے اور موٹا سا ڈنڈا نکال کر لائے مسجد میں آکر دیوانہ وار دیواروں کو چھپٹنا شروع کیا اُدھر آئے دھم اِدھر بھاگے دھم۔ مخبوط الحواس بنے ہوئے سر کے بال بکھیرے بیٹھی کے لیے بیسیوں چکر لگا دیئے اور ساتھ میں بکواس بھی کہ نہیں جائے گی کھڑی رہ تو لے چکھ مزا۔ غرض محلہ والوں نے جو شور سُنا تو بھاگے ہوئے آئے کہ مُلّاجی کو کیا جنون ہو گیا۔ لوگ ہیں کہ مُلّاجی کو کَولی بھرتے ہیں اور ملاں جی ہیں کہ آپے سے باہر اُن کے ہاتھوں سے نکل نکل کر اسی سونٹہ بازی اور بکواس میں سرگرم ہیں آخر جب تھک گئے تو لگے پسینہ پونچھنے محلہ والوں نے جو ہوش میں آیا دیکھا تو پُوچھا ملاں جی کیا ہو گیا تھا ــــ؟ کہنے لگے ہو کیا گیا تھا تم جاہلوں نے آج مجھے مروا کے چھوڑا ہوتا کوئی کمبخت فاتحہ کی روٹیاں لائی اور اجنبی اناڑی آدمی کو دے گئی جسے نہ محلہ کے مُردوں کی خبر نہ اتر یہاں رہے تو مُردوں کی شناخت بھی ہوتا واقف آدمی پہنچائے تو (ثواب) کیونکہ پہنچاتے آخر ساری روحیں جمع ہو گئیں اور لگی باہم لڑنے وہ کہے (یہ کھانا) میرا ہے وہ کہے میرا ہے وہ کہے میرا ہے جس بے چاری کو (روٹی وغیرہ) پہنچانی تھیں اس کے ہاتھ سے چھین لیویں جب (میں) ڈنڈا لے کر نکلا تو مارنے بھگانے اور بڑھیا کی لونڈیا (لڑکی) کا پیچھا چھڑانے میں خون پسینہ ایک ہو گیا۔ خدا خدا کر کے فتح پائی۔ اگر ایک دفعہ اور ایسا ہوا تو میں تو مر مٹا۔ محلہ والوں پر اس ڈھونڈ کا اتنا اثر ہوا کہ کچھ ٹھیک نہیں سب کو یقین ہو گیا کہ میاں ہمیشہ کا رہتا ملاں سب کی روحوں سے واقف ہے یہ جس کو پہنچائے اسی کو پہنچے ہے اجنبی آدمی کو کھانا دینا تو ضائع ہی کرنا ہے جب اُسے مُردہ ہی معلوم نہیں پہنچائے گا کیا [1] ــــ؟

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

لیجیے صاحب وہ تھے حکیم الامت دیوبندیہ اور یہ ہیں قطب عالم دیوبندیہ جھوٹ بولنے اور قصہ کہانی بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں۔ جھوٹ کو سچ کر کے دکھا رہے ہیں اور جھوٹ کے فن میں پوری فنکاری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ــــ قارئین کرام! اور انصاف پسند ناظرین عظام غور فرما دیں پہلے تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے ایک جھوٹی کہانی بنا کر اور پھر اس کے ضمن میں کتنے جھوٹ بولے ہیں اور پورے وثوق و اعتماد سے سفید جھوٹ کو حقیقت کا رنگ اور واقعیت کا رُوپ دینا چاہا ہے ایک واقعہ میں درجنوں جھوٹ شامل ہیں۔ تھانوی گنگوہی جنگلی کو ہی میں اگر علم و استعداد تھی تو وہ قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سے ختم فاتحہ کا بدعت و حرام ہونا بحوالہ کتب معتبرہ ثابت کرتے ــــ کیوں نہ ہو کہ دیوبندی و هرم کی بنیاد ہی قصہ کہانی اور سفید جھوٹ پہ ہے اور اس پر سینکڑوں شواہد پیش کیے جا سکتے ہیں ــــ یہی حال مطالعہ بریلویت کے مجنون مرتب کا ہے کسی دلیل شرعی سے ختم فاتحہ کو بدعت و حرام کہنے کی بجائے لطیفہ بازی سے دل بہلا رہا ہے رنگ برنگی سُرخیاں اور عنوان جما کر فاتحہ کا رد کر رہا ہے کبھی لکھتا ہے اصل چیزیں ہی بھیج دیا کریں ــــ نیا کفن بھجوانے کی تدبیر ــــ قبر میں ذائقے پہنچتے ہیں ــــ قبر میں لذت طلبی کی انتہا ــــ وفات کے وقت کھانوں کی فہرست ــــ فہرست وصیت میں حلوہ ذکر نہ کرنے کی وجہ ــــ اہل میت کے کھانے کی شرعی حیثیت ــــ ختم میں ستر ہزار چھوہارے ــــ

---

[1] (حاشیہ صفحہ سابقہ) تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۱۷-۲۷ مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی۔ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی :

سوم کے چنے بتاشے ـــ شب برات کا حلوہ ـــ حلوے کے پسند کرنے کی وجہ ـــ غذا مرغن اور غیر مرغن میں فرق ـــ ختم کے بریلوی آداب ـــ کھانا سامنے رکھنا۔ کھانا آگے رکھنے کو ضروری سمجھنا ـــ ختم کے کھانے پر اغنیا کا جمع ہونا ـــ کھانا قبروں پر لے جانا ـــ ایصال ثواب کے لیے دنوں کا تعین ـــ اولیاء کرام کے لیے خاص خاص کھانے وغیرہ

ایسا لگتا ہے یہ شخص ذہنی مریض اور خبطی ہے سُنیت بریلویت دشمنی میں اس کا دل سُلگتا رہتا ہے یا دماغ میں کیڑا کلبلاتا رہتا ہے تجھے اتنے اُلٹے سیدھے چکر چلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ختم فاتحہ کے خلاف تیرے پاس اگر کوئی دلیل شرعی ہے تو وہ پیش کر اور اپنی جان چھڑا ورنہ قصہ کہانیوں کو اپنے جھوٹے مذہب کی حقانیت کی بودی دلیل نہ بنا۔

مقصد مغالطہ دینا ہے

جیسا کہ ہم اوپر بالتفصیل عرض کر چکے ہیں ان کا مقصد محض مغالطہ دینا ہے اس لیے دن کو رات ہی کہیں گے چاہے جوڑ توڑ کرنا پڑے چاہے خلط مبحث سے کام لینا پڑے۔ یہی غلط تاثر اعلیحضرت امام اہلسنت کی فاتحہ سے متعلق وصیت سے دیا اور اس کو کفن بھیجنے والی روایت سے خلط ملط کر دیا اور مفہوم بگاڑ کر رکھ دیا حالانکہ سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمتہ کے کلام میں قبر میں کھانا بھجوانے کی کوئی تصریح و ہدایت نہیں نہ کھانا قبر میں منگوانے کی بلکہ علی الاعلان واضح فرما رہے ہیں۔

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں"[1] فقرا کو دیا گیا تو قبر میں کہاں منگوایا اور صالحہ کے لیے قبر میں کفن بھجوانے کا معاملہ اس سے برعکس ہے وہ نہ سب کے لیے عام نہ ہر کوئی بھیجتا ہے نہ

---

[1] وصایا شریف صفحہ ۱۱

وہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے کوئی چیز ہے ایک صالحہ ولیہ کی اپنی طلبی پر بشارت و کرامت کے طور پر یہ واقع نقل کیا گیا تھا ـــ قبر میں بطور کرامت کفن منگوانا اگرچہ تعجب انگیز ہے لیکن قبر سے کپڑا واپس آنا بہت ہی زیادہ تعجب و حیرت کا موجب ہے مگر بطور کرامت یہی ایسا ممکن ہے حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشری الکئیب بلقاء الحبیب میں لکھا ہے یہ حوالہ ہم قہر خداوندی میں بھی دے چکے ہیں پھر دوبارہ سہ بارہ ملاحظہ ہو۔

قبر میں کفن کا پہنچنا

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ بطور کرامت قبر میں کفن کا پہنچنا عین ممکن ہے مگر یہ بات عام نہیں کہ ہر کس و ناکس زید و بکر قبروں میں کفن بھیجتا رہے۔ اعلیحضرت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ نے بھی یہ نہیں لکھا کہ ہر مرنے والے کے بعد اس کے بعد مرنے والوں کے ہاتھ دوسرا نیا کفن بھیج دیا کرو بلکہ جو کچھ فرمایا وہ بطور کرامت ہے مگر مصنف نا معلوم کرامتوں کا منکر معتزلی ہے۔ امام اہلسنت اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا نقل کردہ بیان فرمودہ بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتا۔ مُصنف جیسے مرفوع القلم اور مبلغ علم کے حامل شخص کو ماخذ نہ ملے تو اس کی اپنی علمی بے مائیگی ہے حافظ الحدیث امام سیوطی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: ـــ

"ابن ابی الدنیا کتاب المقامات میں مرسلاً ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ راشد ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی۔ خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن اپنی بیوی کو اُن میں نہ دیکھا تو اُس نے اُن سے اس (بیوی) کے بارے میں دریافت کیا اُنہوں نے کہا چونکہ تم نے اُن کو کم کفن دیا ہے اس لیے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے پھر وہ شخص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا دیکھو کوئی ثقہ شخص دُنیا سے رُخصت ہونے والا ہے۔؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب المو‌ت تھا اُس نے اس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری نے کہا اگر کوئی مُردوں کو پہنچا سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا اس کے بعد اُس انصاری کا انتقال ہو گیا پھر وہ دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا ان دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا اس کے بعد جب رات آئی تو اُس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے [1]"

مصنف اگر نورِ بصیرت سے محروم نہ ہوتا تو وہ کم از کم اسی کو دیکھتا کہ شہداء کے لیے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں کیا فرمایا ہے بل احیاء عند ربھم یرزقون یعنی بلکہ وہ (شہداء) زندہ ہیں اور اپنے رَبّ کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں — آیہ مبارکہ سے ثابت ہے شہداء کو قبروں میں رزق دیئے جاتے ہیں تو کج فہم مُصنف یہی کہے گا یہ تو اعلحضرت بریلوی کی وصیت کے مطابق ہو رہا ہے قبروں میں کھانے پہنچائے جا رہے ہیں —؟

دماغی توازن بگڑنے کی انتہا

مُصنف اپنے پاگل پن پر جتنا ماتم کرے کم ہے۔ اس کی ہر بات اُلٹی اور فہم وفراست کے دیوالیہ پن کی عکاسی کرتی ہے۔ اُس کے دماغی توازن بگڑنے کی انتہا ملاحظہ ہو اس نے احکامِ شریعت میں کہیں یہ دیکھ لیا "مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جو ثواب

---

[1] ترجمہ بشری الکئیب بلقاء الحبیب صفحہ ۶۷ ؛

قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف عام میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیاءِ کرام جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں [1]" اس پر اس کی رگِ تحریف پھڑکی نذر و نیاز کے عدم جواز پر تو دلائل قائم نہ کر سکا اور کچھ نہیں تو اپنی عادت وطبیعت سے مجبوری کے باعث اس عبارت میں سے بیچ کے الفاظ کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اپنے مقصد کے خلاف سمجھتے ہوئے کاٹ کر اس پر یہ ذلیل تبصرہ کر ڈالا۔

"مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے۔ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے" —؟ اگر اس میں بے حیائی اور بے شرمی کی بات نہ ہوتی تو وہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے ان الفاظ سے سمجھ سکتا تھا کہ اولیاءِ کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔ کیا اعلحضرت معاذ اللہ اولیاء اللہ کو کفار سمجھتے ہوئے ان کی فاتحہ کو نذر و نیاز کہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے عام مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاءِ کرام مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کا ذکر کیا ہے مگر مُصنف کا اندھا پن ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاء اللہ کو معاذ اللہ کفار سمجھ رہا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس کو درد اس بات کا ہے کہ اعلحضرت نے اولیاءِ کرام کی عام مسلمانوں سے بڑھ کر تعظیم کیوں فرمائی اور اُن کی فاتحہ کو تعظیماً نذر و نیاز کیوں کہا۔ یہ اُن کے مذہب کے مخالف ہے۔ یہ سب کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ اپنی مثل جانتے ہیں۔ انہیں یہ کس طرح گوارا ہو کہ اولیاء اللہ کا عام مسلمانوں سے ذرا تعظیم وعزّت سے ذکر کیا جائے۔ لہٰذا اس بدبخت نے اُلٹا یہ تاثر دیا کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے [2] —؟ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مصنف یہی کچھ دھما کہ میں بھی لکھ چکا تھا۔

بخدا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری [7]
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

ختم میں ستّر ہزار چھوہارے

یہ عنوان جما کر مصنف نے عرفان شریعت کا ایک حوالہ نقل کیا اور پھر حسب عادت اس پر بھی ہوائیاں اڑائیں اور مسخرے پن کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے اگر سیدنا اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہوتا کہ شرعاً ستّر ہزار چھوہارے اس سے کم وبیش نہ ہوں تو واقعی قابلِ اعتراض بات تھی لیکن اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تو عرفان شریعت میں برملا فرما رہے ہیں کہ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ اتنے ہوں ستّر ہزار پورا ہو جائے۔ (عرفانِ شریعت صفحہ ۶) جب کوئی شرعاً وزن مقرر نہیں تو پھر کوئی شخص ستّر ہزار چھوہارے تو کیا ستّر لاکھ سونے کی ڈلیوں کو خیرات کرے تو کس طرح اعتراض کیا جا سکتا ہے اور اس کی ممانعت کونسی دلیل شرعی سے ہے۔ یہ آدمی کی اپنی گنجائش پر منحصر ہے۔

عرفان شریعت ہمارے پاس بریلی شریف کا مطبوعہ ہے اس میں کسی جگہ کہیں بھی چھوہاروں کا نام و نشان نہیں اور نہ ہی آج تک کسی جگہ چھوہاروں پر سوئم کا فاتحہ ہوا۔ غالباً اس عرفانِ شریعت میں جو مصنف نے دیکھی کاتب سہوِ کتابت کے باعث چنوں کی بجائے چھوہارے لکھ گیا۔ چھوہاروں پر سوئم کے فاتحہ سے خود ہمیں بھی تعجب ہوا، مگر بریلی کے مطبوعہ عرفان شریعت میں

---

[7] احکام شریعت صفحہ ۱۲۱ [8] مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۸

ایسا نہ نکلا تو ہم نے سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد کے شائع کردہ عرفان شریعت سے مطابقت کی تو وہاں صفحہ ۶ پر اگرچہ چھوہاروں کا ذکر ہے لیکن اس کی فہرست مضامین میں ص۹۵ پر میت کے سوئم کے چنوں کا وزن کس قدر ہونا چاہیئے؟" یہی ہے۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ کتابت کی غلطی سے چنوں کا چھوہاروں لکھا گیا ورنہ ایسی کوئی مثال ہی نہیں کہ سوئم کا فاتحہ چھوہاروں پر ہوا ہو۔ اور چھوہارے بھی ہوتے تو کونسی قیامت آنے لگی تھی۔ حسب استطاعت اس سے بھی بڑھ کر کر سکتے ہیں مگر جیسا کہ اعلحضرت نے خود فرمایا کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ بتلیئے اس سے شریعت میں کیا مداخلت ہوتی ہے۔ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے جو ستّر ہزار عدد کا فرمایا تو یہ اس لیے ہے کہ ستّر ہزار چنوں پر کلمہ شریف پڑھا جائے۔ اس کلمہ شریف کا ثواب فوت ہونے والے کی رُوح کو بخشا جائے اس کی غرض و غایت صرف اتنی ہے خواہ کسی چیز پر بھی ستّر ہزار کلمہ شریف پڑھا جائے اور ایصالِ ثواب کیا جائے۔ جب مصنف خود ایصالِ ثواب کا قائل ہے جیسا کہ ص۲۰ پر تحریر ہے تو پھر یہاں کلمہ کے ایصالِ ثواب پر بدزبانی کرنے کا کونسا موقع تھا؟

اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے تو ستّر ہزار لکھا تھا لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی خورشید حسین عرف قاسم نانوتوی صاحب اپنی تحذیر الناس کے ص۵۶ پر لکھتے ہیں:-

"حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا۔ بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا تو یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی مگر

بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر پوچھا؛
اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔"

مُصنّف اب اپنے بانی دارالعلوم دیوبند سے دریافت کرے کہ حضرت
آپ نے ہمیں کیوں اُلٹی چھری سے ذبح کر دیا۔ ہم تو اعلحضرت فاضل بریلوی
کے ستر ہزار کلمہ پڑھوانے پر معترض تھے۔ آپ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ
پڑھنے اور بخشنے پر دوزخ سے رہائی اور جنت میں داخلہ کی بشارت دے دی۔
اور نہ صرف یہ بلکہ بانی مدرسہ دیوبند نے یہ بھی مان لیا کہ حضرت جنید تو حضرت
جنید ان کے مریدوں کی اتنی طاقت ہے کہ وہ جنت اور دوزخ پہ نظر
رکھتے ہیں اور ان کو علم ہوتا ہے کہ کون جنت میں ہے اور کون دوزخ میں
ہے اور کس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا گیا ہے۔

یاد رہے یہ وہی جنید ہیں جو مُصنّف کے لیے موت بن گئے ہیں مُصنّف
اپنے مخصوص انداز میں قاسم نانوتوی کی رُوح سے ذرا سوال کرے کہ حضرت
آپ کیا فرما رہے ہیں کہ مرید کی ماں دوزخ میں چلی گئی پھر ایک لاکھ یا
پچھتر ہزار کلمہ شریف کے ایصالِ ثواب کے بعد وہ جنت میں داخل ہو
گئی۔ کیا قیامت قائم ہو گئی۔ میزان سے فراغت ہو گئی۔ ہم تو آج تک اپنے
قطبِ عالم مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے
براہینِ قاطعہ کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے
کا علم بھی نہیں مانتے اور آپ ہیں کہ حضرت جنید کے مرید کو جنت و دوزخ
کا علم مان رہے ہیں یہ کیا ہے ــــ؟ کہاں کی توحید ہے ــــ؟

مصنّف میں اگر ذرا بھر بھی دیانت ہے تو وہ خود بتائے کہ مذہبی
خودکشی کی ایسی بدترین مثال دُنیا کے کسی مذہب میں بھی دیکھی گئی۔ جنہوں
یا چھوہاروں یا کسی چیز کے ستر ہزار عدد کا مقصد ستر ہزار کلمہ شریف پڑھوا
کر ایصالِ ثواب کرانا ہے اور اس پر دوزخ سے رہائی اور جنت کی

بشارت کی سند۔ تحذیر الناس ص۵۶ پر مرکوز ہے۔

مانچسٹروی اعصاب پر ختم فاتحہ سوار ہے

مُلّاں مانچسٹروی کے ذہن و فکر پر ختم فاتحہ

سوار ہے اور اس کے اثرات کا جنون کی حد تک غلبہ ہے جیسے کوئی دیوانہ کوچہ
و بازار و ویرانوں میں بھٹکتا پھرتا ہے اسی طرح مصنّف مطالعہ بریلویت
عنوان خواہ کچھ بھی ہو بہر تو گھوم پھر کے ختم فاتحہ کا ذکر لا کھڑا کرتا ہے اور
رالیں ٹپکانا شروع کر دیتا ہے۔ اعلحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کی وصیت
کا بار بار ذکر کیا ہے صفحہ ۲۶ کا ایک عنوان شوق ختم میں پیغمبر پر افتراء ص۴۳
پر ایک عنوان جمایا ختم کے بریلوی آداب۔ اسی صفحہ پر لکھا۔ کھانا سامنے
رکھنا ــــ صفحہ ۴۴ کا ایک عنوان لکھا۔ کھانا آگے رکھنے کو ضروری سمجھنا۔
یہ سب ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔ بات ایک ہی ہے مصنّف کو چاہیے
تھا کہ اس کے پاس ختم فاتحہ کے حرام و بدعت و ناجائز ہونے پر جتنے دلائل
و حوالہ جات تھے وہ نقل کرتا اور ہم سے ختم فاتحہ کا ثبوت طلب کرتا۔
لیکن چونکہ عوام کو بھول بھلیوں میں ڈالنا ہی ان کا کام ہے اس لیے طبیعت
عادت، فطرت ہر طرح سے مجبور ہیں اور پھر ہر عنوان تازہ کے ساتھ باتیں
ہی باتیں ہیں کوئی دلیل و ثبوت نہیں ہے۔ اصل مسئلہ سامنے کھانا رکھ کر
ختم فاتحہ پڑھنے کا ہے اصل درد یہیں لاحق ہوتا ہے جو ان کے لیے
یقیناً جان لیوا ہے۔ انہیں حلوہ میں خاص طور پر جانکنی کا منظر دکھائی دیتا
ہے۔ اسی لیے اس بدباطن کینہ خصلت و بے بصیرت مُصنّف نے شوق ختم
میں پیغمبر پر افتراء کے زیرِ عنوان کسی ظہیر الحسن صاحب کی کتاب "جوہر تصوّف"
سے مُلّا علی قاری کی بحوالہ فتاویٰ جزری یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت
ابوذر غفاری نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونٹنی کا
دودھ۔ جَو کی روٹی اور کھجوریں پیش کیں اور آپ نے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ

اور تین بار سورہ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر دستِ مبارک دُعا کے لیے اُٹھائے اور اس کا ثواب اپنے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بخشا۔ —— بس اس بات پر آسمان سر پر اُٹھا لیا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء ہوگیا۔ مُصنّف مطالعہ بریلویت کو فتاوٰی جزری کو دیکھ کر تردید یا توثیق کرنی چاہیے تھی محض اندازاً نہیں کہ ہم یہاں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے —— اندھا آدمی کہہ بھی کیا سکتا ہے اور جو کچھ کہے گا آنکھیں بند اور مُنہ پھاڑ کر کہے گا جیسا کہ اس اندھے مصنّف نے ختم فاتحہ کے موضوع پر کافی سے زیادہ بے مقصد بک بک کی ہے مُصنّف کو چاہیے تھا کہ وہ تحقیق کر کے یہ لکھتا کہ ہم نے علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ کے فتاوٰی جزری سے حوالہ کی مطابقت کی مگر اوّل تا آخر یہ روایت اور یہ حوالہ کہیں نہ ملا۔ لیکن مُصنّف نے محض اندازاً ہی لعنت اور عذابِ جہنّم کی ڈگری جاری کر دی۔

ہم مُصنّف اور اس کے اکابر و اصاغر کی معلومات میں اضافہ کے لیے واضح کیے دیتے ہیں کہ یہ روایت مسلّم امام و محدّث و فقیہہ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے کتاب فتاوٰی اوزجندی میں بھی نقل کی ہے حالانکہ عدم مطالعہ و عدم تحقیق کی بنا پر یا ختم دشمنی کے باعث بعض معاندین مُصنّفین وہابیہ دیوبندیہ نے نہ صرف اس روایت بلکہ فتاوٰی اوزجندی کے وجود ہی کا انکار کر ڈالا ہے جو ان کی بے خبری و لاعلمی پر دال ہے حالانکہ کتاب اوزجندی علامہ امام علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی مشہور و معروف کتاب ہے چنانچہ صاحب فتاوٰی جامع الفوائد صہ ۳۲۷ پر رقمطراز ہیں: ——

وکذالک لا تقبل ھٰذہ الدعوٰی ولا الشھادۃ فی فتاوٰی السرخسی وعن الاوزجندی ان المدعی

اذا بین المصر والمحلۃ والموضع والحدود وتصح الدعوٰی واما الوادعی علیہ ان الشاھد انہ غلط فی الحدود او فی بعضھا لا یسمع دعواہ وان اقام علیہ البینۃ کذا فی فتاوٰی السرخسی والاوزجندی۔

علاوہ ازیں ہدیۃ الحرمین الباب الثالث عشر صہ ۶۹ پر فتاوٰی الاوزجندی علامہ علی قاری کا تذکرہ موجود ہے اور صہ ۶۸ پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ختم سوم و ہم چہلم کا ذکر موجود ہے اکابر ائمہ و فقہاء کی تصانیف میں اوزجندی کا تذکرہ ملتا ہے اس روایت کی شہادت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ محدث جلیل ابو سعید سلمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح برزخ صہ ۱۰۱ و ۳۳۹ میں بایں طور حدیث بیان کرتے ہیں ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم روبرو کھانا رکھ کر فاتحہ دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یا اللہ اس کا ثواب مُردوں کو پہنچا دے چنانچہ صاحب شرح برزخ حدیث اوزجندی مُلّا علی قاری علیہ الرحمہ سے بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں:۔

فی فتاوٰی الاوزجندی وکان یوم الثالث من وفات ابراھیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی بتمرۃ یابستۃ ولبن فیہ خبز من شعیر فوضعھا عند النبی فقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاتحۃ وسورۃ اخلاص ثلث مرۃ الی ان قال رفع یدیہ الدعاء ومسح بوجھہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اباذر ان یقسمھا بین الناس وایضاً فیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھبت ثواب ھٰذہ لابنی ابراھیم الحدیث۔

یعنی حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے
حضرت ابراہیم کے انتقال کا تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر رضی
اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس خشک خرما ایک پیالہ
میں دودھ اور جو کی روٹی لے کر آئے اور آپ کے سامنے
رکھ دیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورہ
فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ) پڑھا اس کے
بعد دونوں ہاتھ مبارک دعا کے لیے اُٹھائے اور چہرہ مبارک
پر پھیرے۔ فاتحہ کے وقت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کا ثواب
میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخش دیا حضرت ابوذر رضی
اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔"
ملخصاً (الاوز جندی)

یاد رہے کہ کتاب "شرح برزخ" یہ حدیث کی وہ کتاب ہے جس
کو غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوا صدیق حسن خاں بھوپالی حدیث کی
کتابوں سے معتبر لکھتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں:۔
"شرح برزخ از کتب حدیث است رولش باب بدا الموت
است وجملہ ابواب ہشتاد دیک باب است ہمہ متعلق احوال موتی
و برزخ و در دکے بعد ذکر حدیث شرح میکند[1] الخ
اس حدیث کو بے دھڑک موضوع و بلا سند کہہ دینا بلکہ مطلقاً
انکار کر دینا بلکہ مصنف مطالعہ بریلویت کا اس پر یہ چسپاں کرنا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، من کذب علی متعمداً فلیتبوا
مقعدہ فی النار اور اس پر مصنف مطالعہ بریلویت کا بے سوچے

[1] نقل از تحائف البلاء صفحہ ۹۵ ؛

سمجھے یہ کہنا کہ ہم یہاں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے۔
کس قدر دیدہ دلیری ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث کتاب ہدایۃ الحرمین
صفحہ ۶۹ پر بھی موجود و مرقوم ہے لا علم مصنف اپنی جہالت کا ماتم کرے
اور خود جہنم رسید ہونے کے لیے کمر بستہ ہے۔
ختم کے وقت کھانا آگے رکھنے اور کھانا سامنے رکھنے میں کیا فرق
ہے اور اس پر کیا اعتراض ہے اور اعتراض کی بنیاد و دلیل کیا ہے۔
کھانا آگے ہی رکھا جاتا ہے آگے ہی رکھنے کی چیز ہے شاید اہل دیوبند
کھانے پیچھے رکھتے ہوں اور پیچھے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہوں جیسا کہ
مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے۔
"اگر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگیں تو قبر کی طرف پشت کر لینی چاہیے"[1]
عین ممکن ہے کہ مولوی گنگوہی جی کے اس فتوےٰ کی روشنی میں
کھانا پشت کے پیچھے رکھ کر فاتحہ پڑھتے اور دُعا مانگتے ہوں ویسے
بھی عقل تسلیم کرتی ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن عظیم کی چند سورتیں
پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرنا کہ یا اللہ اس کھانا کا ثواب اور تلاوت
قرآن عظیم کا ثواب فلاں بزرگ یا فلاں شخص کی رُوح کو پہنچے تو
اس میں بدعت و حرمت کی کوئی بات نظر نہیں آتی یہ دونوں چیزیں
علیحدہ علیحدہ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک بھی جائز ہیں یعنی کھانا سامنے
یا آگے رکھنا۔ کھانا سامنے رکھنے پر کوئی دلیل ممانعت کی نہیں۔ اسی
طرح تلاوت کرنا بھی ان کے نزدیک جائز ہے — اور تیسرا فعل دعا
مانگنا بھی ان کے نزدیک جائز ہے۔ ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے یہ
بات بالاتر ہے کہ جب یہ تینوں فعل علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو پھر یک

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۳۸ ؛

وقت یہ افعال اکٹھا ہونے کی صورت میں حرام و بدعت و ناجائز کیسے ہو گئے؟ اور اس کا کیا ثبوت ہے؟

یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص گاجر کھانا اور گنا چوسنا تو جائز سمجھے مگر گاجر اور گنے کا جوس ناجائز قرار دے۔ یا جوس گاجر تو جائز سمجھے مگر اس میں نورس یا شربت رُوح افزاء یا کیوڑہ ڈال کر ملا کر اکٹھا کر کے پینے کو بدعت و حرام قرار دے۔ یا دودھ پینا تو جائز و حلال سمجھے لیکن دودھ میں سوڈا بوتل شربت رُوح افزاء و نورس ڈال کر پینے کو ناجائز سمجھے تو ایسا شخص پرلے درجہ کا احمق اور اعلیٰ درجہ کا بیوقوف ہے اور اس کے دماغ میں دیوبند ہے جس چیز کے جملہ اجزاء طیب و طاہر حلال ہوں اِن کو اکٹھا کرنے سے بدعت و حرام کیسے اور کس دلیل شرعی سے ہو گئے؟

کتب احادیث و فقہ سے اگر ہم ختم فاتحہ کا جواز و ثبوت پیش کریں تو یہ اُلٹی سیدھی تاویلات کے چکر میں پڑے گا اسلیے ہم اکابر دیوبند کے مُسلّمات سے فاتحہ کا ثبوت پیش کرتے ہیں لہٰذا مُصنّف کو چاہیے ختم فاتحہ کے جواز کے باعث جو جو اعتراضات امام اہلسنّت پر کرتا ہے وہ اپنے امام ہائے فرقہ وہابیہ دیوبندیہ پر بھی کرے اور ان کو بھی امام اہلسنّت کا شریک جرم سمجھے ______۔

اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

جناب حاجی امداد اللہ صاحب، مسلم اکابر علماء دیوبند کے شیخ طریقت و پیر و مرشد ہیں اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے مرید ہیں ختم فاتحہ کا فیصلہ ان

ہی سے کراتے ہیں تاکہ انکار و فرار کی گنجائش نہ رہے اور ان کی اگلی پچھلی ہر گلی بند ہو جائے اور یوں نہیں یوں ایسے نہیں ایسے کا سلسلہ تاویل ختم ہو جائے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں :-

”فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیا تبرکاً ہوتی تھی جب ختم ہو تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دُعا کے کچھ حالات مصنّف کے بیان کیے گئے طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سُن رہے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ کونسی کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام غزالی کی ہے یہ لقب عطیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے“[1]

حوالہ مذکورہ بالا سے حاجی امداد اللہ صاحب کا اپنا طرز عمل معلوم ہوا کہ وہ فتویٰ دینے یا مسئلہ بتانے کی حد تک ہی ختم فاتحہ کے قائل نہ تھے بلکہ عملاً ختم و فاتحہ کراتے تھے اور یہ کہ وہ بزرگان دین کی فاتحہ کو ادباً نذر و نیاز کہتے تھے۔ یاد رہے کہ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۸ پر اس کے مصنّف کو اس بات پر دل کا دورہ پڑا تھا کہ مولانا احمد رضا خاں ایک جگہ لکھتے ہیں ..... اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں[2]۔

اب تو مُصنّف مطالعہ بریلویت کا ہارٹ فیل ہونا چاہیے کہ ان کے اکابروں کے اکابر نے حجۃ الاسلام امام غزالی مصنّف احیاء العلوم کی ختم فاتحہ کو تعظیماً نذر و نیاز کہہ دیا۔ اب خود ماغ

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۷۰ [2] احکام شریعت صفحہ ۱۲۱ ؛

مصنف حاجی امداد اللہ سے اسی طرح دریافت کرے جس طرح امام اہلسنت اعلحضرت قدس سرہٗ سے کہا تھا کہ ایصالِ ثواب کو نذر و نیاز کہنے کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ یہ سوال جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی قبر سے کرے کہ حضرت آپ نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تائید کرتے ہوئے ان ہی کی طرح ختم فاتحہ کو نذر و نیاز کیوں کہا اور نذر و نیاز کہنے کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ تو حاجی امداد اللہ صاحب بتا دیں گے لے میرے جھوٹے مرید و جھوٹے عقیدت مند جھوٹے وکیلو!

"طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔"[1]

اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں قدیم زمانہ سے جاری ختم فاتحہ کے مبارک عمل کا۔ اس زمانے میں انکار کرنے والے لوگ بدعتی ہیں۔ حاجی صاحب نے فیصلہ ہی تو فرما دیا کہ بدعتی کون ہیں؟ بدعتی وہ ہیں جو اس زمانہ میں ختم فاتحہ کا انکار کرتا اس زمانہ کا انکار بدعت ہے۔ اور سنو حاجی امداد اللہ صاحب کیا کہتے ہیں:-

"جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعدہٗ ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھکر (شربت پر) نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا[2]"

فیصلہ ہفت مسئلہ کا فیصلہ

فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی امداد اللہ صاحب کا مشہور و معروف کتابچہ ہے جو مدت مدید سے دیوبندیوں کے گلے میں پھندا

---

[1] شمائم امدادیہ صـ۷۰ [2] ایضاً صـ۶۸

بن کر پڑا ہوا ہے۔ عام طور پر تو مرید اپنے پیروں بزرگوں کو مانا کرتے ہیں لیکن آج کے دیوبندی مرید اپنے پیر کو اپنے نقش قدم پر چلانا چاہتے ہیں۔ اس موضوع پر ممکن ہوا تو آگے گفتگو کریں گے۔ اس وقت حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:-

"نفس ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص و تعین کو موقوف علیہ کا ثواب سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اگر یہ اعتقاد (فرض و واجب سمجھنے کا) نہیں بلکہ کوئی اور مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کا فقہاء و محققین نے جائز رکھا ہے جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:—

"جیسے کہ نماز میں نیت کہ ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و زبان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا مستحسن ہے اگر یہاں (فاتحہ میں) بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو۔ کھانا روبرو (سامنے) لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا تو جمع بین العبادتین ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:—

"اور گیارھویں حضرت غوث پاک کی۔ دسواں۔ بیسواں۔ چہلم۔ ششماہی۔ سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبد الحق اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر اور حلوہ شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب

کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔[1]"

الحمدللہ! اکابر دیوبند کے پیرو مرشد نے بہترین فیصلہ فرمادیا اور گیارھویں شریف وحلوا شب برأت کا نام لے کر مانچسٹریوں پر اتمام حجت کردی اب منکرین ان مسائل میں معاندانہ طرزِ عمل اور خبث باطنی کا مظاہرہ کریں تو وہ درحقیقت اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا منہ چڑاتے ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ مانچسٹڑوی کی کچھ غیر مقلدانہ اور باغیانہ ذہنیت ہے وہ حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی کہہ دے گا کہ:—

"اسلام میں اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟"

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی

نانوتوی صاحب بھی چند گستاخانہ عبارات میں اڑ جانے کے باوجود جزوی وفروعی مسائل میں نرم گوشہ رکھتے تھے گنگوہی اور انبیٹھوی کی طرح ضدی اور ہٹیلے نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بانی مذہب دیوبند ہونے کے باوجود مسلک اہلسنّت کی متعدد مسائل میں بھرپور موافقت کی ہے اور حلوائے مسقط پر تو وہ ختم فاتحہ دے کر کھا ہی گئے۔ اگر وہ ہندوستان میں ہوتے تو شاید ان کے فرقہ والے ان کو ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنے دیتے اور تقویۃ الایمانی تحریکات کا ہائیڈروجن بم اور فتاویٰ رشیدیہ کی خودساختہ بدعات کی بارودی سرنگیں لے کر ان کے اعصاب پر سوار رہتے۔ مگر حق غالب آکر رہتا ہے وہ حلوہ سے عقیدت و محبت پر مجبور ہو ہی گئے چنانچہ حلوے سے موافقت اور ختم فاتحہ عقیدت کے اس راز کو مولوی

---

[1] فیصلہ ہفت مسئلہ ص۷ از حاجی امداد اللہ صاحب۔

مناظر احسن گیلانی مصنف سوانح قاسمی نے بڑی وسیع النظری سے افشا کر ہی دیا لکھتے ہیں:—

"جاتی دفعہ کراچی سے جہاز بادبانی میں سوار ہوئے تھے رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی (نانوتوی صاحب) نے قرآن شریف یاد کیا تھا اوّل وہاں سنایا اور جہاز میں کیا سیر تھا بعد عید مکہ پہنچ کر حلوائے مسقط خرید فرما کر شرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی"۔[1]

مولوی مانچسٹڑوی صاحب حلوے اور ختم کی دشمنی کو دل سے کھرچ کر پھینک دو حق غالب آکر رہتا ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی

دیوبندی مذہب میں رشید احمد گنگوہی صاحب قطب عالم غوث الاعظم شیخ المشائخ جنید وشبلی وصدیق۔ فاروق اور ربانی اسلام کے ثانی کے منصب پر فائز ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الرشید ومرثیہ گنگوہی ظاہر ہے کہ یہ صاحب آج کل کے اونے پونے دیوبندی مناظرین ومصنفین کی طرز کے نامعقول آدمی نہیں ہوں گے ان کا طرزِ عمل اگرچہ ان کے فتویٰ کے برعکس ہو دیوبندی قوم میں معتبر ومستند مانا جائے گا— شدھی ہونے سے پہلے یہ صاحب بھی بڑی دھوم دھام سے کھانے پر فاتحہ کرتے تھے اس راز کو بھی بڑی سنجیدگی کے ساتھ تذکرۃ الرشید کے مؤلف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے افشا کر دیا ہے۔ لکھا ہے:—

"ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب) نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ

---

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۳۸ مطبوعہ دیوبند یوپی۔

ثواب کو کھانا پکوایا تھا اس روز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوں یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا اس وقت سے مجھے حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہوگئی۔ شیخ کے ایصالِ ثواب کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود کی زیارت کا تناسب حضرت سے کسی نے دریافت نہیں کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ کوئی جدید فائدہ حاصل ہوتا۔"[1]

ھاں جی! مانچسٹڑوی جی سمجھے کچھ آپ ——؟ ذرا دل گردہ مضبوط کر کے کہو نا کہ گورنمنٹ انگلشیہ برانڈ قطب عالم گنگوہی صاحب کے نزدیک تنہا قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب تو پہنچتا ہی نہیں تھا لہٰذا کھانے کی ڈش پر تلاوتِ قرآن کا ثواب سوار کر کے پہنچایا گیا ——

مانچسٹڑوی کی چرب زبانی اور یاوہ گوئی اسی نوع کی ہوتی ہے ——

بہر حال یہاں کھانے پر ختم اور ایصالِ ثواب کی برکت سے گنگوہی صاحب کو یہ کتنا بڑا فائدہ ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوگئی اور یہ کہ انہیں حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہوگئی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ انہوں نے حنفی مذہب کو محبت محبت کے دعوئی کے ساتھ ٹال دیا فقہ حنفی پر عمل ضروری نہ سمجھا یہی وجہ ہے کہ موصوف کا فتاوٰی رشیدیہ جا بجا فقہ حنفی کا منہ چڑاتا ہوا ملیگا۔

اکابر دیوبند کی کھانوں سے رغبت و محبّت

قارئین کرام! یقین کریں یقین نہ ہو تو تحریر کریں۔ دن رات فتوے ٹھونکنے کے باوجود اگر ان دیوبندی مولویوں کو پکا پکایا مل جائے تو چاہے شب برات کا حلوہ ہو یا گیارھویں شریف کی کھیر یا داتا دربار و آستانہ خواجہ غریب نواز کی مٹھائی یہ نہیں چھوڑتے۔ چھوڑنے پر دل آمادہ ہی نہیں بالخصوص

[1] تذکرۃ الرشید حصہ ۲ صفحہ ۳۱ء

پاکستان کے دیوبندیوں وہابیوں کا کتابی مذہب کچھ اور ہے اور علمی زندگی کچھ اور حدیہ کہ صد سالہ جشن دیوبند کے موقع پر سنجے گاندھی فرزند اندرا گاندھی کی طرف سے پچاس ہزار کھانے کے پلاسٹک کے لفافے جو ہندو کانگریس کی وفاداری اور گاندھی جی کی کفش برداری کے صلہ میں دیئے گئے تھے ڈھیر گئے کیوں نہ ہو ؎

گاہ گنگا گاہ جمنا پر وضو کرنے لگے
کانگریس کا ساز بندے ماترم کی تال میں

اللہ اللہ —— ایک شہزادۂ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری بریلوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف تھے کہ اندرا گاندھی اپنے دورِ وزارتِ عظمیٰ میں دو بار درشن مانگنے یاترہ پر خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آئیں مگر جانشین و شہزادہ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے ملنا گوارہ نہ کیا۔ درشن کا ارمان دل کا دل میں رہ گیا اور ایک یہ کہ اشارہ آبرو پر جانثار کرتے ہیں۔

بات کھانوں کی ہو رہی تھی۔ بھلا جو لوگ بکرے کے کپورے۔ کوّے۔ ہولی دیوالی کی کھیلیں اور پوریاں اور سنجے گاندھی کے پچاس ہزار لفافے کھانوں کے نہ چھوڑتے ہوں وہ اور کیا چھوڑیں گے ——؟

مانچسٹڑوی رونا ہے دہائی دیتا ہے کہ حق نفس اور حظ نفس میں بڑا فرق ہے ہم یہاں ضروری کھانے پینے کی تردید نہیں کرتے ہے یہ زندگی کا حق جو اسے ملنا چاہیے۔ مقصد یہ کہ اتنا ہی کھاؤ کہ زندگی بچ جائے۔ کھانوں سے نفرت۔ کدورت۔ بغاوت کا نرالا انداز اگر دیکھنا ہو تو مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۰ تا ۳۰ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جیسے یہ لوگ تو معصوم ملائکہ سے ہیں کچھ کھاتے ہی نہیں حمدِ الٰہی پر گذارہ کرتے ہیں لیکن ان کے اکابر ایسے نہیں کھانے کا نام سُنکر اور شکل دیکھ کر ہی دل دے بیٹھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

کھانے کی بے تابانہ خواہشیں

سب سے پہلے بانی مدرسہ دیوبند دیوبندیت کے امام اوّل مولوی قاسم نانوتوی کی سنیئے! حلوہ سے دیوبندی فرقہ بہت الرجک ہے مگر اس وقت تک کہ حلوہ علماء اہلسنّت کے دسترخوان کی زینت ہو مگر حلوہ کے بغیر یہ خود بھی نہیں رہ سکتے۔ پاکستان ہندوستان میں ختم حلوہ بدعت وحرام کہنے والے فرقہ کے سرکردہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا لکھتے ہیں: ـــــ

"رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی صاحب نے قرآن شریف یاد کیا تھا اوّل وطن سنایا اور جہاز میں کیا سیر تھا بعد عید مکہ پہنچکر حلوائے مسقط خرید فرما کر شرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی۔"[1]

● کھانے پینے کے معاملہ میں یہ مولوی قاسم صاحب کچھ زیادہ ہی وسیع النظر واقع ہوتے ہیں۔ حلال تو حلال ناجائز آمدنی والوں کا حرام مال بھی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ خود بدولت کے سوانح نگار اس راز کو ذرا چاندی کے ورقوں میں لپیٹ کر افشا کرتے ہیں لکھتے ہیں: ـــــ

"(نانوتوی صاحب) بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے اور دعوت کرنے والوں کی تسلی کے لیے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے لیکن خان صاحب (امیر شاہ) کی شہادت ہے کہ قے کر دیتے تھے۔"[2]

حلال کمائی کی "فاتحہ کے طیب وطاہر کھانے کی دعوت تو ان منکرین فاتحہ کی کرتا کون تھا اس لیے قلبی اندرونی خواہشوں کی تکمیل کے لیے

---

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۳۵ [2] ایضاً ص ۳۶۵

ناجائز اور مشتبہ آمدنی والوں کی دعوت قبول کر کے کھا پی جاتے تھے اور صفائی پیش کرنے اور قسمیں کھانے کے لیے مولوی امیر شاہ خان رکھا ہوا تھا۔ تو وہ حلفیہ کہہ دیا کرتا تھا کہ حضرت نانوتوی حرام مال کی دعوت کھا کر قے کر دیا کرتے تھے بھلا کب کسی نے ایسے منصب رفیع کا حامل قاسم العلوم اور حجۃ الاسلام دیکھا ہے کہ جو محض لوگوں کی خوشنودی کے لیے ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوت بھی کھا جاتے۔

● موصوف کو کھانے پینے کا خیال مرتے دم تک دامن گیر رہا چنانچہ ارواح ثلاثہ کے مرتبین نے اس راز پر سے بھی بڑی فراخدلی اور خندہ پیشانی سے پردہ اٹھا دیا مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند مرتے وقت مولوی محمود الحسن سے کہہ رہے تھے! "کہیں سے ککڑی لاؤ۔ مولوی محمود الحسن کہتے ہیں میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک چھوٹی سی ککڑی ملی ـــــ"[1]

اور مولوی قاسم صاحب یہ ککڑی کھا کر مرے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مولوی محمود الحسن اور اس کے بعد حسین احمد ٹانڈوی قاری طیب وغیرہ نے آج تک اس ککڑی کی قیمت ادا کی یا نہیں کیونکہ کھیتوں میں سے ککڑی توڑ کر لانے والے مولوی محمود الحسن نے ککڑی کی قیمت کی ادائیگی کا مطلقاً ذکر نہیں کیا۔ بہر حال اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ علماء اہلسنّت پر کھانے پینے کا الزام لگانے والے یہ خانہ ساز متقی جب کھانے پر آتے ہیں تو حلال وحرام اور ناجائز و مشتبہ کچھ نہیں دیکھتے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب

دیوبندی وہابی فرقہ کے امام دوم ہیں۔ ہم یہ

---

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۷۱

جرأت خواب میں بھی نہیں کر سکتے کہ ان کی ذات پر اپنے گھر سے کوئی من گھڑت الزام لگائیں۔ اس لیے ہم منصف مزاج قارئین کرام کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے استدعا کریں گے کہ وہ مکتبہ عاشقیہ والمطبعۃ الخیریہ و مصریہ قیصر گنج روڈ میرٹھ کا تذکرۃ الرشید لے کر بیٹھ جائیں اور پڑھتے پڑھتے اور تذکرۃ الرشید کے عجائبات ملاحظہ کرتے کرتے حصہ دوم صفحہ ۱۷ پر پہنچ جائیں یہاں میٹھے کے دشمن فرقہ امام دوم میٹھے میں غرق نظر آئیں گے وہ میٹھا جوان کے لیے وبال جان تھا عین ایمان بن گیا۔ لکھا ہے: ـــــــ

"حلاوت ایمان کا ایک ثمرہ یہ بھی تھا کہ آپ کو میٹھے سے زیادہ رغبت تھی۔ عام آدمی دودھ یا چائے میں جتنا میٹھا کافی سمجھتے ہیں آپ (گنگوہی جی) اس کو پھیکا فرماتے یا کم میٹھا ظاہر کیا کرتے تھے۔ پھلوں میں قلمی آم اور الہ آبادی دمریزی امرود بھی آپ کو مرغوب تھے.... شیریں لوکاٹھ اور ملائم آڑو بھی آپ رغبت سے کھاتے تھے[1]۔"

● انہی گنگوہی صاحب کا اپنے فرقہ کے لیے زہر سے بدتر سمجھے جانے والے حلوہ سے بھی خصوصی لگاؤ اور یہ حلوے کا عشق اُن پر بڑھاپے میں دانت ٹوٹ جانے تک غالب رہا سنیے کلام شاعر بزبان شاعر: ـــ

"ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجیے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے[2]۔"

● بدقسمتی سے ختم فاتحہ کا کھانا تو ان کے نزدیک بظاہر وبال جان

ـــــــــــــــ

[1] تذکرۃ الرشید ص۱۷ دوسرا حصہ [2] الافاضات الیومیہ جلد ۲ ص۲۳

ہے کیوں نہ ہو کھانے پر قرآن عظیم جو پڑھا جاتا ہے مگر انہی حضرت گنگوہی جی کی سنیے مسخرہ پن کے انداز میں نہیں فتوٰی شرعی کے روپ میں کیا گل کھلاتے ہیں سائل سوال کرتا ہے۔

"ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری (حلوہ) یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں ـــ؟ جواب درست ہے فقط[1]۔

● بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے رفقاء اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے اساتذہ میں ایک بھاری بھرکم نام مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا بھی ہے۔ کھانے پینے کی دوڑ میں یہ صاحب سب سے آگے نکل گئے مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکڑی کھا کر کام چلا لیتے تھے یا ناجائز آمدنی والوں کا مال کھا جاتے تھے اور گنگوہی صاحب زیادہ میٹھا کھانے اور آم آڑو لوکاٹ کے شائق تھے اور مفت کے حلوے پر جان چھڑکتے تھے اس حلوے کے خبط میں دانت بنوانا بھی گوارا نہ کیا لیکن مولوی محمد یعقوب نانوتوی مفت کے اس کھانے پینے کی دوڑ میں اس طرح سبقت لے گئے اور اپنے جملہ معاصرین کو پیچھے چھوڑ گئے۔ انہوں نے رنڈیوں کنجریوں کے حرام مال کی حرام مٹھائی بھی نہ چھوڑی۔ حوالہ ضیاء القاسمی۔ یوسف رحمانی جیسے کسی ڈھوم دھاری کا نہیں ہے بلکہ ارواح ثلاثہ میں ان کے اکابر کا اجماعی متفقہ حوالہ ہے لکھا ہے: ـــــــ

"ایک رنڈی (کنجری بازاری عورت) اپنی چھوکری (نوجوان

ـــــــــــــــ

[1] فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳

لڑکی) کو سیانی تھی اپنے ہمراہ لائی۔ مولانا محمد یعقوب (صدر مدرس مدرسہ دیوبند) نے پوچھا کیا ہے؟ اس (رنڈی کنجری) نے عرض کیا میری یہ لڑکی ہے اس کو مرض ہے اور میری اس پر کمائی ہے آپ دُعا یا تعویذ کر دیجئے۔ مولانا محمد یعقوب نے نامعلوم دُعا کی یا تعویذ دیا اس چھوکری کو آرام آگیا وہ مٹھائی لائی مولانا نے فرمایا رکھ دو۔[1]"

بتائیے ایسے مال کب کسی سُنّی بریلوی نے کھائے؟

● اب ذرا دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کی بھی سُن لیجئے اِن کے یہ بزرگ بھی حلوے کے شیدائی تھے مگر مہمانوں سے نظر بچا کر کھاتے تھے خود بدولت فرماتے ہیں: ـــــ

"میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ۔[2]"

ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے کہ جناب تھانوی جی تو اپنا گھر کا حلوہ کھاتے تھے تو ہم عرض کریں گے کہ امام اہلسنّت سیدنا سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے بھی تو وصایا شریف اپنے گھر کھانوں پر فاتحہ دلانے اور غرباء فقراء کو کھلانے کی وصیت فرمائی ہے۔ مگر تھانوی صاحب کا گھر کا اپنی کمائی کا کھانا کیسے ہو گیا؟ وہ تو صاف صاف لکھتے ہیں: ـــــ

"اللہ واسطے کا کھاتے کھاتے ساری عمر گذر گئی۔"[3]

● پھر فرماتے ہیں: ـــــ "میری (تھانوی صاحب کی) ساری

---

[1] ارواح ثلاثہ ص ۳۳۹ [2] الافاضات الیومیہ جلد ۷ صفحہ ۱۷
[3] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷

عمر مفت خوری (مُفت کے مال کھانے میں) کٹی ہے۔ پہلے تو باپ کی کمائی کھائی۔ بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گذارا ہوا پھر اس کے بعد سے پھر وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدّت سے نذرانوں پر گذر رہے نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمانا۔"[1]

● اس کے بعد پھر اقبالی جرم کے طور پر کہتے ہیں: ـــــ

"میری گذر آپ ہی لوگوں کے عطایا پر ہے۔"[2]

ممکن ہے تھانوی صاحب کے مفت حلوہ خوری کے کردار سے کوئی کانگریسی ٹانڈوی مولوی حسین احمد صاحب کا پرستار کہہ دے کہ تھانوی بھانڈ تھا ہمارے لیے حجت نہیں ہے تو مولوی حسین احمد صاحب کی بھی سُن لیجئے۔ ملک الموت سرہانے پہنچ چکے ہیں چشم زدن میں راہی ملک عدم ہونے والے ہیں جس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مخالفت کی اُسی پاکستان کے سردے مرتے مرتے یاد آرہے ہیں فرماتے ہیں: ـــــ

"مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے سردے منگوا دو۔"[3]

سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو بوقت وصال بھی غرباء و فقراء کا خیال ہے۔ اور یہ خود ساختہ شیخ الاسلام ٹانڈوی مرتے مرتے بھی اپنے پیٹ میں سردوں کا کوٹہ جمع کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبر میں گرمی کی شدت سے بچاؤ ہو سکے۔

مفت کے مال خواہ حلوہ ہی کی انواع سے ہو اُسے کھانے پینے ہضم اور ہضم کر جانے میں یہ نسل بہت مشاق ہے۔ علماء اہلسنّت

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۶ [2] ایضاً جلد ۷ صفحہ ۳۳۵
[3] شیخ الاسلام نمبر الجمعیۃ دہلی

ان کی طرح محض ٹھگی مال نہیں کھاتے۔ اور فرق صرف اتنا
ہے کہ علماء اہلسنت کھانے پر قرآن عظیم پڑھ کر کھاتے ہیں اور یہ
لوگ غالباً قرآن پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ کی شہادت

چونکہ اصل زیر بحث مسئلہ ختم فاتحہ ایصالِ ثواب ہے۔ ختم
فاتحہ کا کھانا صرف بیانات اور فتاوی کی حد تک ان کے لیے باعثِ
اضطراب ہے۔ بغیر ختم کے کھانا کھلانا ہو تو مدرسہ دیوبند کے جشن صد
سالہ پر سابق بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے فرزند دلبند سنجے
گاندھی کے بھیجے ہوئے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ اندرا تبرک سمجھ
کر ہضم کر جاتے ہیں بلکہ آج کے دور میں محض پیٹ پوجا کے شوق میں
یا اہلسنت کی ضد میں یا قربانی کی کھالوں اور زکوٰۃ کی بندش کے خوف
(ڈھل مل یقین نہیں) سے بہت سے متعصب دیوبندی مولوی بھی
ختم فاتحہ کا کھانا بھی بطیب خاطر کھاتے نظر آتے ہیں۔ روزمرہ کے
مشاہدات اور عامہ اخبارات کے تراشے اس پر گواہ ہیں بلکہ اب تو
بعض دیوبندی وہابی مولوی کے مرنے پر بھی تیجا کا ختم قل خوانی
کے نام سے کیا جاتا ہے جیسے یہ فرقہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام سے چڑتا ہے اور بارہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو یا عید میلاد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام سے جلسے اور کانفرنسیں کرتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک ختم فاتحہ
کے دلائل کا تعلق ہے ہم مکرر در مکرر عرض کر چکے ہیں اور بکثرت
حوالہ جات اکابر دیوبند کی کتب سے ناقابلِ تردید پیش کر چکے
ہیں۔ چلو اتمام حجت کے لیے یہ مسئلہ اکابر دیوبند کے مسلمہ پیر و مرشد
و شیخ طریقت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے حل کراتے

ہیں۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں اور دوٹوک فیصلہ دیتے ہیں:
"جمعرات کے دن کتاب احیاء العلوم) تبرکاً ہوتی تھی جب
ختم ہوتی تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف
کے بیان کیے گئے۔ طریق نذر نیاز (ختم فاتحہ) قدیم زمانہ سے جاری
ہے۔ اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے خواب
میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ایک
کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سُن رہے ہیں۔
دریافت فرمایا کون سی کتاب ہے کہا گیا احیاء العلوم حجۃ الاسلام
امام غزالی کی ہے۔"[1]

● اس سے تھوڑا قبل صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں:

"جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا
دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ
گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور (ختم کا) شربت بٹنا
شروع ہوا ــــ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و
بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ
ناجائز و شرک ہے اور دوسرا خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں
کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی
ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض
کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے ہی انکار کیا جائے ایسے
امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف
اگر بوجہ آنے نام آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کوئی شخص

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۷۰-۷۱

تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔"[1]

اب دیوبندی حضرات اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے واضح احکامات اور طرزِ عمل سے منحرف ہوں اور روگردانی کریں تو یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ اس کے بعد ہم ختم فاتحہ کے جنون و عناد کی حد تک مخالف دیوبندی قطبِ عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کا شدھی ہونے سے پہلے کا طرزِ عمل بھی نقل کرتے ہیں اور کھانے پر ایصالِ ثواب سے جو فیوض و برکات اُن کو اُنکے اپنے بقول حاصل ہوئے وہ انہی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

● "ایک بار مولوی رشید احمد گنگوہی نے، ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے (سلسلہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگ) حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کو کھانا پکوایا تھا (اُس کی برکت سے) اُس روز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں (گنگوہی صاحب) ان کے پاس بیٹھا ہوں یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔ —— اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا، اس وقت سے مجھے حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہو گئی۔ شیخ (عبد القدوس علیہ الرحمۃ) کے ایصالِ ثواب کے موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی زیارت کا تناسب حضرت (گنگوہی) سے کسی نے دریافت نہیں کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ (ختم فاتحہ ایصالِ ثواب کی برکتوں کا) کوئی جدید فائدہ حاصل ہوتا۔ (تذکرۃ الرشید کے مصنف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں) اپنے ناقص خیال میں یوں آتا ہے کہ شاید حضرت شیخ کا حنفی المذہب ہونا اور روحانیت شیخ کے توسل سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۶۸

تک رسائی جن کا قول مذہب حنفی میں اکثر ماخوذ و معمول ہے اس رویائے صالحہ کا مطلب ہوا۔[1]

اس کا ماحصل یہ ہوا کہ ختم فاتحہ نیاز کا کھانا پکوانا ایصالِ ثواب کرنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا قدیمی عمل و معمول تھا ختم فاتحہ ایصالِ ثواب بر طعام کی یہ برکتیں ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ختم فاتحہ تو ہو حضرت شیخ عبد القدوس صاحب کی اور زیارت ہو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایصالِ ثواب اور ختم و فاتحہ کے معمول سے صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خوش ہوتے اور زیارت سے مشرف کیا یہ کہ یہ شرف توسل شیخ حضرت عبد القدوس علیہ الرحمۃ سے ہوا۔ —— آج کے دور میں مثل ملاں مانچسٹروی علمائے وہابیہ دیوبندیہ جو ختم فاتحہ ایصالِ ثواب وغیرہ سے منحرف ہو گئے وہ حضرت شیخ عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رہنمائے اعظم احناف اہلسنّت و جماعت کے فیوض و برکات سے بھی محروم ہیں۔ ممکن ہے پروفیسر مانچسٹروی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کریں کہ حضرت آپ حضرت عبد القدوس کے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا پکوانے کے عمل سے خوش ہوئے احادیث میں اس کا ثبوت کہاں ہے؟

سرکارِ بغداد پیران پیر کی نصیحت

اس عنوان سے مسٹر مانچسٹروی نے سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کی ایک نصیحت "الفتح الربانی" کے حوالہ سے نقل

---

[1] تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۳۱۷

کی ہے۔ یہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بین کرامت ہے کہ حضور غوث پاک کے تصرفات کا منکر آپ کو سرکار بغداد لکھ رہا ہے۔ دیوبندی مذہب میں حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کو سرکار بغداد لکھنا کہاں تک جائز ہے اس کا فیصلہ دیوبندی فتاوی اور مفتیانِ دیوبند پر چھوڑتے ہیں کہ اُن کی شرک و بدعت اینڈ کمپنی لمیٹڈ کے خانہ ساز فتاوی کی رُو سے حضور سیدنا سیدّ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار بغداد لکھ کر مسٹر مانچسٹروی رجسٹرڈ مشرک و بدعتی ہوئے یا نہیں ؟

سرکار کا تو حکم چلتا ہے۔ غوث اعظم کو سرکار مانا تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ حضور غوث پاک کا تصرف آج بھی جاری و ساری ہے سرکار کو نفع و نقصان کا مالک ماننا پڑے گا۔ جو معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جائے وہ سرکار نہیں ہوسکتی۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو سرکار مانا تو زندہ ولی بھی ماننا پڑے گا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کا خلاصہ یہ ہے:

"نفس کو لذت پہنچانے میں ہلاکت ہے"

اہل فقر دو مردوں کو ہمیشہ توکل کی نصیحت کرتے ہیں مسٹر مانچسٹروی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ سرکار بغداد پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے تو نفس کو مارا ہے۔ سادہ کھاتے پیتے تھے۔ یہ اعلحضرت امام اہلسنّت وصایا شریف میں مرغن کھانوں کی طویل فہرست فاتحہ میں شامل کرنے کیلئے کیوں پیش کر رہے ہیں۔ گویا اس کے نزدیک لذیذ کھانے سنّت و شریعت اور طریقہ غوث اعظم کی خلاف ورزی ہے۔

عمدہ، لذیذ اور مرغن کھانے نہ شرعاً منع نہ الفتح الربانی میں سیدنا سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کے قول سے ان کی حرمت و ممانعت

ثابت ہوتی ہے۔

ملاں مانچسٹروی تو یہ کہتا ہے کہ نفس کو لذت پہنچانے میں ہلاکت ہے۔ عمدہ لذیذ مرغن کھانے بزرگوں کا طریقہ نہیں بلکہ خود سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنا واقع مستند کتب معتبرہ میں یوں منقول ہے: شیخ محمد بن قائد الاوانی اور شیخ ابو عبداللہ علیہما الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو تعلیم و تربیت کے لیے آپ کی خدمت میں چھوڑ کر گئی اور کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت دوبارہ پھر حاضر خدمت ہوئی تو اپنے بچے کو بہت کمزور پایا رنگ بھوک سے زرد تھا روکھی سوکھی روٹی کھا رہا تھا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھنا ہوا مرغ کھا رہے تھے ایک برتن میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے عرض کیا حضور والا انت تاکل الدجاج و ولدی یاکل خبز الشعیر آپ مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی۔ فوضع الشیخ یدہٗ علی تلک العظام۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ مرغ کی ہڈیوں پر رکھ دیا اور فرمایا: قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اُٹھ کھڑی ہو۔ مرغی زندہ ہوگئی آپ نے اس عورت سے ارشاد فرمایا جب تمہارا لڑکا اس مقام پر پہنچے گا تو وہ بھی جو چاہے گا کھائے گا۔[1]

اس واقعہ کو دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء، اور الافاضات الیومیہ جلد ۱ ص۲۲۳ پر بیان کیا ہے۔

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۶۵ قلائد الجواھر صفحہ ۳۷ فتاوی حدیثیہ للعلامۃ ابن حجر مکی؏

بتایا جائے بھونا ہوا مرغ اچھا کھانا ہے یا سادہ کھانا ہے۔ معاذ اللہ کیا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھُنا ہوا مرغ کھا کر نفس کو تسکین پہنچا کر معاذ اللہ نفس کو لذت پہنچا کر ہلاک کر رہے تھے؟ کچھ تو شرم کرو غالباً اسی لیے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لذتوں اور شہوتوں اور سرور سے بچنے کے لیے مرغ اور مرغن کھانوں کو چھوڑ کر زاغ معروفہ کالا دیسی کوا پسند کیا ہوگا۔

حاجی امداد اللہ صاحب کی شہادت

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسا کھانا کھاتے تھے چلئے ہم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے معلوم کرتے ہیں۔ مانچسٹروی جی شاید ان کی شرم وحیاء کریں ان کی مان لیں کیونکہ یہ بزرگ اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد ہیں، فرماتے ہیں:—

"شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لباس عمدہ پہنتے تھے اور کھانا لذیذ کھاتے تھے یہ سب عکس نعماء اخروی تھا۔"[۲]

تھانوی کی شہادت

چلتے چلتے ہم دیوبندی وہابی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں کہ اتمام حجت ہو جائے ملفوظ ۲۵۱۔ "ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اچھی عمدہ اور مقوی غذائیں کھانا چاہیے اور خوب کام کرنا چاہیے ہمارے حاجی (امداد اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ اگر عمدہ غذا کھاتے ہیں تو ان کو اس میں نعماء جنت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔"[۳]

---

[۱] فتاویٰ رشیدیہ [۲] شمائم امدادیہ حصہ دوم صفحہ ۷۰۔
[۳] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۱۶۹

تعجب ہے کہ ملاں مانچسٹروی جی نے اکابر دیوبند کے برعکس عمدہ ولذیذ ی مقوی و مرغن کھانے کھانے کو بھی سُنی بریلوی۔ دیوبندی وہابی مکاتیب فکر کا اختلافی مسئلہ بنا دیا۔

جب شیطان کا خصوصی فیض مانچسٹروی کے رگ وپے میں سرایت کرتا ہے تو وہ بار بار سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی یہ نصیحت ضرور نقل کرتا ہے:—

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

حالانکہ ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ متعدد تصانیف میں بار بار اس کا جواب دیا ہے اس جواب پر تو اس نامراد کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور بار بار اسی کا اعادہ کر کے دیوانگی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

سرکارِ سرہند حضرت مجدد الف ثانی کی نصیحت

مانچسٹروی صاحب نے صفحہ ۲۷ پر ایک عنوان یہ بھی قائم کیا ہے اور یہاں بھی سرکار سرہند لکھ کر اپنے مذہب کا خون کیا ہے۔ دوم یہ کہ سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد اردو میں نہیں ہو سکتا عربی یا فارسی کی اصل عبارت کے ساتھ ترجمہ پیش کرنا چاہیے تھا اور یہ بھی بتایا جائے کہ مسٹر مانچسٹروی جی نے یہ کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے کہ: "سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیروں کی پیروی نہ کریں" یہاں مصنف مطالعہ بریلویت کٹر غیر مقلد نظر آ رہا ہے۔ گویا کہ اس دیوبندی دلال کے نزدیک پیران طریقت کے اقوال و عمل سنت کے خلاف ہوتے ہیں۔

اوّل تو ہم یہ واضح کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ دیو بندی حضرات محض فریب دینے کے لیے حضرت شیخ مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نام لیا کرتے ہیں ——— ورنہ مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ اور دیو بندی وہابی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور کوئی قدر مشترک نہیں لیجیے ثبوت حاضر ہے اور نقد حاضر ہے: ———

دیو بندی حکیم الامت تھانوی صاحب کہتے ہیں اور یہ تاشیخ مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ سے اپنا اختلاف یوں ظاہر کرتے ہیں بلکہ مولوی اسماعیل قتیل کو حضرت مجدّد پر ترجیح دیتے ہیں دیکھیے: ———

"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تصور شیخ کا مسئلہ کبھی جی کو نہیں لگا اس سے طبیعت اُلجھتی ہے بلکہ اچٹتی ہے میں حرمت کا فتویٰ تو نہیں دیتا یہ تو مولانا (اسماعیل) شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر میں ایسا حلال سمجھتا ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصور شیخ کو گو حضرت مجدّد صاحب نے اس کے نافع اور محمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے۔"[1]

یہ ہے ان لوگوں کا حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی سرکار سرہند قدس سرہٗ پر اعتماد کہ حضرت شیخ مجدّد سرہندی علیہ الرحمۃ جس چیز کو زور دے کر نافع و محمود بتاتے ہیں دیو بندی حکیم الامت اس کو زور دے کر ڈھٹائی سے اوجھڑی کی طرح بتاتے ہیں اور پھر اسی مذکورہ بالا تحریر میں حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے اپنی اندرونی کدورت و عداوت کا برملا یوں اظہار کیا کہ اپنے امام اوّل بانئ وہابیت مولوی اسماعیل قتیل کو تو باقاعدہ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے لیکن حضرت مجدّد الف ثانی کو رحمۃ اللہ علیہ پورا لکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ مجدّد الف ثانی

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ ۴ صـ ۹۴۔

علیہ الرحمۃ جیسی عظیم و جلیل مسلّمہ شخصیت سے تو ان کو اختلاف ہے لیکن بانئ وہابیت قتیل بالاکوٹی سے قطعاً اختلاف نہیں اور جبین عقیدت جھک جاتی ہے ملاحظہ ہو۔ دیو بندیوں وہابیوں کے بانئ اسلام ثانی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کے متعلق سوالات کے جواب میں لکھتے ہیں: ———

"تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اُس کو رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے ———"[1]

گویا کہ دیو بندیوں کے دل کو امام ربّانی مجدّد الف ثانی سرکار سرہند قدس سرہٗ کی بات نہیں لگتی۔ مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اقوال سے ان کا دل اُچٹتا ہے طبیعت اُلجھتی ہے مگر قتیل دہلوی شہید لیلیٰ نجد بانئ وہابیت مولوی اسماعیل کی کتاب میں ان کے اقوال پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ انصاف پسند قارئین کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہو گا کہ دیو بندیوں کا ہمارے بزرگوں کا نام لینا محض دھوکہ دینا ہے۔

طرفہ تماشہ: مسٹر پروفیسر پی ایچ ڈی ڈگری حاصل کرنے کے باوجود جاہل ہی رہا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو ارشاد اس نے نقل کیا ہے اُس کے آخری الفاظ یہ ہیں جو اس نے بطور ماحصل نقل کیے ہیں: ———

"اس وقت کے صوفی اگر انصاف پر آئیں اور اسلام کی کمزوری اور جھوٹ کا پھیلاؤ دیکھیں تو سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیروں

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۵۱۔

کی پیروی نہ کریں "۔ [1]

گویا کہ پیروں (مشائخ طریقت) کا طرزِ عمل سنّت کے منافی ہے اور بزعم خود مانچسٹروی سنّت کا بہت بڑا محافظ و شیدائی ہے اور یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ اپنے دَور کے یعنی آج کل کے پیروں کی بات کر رہا ہے یا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے عہد مبارک کے صوفیاءِ عظام اور پیرانِ طریقت کی بات ہو رہی ہے۔ ——— بہر حال موضوع زیر بحث فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ سے ہٹ کر اگرچہ یہ حوالہ محض اس نے کج بحثی کے لیے بے موقع نقل کر ڈالا اور اس سے اس مقصد کا وحید صرف یہ ہے کہ اولیاء اللہ پیرانِ طریقت کی پیروی نہ کی جائے مگر اس باب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور اُن کے استادِ گرامی مولوی محمد یعقوب صاحب دیوبندی کا فیصلہ سن لیں۔ مولوی تھانوی صاحب رقمطراز ہیں کہ : ———

"میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا تھا کہ ایک پیر نے ایک مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو۔ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں مجھ کو (تھانوی کو) اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دُور تھا میں نے یہ قصہ (اپنے استاد) مولانا محمد یعقوب صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو؟ تب میری آنکھیں کھلیں فرمایا میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے۔" [2]

تھانوی صاحب کی تو اس واقعہ سے آنکھیں کھل گئی تھیں، مگر ہمیں یقین ہے کہ مانچسٹروی پی ایچ ڈی کی آنکھیں گنگوہی صاحب

---

[1] مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۳ [2] الافاضات الیومیہ حصہ ۴ ص ۲۹۱

کی طرح بند ہو جائیں گی۔ حضرت مجدد صاحب کے قول سے مُلّاں مانچسٹروی جی یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ سنّت کے علاوہ پیروں کی بات نہ مانی جائے، لیکن تھانوی صاحب کے اُستادِ گرامی مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی ایسے شخص کے اس قول کی تائید و حمایت کر رہے ہیں جو کہہ رہا تھا کہ : ———

"میں خدا کو کیا جانوں اے پیر صاحب میں تو تم کو جانوں"

یہ ہے وہ کہ پڑھا کہ مولوی تھانوی صاحب کی تو آنکھیں کھل گئی تھیں مگر مانچسٹروی مُلّاں کی عقل کے طوطے اُڑ جائیں گے۔ مُلّاں مانچسٹروی کے دماغ میں لاوا اُبل رہا ہے کہ مشائخ طریقت پیرانِ عظام کے اقوال من گھڑت اور سنّت و شریعت کے منافی ہوتے ہیں لہٰذا وہ حضور سیّدنا غوث اعظم شیخ سیّد عبد القادر جیلانی۔ سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری۔ سیّد سلطان ہند خواجہ اجمیری قدست اسرارہم جیسے مسلّم اکابر اولیاء اللہ سے نفرت دلانے کے لیے یہ پاپڑ بیل رہا ہے کہ پیروں کی پیروی نہ کریں۔ مگر اس کا کیا کیجئے سنیئے اور سر دھنیئے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے سوانح نگار تذکرۃ الرشید کے مرتب مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی خود گنگوہی جی کا قول نہیں بلکہ فرمان شاہی نقل کرتے ہیں : ———

"آپ (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے "سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"۔ [1]

---

[1] تذکرۃ الرشید دوسرا حصہ صفحہ ۱۷ ؎

صرف یہ ایک مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ہی نہیں بلکہ ؎

جو تیرے کوچہ میں ہے اے جاں کفن بر دوش ہے

شیخ الہند دیوبندی مولوی محمود الحسن دیوبندی مرثیہ گنگوہی میں لکھتے ہیں: ؎

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاہ ہوگیا گمراہ
وہ اب ہدایت تھے کہیں کیا نفس قرآنی

وضاحت کی ضرورت نہیں اشعار عام فہم ہیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ جس طرف گنگوہی صاحب مائل ہو جاتے حق بھی اُدھر ہی دائر ہو جاتا۔ گویا حق و ہدایت مولوی گنگوہی صاحب کے اشارہ ابرو کے منتظر ہوتے لکھتے ہیں : ؎

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی [1]

پروفیسر مانچسٹروی اس وادی میں مدت مدید سے دھکے کھا رہے ہیں بریلویت پر لکھنے کا جنون اور خبط اُن پر رات کی نیند حرام کیے ہوتے ہے انہیں کچھ معلوم نہیں دُنیا میں کیا ہو رہا ہے ان کے اکابر کی کتب میں کیا بھرا پڑا ہے : ؎

نجد کا کوڑا نجد کا گند ✱ دیوبند دیوبند

اپنے اکابر کے اقوال بالا ذہن نشین کر کے اب مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوب شریف سے مطابقت کر کے خود بتائے کہ بدعت کے اندھیروں میں کون گم ہے اور سُنت کا نور کون بڑھا رہا ہے ۔۔۔؟ سرکار سرہند قدس سرہٗ کے قطعاً بے محل و بے موقعہ ارشاد نقل کرنے کے بعد دیوانگی کے عالم میں صفحہ ۲۸ پر پھر دوبارہ سہ بارہ ایصال ثواب

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۸، ۹ ۔

کو موضوع سخن بناتا ہے ممکن ہے کوئی اور ڈھکوسلا یاد آگیا ہو گا فکری اضطراب ہر سطر اور نفس مضمون سے پھوٹا پڑتا ہے۔ ؎

بے قراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

عنوان ہے قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

عنوان تشنہ ہے تنگی اس کے جلو میں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں یہ کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں وہ کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں یوں کہتے ہیں۔ جی ہاں! کیا تمہاری طرح بلا دلیل و ثبوت کہتے ہیں۔ ۔۔۔ گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، محمود الحسن، انور کاشمیری وغیرہم نے اُن کا زمانہ پایا اور دم نہ مار سکے اور آج ملاں مانچسٹروی کے مُنہ سے ماں کے دودھ کی بُو نہیں گئی یہ بے چارہ کہتا ہے مولانا احمد رضا خاں یوں کہتے ہیں، مولانا احمد رضا خاں یہ کہتے ہیں۔ ذرا دَم خم ہے تو نصوص قرآن و حدیث سے مولانا احمد رضا خاں کے اقوال و ارشادات کا رد کرو۔ عبارتوں میں کتر بیونت الفاظ اور مفہوم میں ہیرا پھیری سے کام نہیں چلے گا۔ ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْن ۔۔۔

دروغ گو را حافظہ نباشد

یہ صحیح ہے کہ جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ یہ ختم فاتحہ کی بحث میں ایسا اُلجھا ہے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے اس کو خبر ہی نہیں کہ اس کا قلم کیا گھسیٹ رہا ہے۔ مطالعہ بریلویت صفحہ ۲۲ جلد اوّل پر لکھتا ہے : ۔۔۔

"ان (سُنیوں بریلویوں) کے عقیدہ میں نیکیوں کا ثواب نہیں پہنچتا ۔۔۔ لذتیں اور ذائقے پہنچتے ہیں "

اور اسی جلد اوّل کے صفحہ ۲۸ پر بدحواسی کے عالم میں لکھتا ہے : ۔۔۔

"اس مسئلہ میں سُنّی بریلوی اور دیوبندی وہابی دونوں متفق ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب حسب نیت مرزوز پہنچتا ہے۔"

خرد ماغی: اشرخامہ مطالعہ بریلویت کی مزید خرد ماغی ملاحظہ ہو سیدنا امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت :۔

"مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پہنچاتے ہیں اسے فاتحہ کہتے ہیں۔ اولیاء کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔"

اس بارے میں لکھتا نہیں بلکہ بکتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے ـــــــ ؟

یہ ہے اس بدبخت کی وسیع النظری اسی زعم جہالت وحماقت میں یہ تاریخی فکری اور تحقیقی جائزہ پیش کر رہا ہے۔ سچ ہے۔ ؎

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

اس شخص کو اتنا معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ اللہ کے دوست کے محبوب ہوتے ہیں یہ مسلمانوں کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ اس نامراد کی یہ بکواس بھی کسی علم وتحقیق کا حصہ ہے کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر ہے۔ یہ بے چارہ یہی کچھ سمجھ سکتا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ختم فاتحہ کے خلاف کتاب وسنت سے دلائل وشواہد پیش کرتا مگر بے چارہ علمی بے بضاعتی کے باعث پانی کی لسی بنا رہا ہے۔ درحقیقت اس بدحواس کو اولیاء اللہ کی نذر ونیاز ذہنی گوارا نہیں ـــــــ ۔

انہونی منسوب کرنا | انہونی منسوب کرنا مصنف مطالعہ بریلویت کا خاص فن ہے اور بے حیائی سے اس کا

مسلسل مظاہرہ کیے جا رہا ہے صفحہ ۲۹ کی ایک سُرخی ہے "اہل میت کے کھانے کی شرعی حیثیت" جل بھُن کر لکھتا ہے : ـــــــ

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے عزیزوں کو وصیت کی کہ فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔"

سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی عبارت مبارکہ سے یہ الفاظ کانٹ چھانٹ کر نقل کرکے اپنی موٹی عقل اور اُلٹی کھوپڑی سے یہ تاثر دینا چاہا کہ فاتحہ ہفتہ میں دو تین دفعہ تو ہر دوسرے دن کرنی ہوگی۔ اعزہ کی خانصاحب کی وفات کا آخر تین دن تو سوگ رہا ہوگا اور ان دنوں میں بھی ان کو کھانوں کی تیاری کرنی پڑی ہوگی۔

اس کو کہتے ہیں ماروں گھُٹنا پھُوٹے آنکھ۔ اس بے چارے جہالت کے مارے نے یہ سمجھ لیا کہ حضور اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی وصیت کے فوراً بعد فاتحہ کے کھانے پکانے شروع کر دیئے گئے ہوں گے حالانکہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز نے اہل میت کے گھر دعوت وضیافت کی ممانعت پر مستقل کتاب جلی الصّوت ۱۳۳۰ھ تاریخی نام سے ارقام فرمائی جس میں مسند امام احمد۔ سنن ابن ماجہ۔ فتاویٰ خلاصہ۔ فتاویٰ سراجیہ۔ فتاویٰ ظہیریہ۔ فتاویٰ تاتارخانیہ۔ فتاویٰ ہندیہ۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ شرح ہدایہ وغیرہم ۲۵ کتب کے اہم وجلیل حوالوں سے اہل میت کے گھر اس دعوت کو ناجائز وبدعت شنیعہ قبیحہ قرار دیا۔ مصنف نے جو حوالہ پیش کیا وہ بھی سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف جلی الصّوت کا حوالہ ہے جو سنن ابن ماجہ سے نقل کیا ہے کہ : ـــــــ

كنا نرى الاجتماع الى اهل الميت وصنعة الطعام من النياحة (سنن ابن ماجہ رواہ احمد ص۱۱۶) یعنی ہم صحابہ کرام، اہل میت کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو جاہلیت کے

دَور کا ماتم سمجھتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرام تو اہل میت کے ہاں دعوت اور کھانوں کو دَور جاہلیت کا ماتم فرما رہے ہیں لیکن دیوبندی وہابی فرقہ میں ماتم ویسے معمول ہے اور یہ ماتم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرنے پر کیا گیا۔ مولوی محمود الحسن شیخ الہند دیوبند خود لکھتے ہیں ؎

فرق درجات کا قصہ تو جُدا ہے لیکن
عام تھا عالم اجسام میں اس کا ماتم [1]

عالم تخیلات یا عالم ارواح یا عالم برزخ کی بات نہیں بلکہ عام تھا عالم اجسام میں ان کا ماتم شیعہ رافضی آگ پر ماتم کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت پر دیوبند میں آگ پر بھی ماتم ہوا اور آگ پر یہ ماتم اس وقت کے مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی محمد رفیع صاحب اور صدر مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمد یعقوب نانوتوی نے کیا تھا۔ ؎

لوٹتے آگ پہ تھے حضرت یعقوب و رفیع
خون آنکھوں سے بہاتے تھے رشید عالم [2]

بہر حال اہل میت کے ہاں کھانا پکانا دعوتیں اُڑانا سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت یا دیگر علماء میں سے کسی نے بھی جائز نہیں بتائیں۔ اور مخالفت پر خود سرکار اعلیحضرت کی متعدد کتب و فتاویٰ موجود ہیں لہٰذا اس ضمن میں بلا ضرورت کج بحثی کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا گیا۔ اسی ضمن میں "ختم میں ستر ہزار چھوہارے" کا جواب ہم قبل از دھاکہ کے رد میں اپنی جامع و ضخیم کتاب قہر خداوندی میں ص۱۱ پر مفصل دے چکے ہیں جس کا جواب مصنف دھاکہ اور اثر خامہ مطالعہ بریلویت سے

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۹ [2] ایضاً ؛

نہ ہوا نہ ہو سکے گا ان شاء اللہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ نے عرفان شریعت میں صاف صاف فرمایا ہے:—

"کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں ہے"۔

اس کے بعد فرمایا ستر ہزار عدد ہوں کیونکہ خود مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی تحذیر الناس ص ۳۰ میں لکھتے ہیں:—

"حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا بروئے مکاشفہ اُس نے کہا اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا تو یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اس کی اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ (مرید) جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔"

سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا مقصد بھی ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھوانا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا ہے۔ بتایا جائے ستر ہزار یا پچھتر ہزار یا ایک لاکھ مرتبہ کلمہ شریف چھوہاروں پر تو کیا سونے کی ڈلیوں پر پڑھ کر بخشا جائے ثواب پہنچایا جائے تو اس میں اثر خامہ مطالعہ بریلویت کو کیا کھاتا ہے؟ کیا وہ یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی بخشش و نجات نہ ہو سب اس کے ساتھ جہنم میں رہیں اور پھر ستر پچھتر ہزار کلمہ شریف پڑھنے کی نصوص قرآن و حدیث میں کہاں ممانعت ہے——؟ آخر اُلٹی سمت میں مصنف مطالعہ بریلویت کو دماغ لڑانے کی کیا ضرورت ہے اور یہ کیوں بکتا ہے کہ اتنے چھوہاروں کی دستیابی کیسے ہو گی—— پھر اتنے چھوہارے رکھے کہاں جائیں گے اور کہاں سمائیں گے—— اصل چھوہارے ہی قبر میں بھیجے ہیں یا ثواب بھیجنا ہے—— انہیں دفن کرنے میں کیا دقت

نہ ہو گی کہاں رکھا جائے گا کیسے تقسیم کیا جائے گا ــــــ ؟
آخر ملاں مانچسٹر وی کو کیوں درد لاحق ہے اور کیوں چھوہاروں کا غم کھائے جا رہا ہے ــــ کیا مانچسٹر وی کو یہ ڈر ہے کہ اُسے خچر رہڑے میں جوت کر ستر ہزار چھوہاروں کا دس من ۷ ، ۳ سیر ۸ چھٹانک وزن اُس پر لادا جائے گا اور اس کی گردن پر رکھ کر مجلس فاتحہ خوانی یا قبرستان پہنچایا جائے گا یا باربرداری کے لیے گدھا گاڑی میں جوتنے کے لیے ڈاکٹر پروفیسر خالد محمود پی ایچ ڈی کی خدمات حاصل کی جائیں گی اور اتنے وزن سے پروفیسر ڈاکٹر مانچسٹر وی جی کی بید نکل جائے گی اور اگر خامہ صاحب سے یہ اتنا بوجھ نہ کھینچا تو پھر اس پر ڈنڈے اور کوڑے بھی برسیں گے آخر ملاں مانچسٹر وی جی کو غم ہے تو کس بات کا ہے ــــ ؟ آخر ع
نیند رات بھر کیوں نہیں آتی

سُنّی بریلوی کھانے

پروفیسر مانچسٹر وی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری مداری یا بازیگری کے فن میں حاصل کی ہوگی ۔ مسخرہ پن تمسخر کا اس جنونی ذہن اور افکار پر غلبہ ہے ختم فاتحہ ایصال ثواب نذر و نیاز کا مذاق اڑاتے ہوئے صفحہ ۳۰ تا صفحہ ۴۲ پر حسب ذیل سرخیاں جمائی ہیں اور خاص مراثیانہ انداز میں یہ عنوان قائم کیے ہیں : ــــ

ختم میں ستر ہزار چھوہارے ــــ سوم کے چنے بتاشے ــــ شب برات میں حلوہ ــــ حلوے کے پسند کرنے کی وجہ ــــ غذا مرغن اور غیر مرغن میں فرق ــــ ختم کے بریلوی آداب ــــ کھانا سامنے رکھنا ۔ کھانا آگے رکھنا کو ضروری سمجھنا ــــ ختم کے کھانے پر اغنیا کا جمع ہونا ــــ کھانا قبروں پر لے جانا ــــ ایصالِ ثواب کے لیے دنوں کا تعین ۔
مذکورہ بالا عنوانات کے تحت مصنف نے کوئی معقول مواد مسلّم

کتب سے پیش نہیں کیا محض زبانی جمع خرچ سے کام لیا ہے ۔ اسی طرح صفحہ ۱۲ پر سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت کی وصیت کے ضمن میں بھی کھانوں کا ذکر کیا گیا حالانکہ یہ سب کی سب حلال طیب و طاہر اشیاء ہیں جو امام اہلسنت سرکار اعلحضرت قدس سرہٗ نے اپنے اعزہ اپنے اہل خانہ کے لیے منگائیں کہ ان پر فاتحہ پڑھ کر غربا و فقراء کو دیں ــــ یہ ہیں سُنّی بریلوی کھانے اب ایک نظر دیوبندی وہابی کھانے بھی ملاحظہ ہوں : ــــ

دیوبندی وہابی کھانے

(۱) زاغ معروفہ یعنی مشہور کالا دیسی کوّا کھانا ثواب ہے[1]
(۲) ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں یا پوری کچوری یا اور کچھ کھانا درست ہے[2]
(۳) گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کھانا درست ہے[3]
(۴) ہندوؤں کی سُود کی رقم سے لگائی پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں ۔[4]
(۵) تیز میٹھے کی چاء (۶) قلمی آم ۔
(۷) الہ آبادی دمریزی امرود ۔
(۸) شیریں لوکاٹ (۹) ملائم آڑو ۔[5]
(۱۰) ککڑی ۔[6] (۱۱) لاہور کے سردے ۔[7]
(۱۲) مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ کے موقع پر سنجے گاندھی کی طرف سے فراہم کیے گئے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ وغیرہ

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۶ [2] ایضاً ص ۲۷۴ [3] فتاویٰ رشیدیہ مجتبائی انا چھاپا ۔
[4] فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷۳ [5] تذکرۃ الرشید حصہ ۲ ص ۱۷ ۔
[6] ارواح ثلاثہ ص ۱۰۷ [7] الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر ۔

انصاف پسند قارئین کرام! سُنّی بریلوی کھانے بھی ملاحظہ فرمالیں اور محدود چند چھلوں کے سوا دیو بندی وہابی کانگریسی کھانے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔ مگر حیرت ہے کہ مسٹر ما نچسٹروی نے اپنے اکابر کے ان کھانوں کا تو استہزاء نہیں اڑایا۔ اور ہم نے بحوالہ کتب اکابر دیو بند سے پچھلے صفحات مختلف النوع کھانوں پر اور مُفت کے مال پر ٹوٹ پڑنے کی شہادتیں اور شواہد پیش کیے وہ اکابر دیو بند کی من پسند تخصیصات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ختم فاتحہ سے متعلق ٹھٹھہ و تمسخر اُڑانے کے بعد تھک ہار کر خود اقرار کرتا ہے اور لکھتا ہے

مولانا احمد رضا خاں اقرار کرتے ہیں:۔ "شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو یا تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب چاہیں کریں انہی دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے۔" [1]

جب اس عنید شدید کو خود مسلم ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ یہ فرما رہے ہیں تو خاص اس موضوع ختم فاتحہ پر یہ ۲۰، ۲۵ صفحات اپنے نامہ اعمال کی طرح کیوں سیاہ کیے ؏

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اس کے اس اقرار سے اس کے اپنے کیے کرائے پہ پانی پھر گیا اور اس نے اپنے مُنہ پر خود تھوک لیا۔

نوٹ: اس عبارت منقولہ بالا کو جب ہم نے فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ سے ملایا تو مصنف مطالعہ بریلویت کی یہ معمولی سی خیانت پائی کہ تعیینیں عرفی کی بجائے تعیین عرفی کر دیا گیا تھا۔

علامہ بیرونی اور ہندوؤں کا حوالہ

مُصنّف مطالعہ بریلویت نے

[1] فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰؎

سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں ہندوستان آنے والے کسی علامہ بیرونی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ یہ علامہ بیرونی اس علامہ اندرونی کے کیا لگتے تھے۔ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے تھے یہ کس دَور میں سلطان محمود غزنوی کے ساتھ آئے تھے ــــ؟ ان علامہ بیرونی کی تفسیر و حدیث و فقہ اور کتب احادیث پر حواشی کے باب میں کیا خدمات ہیں ــــ؟ اور ان صاحب کا انڈیا نزول فرمانے کا مقصد کیا تھا ــــ؟ کیا وہ اُردو دان تھے انہوں نے کتاب الہند اُردو میں تحریر فرمائی یا فارسی میں ــــ؟ اگر اُردو میں ہے تو کیا ثبوت ہے کہ وہ اُردو میں تصنیف و تالیف کا ملکہ رکھتے تھے ــــ اگر فارسی یا عربی میں ہے تو مترجم کون ہے۔ یہ سب پس راز ہیں عبارت میں کیا الفاظ بھی معلوم نہیں کون سے علامہ بیرونی کے ہیں کتنی تصرف علامہ اندرونی کا ہے ــــ؟ البتہ علامہ بیرونی کے ساتھ سلطان محمود غزنوی کا نام مصنف نے بڑے طمطراق سے رُعب جمانے کے لیے تحریر کیا ہے جیسے علامہ بیرونی کو سلطان محمود غزنوی نے خصوصی طور پر ختم فاتحہ کا سپیشلسٹ سمجھتے ہوئے ایصال ثواب کا شعبہ علامہ بیرونی کے سپرد کیا ہو ــــ۔

کھودا پہاڑ نکلا چوہا

علامہ بیرونی نے لکھا کیا ہے یا اُن سے یہ الفاظ منسوب ہیں:ــــ

"ہندوؤں کے ہاں مختلف میتوں کے بڑے ختم کے دن مختلف ہیں۔ برہمن کے لیے گیارہواں دن ــــ کھتری کے لیے تیرھواں دن ــــ ویش کے لیے جو کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں پندرھواں دن اور شودر جیسی اقوام کے لیے تیسواں یا اکتیسواں دن مقرر ہے۔ ان کے ہاں ختم کو سرادھ کہتے ہیں۔ سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو اس پر پنڈت کو بلوا کر کچھ وید پڑھواتے ہیں۔" (کتاب الہند صہ ۲۸۴)

بتایا جائے مسلمانوں کی ختم فاتحہ ایصال ثواب میں اور ہندوؤں کے
اس ختم میں (اگر فی الواقع ہو بھی سہی) کیا قدر مشترک ہیں؟ بقول علامہ
بیرونی یا بر بنائے خیانت علامہ اندرونی مانچسٹروی اگر ہندو ختم کرتے
بھی ہیں تو ان کے ختم کا نام سرادھ ہے۔ ہم مسلمان ختم فاتحہ اور ایصال
ثواب کہتے ہیں۔ ہندو محولہ بالا عبارت کے مطابق ذات برادری اور
پیشہ کی سطح پر دن مقرر کرتے ہیں بلکہ ہمارے ہاں کوئی دن شرعاً
مقرر نہیں ہمارا تعیین عرفی ہے ـــــ ہندو پنڈت وید پڑھتا ہے ہم
قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے ہیں تو دونوں میں یکسانیت اور مماثلت
و مطابقت کہاں ہوتی ـــــ؟ ممکن ہے علامہ اندرونی کل کلاں کو
علامہ بیرونی سے یہ کہلوا دیں کہ اجی یہ مسجدوں کی رسم ہندوؤں سے
آئی۔ پہلے ہندو عبادت پوجا کے لیے مندر بناتے تھے مسلمان مسجدیں
بنانے لگے ـــــ ہندوؤں کے مندر کا ایک گنبد ہوتا تھا مسلمان دو مینار
بناتے ہیں ـــــ ہندوؤں کے مندر میں پنڈت ہوتے تھے مسلمانوں کی
مسجد میں حافظ و مولوی ہوتے ہیں ـــــ ہندوؤں کے مندر میں وید
ہوتی تھی اور مسلمانوں کی مسجد میں قرآن مجید ہوتے ہیں ـــــ مندروں
میں بھی منہ ہاتھ پاؤں دھونے کے لیے ٹوٹیوں کا انتظام ہے مسلمانوں
کی مسجدوں میں بھی وضو کے لیے پانی کا انتظام ہے لہذا مسجدوں
کی رسم معاذ اللہ ہندوؤں سے مسلمانوں میں آئی ہے۔ یہ ہندوؤں کی
نقالی اور ہندوؤں کی تقلید ہے لہذا مسجدیں بنانے کا سلسلہ بند کرو
اور ہندوؤں کی پیروی سے بچو ـــــ تو ایسے بے بصیرت کج فہم آدمی
کو ہر ذی شعور پرلے درجے کا پاگل ہی قرار دے گا ـــــ اسی طرح
علامہ بیرونی ہو یا جاہل اندرونی اس قسم کی لایعنی مثال پیش کرنے پر
بدھو قرار پائے گا۔ اور ان کی اس بات میں کچھ وزن بھی نہیں مانا

جائے گا ـــــ مسلمانوں کا اپنا طرز عمل ہے ہندوؤں کا اپنا طریقہ
ہے بالفرض مماثلت بھی ہو تو کیا ہندو مسلمان ایک شکل و صورت کے
نہیں ہوتے۔ ہندوؤں کا بھی سر ہوتا ہے اور مسلمانوں کا بھی ـــــ
ہندوؤں کے بھی آنکھ ناک کان ہوتے ہیں مسلمانوں کے بھی ـــــ
ہندوؤں کا بھی پیٹ منہ ہوتا ہے مسلمانوں کا بھی ـــــ ہندوؤں
کے بھی ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں مسلمانوں کے بھی ـــــ بتایا جائے کہ مسلمان
ان تمام چیزوں سے فارغ ہو جائیں ـــــ؟ ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان
سب کچھ کٹوا دیں ـــــ؟ ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

قبروں پر کھانا لے جانا

بزعم خود مصنف نے کہیں سے نقل مار کر ردالمحتار جلد اول صـ ۸۴۲
اور علامہ نووی کی شرح منہاج سے بھی دو عبارتیں صـ ۳۵ پر نقل کی ہیں
دونوں عبارات میں کھانا قبروں پر لیجانے کی ممانعت مذکور ہے ہیچمدان
کہ امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے احکام شریعت ـــــ فتاویٰ رضویہ اور مختلف رسائل و تصانیف میں
بار بار ارقام فرمایا ہے۔ سرکار اعلیحضرت احکام شریعت میں جلد ا
صفحہ ۷۲ پر فرماتے ہیں ـــــ:

” فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا ویسا ہی منع ہے جیسے چراغ
رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں “

اس صریح وضاحت کے باوجود نفس مضمون کے اعتبار سے ردالمحتار
اور شرح منہاج کے جزئیات نقل کرنا محض اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے
کے لیے ہی ہو سکتے ہیں اور پھر ردالمحتار کی عبارت کے ترجمہ میں قرآن

خوانی ــــ دعوت قراء وصلحا کو ختم قرآن کے لیے جمع کرنا ــــ یہ الفاظ ردالمحتار کی عبارت کے کس لفظ کا ترجمہ ہیں ــــ ؟ ردالمحتار کی عبارت اس وہابی افکار کو ٹھونسنا کہاں کی دیانت ہے۔ جب قبروں پر کھانا رکھنے یا لے جانے کے ہم اہلسنت قائل ہی نہیں اور امام اہلسنت قدس سرہٗ بھی اس کی ممانعت پر تصدیق فرما رہے ہیں تو پھر اس موضوع پر زور آزمائی کی ضرورت ہی کیا ہے؟

انتہائی تعصب کی حد یہ کہ مصنف نے ص۳۷ پر مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر سوم ص۱۰۷ سے ایک قطعی غیر متعلق عبارت جو عورتوں کے نفلی روزوں کے افطار میں بعض کھانوں اور طریقوں سے متعلق ہے ختم فاتحہ کے رد میں نقل کر ڈالی اور سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی۔ اس عبارت کا ماحصل تو یہ ہے۔ جو عورتیں اپنے پیروں کے ایصال ثواب کے لیے روزے رکھتی ہیں۔ دنوں کا تعین، افطار کے لیے کھانوں کی تخصیص، شنیع طریقوں کا تعین آخر کیوں کرتی ہیں۔ اور بس اس حوالہ کا ختم فاتحہ سے کیا تعلق ہے قطعاً بے محل و بے موقع حوالہ و عبارات نقل کر کے مصنف اپنی علمی بے بضاعتی کا خود پردہ چاک کر رہا ہے ــــ۔

ضروری وضاحت

جو مسئلہ ختم فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ میں سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ دیگر علماء اہلسنت کی کافی سے زیادہ کتب و رسائل میں ہے جن کا جواب آج تک مخالفین کی طرف سے نہ آیا نہ آسکتا ہے مثلاً سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کا رسالہ مبارکہ المحجۃ[۱] الفاتحہ اور اتیان[۲] الارواح ــــ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف کشف الحجاب عن[۳] مسائل ایصال الثواب ــــ حضرت

علامہ مفتی الحاج احمد یار خاں نعیمی بدایونی علیہ الرحمۃ کی جاء الحق حصہ اول میں ختم فاتحہ کا مستقل ایک[۴] باب ــــ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ کی انوار[۵] ساطعہ ــــ حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلہ العالی کی جامع تصنیف اثبات ایصال[۶] ثواب ــــ حضرت مولانا مفتی محمد حسین رضوی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کا رسالہ فاتحہ خوانی کا طریقہ ــــ مولانا مفتی نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے جامع الفتاوی میں فاتحہ خوانی کا ایک مستقل باب اور دیگر رسائل موجود ہیں اس لیے ہم نے زیادہ دلائل و حوالہ جات نقل نہیں کیے ضرورت بھی نہیں اختصار مانع ہے ہم نے صرف مخالفین کے محض اعتراضات کے جوابات پر اکتفا کیا ہے، حالانکہ ان سارے اعتراضات کی ضد میں خود اکابر دیوبند بھی آتے ہیں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا حوالہ اوپر گذرا اور وہابیت کے پیشوائے اعظم فرقہ دیوبندیت مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹ کا ناقابل تردید اینٹی حوالہ نقد حاضر ہے۔ لکھتے ہیں: ــــ

مولوی اسماعیل قتیل سے ختم فاتحہ کا ثبوت

"نہ پندارند کہ نفع رسانیدن

باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل است"[۱]

یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ بات بہتر و افضل ہے (صراط مستقیم)

اس سلسلہ میں اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ اور امداد المشتاق سے بھی فاتحہ خوانی کے مسئلہ میں ہماری پرزور و پرجوش تائید ملتی ہے۔ مصنف مطالعہ بریلویت نے اپنے خصوصی انداز تحریر

---

[۱] صراط مستقیم صفحہ ۷۸ ؛

میں مختلف بزرگوں کی مختلف تاریخوں میں فاتحہ خوانی کا بڑا مذاق اُڑایا ہے۔ صفحہ ۳۷ پر اپنی عامیانہ لفاظی کا تماشہ دکھاتے ہوئے لکھتا ہے یہ عقیدہ کہ حضرت پیران پیر گیارھویں کے ختم میں کھیر ہی پسند کرتے ہیں ـــــ حضرت بُو علی قلندر کے ختم میں سہ منی چاہیے ـــــ شیخ سدو کے لیے کلگلے چاہئیں ـــــ حضرت امام جعفر کے لیے کونڈوں میں حلوہ اور پوریاں ہوں ـــــ شاہ مدار کو مالیدہ بھیجنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ ـــــ۔

اگرچہ اس قسم کی فرمائشی فاتحہ کا اکابر اہلسنّت یا مذکورہ بالا مشائخ طریقت سے قطعاً کوئی ثبوت نہیں جس چیز پر بھی استطاعت ہو فاتحہ دلائی جاسکتی ہے یہ سب ایجاد بندۂ مانچسٹر ہے ـــــ۔

حاجی امداد اللہ کا فیصلہ کن فیصلہ

اکابر دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم کے مسلّم پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے شہرۂ آفاق "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ـــــ

"نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع، اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کا فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔" (پھر فرماتے ہیں) "جیسے کہ نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و زبان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اگر یہاں بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار

قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دُعا کی بھی اُمید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا تو جمع بین العبادتین ہے" پھر فرماتے ہیں "اور گیارھویں حضرت غوث پاک کی دسواں بیسواں چہلم ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر، حلوہ شب برأت و دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں[1] ـــــ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کا عمل

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر علماء دیوبند غیر متزلزل ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی مصنف "تقویۃ الایمان" کے جد و کرام میں سے ہیں ان سے بھی فیصلہ کراتے چلتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں خود اُن کے ہاں تیجہ یعنی ختم سویم ہونا ثابت ہے لکھا ہے: ـــــ

"روز سویم ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیرون از حساب است ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آمد و زیادہ ہم شدہ باشد کلمہ را حد نیست واللہ اعلم[2]"

"یعنی تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے۔ اکیاسی ختم قرآن مجید شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوتے ہوں گے۔ کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں ـــــ"

○ اور اس سے متصل اسی ملفوظات میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ـــــ

---

[1] فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۷ [2] ملفوظات صفحہ ۸۰

"بازا ابتدائے کرامت شب براءت فرمود کہ در شب پانزدہم شعبان بعد عشا قریب سنہ وصال بخانہ آمدہ بود کہ باگاہ جبرئیل آمد گفت آں روز شب مبارک و تقسیم برأت یک سالہ ست برخیز و برائے مُردگان مدفونان جنت البقیع در آنجا رفتہ دُعا کن چنانچہ آنحضرت ہمچنیں کردند برائے آں رسم فاتحہ دریں شب ست خواہ نان و حلوہ خواہ ہرچہ خواہد مگر در ہند حلوا می باشد و در بخارا و سمرقند قتلما وغیرہ می کنند"

یعنی رسول اکرم نور مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنہ وصال کے قریب شب برأت کو عشاء کی نماز کے بعد دولت سرائے اقدس میں تشریف لائے اچانک جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ مبارک رات ہے آج سال بھر کے حصّے تقسیم ہوں گے جنت البقیع تشریف لے جاکر وہاں کے مُردوں کے لیے دُعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اسی وجہ سے اس شب میں فاتحہ کا دستور ہے خواہ حلوہ روٹی ہو خواہ اور کچھ مگر ہندوستان میں حلوہ ہوتا ہے اور بخارا و ثمرقند میں قتلما وغیرہ کرتے ہیں۔"

شاہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہوا کہ یہ سب حدیث شریف کے مطابق ہے۔

مسٹر پروفیسر مانچسٹروی کو چاہیے یا حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تصریح کے مطابق حلوہ قتلما وغیرہ کو ہر فاتحہ شب برأت کو حدیث شریف کے مطابق تسلیم کرے یا پھر دیگر بزرگوں کی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے برملا اظہار لاتعلقی کا اعلان کرے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ اپنی تیزی طبع کے باعث کہیں یہ نہ کہہ دے جیسا صفحہ ۲۶ پر بھی کہہ چکا ہے۔ شوق ختم میں پیغمبر پہ افتراء کہیں یہاں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کی شان میں یہ بکواس نہ کرے۔

شوق حلوہ و شوق قتلما میں پیغمبر علیہ السلام پر افترا اور یہ حدیث

بھی اس کو ازبر ہے من کذب متعمداً فلیتبوا مقعدہ فی النار (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲) کہیں اس حدیث کے مصداق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کو قرار نہ دے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

فتاویٰ عزیزیہ کے معرکۃ الآراء حوالے

مُصنّف اپنے مسلّمہ اکابر کی کتابوں کو تو ایک نظر دیکھتا نہیں علماء اہلسنّت خصوصاً سیدنا اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی کتب میں کیڑے نکالنے کے خبط میں مبتلا ہے۔ آئیے ہم مصنّف کے سامنے فتاویٰ عزیزیہ کے ناقابل تاویل و تردید حوالے رکھتے ہیں جو یقیناً اس کے قلب و جگر کو پاش پاش کر جائیں گے ملاحظہ ہو:

- "طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند بران قل و فاتحہ و درود خواندن متبرک می شود خوردن بسیار خوب است"[1]

یعنی جس کھانے پر حضرات حسنین کی نیاز کریں اس پر قل اور درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

- اسی طرح اسی فتاویٰ عزیزیہ میں ایک اور جگہ لکھا ہے:-

"اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست[2]۔ یعنی اگر دودھ مالیدہ کسی کی فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کی نیّت سے پکا کر کھلا دے تو جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں"۔

ہم بالخصوص اُن بزرگوں کے اقوال و ارشادات نقل کر رہے ہیں جن پر ختم فاتحہ کے منکروں کو بہت زیادہ اعتماد اور غیر متزلزل

---

[1] فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۷۵ [2] ایضاً ص ۱۴۱

یقین ہے اور اپنی اسناد حدیث بھی انہی بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ حضرات ہیں بھی سُنّی بریلوی۔ دیوبندی وہابی اختلافی دور سے پہلے کے اگر مصنّف مطالعہ بریلویت نے اگر ختم فاتحہ کے خلاف قرآن وحدیث سے حُرمت وممانعت کی دلیل پیش کی ہوتی تو ہم بھی جواباً قرآن واحادیث کتب تفاسیر وحواشی سے مستفاد اثبات کرتے مگر ہم دعویٰ سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ کسی دیوبندی وہابی امام کبیر سے لے کر امام صغیر تک کو قرآن وحدیث سے نفی کی دلیل نہیں ملے گی۔ محض کسی کا اپنی ذاتی وانفرادی تحقیق سے کچھ کہہ دینا حُرمت فاتحہ کی دلیل نہیں بن جائے گا۔ ایسے لوگ جو محض اپنے وہم وقیاس جنون وخبط سے مستحب ومباح چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث پر افترا کرتے ہیں۔ مصنّف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۳۸ پر نئے خطبہ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ سے ایک عنوان قائم کیا ہے قبور ومزارات ——.

قبُور ومزارات: اس عنوان کے ذیل میں حسب عنوان چاہیے تو تھا کہ قبور ومزارات کے موضوع پر گفتگو کرتا مگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی معلوم ومعروف حدیث نقل کر ڈالی کہ اے علی! تین موقعوں پر تاخیر نہ کی جائے: ——

(۱) نماز کا جب وقت آجائے۔ ——

(۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے۔ ——

(۳) اور لڑکی کے لیے جب تجھے کفو مل جائے ——

بتایا جائے کہ اس حدیث پاک کا اس عنوان قبور اور مزارات سے کیا تعلق ہے ——؟ بے موقع اور غیر متعلق جگہ حدیث شریف نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے کہ لوگ دیکھیں کہ مانچسٹروی کی کتاب حدیثوں سے بھری پڑی ہے۔ اسی صفحہ ۳۸ پر دوسرا عنوان موضوع سخن ومسئلہ

زیر بحث سے ہٹ کر آذان قبر کے متعلق ہے اور لکھا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں کی وصیت: حامد رضا خاں سات مرتبہ آذان دیں تلقین کرنے والے قبر کے مواجہہ میں تین بار تلقین کر ڈیڑھ گھنٹہ تک قبر پر مواجہہ میں درود شریف با آواز بلند پڑھا جائے اور ممکن ہو سکے تو تین شبانہ روز تک با آواز بلند قرآن شریف اور درود شریف پڑھوائے جائیں تاکہ اس نئے مکان میں دل لگ جائے ہے[1]

حوالہ تو لکھ دیا اور بیشک صحیح نقل کیا لیکن موضوع سخن تو "قبور ومزارات" ہیں —— پہلے تو ان لوگوں کو آذان کے بعد صلوٰۃ وسلام سے تکلیف ہوتی تھی اور اب اس حوالہ کے نقل کرنے کا مقصد صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب ان کو آذان، درود شریف اور تلاوت قرآن عظیم سے بھی دورہ پڑتا ہے اور عارضہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر آذان قبر ناجائز تھی تو اس پر بطور دلیل کوئی حدیث شریف بیان کی ہوتی۔ آخر حوالہ کے نقل کرنے کا کوئی مقصد بھی تو ہو ——؟ ع

کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا؟

جہاں تک آذان قبر کا تعلق ہے اس باب میں بھی بکثرت دلائل وشواہد موجود ہیں —— امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امام اجل سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں: ——

ان المیت اذا سئل من ربك ترای له الشیطٰن فلیشیر الی نفسه انی انا ربك فلهذا ورد سوال التثبیت له حین یسئل۔

یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے

---

[1] المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر صفحہ ۳۶۳؎

شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا کہ میں تیرا رب ہوں اس لیے حکم ہوا کہ میت کے ثابت قدم رہنے کی دعا کریں ــــ ۔

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آذان شیطان کو دفع کرتی ہے صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے : ــــ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا اذن المؤذن ادبر الشیطن ولہ حصاص یعنی جب مؤذن آذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور واضح ہے کہ جب آذان ہوتی ہے شیطان چھتیس ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے ۔ ــــ شیطان مصنف مانچسٹروی شیطان کی موجودگی ضروری سمجھتا ہے ۔ مگر اس موضوع پر المیزان کا حوالہ تو نقل کر دیا غالباً بے بسی کے عالم میں کچھ حاشیہ آرائی نہ کر سکا جیسے بدحواسی طاری ہو کچھ گنجائش نہیں پائی ورنہ ضرور ہاتھ پاؤں مارتا ۔ عنوان کلام کے برعکس صفحہ ۳۹ پر ایک سرخی یہ ہے ، قبر میں سوال وجواب ۔

قبر میں سوال وجواب

لکھتا ہے :- " احادیث سے ثابت ہے کہ قبر میں ہر شخص سے یہ تین سوال کیے جاتے ہیں تیرا رب کون ہے ؟ تیرا دین کیا ہے ؟ اور یہ بھی یہی ہے کہ اس وقت وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے یا آپ کی صورت مبارک دکھائی جاتی ہے ۔ یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں لیکن بریلوی مذہب میں ہے کہ وہاں مرنے والے کے پیر کی آمد ہوتی ہے ۔"

قارئین کرام ! ذرا غور کریں مصنف اندرونی اور ذہنی وفکری

بد مذہبی کی وجہ سے کس مرے ہوئے دل سے معاندانہ ناگوار انداز میں کہہ رہا ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہوتا ہے (مصنف کا دل جل رہا ہے کڑوی گولی نگلتے ہوئے کہنا پڑ رہا ہے) یا آپ کی صورت مبارک دکھائی جاتی ہے (دل دھڑک رہا ہے) یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ــــ جی ہاں آپ کے ہاں حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت شان تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی واقعی دیوبندی مذہب میں گنجائش نہیں ہے کیونکہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا سودا نہیں وارا نہیں کھاتا باقی رہا پیر کی آمد کا عقیدہ تو اس کے خلاف آپ نے کوئی جاندار دلیل قائم نہیں کی۔

قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ

مصنف نے فیوضات فریدیہ کے حوالہ سے قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ بھی تحریر کیا ہے : ــــ

اوّل تو جاننا چاہیے کہ یہ فیوضات فریدیہ والے بزرگ کون ہیں ــــ ؟ جناب یہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ بات ان بزرگ صاحب حال نے لکھی ہے ان کا یہ عقیدہ غلط اور قرآن واحادیث اور مسلمہ اسلامی اصولوں کے منافی تھا تو حال ہی میں ادارہ اشاعت المعارف فیصل آباد کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب " الکشاف حق " کے صفحہ ۸ سے ۱۵ تک " علماء دیوبند کے بارے میں اولیا واہلسنت کی رائے " کے زیر عنوان مختلف علماء ومشائخ کے بیانات نقل کرتا کرتا ۱۵ پر مشہور دیوبندی وہابی مولوی ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی لکھتا ہے :

" حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ "

اگر فی الواقعہ قبر میں پیر کی آمد کا عقیدہ کفر وارتداد یا ضلالت پر مبنی تھا تو ان کو اولیاء کرام اہلسنت کی فہرست میں کیوں شامل کیا ان کو حضرت

اور خواجہ اور رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھا ___؟ ان کی نسبت سے ان کے
شہر چاچڑاں کو چاچڑاں شریف کیوں تحریر کیا ___؟
اس سے قبل بھی "علماء دیوبند کے بارے میں اولیاء اہلسنت کی
رائے کا یہ مضمون ماہنامہ الرشید ساہیوال ___ ہفت روزہ خدام الدین
لاہور ___ مولوی فردوس قصوری اور سرفراز گکھڑوی اپنی کتابوں میں
حضرت خواجہ غلام فرید کو اولیاء اہلسنت میں شامل کر کے رحمۃ اللہ علیہ
لکھ چکے ہیں ___ اور عصر کے جھگڑے دیوبندی نام نہاد مناظر مولوی
یوسف رحمانی دیوبندی وہابی نے لکھا ہے : ___
"کوٹ مٹھن کے برگزیدہ انسان اور اپنے مسلمہ شدہ ولی خواجہ
غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ" [1]
ایک اور جگہ لکھتا ہے : ___
"خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلہ شریفہ" [2]
اگر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی یہ بات غلط تھی تو انہیں ولی اللہ برگزیدہ
انسان اور رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھا جا رہا ہے ___؟
اب تحقیقی جواب کی طرف آئیے ۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ
علیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں : ___
ان ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلہم یشفعون
فی مقلدیہم ویلاحظون احدہم عند طلوع
روحہ وعند سؤال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر
والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنہم فی
موقف من المواقف ۔ یعنی بے شک سب پیشوا اولیاء

[1] سیف رحمانی ص۷۵ [2] ایضاً ص۷۹ ۔

علماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان
کے پیرو کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے
ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے
جب اس سے سوال کیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب
وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے
ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے ۔"
نیز میزان الشریعۃ الکبریٰ میں یہی حضرت امام سیدی عبدالوہاب
شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں : ___
جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعہم
ویلاحظونہم فی شدائدہم فی الدنیا والبرزخ
ویوم القیامۃ حتیٰ یجاوزوا الصراط [1] یعنی تمام ائمہ
مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں دنیا و قبر و حشر
ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب
تک صراط پار نہ ہو جائیں ۔
ممکن ہے مسٹر خالد محمود مانچسٹری جہالت کی انگڑائی لیتے ہوئے
کہہ دے یہ امام شعرانی کون ہے ۔ تو جہالت مآب کے لیے عرض کر دوں
کہ یہ وہ سیدی عبدالوہاب امام شعرانی ہیں جو حضرت سیدی احمد کبیر
بدوی قدس سرہٗ العزیز کی نگاہ فیض و کرم کے پروردہ و خصوصی فیض
یافتہ مرید و خلیفہ ہیں جن کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے
بھی جمال الاولیاء صفحہ ۵۷ اور ص۱۶۸ پر امام شعرانی کہہ کر
ذکر کیا ہے ۔ ___ تمہیں کیا معلوم امام شعرانی کون ہیں کیا ہیں ! انبیٹھویو؟

[1] کتاب المیزان صفحہ ۵۰ ۔

دربھنگیوں کے چکر سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ ـــــ اب ارشاد فرمائیے ان علامہ سہدی امام شعرانی قدس سرہٗ النبجانی پر کیا فتویٰ لگاتے ہو! اکابر اولیاء کرام کی کتابوں سے بے خبر ہو اور بریلویوں کے پیچھے آستینیں چڑھا کر دوڑ پڑتے ہو اور دین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی چاکری کا حق یوں ادا کر رہے ہو کہ جس چیز کو چاہا محض اپنے گمان فاسد سے شرک و بدعت و حرام قرار دے دیا جو شریعت مطہرہ پر کھلا افترا ہے۔

قبر میں سوال وجواب کے ضمن میں جناب مصنّف نے صفحہ ۳۹ پر تو دُکھ سُکھ پاکر یہ تسلیم کر لیا تھا کہ: ـــــ

"اس وقت وہاں (یعنی قبر میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے یا آپ کی صورت دکھائی جاتی ہے۔"

مگر اسی صفحہ پر صرف سات سطر بعد لکھتا ہے اور خبث باطنی کا مظاہرہ یوں کرتا ہے: ـــــ

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں آنا کوئی قطعی بات نہیں ـــــ"

چلو چھٹی ہوئی مصنّف نے بڑی شقاوت قلبی سے اپنے ہی کیے کرائے پر پانی پھیر دیا ـــــ بتایا جائے یہ حدیث شریف کا صریح انکار ہے یا نہیں بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف ص۱۳۴ پر ہے مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ تم ان کے بارے میں جو تم میں مبعوث کیے گئے کیا کہتے ہو تو مسلمان حضور جان نور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ بے دام عرض کرے گا هو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

اس موقع پر مصنّف مطالعہ بریلویت نے دیوبندیت کی ڈوبتی کشتی

---

[1] مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۴:

کو تنکے کا سہارا دینے کے لیے امام اہلسنت سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات حصہ چہارم سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:

"نامعلوم سرکار خود تشریف لے جاتے ہیں یا روضہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا دیا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی۔"

اعلحضرت قدس سرہٗ کے ان الفاظ پر مُصنّف معاند کی جان میں جان آگئی رُوح مچل گئی اور لگا ڈینگیں مارنے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں آنا کوئی قطعی بات نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس بھلے مانس سے کوئی پُوچھے او بے وقوف تُو نے اعلحضرت کے اس ایک جملہ پر خوشی کے شادیانے بجانے شروع کر دیئے کہ: ـــــ

"مولانا احمد رضا خان کے عقیدے میں حضور ہر جگہ حاظر وناظر نہ تھے"!

بھلا ذرا بتاؤ تو سہی کہ یہ الفاظ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی کس عبارت میں ہیں اور کس جملہ کے کن الفاظ کا مفہوم یہ ہے ـــــ؟

حضور اعلحضرت قدس سرہٗ کے ان الفاظ سے تو ہر جہت میں عظمتِ شانِ رسالت کا پتہ چلتا ہے خواہ حضور علیہ السلام کی جلوہ گری اور تشریف آوری کا عقیدہ رکھیں یا یہ عقیدہ رکھیں کہ روضہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا دیا جاتا ہے اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار وتجلّیات کا ظہور اور اس کا مشاہدہ ونظارہ بندہ مومن کو اپنی قبور میں ہوتا ہے جیسے حضور اقدس سیدِ عالم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر سے جلوہ فرما ہوئے۔ حضرت سیدہ آمنہ خاتون فرماتی ہیں آپ کی پیشانی سے ایک ایسا نُور ظاہر ہوا کہ شام کے محل نظر آگئے۔ ـــــ تو اُس نورِ عظیم ونُورِ مبین کا ظہور مسلمانوں کی قبور میں کیوں نہیں ہو سکتا اور اس نُور کی روشنی میں بندۂ مومن کو اپنی قبر میں سکون کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار قطعاً یقیناً ممکن ہے ـــــ اور یہ بھی یاد رہے حجاب ہماری آنکھوں پہ ہے

جیسے فرشتے نوری ہیں کراماً کاتبین نوری فرشتے ہمیں نظر نہیں آتے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم ہیں —— ہمیں نظر نہ آئیں تو ہماری آنکھوں پر حجاب اس کا سبب ہو سکتا ہے اور جب ملائکہ منکر و نکیر یہ حجاب دُور کرتے ہیں اور قبر میں بندۂ مومن سے یہ سوال ہوتا ہے مَا ھٰذَا الرجل الذی بعث فیکم۔ ما ھذا الرجل سے معلوم ہوا وہاں (قبر میں) حضور علیہ السلام کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ تیرے سوال کا مطلب اور مفہوم ہی یہ ہے کہ یہ شخص جو تم میں مبعوث ہوا کون ہے —— بندہ مومن قبر میں (خواہ کسی طرح بھی ہو) دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے اس سوال کا جواب دیکھ کر دیتا ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: —— ھُوَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1] یعنی یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ —— بات ختم ہوئی مدعا ثابت ہوا۔ —— اعلحضرت امام اہلسنت نے بھی اس واقعہ کی ہر دو صورتوں میں سے کسی صورت کا انکار نہیں فرمایا اور یہی فرمایا —— یا تو سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا دیا جاتا ہے۔ اور آپ کا جمال پُر انوار ہر قبر میں نظر آتا ہے۔ چونکہ مصنف کا تعلق اس فرقہ سے ہے جو خیانت کو اپنا موروثی حق سمجھتا ہے۔ —— لہٰذا مصنف مطالعہ بریلویت نے بھی اعلحضرت قدس سرہٗ کی اس مختصر عبارت میں یہ خیانت کی کہ اعلحضرت نے تو یہ لکھا تھا "سرکار خود تشریف لاتے ہیں"۔ لیکن اس نے مطالعہ بریلویت صـ۳۹ پر یوں کر دیا "سرکار خود تشریف لیجاتے ہیں"۔

منکر نکیر کو جواب پر خر دماغی

چونکہ مصنف کو بات کا تبنگڑ بنانے کا مرض ہے اس لیے صـ۴۰

[1] مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۴؎

پر ایک سرخی یہ جمائی منکر و نکیر کو جواب۔ ہمیں معلوم ہے مصنف مطالعہ بریلویت نے کہاں کہاں سے نقالی اُڑائی اس کا طول و عرض ہمیں اچھی طرح معلوم ہے ہم بھی ۱۹۶۲ء سے یہی کام کر رہے ہیں۔ کس نے کہاں سے کیا سرقہ کیا ہے تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ مصنف نے مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں جو یہ لکھا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ منکر و نکیر فرشتے جب سوال کریں گے کہ تو کس کی جماعت میں تھا تو وہ فرشتوں کو جواب دیں گے۔ ؎

نکیرین آکے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

اس شعر کے بعد لکھتا ہے کہ اس وقت جواب یہ چاہیے تھا کہ میں محمد رسول اللہ کی اُمت میں سے ہوں آپ میرے نبی تھے۔

یہ ہے ان نام نہاد اُمتیوں کی فطرت کہ محمد رسول اللہ ہیں نہ اول کلمہ تعلیم نہ آخر میں درود شریف اور لکھتا ہے آپ میرے نبی تھے۔ (گویا اب نہیں ہیں) کیونکہ تھانویوں نے ایک نیا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول بھی تو ایجاد کیا ہوا ہے۔

بہر حال مداح اعلحضرت کا جو مذکورہ بالا حوالہ دیا گیا ہے اول تو یہ بحث شعر ممتاز خلفاء و تلامذہ یا شہزادگان اعلحضرت یا کسی مقتدر عالم اہلسنت کا نہیں ہے جیسا کہ مرثیہ گنگوہی ممتاز و ذمہ دار دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن کا ہے۔ دوسری بات قابل غور اور خصوصی توجہ طلب یہ ہے کہ مداح اعلحضرت نے یہ نہیں کہا کہ میں مَنْ رَبُّكَ یا مَا دِینُكَ یا مَا ھٰذَا الرجل کے جواب میں، ؏

[1] رسالہ الامداد تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ؎

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

بلکہ مداح اعلیحضرت والے ایک احتمالی کیفیت میں کہہ رہے ہیں وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ میں رضی اللہ کی جگہ رضی احمد رضا کہوں گا یا دین اسلام کی بجائے دینی الامام احمد رضا کہوں گا۔ آئیے ہم تمہاری اس خر دماغی کا علاج تمہارے حکیم الامت تھانوی جی سے کراتے ہیں۔

تھانوی صاحب کی فیصلہ کن تائید

لیجئے اپنی مغربیت زدہ مانچسٹروی عقل کا علاج اپنے حکیم الامت کے تھانوی مطب میں کروائیے کیونکہ آپ کے ہاں تھانوی احکامات کی جتنی قدر و قیمت ہے اتنی وحی آسمانی اور الہامات روحانی کی نہیں ہے۔ تھانوی حکیم الامت رقمطراز ہیں:—

"ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا مَنْ رَبُّكَ مَا دِيْنُكَ. مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟ وہ دھوبی جواب میں کہتا مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی جواب تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان کا دین، میرا دین۔ اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی"۔[1]

کیا اب مسٹر مانچسٹروی جی یہاں بھی عقل کے گھوڑے دوڑائے گا کہ حضور غوث اعظم قدس سرہٗ کے دھوبی کا انتقال تو آج سے آٹھ نو سو سال پہلے ہوا ہو گا۔ تھانوی صاحب کیا ان کے ساتھ قبر میں گئے تھے —؟ کیا تھانوی صاحب نے بچشم خود منکر و نکیر سے دھوبی کی گفتگو کو ٹیپ کیا تھا —؟ کیا تھانوی صاحب سریانی زبان کو سمجھتے

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد دوم صفحہ ۹۱

ہیں —؟ کیا اس دھوبی کی اولاد نے تھانوی صاحب کو یہ واقعہ سنایا تھا —؟ کیا دھوبی کی اولاد نے قبر میں سوال و جواب کے وقت کوئی برقی آلہ نصب کر دیا تھا —؟ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہ کتب احادیث میں تو اس واقعہ کا کوئی ذکر تک بھی نہیں کیا تھانوی صاحب کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا تھا —؟ امید ہے مانچسٹروی اپنی عقل نکتہ چیں کو ضرور حرکت میں لائے گا۔ تھانوی صاحب نے تو صرف اتنا پتہ دیا ہے کہ "میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ...... یہ حکایت سُنی...... اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل تھا اور بہت ممکن تھا کہ میں سُن کر رد کر دیتا"۔[1]

چلو تھانوی صاحب نے سُن کر اس حکایت کو رد نہیں کیا تو مانچسٹروی صاحب ضرور ضرور ضرور رد کر دیں گے کہ یہ تھانوی جی بھی عجیب حکیم الامت ہیں پیری مریدی کا بزنس چلانے کے لیے اعلیحضرت فاضل بریلوی کے رفیق جانی مولانا شاہ علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے قدموں میں جا بیٹھے یہ وہی تو گنج مراد آبادی ہیں جو صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، حضرت علامہ ابو المحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قطب مدینہ شیخ مولانا ضیاء الدین مدنی قدست اسرارہم کے استاذ محترم مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کے پیر و مرشد ہیں۔ زبان حال سے کہو:—

ع اجاڑا خانۂ بلقیس بڑا کمال کیا

دھماکے پر دھماکہ، تماشے پر تماشہ

کہتے ہیں:—

ع شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱

یہی حال دیوبندیت وہابیت کا ہے۔ دیوبندیت کے معماروں نے شاخ نازک پر دیوبندیت کا آشیانہ بنایا تھا یعنی ایک طرف مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان کے شرک و بدعت کے بحر بیکراں میں غوطے کھا رہے ہیں، دوسری طرف حاجی امداد اللہ چشتی صابری مہاجر مکی کے بریلویت کے ہم آہنگ دامن (میلاد و فاتحہ، عرس و چہلم، قیام و سلام) عافیت میں پناہ لے رہے ہیں۔ دو کشتیوں میں سوار ہونے والا یا قدم رکھنے والا بالآخر ڈوب مرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندیت کو کبھی کہیں قرار نہیں۔ ـــــ آیئے شیخ الہند دیوبند مولوی محمود الحسن کی سنتے ہیں وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں کیا گل کھلاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: ـــــ

"بھئی دیکھو تمہارا ایمان و عقیدہ تو صرف یہ ہی ہے کہ قبر میں اپنے پیروں بزرگوں کی امداد و اعانت کے قائل ہو ہم تو جب قبروں سے اٹھیں گے اور باہر نکلیں گے تو اپنے پیروں یعنی دیوبندی وہابی مولویوں کو مدد کے لیے پکارتے ہوتے قبروں سے اُٹھیں گے اور اپنے مولویوں کو پکارنے کی سعادت حاصل کرنے پر فرشتے ہمارے ہونٹ چومیں گے ہمارے لبوں کو بوسہ دیں گے لہٰذا کوئی اونے پونے ملاں نہیں اسیر مالٹا ریشمی رومال لے کر پکارتے ہیں ـــ

قبر سے اُٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم!!
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضواں دونوں [۱]

حدیث موقف مُعضّل مطول احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے حضرت انس اور ترمذی نے و ابن خزیمہ نے حضرت ابوسعید خدری اور احمد و بزاز ابن حبان

---

[۱] قصیدہ مدحیہ گنگوہی صفحہ ۲

و ابویعلیٰ نے سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ عنہ اور احمد ابویعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن مبارک و ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم و طبرانی نے بہ سند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی ـــــ مختلف راویوں سے مختلف الفاظ مبارکہ میں منقول ہے۔ اس طویل حدیث شریف کی تلخیص شرف نظر کرتا ہوں:۔

روز قیامت اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین کو ایک وسیع و عریض میدان میں جمع فرمائے گا وہ دن طویل ہوگا۔ شدت کی گرمی و تپش ہوگی قد آدم پسینہ زمین جذب ہوگا۔ انسان پسینے میں غوطے کھا رہا ہوگا۔ شدت کی پیاس ہوگی۔ کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا لوگ آپس میں کہیں گے تم دیکھتے نہیں تم کس آفت و عذاب میں ہو کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے ہمیں اس سے نجات ملے۔ پھر سب سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں۔ آدمیت آپ سے شروع ہوئی۔ ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا۔ اپنی جنت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رکھا۔ سب چیزوں کے نام سکھائے۔ آپ کو اپنا صفی کیا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس آفت میں ہیں کس مصیبت میں ہیں سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے..... اذھبوا الیٰ غیری۔ یعنی کسی اور کے پاس جاؤ...... پھر لوگ پدر ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور یہی التجا کریں گے نوح علیہ السلام بھی فرمائیں گے..... اذھبوا الیٰ غیری کسی اور کے پاس جاؤ..... پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے یہی استدعا ہوگی وہ بھی یہی فرمائیں گے..... اذھبوا الیٰ غیری کسی اور کے پاس جاؤ..... مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ہوتے ہوئے اور اپنی التجاؤں پر اذھبوا

الیٰ غیری کسی اور کے پاس جاؤ، سنتے ہوئے سب لوگ مایوس
وپریشان شفیع امّت نبی رحمت محبوب کبریا سرور انبیاء شفیع روز جزا
سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ الثناء کے حضور حاضر ہوں گے
اور اس مشکل مرحلہ سے نجات کی التجا اور شفاعت کی درخواست کریں گے
حضور شفیع المذنبین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں
گے..... اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
رب کریم جل جلالہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سجدہ فرمائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا، یا محمد ارفع رأسک
وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع۔ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ
اور عرض کرو تمہاری بات سُنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہوگا اور
شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

مقصد اور ماحصل گفتگو یہ ہے کہ ایسے نازک مرحلہ پر جب انبیاء
ورسل علیہم السلام بھی نفسی نفسی فرما رہے ہوں گے اور اذھبوا الیٰ غیری
اذھبوا الیٰ غیری کہہ رہے ہوں گے وہاں دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی
محمود الحسن اپنی دیوبندی قوم کو یہ سبق سکھا رہے ہیں۔ ؎

قبر سے اٹھ کے پکاروں گے جو رشید وقاسم
بوسہ دیں گے لب کو میرے مالک ورضواں دونوں [1]

یعنی قیامت کے دن میں اپنی قبر سے مولوی رشید احمد گنگوہی اور
مولوی محمد قاسم نانوتوی کو پکارتا ہوا اٹھوں تو جنت کے دو عظیم فرشتے
حضرت مالک اور حضرت رضوان میرے لبوں (ہونٹوں) کو بوسہ دیں گے
حالانکہ عرصہ قیامت میں حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام بھی اذھبوا

[1] قصیدہ مدحیہ گنگوہی صفحہ ۷ ٭

الیٰ غیری فرما رہے ہوں اور یہ لوگ مولوی رشید احمد گنگوہی اور
مولوی قاسم نانوتوی کو پکار رہے ہوں گے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ
دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کو انبیاءؑ
ومرسلین کے برابر سمجھتے ہیں یا حضرات انبیاء ومرسلین نے جب اذھبوا الیٰ غیری
فرما دیا ہوگا یہ لوگ حضور سیدنا شافع محشر مالک کوثر صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جاکر التجا کرنا شرک وکفر سمجھتے ہوں گے اس لیے مولوی رشید احمد
گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی صاحبان کو پکارنے کی مشق کر رہے
اور قبل از وقت ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ اور پکارنے کی وجہ ایک
یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مرثیہ گنگوہی کے سرورق کی پیشانی اور صفحہ اول پر
ماوائے جہاں بھی لکھا ہے۔ ماوا کا لغوی معنیٰ ہے جائے پناہ۔ دیکھو فیروز
اللغات ص ۵۸۹ تو ماوائے جہاں کا معنیٰ ہوا جہان بھر کے لوگوں کی جائے
پناہ۔ ___ اب معلوم ہوا کہ یہ لوگ کیوں قبروں سے اٹھ کر رشید وقاسم
کو پکارنے کی مشق کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رشید وقاسم ماوائے جہاں
سمجھتے ہیں اور یہ کہ جب ان کا اپنا ماوائے جہاں فارغ بیٹھا ہے تو پھر یہ
بریلویوں کے بانیٔ اسلام اور بریلویوں کے ماوائے دوجہاں صلی اللہ
علیہ وسلم کو قبروں سے اٹھ کر کیوں پکاریں۔

اور ایک نظریہ ان کا یہ بھی ہے جو مولوی محمد قاسم نانوتوی کے سوانح نگار
مولوی مناظر احسن گیلانی نے بڑی سج دھج کے ساتھ سوانح قاسمی جلد ۲
میں صفحہ ۱۲۹ پر عالم رویا کی حکایت بیان کرتے ہوئے فخریہ لکھا ہے:-
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (قاسم نانوتوی) کے
جسم مبارک میں سمانا (ضم ہونا) شروع ہوا یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا (نانوتوی) میں سما گیا"۔ [1]

[1] الاسر مبارک صفحہ ۱۸ ٭

تو انہوں نے قبر سے اُٹھ کر پکارنے کا پلان غالباً اس لیے بنایا ہو
گا اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مبارک مولوی قاسم نانوتوی
میں سما گیا ہے یا ضم ہوگیا ہے تو پھر بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مولوی قاسم نانوتوی صاحب کو ہی کیوں نہ قبروں سے اُٹھ کر پکارا جائے
اور پھر یہ حسرتیں دل میں کروٹیں لے رہی ہوں گی کہ اگر ہم قبروں سے رشید و
قاسم کو پکارتے اُٹھیں گے تو جنت کے فرشتے حضرت مالک و حضرت رضوان
جنت بھی ہمارے لبوں کے بوسے لیں گے تو اس خیال خام کے اعتبار سے
جنت بھی دیو بند لیمیٹڈ کمپنی بن جائے گی۔ بہرحال مصنف کو اب مداح
اعلحضرت صد ۲۵ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آگیا ہوگا جسے یہ ناقابل تسخیر سمجھ
کر دیو بندی بھارتی کتاب مقامع الحدید سے اندھا دھند نقل کر کے مصنف
بن بیٹھے تھے ——۔

مزاروں پر چڑھاوا

کے زیر عنوان مصنف نے صفحہ ۴۰ پر
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے منسوب
فتاویٰ عزیزی جلد اوّل سے ایک عبارت نقل کی ہے اور لکھا ہے شاہ عبدالعزیز
فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب فقہ حنفی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ——
"اکثر عوام جو اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں بالاجماع باطل اور حرام ہے۔"
یہ عبارت اُردو میں ہے۔ فتاویٰ عزیزی یا فتاویٰ عالمگیری اصل اُردو
میں نہیں ہیں اُن کے اپنے الفاظ اصل فتاویٰ عزیزی و اصل فتاویٰ عالمگیری
سے نقل کرتا تو دیکھ لیتے۔ خدا جانے مصنف نے کس نتھو فتھو کی کتاب سے
یہ اُردو الفاظ نقل کر ڈالے۔

مزاروں پر بکرے

مزاروں پر چڑھاوے کی طرح صفحہ ۱۴۰ پر
ایک عنوان ہے مزاروں پر بکرے اور صد ۱۴۱
پر ہی ایک عبارت مصنف مطالعہ بریلویت نے ڈر مختار جلد دوم سے

نقل کی ہے اور ترجمہ لکھا ہے۔ جان لو کہ اکثر عوام جو مرحومین کی نذر مانتے
ہیں اور روپے۔ چراغ۔ تیل اس طرح کی چیزیں اولیاء کرام کے مزارات
پر اُن کا قرب حاصل کرنے کے لیے لے جاتی جاتی ہیں۔ یہ عمل بالاجماع
باطل ہے ——۔

اس کے متعدد جوابات ہیں۔ —— اولیاء اللہ محبوبانِ خدا کی جو نذر
مانی جاتی ہے یہ نذر شرعی نہیں نذر لغوی ہے۔ جیسے اپنے پیر استاد کو نذرانہ دیتے
ہیں۔ تحفۃً مٹھائی۔ پھل فروٹ یا ہدیۃً روپیہ پیسہ پیش کرتے ہیں یہ نذر لغوی ہے۔
مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض بیویوں نے نذر مانی کہ اگر
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگِ اُحد سے بخیریت واپس تشریف لائے تو
میں آپ کے سامنے دَف بجاؤں گی —— یہ نذر بھی عرفی تھی نذر شرعی
نہ تھی۔ جیسے کعبہ شریف ہمارا قبلہ ہے اور شرعی معنیٰ کے اعتبار سے کسی شخص
حتیٰ کہ پیر اُستاد کو قبلہ و کعبہ نہیں کہہ سکتے لیکن عرفی معنیٰ یا لغوی معنیٰ کے اعتبار سے
ہم اہلسنت تو کیا خود دیو بندی وہابی بھی اپنے مولویوں کو قبلہ و کعبہ مانتے ہیں۔
مولوی محمود الحسن دیو بندی مولوی رشید احمد گنگوہی کو قبلہ و کعبہ قرار
دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ——

جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی [1]

دیو بندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے یہاں اپنے پیر و مرشد
مولوی رشید احمد گنگوہی کو عرفی یا لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ و کعبہ کہا۔
یہ شرعی معنیٰ کے اعتبار سے ہے کہ شرعاً کسی کو قبلہ و کعبہ نہیں
کہہ سکتے کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہے۔ ہم کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں

---

[1] مرثیہ گنگوہی صفحہ ۸

اب اگر نیت یہ ہو کہ جن بزرگوں کو ہم قبلہ وکعبہ کہہ رہے ہیں وہ شرعی معنیٰ کے اعتبار سے ہے اور ہم ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مکروہ تحریمی تو کیا حرام ہے۔ اب جبکہ یہ نیت نہیں ہم کسی بزرگ کو شرعی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ نہیں کہہ رہے اور اُن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتے تو لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہنا اہلسنت کے نزدیک درست ہے۔ ــــ فیروز اللغات میں بھی قبلہ و کعبہ کے معنیٰ ہیں کلمۂ تعظیم[1] اور قبلہ کا معنیٰ ہے سامنے کی چیز۔ جناب حضور وغیرہ[2] تو لغوی معنیٰ کے اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہنا درست ہوا۔ ــــ تفسیر روح المعانی میں علامہ محمود آلوسی ولکل وجھۃ ھو مولیھا کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ــــ

ہر قوم بلکہ ہر چیز کا علیحدہ قبلہ ہے جدھر اُس کی توجہ ہے۔ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ــــ دُعا کا قبلہ آسمان ــــ ارواح کا قبلہ سدرۃ المنتہیٰ اور حضور کا قبلہ جسم کعبہ معظمہ اور قبلہ رُوح اللہ تعالیٰ جل وعلا ــــ اور خود رب تعالیٰ کا قبلہ اس کے پیارے حبیب ومحبوب محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ الثناء کہ ہر وقت رب تبارک وتعالیٰ کی اُن پر نظر کرم ہے۔ مثنوی شریف میں ہے:

قبلۂ شاہاں بود تاج وکمر
قبلۂ ارباب دُنیا سیم وزر
قبلہ صورت پرستاں آب وگِل
قبلہ معنیٰ شناساں جان ودِل
قبلۂ عاشق وصالِ بے زوال
قبلۂ عارف جمالِ ذوالجلال[3]

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ۴۷۶ [2] ایضاً [3] مثنوی شریف

تو یہ سب کچھ عرفی یا لغوی معنی کے اعتبار سے ہے۔ اسی طرح نذر شرعی اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اور نذر عرفی یا نذر لغوی اولیاء کرام محبوبانِ خدا کے لیے معمول ومستعمل ہے ــــ۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی تائید

لکھتے ہیں: ــ ''جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنیٰ ہیں کہ اس (نذر) کا ثواب اُن (بزرگ) کی رُوح کو پہنچے تو صدقہ ہے۔ درست ہے۔ جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پہ ہے تو حرام ہے۔''[1]

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب جھنجھلاہٹ کے انداز میں مصنف مانچسٹروی یہ نہ کہہ دے اجی گنگوہی صاحب کو فتاویٰ عزیزی، فتاویٰ عالمگیری اور در مختار کا کیا پتہ اُن کو تو زاغ معروفہ اور بکرے کے کپورے روسٹ کرانے تناول فرمانے سے ہی فرصت نہ تھی اور کھا کھا کے نظر زائل ہو گئی تھی۔ کسی نے در مختار بحاشیہ شامی پڑھ کر بھی نہ سُنایا ہوگا۔ ــــ بہرحال دیوبندی قطب عالم گنگوہی نے یہ تسلیم کیا ہے اگر اولیاء اللہ کی نذر کا مقصد ایصال ثواب ہے تو یہ صدقہ ہے درست ہے اور نذر بمعنی تقرب ہے تو حرام ہے۔ ــــ تو اب مانچسٹروی جی اپنی پیش کردہ عبارت میں منذراً الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل کے الفاظ خود دیکھ لے۔ تو اس عبارت کہ: ــــ

''جان لو کہ اکثر عوام جو مرحومین کی نذر مانتے ہیں اور روپے پیسے چراغ اور تیل اور اس طرح کی چیزیں قبروں پر جلانے کے لیے اُن کا

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کتاب الحظر والاباحت صفحہ ۵۴

قرب حاصل کرنے کے لیے لے جاتے ہیں بالاجماع باطل ہے۔"

کا ماحصل یہ ہوا کہ روپے پیسے یا تیل چراغ وغیرہ قسم کی چیزیں قبور پر قرب حاصل کرنے اور جلانے کے لیے لے جانا باطل ہے اس عبارت سے ختم فاتحہ کی نفی نہیں ہوتی۔ — بعض مزاروں پر آج بھی دیکھا جاتا ہے عین قبروں کے اوپر بلاضرورت چراغ جلائے جاتے ہیں تیل ڈالا جاتا ہے۔ جُہلا روپے پیسے قبروں پر ڈال دیتے ہیں اور پھر عام لوگ یہ اُمید کرتے ہیں کہ اس طرح اولیاءِ کرام کا تقرب حاصل ہوگا۔ یہ باطل ہے۔ باقی رہا مزاروں پر بکرے کا عنوان تو عرض ہے کہ یہ عنوان مداری مصنف نے جُہلا کو ہنسانے کے لیے تحریر کیا ہے۔

عنوان اگرچہ مزاروں پر بکرے ہیں مگر اس کے ذیل میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارات مکتوبات شریف دفتر سوم اور تفسیر عزیزی سے نقل کی گئی ہیں اُن میں بکرے کا نام تک نہیں ہے — چونکہ تحریف کا چسکا پڑا ہوا ہے لہٰذا ارادی یا غیر ارادی طور پر تحریف کا وبال ان کے حصہ میں آہی جاتا ہے۔ البتہ جانور یا حیوانات کا ذکر ہے بکرے کا نہیں ہے۔ ملاں جی نے اس جانور کو بھی حرام ناپاک مردار قرار دیا ہے جس کو بوقتِ ذبح اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے اسی کو شرک قرار دے کر حرام بتایا ہے کہ اس پر غیر خدا کا نام آگیا حرام ہوگیا سب سے پہلے تو یہ بتایا جائے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہندوؤں کے تہوار مثلاً دیوالی ہولی وغیرہ جو ہندوؤں کے نمبر ۲ خدا سیتا کی سری لنکا سے واپسی کی خوشی میں سیتا سے منسوب کر کے منائی جاتی ہے۔ ہولی بھی ہندو اوتاروں سے منسوب تقریب ہے کی مٹھائی پوریاں کھیلیں یا اور کچھ کھانا لینا اور کھانا درست فرمایا ہے" [1] حالانکہ یہ تو کھلم کھلا علی الاعلان

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۷۴

وعلی الاطلاق شرک ہے۔ ہندوؤں کے خداؤں کے نام سے منسوب ہے کسی بھی مرحلہ پر کسی بھی عنوان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے یہ کھانا کیسے کونسی شریعت کے اعتبار سے درست ہوگیا —؟

باقی کسی بھی جانور کی غیر خدا کی طرف مجازی نسبت لازمی ہوتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے یہ بکرا محمد دین کا ہے۔ یہ بکری اللہ بخش کی ہے بیلوں کی جوڑی عبدالکریم کی ہے یہ دُنبہ فتح محمد خاں کا ہے۔ اب ان جانوروں کی غیر خدا کی طرف مجازی نسبت تو ہوگئی اب اگر ان جانوروں کو بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام سے یعنی بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے تو حرام ہوں گے یا حلال —؟ وہابیوں دیوبندیوں مانچسٹریوں کے اس جاہلانہ اصول سے آج دُنیا میں ذبح ہونے والے جانوروں پر اُن کے مالکوں کا نام ضرور آتا ہے تو کیا یہ سب جانور حرام ہوگئے —؟ شائد مولوی مانچسٹروی وہ جانور ذبح کر کے کھاتے ہوں گے جن کا کوئی مالک نہ ہو اور ایسے جانور زیادہ تر یہ ہیں — سُور۔ کُتا۔ بندر۔ کوا وغیرہ وغیرہ ورنہ حلال جانوروں کا تو کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہوتا ہے ان پر اُن کے مالکوں کا نام ضرور آتا ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص دیوبندی وہابی کی پالتو بکری یا گائے کھول کر لے جائے فوراً مقدمہ درج کرائے گا کہ میری بکری میری گائے فلاں شخص لے گیا تو کیا سب غیر خدا کا نام آنے کے باعث حرام ہوگئیں —؟

آئیے اس مسئلہ کا فیصلہ اختلافی دَور سے پہلے کے مقتدر متقدم و مسلّمہ بزرگوں، ممتاز علماء اور محققین سے کراتے ہیں۔

حضرت مُلّاں احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ | فتاویٰ عالمگیری کے محرک سلطان

اسلام سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے اُستاذ محترم حضرت مُلّاں احمد جیون صاحب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نورالانوار و تفسیر احمدی زیر آیت وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت فرماتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات و عزیٰ وغیرہ لیکن اگر بسم اللہ، اللہ اکبر کہنے اور جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر اللہ کا نام لے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ "ہدایہ" میں مذکور ہے اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کے ایصال ثواب کے لیے جو گائے کی نذر مانی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اہل اسلام کا دستور ہے تو یہ حلال و طیب ہے اس لیے کہ بوقت ذبح اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ پہلے اس نام کی نذر مانی گئی ہے[1]۔

اس زلزلے دار حوالہ کے بعد مصنف مانچسٹر ڈی پر لازم ہے کہ فی الفور اپنے دیوبندی مدارس میں اور دارالافتاء میں نورالانوار۔ ہدایہ۔ تفسیرات احمدی کا داخلہ بند کرائے اور ان کتب کو دیوبندی مدارس کے نصاب سے نکال باہر کرائے ——۔

○ حضرت ملاں احمد جیونؒ کے صاحبزادے حضرت ملا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرس و گیارھویں کا نام لے کر یوں تصریح فرمائی اور منکرین کی گردن پر چھری چلائی ہے ——۔

"دیگر مشائخ کا عرس تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارھویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا۔"[2]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہمارے موقف حق کی بدیں الفاظ تائید و توثیق فرمائی ہے اور اپنے فارسی ترجمہ قرآن مجید میں صاف

[1] تفسیرات احمدیہ پارہ ۲ ص ۲۹ [2] وجیز الصراط ص ۸۳۔

لکھا ہے "آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شد۔"

مولوی اشرف علی تھانوی کا دھماکہ

دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی بھی اس مسئلہ میں ہم سے متفق ہیں۔ ہمارے پاس ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ جنوری ۱۹۵۲ء کا شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کا شائع کردہ مولوی اشرف علی صاحب کا "قرآن مجید مترجم" موجود ہے۔ زیر آیت مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ حاشیہ پر صاف لکھا ہے۔ "مسئلہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جائے وہ حرام ہے اگر کسی بزرگ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے تو وہ حلال ہے چنانچہ ضحاک اور مجاہد و قتادہ رحمہم اللہ نے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی یہی تفسیر کی ہے اور جمہور مفسرین اسی طرف گئے ہیں تفسیر احمدی میں اس مسئلہ کو اسی طرح واضح کیا ہے[1]۔"

لیجئے صاحب! تھانوی صاحب کے ترجمہ و حاشیہ سے ثابت ہوا کہ ضحاک اور حضرت مجاہد حضرت قتادہ اور تفسیر احمدی والے بھی اسی طرف گئے ہیں لہذا اب مانچسٹر ڈی صاحب کو چاہیے کہ شرک کا تمغہ یعنی نشان محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنے حکیم الامت کے گلے میں فوراً ڈال دے ——۔

یہ حاشیہ و ترجمہ ہمارے پاس محفوظ ہے کوئی بھی شخص فوٹو کاپی حاصل کر سکتا ہے۔ اصل دیکھ سکتا ہے۔

نہ ہم آئے نہ تم سمجھے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

[1] حاشیہ قرآن مجید مترجم ص ۳۰۔

اور سُنیے اوہی گھسا پٹا پرانا الزام جو اس پردہ نشین مصنف نے نام نہاد دھماکہ میں کیا تھا وہی اب گھونگٹ کھول کر مطالعہ بریلویت میں نقل کر دیا ہے اور ہم نے قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں اس موضوع پر بالخصوص مانچسٹر ڈوی کو بندر بنا کر نچایا تھا بے شرمی سے وہ سب کچھ بھول گیا۔ کیوں نہ ہو ہٹلر اور گوبلز کا قول ہے کہ ایک جھوٹ کو بار بار اتنا دہراؤ کہ لوگ سچا ہونے کا یقین کرنے لگیں۔

مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس بے حیا مصنف کی خبیث رُوح کو کسی طرح قرار نہیں۔ مصنف نے دھماکہ نامی کتابچہ میں بھی ملفوظات اعلیحضرت امام اہلسنّت کے حوالے سے سیدی احمد کبیر بدوی قدس سرہٗ اور حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے اس واقعہ کا بڑے مراثیانہ انداز میں مذاق اڑایا تھا اور ہم نے قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی ص۳۷ پر اس کا مدلل و مسکت جواب دیا تھا۔ اس کے بعد بھی مختلف کتب و رسائل میں بہت چھوٹے موٹے دیوبندی اہل قلم نے مزاروں پر لڑکیوں کے چڑھاوے کا ڈھنڈورا پیٹا اور سب کا مفصل و جامع جواب دیا گیا لیکن تعجب ہے اس معاندانہ ذہنیت پر بجائے مدلل و محقق جامع جواب کا تو کوئی جواب بن نہ پڑا بے شرمی سے ص۴۲ پر وہی اعتراض دوبارہ جڑ دیا۔ اس کے جواب کے لیے قارئین کرام قہر خداوندی ص۳۷ والا جواب ہی ملاحظہ کریں جو کہ مندرجہ ذیل ہے اور مصنف مُطالعہ بریلویت میں دم خم ہے تو جواب دے۔

مصنف نے ص۴۲ پر سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر ازواج مطہرات کی گستاخی کا الزام عائد کیا ہے مگر یہ اس کی بے حیائی ہے کہ اپنے اکابر کو تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلکہ خود حضرت

حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی گستاخی و بے ادبی اور تنقیص پر کچھ کہنے کی جرأت نہیں کرتا اور نہ اس گستاخی و تنقیص کو گستاخی و تنقیص سمجھتا ہے، لیکن اس کے برعکس عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہا ہے، وہ کیا گستاخی ہے جو ازواج مطہرات کی شان میں کی گئی۔ کس نے کی سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ ملفوظات حصہ سوم ص۲۸ پر لکھتے ہیں :

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"

اگر مصنف یہ پوری عبارت نقل کر دیتا تو اس کی بے ایمانی اسی کے دھماکہ کی زد میں آجاتی۔ اسے ازواج مطہرات کی گستاخی سے کوئی سروکار نہیں یہ ایک حقیقت ہے جب یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کو گستاخی نہیں سمجھتے تو ازواج مطہرات کی گستاخی کو گستاخی کیسے سمجھیں گے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کے اس ایمان افروز ارشاد سے اس کا تقویۃ الایمانی دھرم خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسمٰعیل قتیل مر کے مٹی میں ملنے کے قائل ہیں اور اعلیحضرت کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السلام کی عکاسی کرتا ہے جو اس کے لیے تیرو نشتر کا حکم رکھتا ہے۔ اب اگر یہ علی الاعلان حیات انبیاء علیہم السلام

کا انکار کرتا تو بر ملا اس کی گستاخی و بے ایمانی کا اظہار ہو جاتا لہذا اس
نے بڑی عیاری سے ازواج مطہرات کی گستاخی کا بہانہ بنا کر حیات انبیاء
علیہم السلام کا انکار کیا ہے۔ حقیقتاً یہی اس کا دلی مدعا ہے اور اگر یہ نہیں
تو پھر یہ خود ہی بتائے کہ جب اعلیحضرت کے اس ارشاد کی پوری عبارت میں
نہ تو انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی و دنیاوی پر اعتراض کیا نہ احکام دنیوی
پر اعتراض کیا نہ ترکہ نہ بٹنے پر اعتراض کیا نہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے
نکاح حرام ہونے پر اعتراض کیا نہ عدت نہ ہونے پر اعتراض کیا نہ قبور
میں کھانے، پینے اور نماز پڑھنے پر اعتراض کیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا
کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیاوی حسی کا قائل ہے تو پھر شب
باشی سے اس کون سی قیامت ٹوٹ پڑی اور کون سے ضابطہ شرعی سے
اس نے اس کو ازواج مطہرات کی گستاخی پر محمول کر لیا۔ جب یہ قبور میں کھانے
پینے، نماز پڑھنے تک کو خاموشی سے قبول کر رہا ہے۔ حیات حقیقی، حسی
دنیاوی تک کے الفاظ پر معترض نہیں تو پھر شب باشی پر ہی گستاخی کی راہ
کیسے نکال لی ــــ؟ جب انبیاء علیہم السلام کو حیات حقیقی، دنیاوی
حاصل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کس طرح ہو گئی اس کا مطلب
تو یہ ہوگا کہ ایک آن کے وعدہ الٰہیہ سے قبل جب انبیاء علیہم السلام ہماری
ظاہری آنکھوں کے سامنے تھے تو معاذ اللہ شب باشی سے اس وقت
بھی ازواج مطہرات کی گستاخی ہوتی رہی۔ یا تو مصنف دھماکہ ایک آن
کے وعدہ سے قبل بھی شب باشی کا انکار کرے اور اگر نہیں تو پھر یہ اپنے ہی
بقول شب باشی کا الزام عائد کر کے خود بھی ازواج مطہرات کی شان میں
گستاخی کا مرتکب ہوا یا نہیں ــــ؟ اور اگر یہ حیات انبیاء علیہم السلام
کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کیسے ہو گئی ــــ؟ اور اگر خدانخواستہ
یہ اس کے نزدیک گستاخی ہی ہے تو پھر شب باشی سے انبیاء علیہم السلام

کی بھی توہین ہوئی تو مصنف دھماکہ نے اپنے ضابطے کے اعتبار سے توہین
انبیاء علیہم السلام سے تو چشم پوشی کی اور درگزر سے کام لیا لیکن ازواج مطہرات
کی گستاخی کو محسوس کیا۔ جو شخص ان ازواج مطہرات کے مقدس سرتاجوں
کی توہین کی پرواہ نہ کرے وہ ان کی ازواج کی عزت و آبرو کے معاملہ میں
کہاں تک مخلص ہو سکتا ہے ــــ؟ اس کا فیصلہ قارئین اور ہر حقیقت پسند
ذی فہم و شعور انسان پر چھوڑا جاتا ہے اور پھر مصنف کو اتنی شرم نہیں کہ اعلیحضرت
قدس سرہٗ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی اور صاف لکھا کہ سیدی
محمد بن عبدالباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ) فرماتے ہیں: ــــ
"ویضاجع ازواجہ ویستمتع بھن اکمل من الدنیا۔۔۔۔"[1] لہذا
اعلیحضرت تو صرف ناقل ہیں۔ اگر کوئی اعتراض تھا تو علامہ امام زرقانی پر
ہونا چاہیے تھا نہ کہ اعلیحضرت پر لیکن مصنف نے نہ اعلیٰ حضرت کے پیش کردہ
حوالہ کو جھٹلایا نہ اس کا انکار کیا نہ علامہ زرقانی سے اس نظریہ کو غلط ثابت
کیا اور اندھا دھند اعلیحضرت کے خلاف اپنی خرافاتی توپ کا دہانہ کھول دیا۔
اگر شب باشی کی صورت بھی ہو تو اس میں وجہ اعتراض کیا ہے ــــ؟ جب
انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی زندہ ہیں اور پھر شب باشی کا لفظ بھی عام
ہے اور اس کا معنیٰ فیروز اللغات صفحہ ۸۴۲ پر رات رہنے کو لکھا ہے یعنی شب باش
رات رہنے والا ہے ــــ شب باشی باہمی ملاپ ہی کو مستلزم نہیں ہے اور
اگر یہی صورت مراد لی جائے تو کیا جنت میں ایسا نہیں ہوگا ــــ؟ اور کیا
قبور انبیاء روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں ہیں ــــ؟ اب آئیے دیوبندی
حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سنیے۔ وہ فرماتے ہیں:
"محمد الخضرمی مجذوب۔۔۔۔ آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں

---

[1] شرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۶۹؂

سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے۔ اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے تھے۔" (جمال الاولیاء، ص۱۸۸)

اب مصنّف اپنی اُلٹی کھوپڑی سے کیا یہی تصوّر کرے گا کہ جن بزرگوں کو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی رہا بھی میل ملاپ) فرماتے تھے۔ اب وہ خود ہی بتائے کہ شب باشی کا جو مطلب اس کے نزدیک ہے وہ ایک ایک شب میں کئی کئی جگہ ایک وقت میں متعدد خواتین سے کس طرح ممکن ہے ——؟ انبیاء علیہم السّلام کو حیات حقیقی دُنیاوی حاصل ہے یہ عقیدہ فقط سیّدنا اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نہیں ہے علامہ اجل حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ پر انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء تحریر فرمایا اور اس کے مستند ہونے کے لیے علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام گرامی ہی کافی ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ دیوبندیوں کے رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ میں اپنی اور اپنے اکابر کی گستاخی پر پردہ ڈالتے ہوئے حضرات انبیاء علیہم السّلام کی حیات حقیقی دُنیاوی کا اعتراف اور علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں : ——

"ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔"

چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیات الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں

نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے[1]۔"

کاش مصنّف آنکھوں پر پٹی باندھ کر دیوبندیت کی اندھی وکالت کرنے سے پیشتر اپنے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی آب حیات ایک نظر دیکھ لیتا تو آج یہ ذلّت و ندامت نہ ہوتی۔ آب حیات میں بانی "دارالعلوم" دیوبند نے حیات دنیاوی پر دلائل جمع کیے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ دُنیاوی کا اعتراف کیا ہے اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جب یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کو حیات دنیوی حقیقی حاصل ہے تو پھر سیّدی علامہ زرقانی امام محمد بن عبدالباقی نے کیا جرم کیا جو یہ لکھ دیا کہ انبیاء علیہم السّلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ شب باشی فرماتے ہیں اور پھر اس کا الزام سیّدی اعلحضرت الامام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر کیسا؟ کیا مصنّف کی شرم اور دیانت ختم ہوگئی تھی۔

مصنّف کا اکابر دیوبند سے تصادم

مصنّف بڑی بے حیائی سے الملفوظ کی مذکورہ عبارت کو ص۲۶ پر بھی زیر بحث لایا ہے اور اس جگہ اس کا اکابر دیوبند سے خونریز تصادم ہو گیا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی المہند صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں : ——

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے .... یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دُنیوی ہے۔"

---

[1] رسالہ المہند از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب ص۱۶ ؛

اس کتاب پر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ دیوبند۔ دیوبندی حکیم الامّت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی صدر جمعیت العلماء ہند دہلی۔ مصنّف تذکرۃ الرشید، مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ دیوبند۔ مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سابق نائب مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے چوٹی کے اکابر و مشاہیر علماء دیوبند کی تصادیق موجود اور دستخط ثبت ہیں اور اس کے علاوہ صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" کا نگریسی اپنے شہاب ثاقب ص۴۵ پر نجدیوں کے عقائد کا رد کرتے ہوتے لکھتے ہیں :-

"نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے۔ جب تک وہ دُنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں بعد وفات انکو حیات ہے۔ تو وہی حیات اُن کو برزخ ہے ..... حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اس میں کس زور و شور سے حیات نبوی کا اثبات کیا ہے ...... مولانا (رشید) گنگوہی قدس اللہ سرہٗ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تصریح و تائید فرما رہے ہیں"

صدر دیوبند نے بھی حیات برزخ پر تنقید کر کے انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دُنیاوی کا برملا اعتراف کیا ہے اور اپنی تائید میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو اپنی تائید میں لاتے ہیں۔

اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب

نانوتوی۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی۔ دیوبندی رئیس المحدثین مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد صاحب۔ نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔ مصنّف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی۔ مولوی میر احمد حسن صاحب امروہی۔ مفتی مدرسہ دیوبند مولوی عزیز الرحمٰن صاحب۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب وغیرہ چوٹی کے اکابر دیوبند ایک طرف اور دھماکہ کا بے بصیرت اندھا مصنّف ایک طرف یہ ان سب سے منہ موڑ کر اور ان سب کے مسلک (انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیوی) کو چھوڑ کر مذہب اسلام کا ٹھیکیدار بن کر علی الاعلان کہتا ہے۔ "مذہب اسلام حضور اپنے روضہ مبارک میں زندہ اور عالم برزخ کے مطابق وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں"۔ (دھماکہ صفحہ ۴۶)

ثابت ہوا کہ یہ تمام اکابر دیوبند کے مقابلہ میں حیات برزخی کا قائل ہے جبکہ وہ سب حیات دنیاوی کا اعتراف و اقرار کر رہے ہیں اور کتنے مرے ہوتے دل اور مری ہوئی زبان سے کہتا ہے کہ عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

حالانکہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں ؛ "علامہ تقی الدین سُبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے"۔[1]

---

[1] المہند صفحہ ۱۶ ؛

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب مذکورہ بالا اکابر دیوبند کی تصدیق و تائید کے ساتھ کہتے ہیں۔ انبیاء کی حیات دُنیا جیسی ہے۔ قبر میں نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے لیکن مصنّف کی اپنی انفرادی و ذاتی تحقیق اکابر دیوبند کے مقابلہ میں یہ ہے کہ "عالم برزخ کے مناسب وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ باہمی تصادم اور مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دیوبندی فرقہ کے سوا کسی اور مذہب میں نہیں ملتی ؎

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دین نجدی پائمال سُنّیاں ہو جائے گا

جب یہ جملہ اکابر دیوبند بظاہر حیات دنیوی کے قائل ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کا قبور میں دنیاوی حالات سے ہمکنار ہونا کون سی دلیل شرعی سے ناجائز و حرام ہو سکتا ہے ــــــ؟ اور شب باشی کو کس طرح ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی قرار دیا جا سکتا ہے ــــــ؟

اور پھر مصنّف کا مبلغ علم ملاحظہ ہو بے چارگی و مایوسی کے عالم میں اسی عبارت پر بحث کے دوران دماغی توازن کھو کر لکھتا ہے۔

"محمد بن عبدالباقی نے یہ لغویات کہاں کہی ہے۔ ہو سکتا ہے اس بے چارے پر جھوٹ ہی باندھا گیا ہو[1]"

اب ہو سکتا ہے کے سوا مصنّف کا کیا سہارا ہے ــــــ؟ بے چارہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نہیں بے چارہ مصنّف ہے جس کو نہ اپنے اکابر کے عقیدہ و مسلک کی تحقیق نہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ و مسلک کے تحقیق ــــــ مقام غور و فکر ہے جس شخص کو اپنے ہی اکابر کے مذہب و مسلک اور عقیدہ کی خبر نہ ہو وہ کس طرح اور کس

[1] دھماکہ صفحہ ۳۶ ؎

مُنہ سے فاضل بریلوی جیسے علماء عرب و عجم کے ممدوح کے مسلک و عقیدہ پر تنقید کر سکتا ہے۔ جس شخص کو تحقیق مذاہب اور کتب عقائد سے کوئی واسطہ ہی نہ ہو وہ کس مُنہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ "بہرحال جس نے اس یہ بات کہی بڑی لغویات کہی ہے" اپنی استعداد و قابلیت کا تو یہ حال ہے کہ یہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کی کسی کتاب کا نام تک نہیں جانتا اور ہر جگہ اس کی بے چارگی آڑے آتی ہے۔

شب باشی کے نام سے تو اس پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ہے لیکن اس کو کیا کہے گا کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں ؛ ــــــ

"محمد بن حسن بڑے عارفین میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک روٹی عطا فرمائی جس میں سے کچھ تو انہوں نے حضور کے سامنے کھالی اور کچھ اپنے برابر رکھ لی۔ جب بیدار ہوئے تو (روٹی) برابر میں موجود پائی[1]"

اب مصنّف بتائے انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی زندہ نہیں اور ان کی حیات دنیوی نہیں تو پھر یہ خواب میں دی گئی روٹی فی الواقع کس طرح برابر میں موجود پائی گئی۔ کیا مصنّف اپنے ستر ہزار بچھو ہاروں والے انداز میں یہاں بھی اپنے حکیم الاُمت اشرف علی صاحب تھانوی سے ویسا ہی سوال کرے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس قبر میں روٹی کہاں سے آئی۔ معاذ اللہ کیا حضور نے خود پکائی۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک اُمتی کو ایک ایک روٹی بھی دیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت تو بھگ ایک ارب ہے۔ اتنی روٹیاں کہاں سے آئیں گی کون پکائے گا کس طرح تقسیم ہوں گی۔ اگر ایک روٹی دو چھٹانک کی بھی ہو تو ایک

[1] جمال الاولیاء صفحہ ۱۶۹ ؎

اور روٹیوں کا کتنا وزن بن جائے گا۔ ــــــ تھانوی صاحب کے قلم سے
اس ایک بزرگ کی ایک کرامت کے باعث تمام بریلوی مسلک کو اپنانا
پڑے گا۔ حضور علیہ السلام خواب میں روٹی عطا فرمادیں اور باقی برابر میں
موجود پائی جائے تو آپ کی حیات حقیقی دنیاوی ثابت ہوئی۔ روٹی تقسیم فرما
دیں تو قاسم نعمت ہوئے ہر نعمت کہ حضور کے دست کرم سے ملتی ہے یہ ماننا
پڑے گا کہ خواب میں جس طرح ایک اُمتی کو شرف زیارت بخشا اسی طرح
ہر اُمتی کو شرف ملاقات بخش سکتے ہیں۔ یہ مان لیا تو اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر اُمتی سے واقف ہیں۔ علم غیب کا اقرار کرنا پڑے
گا ہر اُمتی کو ہر جگہ روٹی عنایت فرمائی گئی تو آپ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔
ارے حکیم الامت یہ آپ نے کیا لکھا اس طرح تو رہے سہے (دیوبندی) جو
پہلے ہی اقلیت میں ہیں دیوبندیت چھوڑ جائیں گے۔
مُصنّف کو غور کرنا چاہیے جس طرح ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا دنیاوی
معاملہ ہے اسی طرح روٹی خواب میں عنایت فرمانا اور بیداری کے بعد برابر
موجود پانا نہ صرف دنیاوی معاملہ بلکہ آپ کی حقیقی دنیاوی حیات پر دلالت
کرتا ہے۔ شب باشی ناممکن ہے تو روٹیوں کی تقسیم کس طرح ممکن ہو گئی۔
"مزاروں کے ساتھ تجربے" یہ عنوان بھی اسی حماقت کا حصّہ ہے
جس کا جواب مفصل قہر خداوندی میں موجود ہے بار بار اعادے سے کیا حاصل؟
اس کا جواب آنے پر پھر اس جواب کا جواب دیا جائے گا۔ ویسے مطالعہ بریلویت
کے صفحہ ۳۴ کے حاشیہ سے پتہ چلتا ہے کہ قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی
کو یہ شخص دیکھ پڑھ چکا ہے مگر جواب کی جرأت نہیں ہمارے جواب کے ایک
جزء پر جانکنی کے سے عالم میں صرف اتنا کہا ہے "مرحوم کی ملک میں کسی چیز کا دینا
عجیب فقہی مسئلہ ہے۔ لین دین، بیع و شراء اور قرض و ہبہ کے احکام دُنیا سے
متعلق ہیں مرحومین برزخ میں پہنچ چکے اُن کی تملیک کرانا ایک نیا مسئلہ

ہے"۔ ــــــ صفحہ ۳۴ حاشیہ: ــــــ

بس بھانڈا پھوٹ گیا

اس ایک سطر سے مُصنّف مطالعہ بریلویت کی علمی بے مائیگی کا بھانڈا
پھوٹ گیا۔ کہتا ہے "یہ عجیب فقہی مسئلہ ہے"۔ جی ہاں ابھی تو بہت باتیں
نہیں عجیب معلوم ہوں گی۔ ــــــ پھر کہتا ہے "تملیک کرانا ایک نیا مسئلہ
ہے"۔ ــــــ جی ہاں اَن پڑھ لوگ ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ اب اس کے جواب
ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ مُصنّف کو حواس باختگی کے عالم میں کچھ پتہ
نہیں چل رہا جن کو وہ کنیز باندی شرعی ہبہ کی وہ مرد اور وہ باندی دونوں
زندہ ہیں۔ مزار کی نذر کرنے والے بھی زندہ ہیں جب نذر کی اُس وقت وہ
نذر کرنے والے زندہ تھے اس دُنیا میں تھے جس کنیز کو ہبہ کیا وہ بھی زندہ تھی
جس شخص سیدی عبدالوہاب شعرانی کو وہ کنیز ہبہ کی وہ بھی زندہ تھے اس دُنیا
میں تھے مگر مصنّف مطالعہ بریلویت اپنے اندھے پن سے بدحواسی کے عالم میں
لکھ رہا ہے کہ: ــــــ
"مرحوم کی ملک میں کسی چیز کا دینا عجیب فقہی مسئلہ ..... قرض و ہبہ
کے احکام اسی دنیا سے متعلق ہیں مرحومین جو سب برزخ میں پہنچ چکے
ان کو تملیک کرانا نیا مسئلہ ہے۔"
مُصنّف مجہول نے سب کو مرحومین قرار دے کر سب کو برزخ میں پہنچا
کر اپنے زعم جہالت و حماقت میں مسئلہ کو نیا مسئلہ قرار دے دیا چلو چھٹی ہوئی۔
نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

چاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا رنڈیوں کی مٹھائی کا نذرانہ

اکابر اولیاء کرام قدست اسرارہم پر طعن و تشنیع کرنے والے دیوبندی
مولویوں کی اپنی اخلاقی حالت
کیا ہے اور یہ لوگ نوجوان رنڈیوں خوبصورت طائفہ لڑکیوں کو تحویذ

دینے چڑھاوا لینے کے بہانے کسی طرح اپنے چباروں پر چڑھاوے سمیت چڑھا لیتے ہیں۔ یہ واقعہ خبر متواتر ہے سوانح قاسمی۔ تذکرۃ الرشید۔ ارواح ثلاثہ وغیرہ بہت سی معتبر دیوبندی کتب میں لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

"میرٹھ میں حضرت والا کا قیام تھا سارے شہر کے مرجع اور منظور نظر بنے ہوئے تھے امیر شاہ خاں کا بیان ہے کہ ایک مکان تھا جس کے بالاخانہ پر (مولوی اشرف علی تھانوی کے استاد) حضرت مولانا محمد یعقوب ٹھہرے ہوئے تھے اور نچلی منزل میں حضرت والا (قاسم نانوتوی) کی فرودگاہ تھی اس مکان میں خان صاحب کی روایت ہے کہ ایک رنڈی (بازاری عورت کنجری) اپنی چھوکری (نوجوان لڑکی) کو جو سیانی (بالغ) تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میری چھوکری ہے مدت سے بیمار چلی جا رہی ہے میری اوقات بسر (گھر کا گزارہ) اسی پر ہے آپ اسے تعویذ دے دیجئے یا دعا کر دیجئے"!

پھر آگے کیا ہوا ——؟ چاہیے تو یہی تھا اور شاید لوگوں کو یہی سننے کی توقع بھی ہوگی کہ جھڑک کر وہ نکال دی گئی ہوگی —— کم از کم اپنی علمی پوزیشن کی حفاظت ہی کے لیے یہی موقع اسی کا تھا کہ دھتکار کر باہر نکل جانے کا حکم اُس کو دیا جاتا مگر امیر شاہ خاں مرحوم کی یہ اطلاع ہے کہ بجائے کچھ کہنے سننے کے :——

"شاید ظرافتہً یہ کیا کہ بالاخانہ (چبارہ) جس پر مولانا محمد یعقوب ٹھہرے ہوئے تھے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں تم اُن کے پاس جاؤ۔ حسب الحکم وہ زینوں پر چڑھتے ہوئے اچانک مولانا محمد یعقوب صاحب کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور اپنا معروضہ پیش کیا۔ ..... آپ یا دعا یا تعویذ کر دیجئے۔ مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ کیا ...... اس کی چھوکری (لڑکی) کو آرام ہو گیا تو وہ (رنڈی کنجری)

مٹھائی لائی اور سیدھی اُوپر (چبارہ میں) مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی ہے۔ یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو۔"[1]

لیجئے صاحب! بلی تھیلے سے باہر آ گئی سیدی احمد کبیر بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر تو کنیز ہبہ کی گئی تھی چڑھاوا نہ چڑھایا گیا تھا، مگر مصنف نے اپنی شوخیٔ طبع کے باعث اس کو چڑھاوا قرار دے دیا عبارت کے مفہوم کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا حالانکہ وہاں مزار اقدس پر لڑکیوں کے چڑھاوا کا ذکر تک نہیں ہے اور یہ واقعہ سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ الربانی کی اپنی کتاب سے ماخوذ و منقول ہے اور دیوبندی حکیم الامت تھانوی سیدی عبدالوہاب شعرانی کو معتبر و مستند مانتا ہے امام شعرانی لکھتا ہے:" (جمال الاولیا ص ۵۷ و صفحہ ۱۶۸)

البتہ ہمارے نقل کردہ ارواح ثلاثہ اور سوانح قاسمی کے حوالہ میں فی الواقع چڑھاوا کی صورت ہے۔ مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا ایک مبنی بر کذب و افترا عنوان ہے لیکن چباروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا مبنی بر حقیقت ہے بلکہ چباروں پر رنڈیوں کنجریوں کا چڑھاوا ثابت ہوا۔ مولوی یعقوب نانوتوی کو وہ رنڈی بتا رہی ہے کہ میرا گزر اوقات اسی سیانی چھوکری پر ہے مولوی صاحب نہ ان کو گناہ سے توبہ کی تلقین کرتے ہیں نہ پردہ کرنے کا حکم دیتے ہیں بلکہ اُن رنڈیوں کی حرام پیشہ کی مٹھائی حرام سمجھتے ہوئے اور قبول فرماتے ہوئے "رکھ دو" کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

حرام کھانا مساکین کا حق، حرام مال لینا دیوبندی علماء کا حق

---

[1] ملخصاً سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۷۶ و ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۲۲ - ۳۲۳ زیر حکایت نمبر ۳۶۷ و تذکرۃ الرشید

اس کے بعد مولوی محمد یعقوب نانوتوی رنڈی کی حرام کمائی کی وہ حرام مٹھائی وصول کر کے چبارہ سے نیچے آتے ہیں اور اپنا بھرم رکھنے اور لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے اپنے اس غلط طرزِ عمل کی یوں پیوند کاری کرتے ہیں :۔۔۔۔۔

" فرمایا کہ حرام کمائی کی ہے اس کا کھانا حرام ہے مساکین کا حق ہے اغنیاء کا حق نہیں ..... (ہمارے حضرت نے فرمایا دیکھئے شریعت و طریقت دونوں جمع کر دی ۔۔۔۔۔) "

یہ ہے ان دیوبندی مُلّوں کا دین و ایمان بازاری رنڈی پیشہ ور کنجری جس نے خود صراحۃً اپنے پیشۂ حرام کا ذکر بھی کر دیا تھا کی حرام کمائی مٹھائی کا نذرانہ قبول کر لیا اور لوگوں کی شرما شرمی اس کو مساکین کا حق قرار دے دیا یہ کون سی شریعت ہے کون سی فقہ ہے کوئی سی طریقت ہے جس میں رنڈی کنجری کے مال کو مساکین کا حق قرار دیا گیا ہے ۔۔۔؟ دیوبندی مولویوں سے زیادہ اور ان سے بڑھ کر کون مسکین ہو سکتا ہے۔ انگریزوں کا مال انہوں نے کھینچا۔ ہندوؤں کا مال کانگریس کے ذریعہ انہوں نے چٹ کیا ۔۔۔۔ سعودیوں نجدیوں کے مال سے یہ پروان چڑھ رہے ہیں۔ ۔۔۔ دیکھو سوانح قاسمی۔ تذکرۃ الرشید۔ مولانا محمد احسن نانوتوی مکالمۃ الصدرین۔ الافاضات الیومیہ اور پھر فخریہ کہا جا رہا ہے کہ اپنے اس طرزِ عمل سے مولوی محمد یعقوب نانوتوی نے شریعت و طریقت دونوں جمع کر دی۔ دیوبندیوں کی کیا شریعت کیا طریقت۔ .... کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام
جو رنڈی کھلائے وہ چٹ کیجئے (بتصرف)

عورتوں کا مزارات پر جانا

کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے اب تک تو مصنف اپنی شقاوت

قلبی سے "مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا"؟ "مزاروں کے ساتھ مجرے"؟ وغیرہ قسم کے عنوان قائم کر کے علماء اہلسنّت کے ذمہ وہ سب کچھ لگا رہا تھا جن سے اُن کا دُور کا بھی تعلق نہیں ہے مگر بالآخر حق رنگ لایا اور خائن مصنف کو تسلیم کرنا پڑا ملفوظات اعلٰحضرت جلد ۲ ص۱۰۸ کے حوالے سے لکھتا ہے اور خود تسلیم کرتا ہے کہ ملفوظات میں ہے :۔۔۔۔۔

عرض ؛ حضور ! اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا آنا جائز ہے یا نہیں ۔۔۔۔؟

ارشاد ؛ غنیہ میں ہے یہ نہ پُوچھ کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں ۔۔۔؟ بلکہ یہ پوچھ کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی طرف سے جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں ۔"

یہ لکھ کر بھولے پن سے پُوچھ رہا ہے کہ ان دونوں میں تطبیق کی کوشش کیجئے یعنی کہنا یہ چاہتا ہے کہ پہلے تو اعلٰحضرت فاضل بریلوی نے سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر کنیز آنے کا واقعہ لکھا ہے اور اب اس دوسرے واقعہ میں لعنت فرما رہے ہیں۔ یہ عام فہم بات اس بے بصیرت کی سمجھ میں نہیں آئی اور لوگوں سے تطبیق کرنے کی فرمائش ہو رہی ہے۔ جب مصنف کے ذہنی عدم توازن کی یہ حالت تھی تو پھر کسی ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ تم جلد مطالعہ بریلویت لکھو ورنہ تمہاری بواسیر ختم نہ ہوگی۔ مصنف کو جان لینا چاہیے کہ پہلے واقعہ میں کنیز اور تاجر سیدنا اعلٰحضرت فاضل بریلوی یا کسی دوسرے عالم یا ائمہ اہلسنّت کے فتویٰ سے مزار حضرت سیدی احمد کبیر قدس سرہٗ پر نہ گئی تھی وہاں ان کا اُس زمانہ میں جانا ذاتی فعل تھا اعلٰحضرت نے وہ بات محض واقعہ کے طور پر بیان کی آج کے دور میں

بھی عورتیں مزاروں پر چلی جاتی ہیں تو کیا مزار گرا دیئے جائیں گے۔ مسجدوں میں عورتیں مسئلہ شرعی کے برعکس چلی جاتی ہیں کیا مسجدیں گرا دی جائیں دینی مدرسوں میں چلی جاتی ہیں دینی مدرسوں کو گرا دیا جائے۔ کیا ان سب جگہوں میں عورتیں علماء سے مسئلہ شرعی معلوم کر کے جاتی ہیں؟ ـــــ آج کے دور میں اگر کوئی دیوبندی مولوی محض واقعہ کے طور پر یہ تحریر کر دے کہ فلاں شہر میں ہزاروں عورتیں سینما گھر کے سامنے ٹکٹ خرید کر فلم دیکھنے جا رہی تھیں۔ مصنف مطالعہ بریلویت تو اپنے اندھے پن کی بنا پر یہی کہے گا کہ اس میں تطبیق پیدا کرو۔ ـــــ یہ مولوی لوگ عورتوں کو فلموں میں جانے سے منع کرتے ہیں اور خود لکھ بھی رہے ہیں فلاں سینما میں عورتیں فلم کا ٹکٹ خرید رہی تھیں بہر حال مصنف کے سر میں اگر دماغ اور دماغ میں عقل ہے تو سمجھ لے کہ مسئلہ شرعی وہی ہے جو سیدنا امام اہلسنت احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اجمیر شریف جانے سے متعلق استفسار کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ باقی بات کی لسّی بنانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم بھی مصنف سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ مانچسٹر جیسے مادر پدر آزاد ننگے ماحول میں برہنہ و نیم برہنہ عورتوں کے ماحول میں کیسے رہتا رہا ہے اور وہاں کے اس ماحول سے اسے کیا دلچسپی ہے کیا انگریز سرکار اسے پاکستان کے مسلمانوں میں خلفشار پھیلانے کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ وہاں عورتوں کے ننگے کھلے ماحول میں رہتے رہے ہو اور یہاں پاکستان میں آ کر عورتوں کو پردہ کی تلقین کرتے ہو اس تضاد عمل میں تطبیق پیدا کیجئے؟[1]

---

[1] یاد رہے کہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مانچسٹر سے کچھ خصوصی وجوہ کی بنا پر نکالے گئے یا یوں کہیے کہ انہوں نے وہاں گنگوہی والے کام کرنے شروع کر دیئے تھے (گنگوہی والے کام کی تفصیل کے لیے ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی کا مطالعہ کریں جس میں (بقیہ حاشیہ برصفحۂ آئندہ)

مزاروں پر چوریاں

یہ واقعہ دہلی کے خواجہ حسن نظامی نے اپنا بیان کیا ہے کہ بچپن میں وہ خود جس قسم کی چوریاں کرتے تھے۔ یاد رہے کہ خواجہ حسن نظامی دہلوی دیوبندی قطب عالم گنگوہی کے شاگرد تھے۔[1] جب حسن نظامی کو مصنف چور سمجھتا ہے تو پھر خواجہ حسن نظامی کی قصیدہ خوانی میں یہ لکھ کر کہ: ـــــ

"خواجہ حسن نظامی صاحب اردو کے بڑے نامور ادیب گزرے ہیں آپ کے ادبی شاہ پارے ادبی رسائل کی جان ہوتے تھے۔"[2]

مصنف اپنے منہ پر خود تھوک رہا ہے۔ یہ چوریاں کرنے والے خواجہ حسن نظامی مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید تھے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ ہفت مسئلہ انہوں ہی نے گنگوہی کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں جلایا تھا اور پھر خود مصنف اسی نظامی کی مذکورہ بالا قصیدہ خوانی کر رہا ہے اور الزام اہلسنت اور خانقاہوں کو دیا جا رہا ہے ؏

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اس واقعہ کے بیان کا مقصد کیا ہے ـــــ؟ کیا چوریاں بھی سُنّی بریلوی علماء کے کھاتہ میں ڈالنے کا ارادہ ہے ـــــ؟ سیدی احمد کبیر بدوی قدس سرہٗ کے مزار پاک کے واقعہ کی آڑ میں صفحہ ۴۵ پر مصنف کی یہ افسانہ نگاری کہ:

"اس سے پتہ چلا کہ آج کل عرسوں وغیرہ میں کیا ہوتا ہے۔ یہی طوفان بے تمیزی ہے جو کارکنوں کو آخر حجروں میں لے جاتا ہے اور وہ بہانے بناتے ہیں کہ ہمیں قبر سے اس کام کے کرنے کی اجازت ملی تھی۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) گنگوہی، نانوتوی پرنٹ مین کا ذکر موجود ہے۔ (ادارہ)

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] دیکھو اخبار جنگ کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کتاب الصال ثواب صفحہ آخر۔ [2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۴۵؛

بے شرم مصنّف کو شرم وحیا اور غیرت سے کچھ حصّہ نہیں ملا ایک مفروضے کو ایسے بیان کرتا ہے جیسے مشاہدہ ہے اس کا تجربہ مجرب ہے۔ کیا مصنّف حلفاً بتا سکتا ہے کہ اس کے اپنے ساتھ یا اُس کے اہل وعیال میں سے کس کس کے ساتھ حجروں میں لے جا کر قبروں سے اجازت کا بہانہ بنا کر ایسا طوفان بے تمیزی لوگ برپا کر چکے ہیں خود مصنّف پر تو ہمیں یقین نہیں کیونکہ اس صدی کا سب سے بڑا کذاب اور مفتری ہے کیا وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے طبّی معائنہ کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کر سکتا ہے ——؟ بسا اوقات خبیث النفس اور مردود الفطرت لوگ مسجدوں میں برائیاں نہیں کر گزرتے کیا اس عذر سے مسجدیں گرا دی جائیں گی؟ —— حیرت ہے کہ ہر دلیل شیطانی الہام کی حامل ہوتی ہے

حقیر طنز قرآن و حدیث کے دلائل سے نہ مصنّف کو سروکار نہ اس کے اکابر کو سروکار محض طنز و مزاح کے انداز میں اہلسنّت کے معمولات کا ردّ ان کا طرۂ امتیاز ہے آج کل اعراس مبارکہ میں بعض جگہ جو خلاف شرع حرکات جہلا اپنے انداز فکر کے مطابق کر گزرتے ہیں۔ یہ بدبخت اُن کو اہلسنّت کے کھاتہ میں ڈال کر کہتا ہے، وہاں یہ ہوتا وہاں وہ ہوتا ہے اور یہ کہ کیا یہ عرس پھر بھی طیب ہے؟ بُرائی تو ہر جگہ بُرائی ہے۔ اُسے مولوی منصور علی خاں مراد آبادی تلمیذ ارشد مولوی محمد قاسم نانوتوی "کسی لڑکے کا عشق غالب ہونے" کے انداز میں کرے[1] خواہ مولوی نانوتوی صاحب جلال الدین صاحبزادہ مولوی محمد یعقوب سے اِس کا کمربند کھول کر کرے[2] یا مولوی نانوتوی یا مولوی گنگوہی صاحبان دونوں بوڑھے بڑھاپے میں ایک چارپائی پہ لیٹ کر

---

[1] ارواح ثلاثہ صہ ۲۹۲ [2] سوانح قاسمی جلد اوّل صہ ۴۶۶

جیسے کوئی عاشق کسی کے سینے پر ہاتھ رکھتا ہے۔ سینہ پہ ہاتھ رکھ کر رنگ رلیاں منانے کا حقیقی و مصنوعی مظاہرہ شروع کر دیں اور مولانا کہیں میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے تو کہنے دو[1]،، حتیٰ کہ کسی صورت میں کہیں بھی کوئی بُرائی ہو اس کو اچھا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر عرس میں کہیں ایسا واقعہ پروفیسر خود دیکھ آیا ہے تو بسا اوقات اخبارات میں بعض مدرسوں مسجدوں میں بہت غلط اور ناروا کاموں کی خبریں چھپتی ہیں ان مقدس و متبرک مقامات پہ برائیوں کی روک تھام کرنی چاہیے۔ نہ خانقاہیں مسمار کی جا سکتی ہیں نہ مسجدوں اور مدرسوں کو تالے مارے جا سکتے ہیں۔

مصنّف اپنی اس حقیر طنز سے چاہتا یہ ہے کہ بزرگانِ دین کے عرس بند ہو جائیں۔ اس لیے مصنّف تو عرسوں میں اچھے بُرے کاموں کی وجہ سے عرس بند کرانا چاہتا ہے مگر ان کا گنگوہی گرو گھنٹال عرس کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتا ہے۔ پڑھیئے!

"جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟"

گنگوہی صاحب نے آنکھیں میچ کر فوراً فتویٰ دے دیا۔

جواب: "کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔"[2]

چلو چھٹی ہوئی —— عرس میں فلاں برائی ہوئی یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے بہانے کیوں بناتے ہو؟ تمہارا دین و ایمان تو یہ ہے کہ جس عرس میں یا جس میلاد میں صرف قرآن پڑھا جاتا ہو وہ بھی درست نہیں —— ہاں

---

[1] ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۳۳۹ [2] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۲۹

عرس کی جگہ یوم شیخ الہند، یوم امیر شریعت، یوم شبیر عثمانی وغیرہ نام رکھ لیا جائے یا میلاد النبی کانفرنس کی بجائے سیرۃ النبی کانفرنس نام رکھ لیا جائے تو خود تمہارا اپنا حرام کیا ہوا حلال ہو جاتا ہے۔

معلوم نہیں مصنف مطالعہ بریلویت دماغی توازن کھو بیٹھا ہے یا مت ماری گئی ہے صفحہ ۳۰۶ پر تیسری و چوتھی سطر کو ہی دیکھ لیجئے بالکل غیر مربوط و بے تکی عبارت ہے کہ :—

"اسلام کی شان اعجاز دیکھئے کہ اولیاء کرام کے مزارات پر ہر طرح کی رسوم و بدعات کے باوجود کل انبیاء و اولیاء کے سرتاج حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ انور ان تمام خرافات سے محفوظ ہے"

بتائیے اسلام کی شان اعجاز یہ کس انداز میں دکھانا چاہتا ہے —؟ کیا اسلام کی شان اعجاز اس میں ہے کہ اولیاء کرام قدست اسرارہم کے مزارات عالیہ پر رسوم و بدعات ہوں اور حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ انور تمام خرافات سے پاک ہو —؟ اس کا مطلب اس کے نزدیک محض یہ ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اولیاء کرام حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبع نہ تھے اِن کو سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہ تھا اس لیے یہ بدعات و خرافات سے محفوظ نہ رہ سکے یا پھر در پردہ سعودیوں کی قصیدہ خوانی اور نجدیوں کی حمد و ثنا مقصود ہے کہ انبیاء و اولیاء کے سرتاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ انور اس لیے محفوظ ہے کہ وہاں سعودیوں نجدیوں کی حکومت و انتظام ہے۔ — یہ شخص اسلام کی شان اعجاز نہیں بلکہ سعودیوں کی شان اعجاز جتلانا چاہتا ہے ورنہ یہ لکھتا کہ حضور نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم زندہ و جاوید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعجاز دیکھئے کہ آپ کا روضہ تمام خرافات سے پاک ہے۔ مگر ایک خرافات تو وہاں نجدی نحوست کے سبب جاری ہے کہ روضہ انور کے نام نہاد پہرہ دار

پیہ لے کر ریال قبول کر کے روضہ انور کی جالیوں کو چومنے دیتے ہیں ورنہ ڈنڈے لاٹھیاں برساتے ہیں۔ مولوی مانچسٹروی نے اپنے اکابر کے برعکس روضہ انور لکھا ہے ذرا یہ تو بتائیے کہ روضہ انور کا ان دیوبندی دھرم میں کیا جواز ہے —؟ اور پھر نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تو نور نہ ہوں مگر اُن کا مزار اقدس روضہ انور — کچھ لکھنے سے قبل کم از کم فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ غلام خانیہ کو ہی دیکھ لیا کرو۔ — اسی عبارت میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمۃ اللعالمین بھی لکھا ہے حالانکہ ان کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے :—

"لفظ رحمۃ للعٰلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے[1] — چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے انتقال پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی باربار فرماتے تھے ہائے رحمۃ اللعالمین ہائے رحمۃ اللعالمین[2]"

بہر حال مصنف اپنے نابالغ قلم سے جو کچھ لکھتا ہے اس میں خود بڑی طرح اُلجھ جاتا ہے —

روضۂ انور پر حاضری
روضۂ مبارکہ کے اعمال

لگتا ہے کہ مصنف کو مسلک اعلیٰحضرت و تحقیقات امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے واقفیت نہیں ص ۳۰۶ پر یہ دو عنوان قائم کیے اور پہلے عنوان روضۂ انور پر حاضری کے ذیل میں لکھتا ہے کہ مولانا احمد رضا لکھتے ہیں :—

"زیارت روضۂ انور کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چُومے نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چُومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔"

مصنف مطالعہ بریلویت کو چونکہ تحریف و خیانت میں ملکہ تام حاصل ہے

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۹ [2] اشرف السوانح جلد ۳ ص ۱۵۵

اس لیے گڑ بڑ ضرور کرتا ہے یہ عبارت اس طرح ہے :—

"زیارت روضہ انور سیدِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود الیھا بقولہ) کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چُومے نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چُومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں[1]۔"

مصنّف تھوڑی بہت تحریف کرکے پھر پلٹی کھاتا ہے اور لکھتا ہے

افسوس کہ اس تصریح کے باوجود مولانا احمد رضا خان روضہ مبارکہ کے اندرونی احوال کا تقدس قائم نہ رکھ سکے اور پھر روضہ مبارکہ کے احوال کے زیر عنوان لکھتا ہے کہ :—

"بریلویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں۔"

اور بڑے صالحانہ انداز میں زور دے کر استغفر اللہ بھی لکھ دیا۔— اور پھر لکھتا ہے :—

"افسوس کہ مولانا احمد رضا خان نے گستاخانہ تعبیر میں کچھ جھجک محسوس نہ کی—"

اس کے بعد صفحہ ۴۳ کا وہی پرانا عنوان جو اس چکہ باز مصنّف نے دھماکہ میں قائم کیا تھا زیر عنوان ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی" اس کے ذیل میں ہے۔" انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں[2]۔

مزید لکھتا ہے : یہ عقیدہ محمد بن عبد الباقی زرقانی کے ذمہ لگانا خان صاحب کا جھوٹ ہے۔

اس کا مدلل و مفصل و مسکت جواب، تو قارئین کرام دھماکہ کے جواب

---

[1] حرمت سجدہ تعظیم صفحہ ۵۲ [2] ملفوظات حصہ سوم ص ۳۵

میں ہماری جامع کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے صفحہ ۷۶ پر ملاحظہ فرما دیں جس کا جواب نجد سے دیوبند تک کی نجدی دیوبندی قوم سے نہ بن سکا ان کو سانپ سونگھ گیا پندرہ سال سے لب باندھے دم سادھے بیٹھے ہیں جواب سے عاجز و قاصر ہیں۔ اس وقت ہم قارئین کرام کو یہ دکھانا چاہیں گے کہ بات تو روضہ انور سیدِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو رہی تھی لیکن یہ خائن مصنّف کھینچا تانی سے تضاد ثابت کرنے اور مقابلتہً "گستاخی ثابت کرنے کے لیے ملفوظات اعلحضرت سے یہ لایا کہ "انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ شب باشی فرماتے ہیں ہم نے اس الزام پر قہر خداوندی۔ برہان صداقت بر نجدی بطالت۔ برق آسمانی، آئینہ نجد و دیوبند میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ قارئین وہاں ملاحظہ کریں اور اس کی بد دیانتی کا اندازہ لگائیں۔ اس وقت اس موضوع پر اس کی تازہ لن ترانیوں کا جواب ملاحظہ ہو :—

ہم نے پہلے بھی بار بار بتایا ہے کہ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے حیاتِ انبیاءِ علیہم السلام کے موضوع پر دلائل دیتے ہوئے یہ بات سیدی علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ) کے حوالہ سے لکھی ہے بلکہ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے کمال ادب و احترام کے ساتھ شب باشی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ فیروز اللغات ص ۳۱۰ پر شب باش کا معنیٰ رات رہنے والا لکھا ہے اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے محض شب باشی کا لفظ استعمال فرمایا اور مصنّف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۲۴۶ پر غلط رنگ دینے اور گستاخی کا مفہوم لانے کے لیے یہ لکھا :—

"انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں۔"

بات کا بتنگڑ بنا کر گستاخ تو یہ خود ہوا جو غلط انداز میں اس واقعہ کو

بار بار بیان کرتا ہے کمال بے حیائی و بے شرمی سے ہمارے جواب کا
جواب تو دیتا نہیں اور اپنی ہٹ دھرمی سے اعتراض کا بار بار اعادہ کیے
جا رہا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :۔

" محمد الحضرمی مجذوب ...... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں
میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ و نماز جمعہ بیک
وقت پڑھائے اور کبھی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش
ہوتے تھے [1] "

بتایا جائے یہاں بھی شب باش ہونے کا مطلب عورتوں سے مشغول
ہونا ہے ۔۔۔ ؟ وہ مجذوب ابدال بزرگ بیک وقت متعدد شہروں
میں ایک ہی شب میں متعدد عورتوں سے کس طرح مشغول ہوتے تھے ؟

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی قدس سرہ فرماتے ہیں :۔
" ویضاجع ازواجہ ویستمتع بھن اکمل من الدنیا " [2]
کتابیں خود نہیں پڑھتا سینہ زوری سے بے دریغ انکار کر دیتا ہے
گستاخی بھی قرار دے دیتا ہے ۔۔۔ ۔

اقرار و اعتراف مصنف نے ص ۷۴ پر سطر نمبر ۴، ۵ میں لکھا ہے :۔

" بریلوی علمائے مولانا احمد رضا خاں کی صفائی پیش کرتے ہوئے
یہ بات کہی ہے کہ خاوند بیوی اگر آپس میں مشغول ہوں تو اس میں کیا
گستاخی ہو گئی ، لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ بیٹے کے لیے ماں کے ان

---

[1] جمال الاولیاء تھانوی ص ۱۸۸ [2] شرح زرقانی جلد ۶ ص ۱۶۹ ؎

حالات کا ذکر یقیناً گستاخی ہے تو وہ مبہوت ہو گئے " (ص ۷۴)
کیا ٹھکانہ ہے اس مبہوت کرنے والی شکل کا جو اپنے آقا انگریز
سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرے ۔۔۔ نام نہاد علامہ وڈاکٹر
اور پروفیسر ہو کر بھی شب باشی کا معنیٰ و مفہوم نہ سمجھے وہ کسی کو کیا
مبہوت کر سکتا ہے ۔۔۔ ؟

ع یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

شب باشی کے الفاظ کا کونسی کتب لغت میں بیوی سے مشغول
ہونے کا معنیٰ و مفہوم لکھا ہے۔ جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ شب باشی
کے الفاظ کا بیوی سے مشغول ہونا معنیٰ کر کے گستاخ یہ مصنف
خود ہے۔ کیا مصنف اپنی ماں بہن بیٹی کے لیے بھی یہ الفاظ استعمال
کرے گا ۔۔۔ ؟

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی

مصنف اگر اندھا نہیں ہے تو شرح زرقانی جلد ۶ کی مذکورہ
بالا عبارت دیکھے اور صرف شب باشی کے الفاظ پر دلائل لائے ۔
سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے اکابر دیوبند کو گستاخ قرار دیا تو
حسام الحرمین میں دلائل اور شواہد کے انبار لگا دیئے۔ یہ مانچسٹر کی
کٹھ پتلی زبانی کلامی باتوں سے دل بہلا رہی ہے۔ بہرحال اب اسے
اگر کوئی اعتراض ہے تو صرف اس بات پہ ہے کہ بیٹا ماں کے لیے شب
باشی جیسے الفاظ استعمال نہ کرے ۔ شب باشی کی واقعیت جو اس
کے ذہن میں ہے یا جو علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی یا سیدنا اعلیٰحضرت فاضل
بریلوی کے ذہن میں تھی ان سب پر اسے اعتراض نہیں۔ اس نے خود اقرار و
اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :۔
" بریلوی علماء نے مولانا احمد رضا خاں کی صفائی پیش کرتے ہوئے

یہ بات کہی ہے کہ خاوند بیوی اگر مشغول ہوں تو اس میں کیا گستاخی ہو گئی ؟ لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ بیٹے کے لیے ماں کے ان حالات کا ذکر یقیناً گستاخی ہے ؛؛ لے

اس سے ثابت ہوا کہ اصل واقعہ کی تو یہ مصنف بھی صدق دل سے تصدیق کرتا ہے اقرار و اعتراف کرتا ہے مگر گستاخی اگر کوئی ہے تو ماں کے لیے بیٹے کے ایسے الفاظ استعمال کرنے میں ہے۔ تو اب اس کے نزدیک گستاخی صرف اس واقعہ کا ذکر کرنا ہے۔ لہذا یہ سارا تانا بانا خود اس کے اپنے گلے میں پڑ گیا کیونکہ شب باشی کے الفاظ میں کوئی گستاخی نہیں جیسا کہ حوالہ اوپر گزرا اور مشغول ہونے کے لفظ اس مصنف کے اپنے ہیں تو اس گستاخی اور خیانت ، الفاظ میں ہیرا پھیری سے خود توبہ اور رجوع کرے۔

پیران عظام کی ذہنی غلامی

اس عنوان کے تحت بھی حسب معمول رونا ہی رویا ہے نہ کوئی حوالہ نہ کوئی دلیل پیران عظام کی ذہنی غلامی کا الزام ہم اہلسنّت کو دینے والے خود اپنی پیر پرستی کو دیکھیں یہ موضوع بڑا مہنگا پڑے گا اور لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ دیوبندی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نسل پیر پرست نہیں ہے۔ ہم اس موضوع پر عنقریب مفصل گفتگو بحوالہ کتب دیوبند کریں گے۔ مذکورہ بالا عنوان کے تحت مصنّف نے بھی کوئی اور دلیل نہیں دی جواب کس بات کا دیا جائے۔

جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کی تدبیر کا عنوان بھی عنوان ہی عنوان ہے اس سلسلہ میں کوئی حوالہ و دلیل نہیں ہے اہلسنّت پر محض

لے مطالعہ بریلویت صفحہ ۴۷ ؛

بانی کلامی یہ الزام لگایا ہے کہ ہم جاہل پیروں کو خدائی طاقتوں کا مظہر مانتے ہیں۔ مگر اس قسم کی الزام تراشی اس کا قلبی مرض ہے اپنے دعویٰ پہ کوئی دلیل و حوالہ نہ لا سکا۔

بے شرع عورت پیروں کا دبدبہ

البتہ اس عنوان کے تحت ایک واقعہ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ نعیمیہ حصہ دوم کے حوالہ سے لکھا ہے اصل واقعہ اس جھوٹے کے جھوٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے مفتی صاحب لکھتے ہیں : ـــــــ

ایک بزرگ کسی کنویں پر پہنچے سخت پیاسے تھے دیکھا کنویں پر ایک عورت کھڑی ہوئی ڈول پر ڈول نکال رہی ہے اور بہا رہی ہے آپ نے کہا مائی میں سخت پیاسا ہوں مجھے دو گھونٹ پانی پلا دے۔ وہ بولی ٹھہر جاؤ آپ بہت دیر کھڑے رہے مگر اس نے پانی نہ پلایا۔ آپ نے فرمایا تو بڑی بیوقوف ہے کہ بے کار پانی بہا رہی ہے اور مجھ پیاسے کو نہیں پلاتی۔ وہ بولی کہ دہلی میں آگ لگی ہوئی ہے میں یہاں سے بجھا رہی ہوں میں تجھ ایک کو پلاؤں یا وہاں ہزار جلتوں کو بجھاؤں آپ کو سخت تعجب ہوا ؛؛

یہ واقعہ ہے جو حضرت مفتی صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ نے مواعظ نعیمیہ میں بیان کیا۔ اب اس واقعہ پر مصنّف مطالعہ بریلویت کی تڑک بھڑک اور رنگینیٔ قلم ملاحظہ ہو : ـــــــ

؛؛ بریلوی علماء نے اپنے عوام کو صرف جاہل ملنگوں سے ہی مرعوب کرنے کی داستانیں نہیں گھڑیں کچھ عورت پیروں کو بھی اس مقام پر لے آئے۔ ایک عورت بغیر خاوند کے اور بغیر کسی محرم کے کسی کنویں پر پانی بھر رہی تھی اُسے یہ تو پتہ نہ تھا کہ بغیر خاوند یا محرم کے اسے یہاں اس طرح بے حجاب نہیں ہونا چاہیے۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے دیکھئے کہ وہ یہیں سے دہلی میں تصرف کرتی بتلائے

ہیں ...... وہ بے شرع ملنگنی یہاں سے دہلی تصرف کر رہی تھی۔"

بتایا جائے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ہمارا بریلویوں کا یہ عقیدہ و ایمان ہے اور یہ مسئلہ ضروریاتِ دین یا ارکانِ اسلام سے ہے انہوں نے محض ایک واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے اور کسی کو دعوت نہیں دی کہ تم اس کے مرید ہو جاؤ ــــ مگر خالد محمود مانچسٹروی کو مانچسٹر میں بیٹھے یہ کیسے معلوم گیا کہ وہ ملنگنی تھی۔ وہ بے پردہ یا بے حجاب تھی ــــ وہ جوان تھی ــــ جب وہ بزرگ پانی پینے والا اس عورت کو مائی کہہ رہا ہے تو وہ یقیناً اس بزرگ سے بڑی اور عمر رسیدہ ہوگی۔ ــــ نہ مفتی صاحب نے لکھا نہ اس بزرگ نے کہا وہ مائی بے پردہ بے حجاب تھی۔ یہ شیطانی کشف دیوبندی طفل مکتب مانچسٹروی کے حصہ میں آیا ہے۔ علماء اہلسنت نے کب اور کہاں لکھا ہے کہ جاہل بے پردہ ملنگنیوں کے مرید ہو جاؤ ــــ یہ محض ایک واقعہ ہے۔ کسی مکتب فکر کا عقیدہ و مسلک قرار دینا اندھاپن ہے۔ ــــ مصنف اپنے زعم جہالت میں غالباً چاہتا ہے کہ اس واقعہ کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیا جائے۔ پیر و مرشد ہونا علیحدہ بات ہے مگر کیا عورتیں ولیہ اور صالحہ نہیں ہو سکتیں اور بطور کرامت ایسے واقعہ کا ولیہ عورت سے صدور ممکن نہیں ــــ؟

سوٹے لنگوٹے

مصنف نے غالباً اپنی کتاب کو شروع کرتے وقت یہ قسم کھائی تھی کہ وہ علماء اہلسنت کی ہر عبارت کا مفہوم ضرور مسخ کرے گا۔ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مصنف کے بڑے بڑے پانی مانگ جاتے تھے۔ مفتی صاحب مرحوم نے بڑی سادگی سے یہ لکھا ہے:ــــ

"اولیاء اللہ کو حساب کا ڈر بھی نہ ہوگا کیونکہ اول تو سوٹے اور لنگوٹے کے سوا پاس ہی کیا تھا اور جو کچھ تھا بھی وہ محض اللہ کے لیے کھایا اُس کے لیے سوئے حساب کیسا...... بروزِ قیامت انبیاء کرام اولیاء اللہ پر

[illegible] فرمائیں گے۔ ــــ وہ اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی [illegible] رہیں ہیں۔ اولیاء اللہ ان دونوں غموں سے دُور ہوں گے۔ یہ مراد ہے ولا یحزنون سے ــــ۔"

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی اس عام فہم سیدھی سادھی عبارت کا مطلب اس نے یہ بیان کیا ہے کہ:ــــ

"مفتی صاحب نے ملنگوں کو نبیوں پر بڑھا دیا اور حیرت یہ کہ یہ بات عام انبیاء کرام تک بھی محدود نہیں خود سید کائنات کا ان اولیاء سے کس بے رحمی سے مقابلہ کیا ہے۔"[1]

ہم مجہولِ مطلق مانچسٹروی کذاب سے پوچھتے ہیں ملنگوں کو انبیاء کرام سے بڑھانا اور سید کائنات سے مقابلہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے مصنف کے دماغ میں کوئی شیطان تو نہیں ناچ رہا ــــ؟ اُلٹی بات سمجھ میں آتی ہے سیدھی بات سمجھ میں نہیں آتی غبط کا ترجمہ رشک جو مصنف نے بریکٹ کیا ہے اور رشک کا مفہوم انبیاء کرام سے بڑھانا اور سید الانبیاء علیہ السلام سے مقابلہ لعنت کی کس کتاب میں لکھا ہے؟ کچھ تو شرم کرو۔ اگر مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ انبیاء علیہم السلام سے اولیاء کرام کو بڑھا دیتے اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اولیاء کرام کا مقابلہ کراتے تو مانچسٹروی دجال مفتی صاحب کے مزار کو چوم لیتا کیونکہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے:ــــ

"انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"[2]

یہ ہے گستاخوں کے میر کارواں کی صریح گستاخی حضرت مفتی صاحب

---

[1] مطالعہ بریلویت ص ۳۹ [2] تحذیر الناس ص ۵

بدایونی سے ایسی گستاخی ثابت کریں اور سنیئے گستاخی یہ ہے جو مرثیہ گنگوہی میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی اور برابر کا قرار دیتے ہوئے دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن مالٹوی لکھتا ہے : ع

اُٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی [1]

مولوی رشید احمد گنگوہی کو عیسٰی علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام قرار دیتے ہوئے محمود الحسن مالٹوی ریشمی رومال والے کہتے ہیں : ؎

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہِ لحد میں وائے قسمت ماہِ کنعانی [2]

یہ ہے سید الانبیاء علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے مقابلہ اور برابری۔ یہ ہے گستاخی جس کو ہر ایمان دار ہزار دو دل سمجھتا ہے اور علماء عرب و عجم ایسے عقائد باطلہ والوں پر ارتداد کا فتوٰی مبارکہ جاری کر چکے ہیں۔

اور دھاندلی : مصنّف کی مزید دھاندلی ملاحظہ ہو ص۵ پر ملفوظات اعلحضرت حصّہ دوم سے ایک واقعہ نقل کرتا ہے :—

"ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے، وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دوکان اُلٹ دوں گا۔۔۔۔۔۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انہوں نے دوکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان اُلٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے —؟ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر

---

[1] مرثیہ گنگوہی ص۶ [2] ایضاً ص۷ ؛

ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے اس کے شیخ کو دیکھا اُسے بھی خالی پایا شیخ کے شیخ کو دیکھا اُنہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان اُلٹ دوں تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا؟"

اعلحضرت قدس سرہٗ نے یہاں قوی نسبت کی بات کی ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ جن کی نسبت قوی ہو وہ اپنے غلاموں کی اعانت فرماتے ہیں۔ اس سے اگلے صفحہ پر اعلحضرت قدس سرہٗ العزیز نے حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ بھی لکھا ہے جو اس نے نظر انداز کر دیا کہ چوری نہ پکڑی جائے۔

"ایک فقیر مفلس کے گھر میں کسی کی گائے رات کو گھس آئی وہ اپنی مفلسی تنگ دستی دُور ہونے کی اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا رہتا تھا۔ جب رات کو گائے گھر میں گھس آئی تو اُس نے سمجھا کہ میری دُعا قبول ہوئی ہے رزقِ حلال مجھے غیب سے عطا ہوا گائے کو ذبح کر کے گوشت کھایا پکایا۔ صبح مالک کو خبر ہوئی وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں نالشی ہوئے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا تو مالدار آدمی ہے محتاج و مفلس نے ایک گائے کھالی تو کیا ہوا۔ وہ شخص عرض کرنے لگا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا حق چاہتا ہے تو گائے اُسی کی تھی۔ وہ اور برہم ہوا ____ سیدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا نہ صرف گائے جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے۔ وہ اور زیادہ فریادی ہوا تو داؤد علیہ السلام نے فرمایا تو بھی اسی کا غلام اور اسی کی ملک ہے۔ اس شخص کی بے تابی کی حد نہ تھی۔۔۔۔۔۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا تصدیق چاہتا ہے تو ابھی ہمارے ساتھ چل۔ جنگل میں چلے گئے ہجوم ساتھ ہو لیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جنگل میں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے کی زمین کھودنے کا حکم دیا۔ زمین کھودنے سے انسان کا سر اور خنجر برآمد ہوا خنجر پر مقتول کا نام کندہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے درخت کو حکم دیا شہادت

ادا کر تو نے کیا دیکھا ـــــ؟ پیر نے عرض کی یا نبی اللہ یہ اس فقیر کے باپ کا مال ہے۔ یہ گائے والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دفن کر دیا اور اس کے تمام اموال پر خود قابض ہو گیا۔ اس کا بیٹا بہت صغیر سن تھا اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بیکس مفلس بے زر مجبور پایا۔ یہ بھی اس کو معلوم نہ ہو سکا اس کا باپ کون تھا اس کا کیا کیا مال تھا۔ حکم باطن ثابت ہوا ـــــ غلام قاتل گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے۔“

اس واقعہ کے بعد سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں وہی یہاں بھی ممکن ہے کہ دوکاندار اس فقیر کے وارث کا مدیون ہو اگرچہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو یا دوکاندار اُسے پہچانتا ہو یہ جبراً دلانا جبر نہیں ـــــ حق بحق دار رسانیدن ـــــ۔

مصنف نے داؤد علیہ السلام کے اس واقعہ کو چھوڑ دیا جس کو بطور دلیل بیان کیا گیا ہے یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ جس اہل دل نے فقیر، فقیر کے پیر پھر پیر کے پیر وغیرہ پر نظر ڈالی اُسے ازروئے کشف معلوم ہو گیا ہو کہ یہ فقیر مستحق ہے اور دوکاندار پر زکوٰۃ فرض صدقہ واجب ہے اور بخیل فقیر کو نہیں دے رہا صدقہ بلا کو ٹالتا ہے۔ فقیر کی بددعا سے آفت آسکتی ہے ـــــ یہ تو اہل نظر اہل دل ہی جان سکتے ہیں مگر اعلیحضرت نے اجازت عامہ کا حکم جاری نہ فرمایا کہ ہر بے شرع جاہل بدعمل بدکردار فقیروں کی دھونس میں آجایا کرو اُن کے مرید ہو جایا کرو ان کو نذرانے دیتے رہو۔ ورنہ یہ جاہل بدعمل بدکردار خلاف شرع فقیر بھکاری منگتے تختہ اُلٹ دیں گے۔ عام گداگروں فقیروں کے متعلق اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے ایسا نہیں لکھا بلکہ صرف اُس ایک کے متعلق جس کے پیر کے پیر اور شیخ کے شیخ کو اُس وقت کے اہلِ دل اہل معرفت نے ازروئے کشف مشاہدہ کر لیا تھا۔ مُصنف نے اپنی بے بصیرتی سے یہ حکم عام سمجھ لیا اپنی خرد ماغی او

اس کھوپڑی سے مصنف نے یہ جھک بھی ماری ہے مولانا احمد رضا خاں کی اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا بریلویوں کے ہاں شیخ کی خلافت خالی لوگوں کو بھی مل جاتی ہے جن کا باطن کچھ نہ ہو[1]

اعلیحضرت قدس سرہٗ کے کلام میں خلافت کا کہاں ذکر ہے اس فقیر کا خلیفہ ہونا اور خلافت دیا جانا کس جملہ میں مذکور ہے ـــــ؟ کہتے ہیں بھینگے کو ڈبل نظر آتا ہے یعنی ایک کے دو دکھائی دیتے ہیں رہا اس کے شیخ کے شیخ کا خالی ہونا تو وہ دین و ایمان سے خالی نہ تھے۔ ـــــ دیوبندی مکتب فکر میں تنقیص الوہیت اور توہینِ شانِ رسالت کے مرتکبین اور باجماع علمائے عرب و عجم جن ملاؤں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ ہے انہیں تو یہ لوگ چشتی صابری امدادی خلافتیں دلواتے پھرتے ہیں گویا ان کے نزدیک بظاہر ایک خالی شخص تو خلافت کا اہل نہیں مگر کافر و مرتد بے ادب گستاخ خلیفہ مجاز ہو سکتے ہیں اور اُن سے کرامات کا ظہور و صدور بھی ہو سکتا ہے۔

خدائی طاقت ماننے کا الزام

وہابیہ دیوبندیہ اقوالِ بزرگانِ دین اولیاء کاملین سے انحراف کرتے ہوئے عموماً کہا کرتے ہیں پیروں فقیروں ولیوں کے قصوں کو چھوڑو قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ لیکن اپنی ڈوبتی ناؤ کو تنکے کا سہارا بھی تلاش کرتے ہیں اور حجت جانتے ہیں۔ اپنی کتاب کے ص ۵۱ پر ؛ ـــــ

”کامل پیروں کے ہاتھ میں بھی خدائی طاقت“

کا عنوان قائم کرتا ہے حالانکہ خدائی طاقت ماننا اور بات ہے عطائی طاقت ماننا اور بات ـــــ بزرگانِ دین، اولیاءؒ کاملین کو خدا تعالیٰ کی طاقت کے برابر کوئی سُنی عالم بھی نہیں مانتا نہ اس نے کسی کتاب کا حوالہ دیا البتہ پیر سید مہر علی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۰ ؛

شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات چشتیہ سے اس نے یہ مزید لکھا ہے :۔۔۔۔

"اللہ تعالے نے اپنے مقبولوں کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ جس امر کی طرف متوجہ ہو جائیں اللہ تعالے وہ کام کر دیتا ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ جس وقت چاہیں اور جو کچھ چاہیں ہو جائے کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا ابو طالب کے واسطے یہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لا دیں اور ظہور میں ایسا نہ آیا.... وغیرہ

اوّل تو یہ کہ پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت میں خیانت کی گئی جو اس کا آبائی وطیرہ اور اس قوم کا طرۂ امتیاز ہے۔

دوم یہ کہ پیر صاحب گولڑوی وہ ہیں کہ جنہوں نے وہابیت نجدیت بلکہ دیوبندیت کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا کھُل کر رد و ابطال کیا دیکھو مہر منیر سوانح حیات سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ ص ۲۱۳

سوم پیر صاحب گولڑوی وہ ہیں جنہوں نے کھُلم کھُلا اور علی اعلان سُنّی بریلوی مسلک کی تائید و حمایت فرمائی ملاحظ ہو "حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے امکان کذب باری تعالے کو محال علم غیب عطائی اور سماع موتی کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ زیارت قبور توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔" ۱؎

پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھلا تیرے کیا لگتے ہیں اور تجھے اُن کیا سروکار دھوکہ دینے کے لیے پیر صاحب گولڑوی کا نام ہی لیتے ہو کچھ شرم کرو۔ ہاں اگر واقعی تمہارے دل میں شہنشاہ گولڑہ کی محبت وعقیدت و احترام ہے اور تم اُن کے اقوال و افعال و اعمال کو مستند مانتے ہو تو مذکورہ بالا حوالہ کے مطابق اسماعیل دہلوی اور رشید گنگوہی کے امکان کذب باری تعالٰی

۱؎ مہر منیر سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ص ۱۴۳ ؛

کے عقیدہ سے دستبردار ہو جاؤ۔ رشید گنگوہی، اسماعیل دہلوی اور ان کے عقائد باطلہ سے دستبردار ہو جاؤ علم غیب عطائی سماع موتی اور ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرو۔ توسل اور استمداد انبیاء و اولیاء اور ختم فاتحہ ایصال ثواب پر ایمان لاؤ دیکھتے ہیں مانچسٹری دجال پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو کتنا مانتا ہے۔۔۔۔؟

خدا جیسی یا خدا جتنی طاقت اور قدرت تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام قدست اسرارہم میں کوئی مسلمان نہیں مانتا۔ لیکن محبوب خدا سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کو بے کس و بے بس مجبور و محتاج ماننا اور کہنا کس آیت یا کس حدیث کا ترجمہ ہے۔۔۔۔؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر دجال کے بقول محبوب خدا سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر سیدنا عمر فاروق اعظم کس کے چاہنے سے مسلمان ہوئے۔۔۔۔؟ کس کے چاہنے سے کعبہ قبلہ بنا۔۔۔۔؟ کس کے چاہنے سے شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ ہوئیں۔۔۔۔؟ باقی رہا ابو طالب کا معاملہ تو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وجدته في غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح ۱؎

یعنی میں نے اُسے (ابو طالب کو) سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا۔

دوسری روایت صحیح میں فرمایا :۔۔۔۔

ولولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار۔

یعنی اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

ایک اور حدیث صحیح میں فرمایا :۔۔۔۔

۱؎ رواہ البخاری ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالے عنہما ؛

اهون اهل النار عذاباً ابوطالب یعنی دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے۔

بتاؤ! یہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم و فیض سے ہوا یا نہیں ــــــ؟ دیو بندیوں کے عقیدۂ باطلہ میں معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا لیکن ان کے اپنے خود ساختہ قطب عالم مولوی گنگوہی کی جلالت شان یہ ہے۔ اُن کا حکم قضائے مبرم کو کاٹ دینے والی تلوار تھا لکھتے ہیں ــــ

نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رکا پر نہ رکا ــــــــ
ــــــــ اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم[1]

قضائے مُبرم اُس خدائی حکم کو کہتے ہیں جو نہ ٹلنے والا حکم ہو مگر دیوبندیوں کا ایمان وعقیدہ ہے مولوی گنگوہی جی کا حکم قضائے مبرم (نہ ٹلنے والے خدائی حکم) کو بھی ننگی تلوار بن کر کاٹ دیتا تھا۔

معاذ اللہ یہ خدائی طاقت سے بڑھ کر طاقت مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب میں دیو بندیوں نے کیسے مان لی یہ کیا ایمان وعقیدہ ہے؟

فوائد فریدیہ کے حوالے

مصنف صاحب نے فوائد فریدیہ صد۸ کے ایک حوالہ سے مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۵ پر خدا کے ساتھ کُشتی کا عنوان جما کر لکھا ہے:۔ "بریلوی عقیدہ ہے کہ بعض اولیاً خدا سے بھی کُشتی لڑ لیتے ہیں گو پچھڑ جاتے ہیں" لکھتا ہے:۔

"حضرت مظفر کرمانشاہی نے فرمایا کہ فقر وہ ہے جو اللہ کی طرف بھی محتاج نہ ہو۔ جب حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کُشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا۔" (فوائد فریدیہ صد۸)

---

[1] مرثیہ گنگوہی صد۲۵ [2] دیکھو فیروز اللغات معنی قضائے مبرم صفحہ ۴۸۱؛

اس قسم کے حوالہ فوائد فریدیہ سے دیو بندی وہابی مُصنفین بہت لا رہے ہیں۔ اس کے متعدد جواب ہیں:ــــ

اوّل تو یہ کہ فوائد فریدیہ کتابچہ خواجہ غلام فرید صاحب کی طرف منسوب ہے۔ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز یا آپ کے خلفاً وتلامذہ میں سے کسی کی کتاب نہیں ہے جو اس کو دلیل بنا کر مورد الزام ٹھہرایا جائے۔ بریلوی عقیدہ ہے۔

دوم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب اعلحضرت سے پہلے ہوتے ہیں ان کا وصال ۱۳۱۷ھ میں ہوا۔ اعلحضرت امام بریلوی نے خواجہ صاحب کی کتابوں کے حوالے اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیے۔ اعلحضرت کا وصال ۲۳ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں ہوا۔ ان کی تو ملاقات بھی ثابت نہیں تو اعلحضرت سے پہلے کے بزرگوں کے حوالہ جات کو اعلحضرت کے کھاتہ میں کیونکر ڈالا جا سکتا ہے اور یوں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ بریلوی عقیدہ ہے۔

سوم یہ کہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ متفقہ بزرگ ہیں گو وہ اہلسنّت صوفی تھے مگر دیو بندی وہابی بھی آپ کو ولی کامل اور برگزیدہ شخصیت مانتے ہیں اور حضرت خواجہ غلام فرید کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مشہور چکر باز و فریب کار دیو بندی مولوی خلیل احمد خاں کی کتاب انکشاف حق صفحہ ۵ اور اس کی تقدیم جو معلوم ومعروف دیو بندی وہابی مولوی ابوریحان ضیاً الرحمٰن فاروقی نے لکھی بعنوان "علماً دیو بند کے بارے میں ...... اولیاً اہلسنّت کی رائے صفحہ ۱۵ــــ "حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ"۔

مشہور مغرور دیو بندی وہابی مناظر اور مرفوع القلم مصنف مولوی یوسف رحمانی عرف مولوی گنگا رام لکھتا ہے "کوٹ مٹھن کے برگزیدہ الشان اور مسلّم شدہ ولی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ" (سیف رحمانی صد۵)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلۂ شریفہ "ادیب سمال"
اب ایک طرف تو یہ لوگ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ فوائد فرید یہ کے حوالہ سے جو عقائد لگا رہے ہیں وہ بظاہر ان کے نزدیک کفر و ارتداد ہیں اور دوسری طرف یہ لوگ خواجہ غلام فرید صاحب کو مسلم شدہ ولی۔ برگزیدہ انسان۔ ولی کامل اور رحمۃ اللہ علیہ بھی مانتے ہیں تو ایسے عقائد و افکار کا جواب خود تمہارے ذمہ ہوگیا۔

چہارم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان و قلم سے تحریر ہوئے الفاظ اُن کے اپنے نہیں ہیں انہوں نے اکابر و مسلمہ اولیاء کا ملین سے وہ الفاظ نقل کیے ہیں مثلاً خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے یوں لکھا ہے؛

- حضرت خواجہ اویس قرنی نے فرمایا ص۱؎ ______
- حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا ص۲؎ ______
- حضرت بایزید نے فرمایا ص۳؎ ______
- حضرت ابو حفص حداد نے فرمایا ص۳؎ ______
- حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا ص۳؎ ______
- حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا ص۴؎ وغیرہ وغیرہ ______
- حضرت خواجہ صاحب کے وہ الفاظ اپنے نہیں ہیں تو اُن پر بھی کیا فتویٰ لگ سکتا ہے اور لگ سکتا ہے تو ہمت کر دیکھیں دیوبندی وہابی مولوی فتویٰ لگا دیں۔

پنجم یہ کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ اس قسم کے اقوال و الفاظ نقل کرتے وقت فوائد فرید یہ ص۶؎ پر وحدت الوجود کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں :______

"وہ جاننا چاہیے کہ جب ہر صورت میں وہی (اللہ تعالیٰ کی) ذات پاک جلوہ نما ہے جو ہر مرتبہ میں مختلف نام رکھتی ہے ..... پھر صفحہ ۶۸ پر لکھتے

ہیں قرآن مجید میں اللہ جل مجدہٗ فرماتے ہیں :______
وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔
یعنی اللہ کے لیے ہے مشرق اور مغرب جس کی طرف منہ کرو گے اسی طرف اللہ کی ذات موجود ہے"۔ ..... ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں ..... جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ یعنی واقع میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں .. .. خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے .... وہ تمہارے نفسوں میں ہے .... نہیں مارا تو نے جس وقت مارا تو نے لیکن اللہ نے مارا .... ہمیشہ میرا بندہ نفل پڑھتے پڑھتے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں، جب میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ اس کے ساتھ سُنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے ... انسان میرا بھید ہے میں اس کا بھید ہوں ......!

ترجمہائے آیات مبارکہ کے بعد ص۶۹ پر چند احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں اور پھر خواجہ صاحب نے فوائد فرید یہ کے ص۶۹ پر اقوال اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر نقل کیے اور پھر صفحہ ۷۰ پر تحریر فرمایا :______

"اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے :۔ میں نہ آسمان میں سما سکتا ہوں نہ زمین میں لیکن مومن بندے کے دل میں

سما جاتا ہوں ـــــــ وہ (بندہ مومن) ذکر و فکر میں اسطرح مستغرق ہو جاتا ہے ہر لحظہ سوائے اللہ کے نام کے اس کی زبان پر کچھ نہیں ہوتا اور سوائے صفاتِ حق جل شانہٗ کے فکر کے اور چیز اُس کے دل میں نہیں ہوتی ..... بلکہ وہ (بندہ مومن) ہر چیز کو وہم و خیال سمجھتا ہے سوائے اللہ جل شانہٗ کی صفات کے پس اُسے ایک مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ دوزخ اہلِ بہشت کی نسبت ناجائز ہے اور بہشت بھی اس مقام کی نسبت اسی طریقہ سے ہے اور یہ الوہیت کا مقام ہے کہ جتنے صاحبِ اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق اور مستی کا کلام فرمایا ہے صوفیائے کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں ـــــــ [1]"

اس کے بعد مختلف اولیا کاملین اصفیا عارفین کے وہ اقوال نقل ہیں جو اُن سے عالمِ عشق و مستی اور بے خودی میں ہر چیز و مقام میں جلوۂ جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہوئے سرزد ہوئے جن کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں شطحیاتِ صوفیاء کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یعنی صوفیا کی زبان سے جذب و مستی و بے خودی کے عالم میں نکلے ہوئے الفاظ یا مجذوب سے جذب کے عالم میں سرزد ہوئے اقوال و افعال۔ یہ وہ اقوال و افعال ہیں جن پر خود اکابر دیوبند بھی کوئی شرعی مواخذہ نہیں کرتے نہ اُن پر کوئی فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ اپنی مختلف تصانیف میں ایسے بزرگوں مجذوبوں کا تذکرہ حُسنِ عقیدت کے ساتھ فخریہ انداز میں کرتے ہیں اختصار مانع ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔ ارواح ثلاثہ۔ امیر الروایات۔ روایات طیب۔ اشرف التنبیہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی امیر

---

[1] فوائد فریدیہ صفحہ ۱۷ ؛

شاہ خان۔ قاری محمد طیب قاسمی۔ مولوی محمد نبیہ ماندوی جیسے مسلم اکابر دیوبند کی مستند کتابیں ہیں۔ ـــــــ ہمارے پاس انارکلی لاہور کے دیوبندی مکتبہ۔ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون۔ اعزازیہ کتب خانہ دیوبند یوپی کے مختلف ایڈیشنوں کے نسخے موجود ہیں اعزازیہ دیوبند کے چھاپہ کو لیجئے صفحہ ۲۱۴ رام پور کے مجذوب بٹیر شاہ کی حکایت لکھتے ہیں کہ :ـــــــ

"بالکل ننگے رہا کرتے تھے .... ایک تخت پر بیٹھے رہتے تھے اس تخت پر ایک مصلیٰ پڑا رہتا تھا۔ یہ کبھی ذکر کرتے تھے اور کبھی نماز پڑھتے تھے اور کبھی ویسے ہی بیٹھے رہتے تھے اور جب نماز پڑھتے تھے تو نہ اوقات کا لحاظ ہوتا نہ رکعات کا لحاظ بلکہ جب چاہا نماز شروع کر دی اور جب تک جی چاہا پڑھتے رہے ـــــــ سُنا گیا ہے یہ لوگوں کو مارتے بھی تھے جب کسی کو دیکھتے تو ہنس کر مُنہ چھپا لیتے تھے ـــــــ "

اس مجذوب کے متعلق لکھتے ہیں اس پر تعجب نہ کیا جائے۔ جذب ہو یا جنون میں عقل نہ ہونا تو لازم ہے لیکن بعض اوقات حواس صحیح ہوتے ہیں اور وہ کسی امر کا ادراک کرتے ہیں کسی کا نہیں کرتے اور ایسا (مجذوب) شخص مکلف نہیں ہوتا اس لیے کہ مدارِ تکلیف کا عقل پر ہے نہ کہ حواس پر چنانچہ بہائم باوجود سلامت حواس کے اسی لیے مکلف نہیں کہ اُن میں عقل نہیں ـــــــ [1]۔

اکابر دیوبند کے نزدیک ایسا شخص (یعنی مجذوب وغیرہ) مکلف شرعی احکام کا نہیں ہوتا ایسے ہی وہ حضرات جو فانی فی اللہ کے مقام پر ہیں اور جذب و مستی و بے خودی میں کچھ کہہ جاتے ہیں جیسے منصور نے انا الحق کہا یا حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی وغیرہ وغیرہ ان پر کسی نے

---

[1] ارواح ثلاثہ مخلصاً ص ۲۱۸ ؛

فتویٰ شرعی نہ لگایا ایسے وہ حضرات جن کا ذکر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد فریدیہ میں کیا جنہوں نے اپنے آپ کو بے ہستی کر دیا خود کو مٹا دیا جنہیں ہر چیز میں اللہ عزّوجل کا جلوہ نظر آیا مگر ایسے الفاظ ہر کس و ناکس کے قابل درگزر نہ ہوں گے ـــــ

دیوبندی مجذوب ربّ العلمین

مصنّف مطالعہ بریلویت تو اس خبط میں ہے اور ہزار ہزار سال پُرانے بزرگوں کو بریلویت سے عبارت کرکے بریلویت کے کھاتے میں ڈال کر بریلویت کے ذمّہ لگاتا ہے کہ ان کے فلاں بزرگ نے یہ کہا ہے! وہ کہا! یوں کہا ہے! مگر ربّ العلمین سے بڑھ کر کوئی جملہ نہیں کہ بنص قطعی الحمد للہ ربّ العلمین ـــــ اللہ ربّ العلمین ـــــ انی انا اللہ ربّ العلمین۔ یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ربّ العلمین ہے مگر قارئین کرام حیران ہوں گے کہ شرک سے بچاؤ کے لیے یہ خود ساختہ دفاعی بند باندھنے والے اپنی کتابوں میں اپنے مجذوبوں کو ربّ العلمین تک کہہ گزرتے ہیں لکھا ہے ملاحظہ ہو :ـــــ

"رام پور میں ایک اور مجذوب رہتے تھے جو اپنے آپ کو ربّ العلمین کہتے تھے ...... اثنائے تقریر فوں فوں شوں شوں بھی کرنے لگتے تھے ..... اور کہا کہ فلاں مرتبہ ربّ العلمین نے ربّ العلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع ہوا اور فلاں مرتبہ ربّ العلمین نے ربّ العلمین سے ملنا چاہا تو فلاں مانع ہوا ...... ایک مرتبہ مجذوب نے اپنے خادم سے کہا کہ ربّ العلمین کو ربّ العلمین سے ملنے کا آج پھر شوق غالب ہوا ہے اور اپنی گردن کاٹنا چاہتا ہے اگر سر تن سے جدا ہو تو الگ کر دینا۔" [1]

---

[1] ارواح ثلاثہ مخلصاً صفحہ ۳۱۹-۳۲۱ ۔

اب ہم مصنّف مطالعہ بریلویت سے پوچھتے ہیں کہ وہ یہ خندۂ پیشانی بتائے کہ علماء دیوبند کا یہ ربّ العلمین مسلمان تھا یا کافر تھا ـــــ؟ اس کو مجذوب بزرگ سمجھنے والوں کے متعلق صاف صریح حکم شرعی کیا ہے ـــــ؟ آپ ان ربّ العلمین کہنے والے مجذوب اور ان کو بزرگ ومجذوب وغیر مکلف ماننے والے اکابر دیوبند کو جو خصوصی رعایت دیں گے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

آج تک کسی سُنّی بریلوی عالم نے یا امام اہلسنّت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کسی مجذوب کو ربّ العلمین نہیں مانا ربّ العلمین کے برابر نہیں مانا نہ ربّ العلمین کا نظریہ پیش نہیں کیا۔ ربّ العلمین کی صفات وذات میں مشترک نہیں مانا۔ اللہ عزّوجل کے عطا فرمودہ تصرّف کی قدرت وکرامت پر شرک و کفر کا راگ الاپنے اور آسمان سر پر اٹھانے والے دیوبندی اپنے گھر کی خبر لیں ـــــ سیّدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے سیّدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب گجرات کاٹھیاواڑ کا واقعہ لکھ دیا کہ "میں نبی کی سہاگن ہوں میرا خاوند کبھی لا یموت ہے" تو وہابیہ نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور بازاری انداز میں تمسخر شروع کر دیا مگر اکابر دیوبندی کے اس مسلمہ ربّ العلمین سے متعلق ایک حرف شکایت زبان پر نہیں آیا یہاں جذبۂ توحید کہاں رفو چکر ہو گیا ـــــ؟

دیوبندی رحمۃ اللعلمین

دُنیا جانتی ہے کہ ہم اہلسنّت حضور نبی اکرم رسول محترم سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے سوا خواب وخیال یا تصوّرات کی گہرائیوں میں بھی کسی کو رحمۃ العلمین ماننے کو تیار نہیں کیونکہ آیۂ مبارکہ :ـــــ

وما ارسلنٰک الا رحمۃ اللعٰلمین صرف اور صرف اس ایک ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازل ہوئی ہے لیکن حیرت ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں نے اپنے اندرونی بغض رسول کے باعث رحمۃ اللعلمین کی بے مثال صفت رسول کو بھی متنازعہ بنانے کی بھرپور کوشش کی اور مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اور اشرف علی تھانوی صاحب کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو رحمۃ للعلمین بنا کر پیش کر دیا۔ واقعی مقابلہ اور ضد ایسی چیز ہوتی ہے! چونکہ بریلویوں سے مقابلہ تو ضرور کرنا تھا ورنہ دل کو قرار کیسے آتا۔ اب پتہ چلا کہ بشرٌ مثلکم کا جو وظیفہ ایک عرصہ سے جاری تھا اس کے پس منظر میں یہ کاریگری یا کارستانی کارفرما تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور رفعت شان کو گھٹا کر حضور پاک کی ایک عظیم و جلیل صفت پر ڈاکہ مارنا مقصود تھا سو حاجی امداد اللہ صاحب کو رحمۃ للعلمین بنا کر یہاں بھی اپنے ایک معاندانہ فن کا مظاہرہ کیا اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سوانح حیات اشرف السوانح جلد ۳ صفحہ ۱۵۵ پر بڑی شقاوت قلبی سے لکھا ہے :۔۔۔۔۔

"شیخ العرب والعجم اعلحضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب قدس سرہٗ العزیز کو بعد وفات ۔۔۔۔۔ بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ العلمین ہائے رحمۃ العلمین ۔۔۔۔۔"

نیا رحمۃ للعلمین پیدا کرنے کے لیے دیو بندیوں کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے بہت زمین ہموار کرنا شروع کر دی تھی اور اپنا عندیہ دے دیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ لوگ اپنا نیا رحمۃ للعلمین بنا کر ہی دم لیں گے اس لیے فتاویٰ رشیدیہ میں دبے پاؤں یہ مہم جاری تھی اور برابر یہ شوشے چھوڑے جا رہے تھے کہ "لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔۔۔ لہذا دوسرے پر اس لفظ کو بول دیوے تو جائز ہے[1]۔"

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۹۹ ؛

دیو بندی مذہب عجیب مذہب ہے کہ جس نے اپنا رب العلمین بھی علیحدہ رجسٹر کرا لیا اور اپنا رحمۃ للعلمین بھی نیا ایجاد کر لیا۔

خدا سے لڑائی کا تصور

خدا جانے مصنف کی ولادت کوئی خلافِ وضع فطری طریقہ سے ہوئی تھی یا کیا حقیقت کا منہ چڑاتے ہوئے ہر بات کا اُلٹا مفہوم لیتا ہے۔ مجدد دین و ملت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کا ایک شعر ہے ؎

خدا ئی سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

اس شعر پر مخالفین کی خر دماغی کا جواب بھی قہر خداوندی بریلوی کہ دیو بندی وغیرہ بہت سی کتب میں دیا جا چکا ہے۔ اس رُوح پرور شعر کا مطلب فرزند دیو بندیوں بیان کرتا ہے سُنیے اور سر دُھنیے اور سخن فہمی کی داد دیجئے لکھتا ہے :۔۔۔۔۔

"معطی اور قاسم حدیث کے الفاظ ہیں موصل کا اضافہ مولانا احمد رضا خاں کی اپنی ایجاد ہے تاہم بندوں کے لیے یہ تجویز کہ وہ خدا سے لڑائی لیں بڑی سخت گستاخی ہے۔۔۔[1]"

اس کو کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ حالانکہ اس شعر کا سیدھا سادہ عام فہم یہ مختصر سا مفہوم ہے جو اپنے اندر معنوی گہرائی لیے ہوئے ہے۔ وہ آدمی خدا سے لڑائی لیتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاسم ہونے یعنی تقسیم کرنے کا انکار کرتا یا غوث پاک سرکار بغداد کے موصل ہونے کا منکر ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قاسم اور غوث پاک علیہ الرحمہ کو موصل بنانے والا تو وہ اللہ علی کل شیٔ قدیر ہے۔ وہ معطی عطا کرنے والا ہے۔

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۵۲ ؛

نبی کی تقسیم کا انکار کرنے والا منکر خدا سے لڑائی لے ہے
الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

مرید کی تمام حرکات پر اطلاع

فرزندِ دیوبند نے لکھا ہے کہ مولانا غلام محمود پپلانی لکھتے ہیں :۔" ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو یوم الست بربکم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔ یعنی پیر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک جانتا ہو۔"

مصنف مطالعہ بریلویت اپنے ذوقِ شرارت سے مخمور ہو کر بدمستی کے عالم میں لکھتا ہے اولیاء اللہ مریدوں کی بیویوں کے پاس نہیں سوتے ..... وغیرہ مگر بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ پیر مریدوں کی پرائیوٹ PRIVATE زندگی کا بھی پورا نظارہ کرتے ہیں۔ خاوند اور بیوی خلوت میں ہوں تو فرشتے تو جماع کے باعث ایک طرف ہو جاتے ہیں لیکن بریلوی پیر اس وقت بھی پاس رہتے ہیں اور مرید کی بیوی کے پاس سوتے ہیں۔

یہ بکواس اور خرافات بھی کسی علم و تحقیق کا حصہ ہیں مصنف اندھا ہو کر حقائق کے برعکس صراحۃً غلط مطلب اخذ کر رہا ہے۔ —— حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی برٹش یا مانچسٹر دی محقق و مصنف نہ تھے بحر العلوم تھے دریات کے سمندر تھے انہوں نے جو کچھ ارقام فرمایا اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضرت علامہ شعرانی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف "کبریت احمر" صفحہ ۱۶۵ سے نقل فرمایا :——

حضرت سیدی علی خواص کو میں نے سنا تھا انہوں نے فرمایا ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام

حرکات کو نہ جانتا ہو جو یَوْمَ اَلَسْتُ بِرَبِّکُم سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو[۱]۔"

خود دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے امام شعرانی لکھ کر انہیں مسلّم امام مانا ہے۔ انہوں نے سیدی علی خواص سے سُنا۔ —— بتلائیے مصنف کا یہ جاہلانہ اعتراض کس پر پڑا ؟

معاندانہ دجل

صفحہ ۵۲ مطالعہ بریلویت پر ایک عنوان ہے "مرید کی بیوی کے پاس سونا" اس سراسر مبنی برافتراء و خلاف واقع عنوان کے ذیل میں سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ملفوظاتِ عالیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے :——

"سیدا احمد سلجاسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے —— عرض کیا وہ اس سوتی نہ تھی —— سونے میں جان ڈال لی تھی —— عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا —— فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا ؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا —— فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جُدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ رہتا ہے[۲]۔"

مصنف مسلک اعلیٰحضرت کے عناد میں اندھا ہو چکا ہے سیدنا اعلیٰحضرت کی عبارتوں کو پڑھنے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور بے تحاشہ اعتراضات کیے جا رہا ہے اس عبارت میں کتنی خیانتیں اور کتنی غلطیاں کی ہیں گنتے جائیے :۔

(۱) اُن بزرگ کا نام ہے سیدی احمد اُس نے سید احمد کر دیا۔
(۲) ہیں وہ سلجماسی اس نے سلجائی کر دیا۔ اور صہ۵ پر سید احمد

---

[۱] کبریت احمر صہ۱۶۵ از علامہ امام شعرانی قدس سرہٗ
[۲] ملفوظات دوم صہ۲۹

سلجماسی لکھا ہے اور صفحہ ۵۶ پر ہے احمد السلجماسی گو اب تک مصنف کو اس بزرگ کا نام و نسبت ہی معلوم نہیں ہو سکا۔

③ عبارت کا یہ جملہ "حضور وہ اس وقت سوتی تھی"۔ مطلقاً چھوڑ دیا، شاید اپنے مقصد و مفاد کے خلاف سمجھا۔

④ واقعہ میں مذکور ہے پاس ہونا انہوں نے مرید کی بیوی کے پاس سونا کر دیا ——۔

⑤ عبارت کے اختتام پر اپنے خبیث ذہن کی تسکین کے لیے بریکٹ میں یہ لکھ دیا (برابر نظارہ کرتا ہے)

جس نام نہاد مصنف کو یہ ہوش نہیں کہ اُس بزرگ کا نام سیدی احمد سلجماسی ہے یا سیدا احمد سلجائی ہے اُسے بھی اعلیٰحضرت جیسی بحر العلوم شخصیت کے خلاف لکھنے کا خبط ہو رہا ہے۔ اس کا جواب بھی ہم اپنی متعدد تصانیف میں مفصل دے چکے ہیں۔ مُصنّف اپنے مُنہ پر علیحدہ اور بار بار تھکوانا چاہے تو ہم حاضر ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ یہ واقعہ سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے محض قصہ کہانی کے طور پر اپنی طرف سے نہیں لکھا سیدنا اعلیٰحضرت نے ملفوظات میں اولیاء کرام کے مکشوفات بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ نقل فرمایا اور علمی طور پر اس یتیم خانوادہ کی استعداد و قابلیت کا اندازہ لگانے کے لیے کتاب مُصنّف صفحہ وغیرہ کا حوالہ نہ دیا اور وہی ہوا دیوبندی ٹولہ کے نقال مصنفین تلملا اُٹھے ہائے اعلیٰحضرت نے یہ کیا کہہ دیا وغیرہ وغیرہ اگر کچھ مطالعہ ہوتا تو یہ نہ ماتا۔ تمام چھوٹے موٹے اونے پونے دیوبندی وہابی مصنفین نوٹ کر لیں بار بار اپنا سر نہ پیٹیں اپنی عقل کا ماتم نہ کریں آنکھیں کھول کر پڑھ لیں کان کھول کر سُن لیں۔ ایک طرف طمانچہ لگ جائے تو غنیمت سمجھیں مزید تھپڑ کی فرمائش کرتے ہوئے دوسرا گال آگے نہ بڑھائیں۔ پڑھو اور سنو۔

یہ واقعہ سیدنا امام اہلسنّت کا اپنا من گھڑت نہیں یہ واقعہ "الابریز" نی

مناقب سیدی عبد العزیز الدباغ" مولفہ ابن مبارک فاسی کی معتبر و مستند تالیف کا ہے جو ۱۱۲۹ھ میں تالیف کی گئی تھی کہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اس کتاب کے معتبر و مستند ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں :——

"الابریز ...... وغیرہ یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس کی نقل بھروسہ کی نقل ہے پھر اُن کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں اُن کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے[1]۔"

معلوم ہوا کہ ملاں ماپخشڑوی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے پردہ میں اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء پر زبان طعن دراز کر رہا ہے۔ اور اپنے نامۂ اعمال کو نجاست آلود کر رہا ہے اگر یہ مردود مُصنّف پھر خرد ماغی کا مظاہرہ کرے اور کہے کہ بریلوی پیر میاں بیوی کی مجامعت کے وقت برابر نظارہ کرتے ہیں تو ہمیں جواب دے کہ قرآن عظیم میں واللہ یعلم ما فی الارحام کا کیا معنی ہے ——؟

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنّف نے مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی مرحوم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کی طبیعت چلبلی تھی۔ چلبلی کہنے سے دیوبندی دھرم کو کیا سہارا ملا ——؟ چلبلی کا معنیٰ کافر و مرتد مشرک و بدعتی نہیں بلکہ نچلا نہ بیٹھے والا ہے[2]۔ اگرچہ یہ عامی سا لفظ ہے کچھ کچھ کرتے ہی رہنا اس کا مطلب بنتا ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے خود ایک جگہ لکھا ہے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستہ میں تو تھکا نہ کرے[3]

---

[1] جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی صہ ۳۰-۳۱ [2] فیروز اللغات صہ ۲۶۵ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

یعنی بڑھاپا کمزوری ہے یہ مانا لیکن یہ دل حضور جانِ نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت کی راہ میں تو نہیں تھکا کرتا۔

چلبلی طبیعت کا یہ مطلب ہوا اور دوسری جگہ حضور اعلیٰحضرت فرماتے ہیں ؎

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں [1]

حضور سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ کی تحقیقاتِ عالیہ سے متعلق فقیر کے استفسار پر حضرت علامہ مفتی اعظم دہلی مولانا شاہ محمد مظہر اللہ صاحب مرحوم اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں :۔۔۔۔۔

"اعلیٰحضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقاتِ عالیہ میں کسی کا زہرہ ہے کہ جراٴت لب کشائی کر سکے"۔

اور یہی مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی اسی فتاویٰ مظہری کے ص ۴۰۳ پہ فرماتے ہیں :۔۔۔۔۔

"یہ غلطی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی ..... اُن کے بعض (دیوبندی وہابی) مخالفین کا یہ قول سُننے میں آیا ہے کہ وہ تو حضور کے عشق میں دیوانہ ہیں اُن سے کوئی کیا کہے۔ چنانچہ فاضل موصوف خود فرماتے ہیں ؎

مجھ کو دیوانہ بتلاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں
پاؤں جب طوافِ حرم تھک گئے سر پھر گیا [2]

دجل پر دجل چونکہ دجل و فریب مصنف کا امتیازی وصف ہے لہٰذا صفحہ ۷۵ پر ایک سرخی یہ لگائی "بریلوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [3] حدائق بخشش اوّل۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] حدائق بخشش اوّل [2] فتاویٰ مظہری ص ۴۰۳

عورتیں پیروں کی باندیاں" اس کے ذیل میں لکھا ہے :۔۔۔۔۔

ایک سیّد صاحب ایک مغالطہ سے مولانا احمد رضا خاں کے زنانخانے میں چلے گئے تھے۔ جب سیّد صاحب نے معذرت کی تو مولانا احمد رضا خاں نے فرمایا کہ مریدوں کی سب عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں"۔

مُصنّف نے یہ واقعہ ماہنامہ المیزان بمبئی کے امام احمد رضا نمبر کے صفحہ ۲۷ سے نقل کیا ہے۔ یہ پورا واقعہ حیاتِ اعلیٰحضرت مصنفہ ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری قدس سرہٗ میں اور دیگر کتب میں موجود ہے، لیکن کسی کتاب میں بھی یہ نہیں کہ بریلوی عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں اور نہ ہی کہیں پیری مریدی کا ذکر ہے، لیکن مصنف بے شرمی اور سینہ زوری سے بک رہا ہے بریلوی عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں ...... یہ کہ مریدوں کی سب عورتیں پیروں کی باندیاں ہیں صفحہ ۷۵ حالانکہ جو سیّد صاحب غلط فہمی سے اعلیٰحضرت کے دولت کدہ پہ وہاں چلے آئے تھے جہاں حضور اعلیٰحضرت کی نشست گاہ ہوتی تھی بعد میں زنانخانہ بن گیا تو وہ سیّد بزرگ نادم تھے اعلیٰحضرت سے معذرت کرنے لگے۔ اعلیٰحضرت نے احترام سادات کے طور پر فرمایا ۔۔۔ معذرت کی کیا حاجت ہے یہ آپ کی باندیاں ہیں۔ باندی کا معنیٰ لونڈی یا لونڈیا ۔۔۔ خدمت کرنے والی ۔۔۔ چھوکری ۔۔۔ بیٹی ہے دیکھو فیروز اللغات صفحہ ۱۷۹، لیکن مُصنّف مردود نے اپنے زعم جہالت و خباثت میں اس کو یوں لکھا کہ مریدوں کی بیویاں شرعاً باندیاں نہیں ہوتیں نہ ان سے باندی والے معاملات جائز ہیں ۔۔۔ اس کا ذہن کس طرف گیا بات کیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص کنجریوں کا دلال یا بھڑوا رہا ہے آگے چل کر یوں بکتا ہے کہ قوم کی وہ بیٹیاں جنہیں ان کی ماؤں نے آزاد جنا تھا۔ مولانا احمد رضا خاں کے اس فتوے نے انہیں یکسر باندیاں بنا دیا اور انہیں بریلوی پیروں کے لیے حلال کر دیا افسوس! صد افسوس! ؎

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا
غضب ہے سترِ قراں کو چھپا کر دیا تو نے

ہر عبارت کا بازاری مفہوم تراشنا بلا مقابلہ مصنف کے جدی پُشتی کنجر ہونے کی روشن دلیل ہے۔ دراصل مصنف تھانوی حکیم الامت کا مانچسٹروی مریض ہے۔۔ تھانوی کے عیاش ذہن کی عکاسی اس کی بازاری تحریر میں نمایاں ہے۔ تھانوی نے اپنے "ایک صالح ذاکر کے مکشوف کہ تھانوی کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں کی یہ تعبیر کی تھی کہ وہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی"۔[1]

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خواب یا مکشوف میں گھر آتی دیکھ کر بازاری ذہن کا غنڈہ حکیم الامت ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی ۔۔۔ ہاتھ آئے گی یہ فقرہ دیوبندی حکیم الامت کی ذہنی آوارگی کجروی اور عیاشی کی دلیل ہے اور اسی عیاش ذہن سے بازاری انداز میں مصنف مطالعہ بریلویت سوچتا ہے اور حقیقت کے برعکس سراسر غلط مفہوم اخذ کرکے دُنیا و آخرت کی روسیاہی مول لیتا ہے۔

پیر کی بیعت کے لیے خاوند کی اجازت

اعلیحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف احکام شریعت سے مطالعہ بریلویت صفحہ ۵ پر نقل کرتا ہے :۔۔۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں جواب ہو سکتی ہے"۔

اس پہ پورا ایک صفحہ اپنے اکابر کے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرکے اپنی

[1] الامداد تھانہ بھون ماہ صفر ۱۳۳۵ھ ؛

روسیاہی میں اضافہ کیا ہے۔ بکواس بازاری کی بجائے چاہیے تو یہ تھا کہ اقوال آئمہ سے اس کا بطلان ثابت کرتا قرآن و حدیث سے ممانعت کے دلائل پیش کرتا مگر اس کو تو بات کا بتنگڑ بنا کر مداریوں کی طرح تماشہ دکھانا ہے۔ کشف المحجوب کا حوالہ محفل سماع قوالی کی سحر آفرینی سے متعلق ہے عورتوں کو بغیر اجازت مرید نہ ہونے کے ثبوت میں حضور سیدنا گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خُدا کا حوالہ ہی پیش کر دیتا زبانی کلامی تانے بانے سے کیا فائدہ ۔۔۔؟ لہٰذا صفحہ ۵۹ پانی میں مدھانی کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا ۔۔۔۔

دیوبندی پیر کے مُنہ پر پیشاب دیوبندی کنجری مریدنی کا اعلانِ حق

چونکہ مُصنّف کو مریدنیوں۔ باندیوں۔ کنیزوں۔ نوجوان لڑکیوں کے حوالوں سے زیادہ رغبت اور اُنسیت ہے کیونکہ مانچسٹر جیسے مادر پدر آزاد بازاری فرنگی ننگے ماحول میں زندگی برباد کرتا رہا ہے۔ اس لیے اس کی ضیافت طبع کے لیے دیوبندی کنجریوں رنڈیوں دیوبندی نام نہاد پیروں کی مریدنیوں کے کچھ کوائف پیش کرتے ہیں ؎

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

سُنیے تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ۲۴۲ پر لکھا ہے :۔۔۔

"ایک بار ارشاد فرمایا کہ (دیوبندی مولانا) حافظ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت زیادہ رنڈیاں (کنجریاں) مرید تھیں ایک بار (یہ دیوبندی پیر اور مولانا) سہارنپور میں کسی رنڈی (کنجری بازاری عورت) کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب (رنڈی کنجری) مریدنیاں اپنے (پیر) میاں صاحب کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں مگر

ایک رنڈی کنجری نہیں آئی (پیرِ دیوبند) میاں صاحب بولے فلاں کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا ہم نے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو چلیں اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بہت رُوسیاہ ہوں (پیرِ دیوبند) میاں صاحب کو کیا مُنہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں (دیوبندی پیر سے نہ رہا گیا تڑپ اُٹھے) میاں صاحب نے کہا نہیں جی (کیا انداز دلبری ہے) تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں۔ جب سامنے آئی تو میاں صاحب نے (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ پہ ہاتھ رکھ کر بے قراری و اضطراب کے عالم میں بچشم اشکبار) پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھی —؟ (تہہ تک پہنچنا چاہتے تھے) اُس نے کہا حضرت رُوسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں (پیرِ دیوبند) میاں صاحب بولے بی! تم کیوں شرماتی ہو (میری طرح بے شرم ہو جاؤ) کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے۔ رنڈی یہ سُن کر آگ بگولہ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اگرچہ میں رُوسیاہ ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پہ پیشاب بھی نہیں کرتی —"

کیوں جناب! فرزندِ دیوبند! یہ کرتوت ہیں تمہارے عیاش دیوبندی پیروں کے اسی بل بوتے پہ امام المتقین سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ پر زبان طعن و خرافات دراز کرتے ہو؟ ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مُصنّف تقویٰ و طہارت اور پاکیزگیٔ افکار کے دعوؤں میں ثریا تک پہنچا ہوا ہے۔ مگر خانہ تلاشی میں یہ کیا برآمد ہو رہا ہے؟

ع دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

اب ذرا دل تھام کر جواب دو کہ:—

① دیوبندی مُلّاؤں کو پیر بن کر رنڈیوں کنجریوں کے مکان میں ٹھہرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے —؟

② یہ رنڈیوں کے غول کے غول ڈار کی ڈار جو زیارت کے لیے آئی تھیں یہ خاوندوں کی اجازت لے کر آئی تھیں یا دیوبندی پیر ہی ان کا خاوند تھا —؟

③ رنڈیوں کنجریوں مریدنیوں کا یہ لشکر جرار جو اپنے دیوبندی نام نہاد پیر کی زیارت کو آیا تھا یہ سب رنڈیاں اپنے اپنے خاندوں کی اجازت سے دیوبندی پیر کی مرید ہوتی تھیں یا اکابر دیوبند نے ان کے لیے خصوصی فقہی پرمٹ جاری کیا تھا —؟

④ ذرا ہمت کر کے یہ بھی بتا دیں کہ دیوبندی پیر ایک ایک رنڈی کو کیسے پہچانتا تھا اُس کے پاس کون سا آلہ تھا۔ یا تو میرے رُوبرو رہے میں تیرے رُوبرو رہوں والا معاملہ تھا کیونکہ انسان اسی کو پہچان سکتا ہے جس کو بار بار دیکھ چکا ہو۔

⑤ ایک ایک رنڈی کنجری پر نظر رکھنا اُن کو بے قراری سے یاد کرنا۔ تقاضوں سے بُلانا اکابر دیوبند کا کام ہے یا اکابر اہلسنّت کا —؟

⑥ رنڈیوں، کنجریوں، بازاری عورتوں کو مریدنی بنا کر تقاضوں سے بُلانے اُن کی حوصلہ افزائی کرنے اور اپنی طرف رغبت دلانے کے لیے یہ حیا سوز اور شرمناک الفاظ استعمال کرنا کہ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے تم شرماتی کیوں ہو وہاں بھی کراتی رہو اور یہاں بھی آتی رہو۔ شاید فرزندِ دیوبند خود کو غنڈہ گردی اور بازاری گفتگو کا چیمپئن سمجھتا ہے مگر یاد رکھے ؎

بے حیائی اور گندی گفتگو کا بھی جواب
خوب دے سکتا ہے لیکن باحیا قادری

مصنف بار بار تڑپ رہا تھا، بلک رہا تھا، بلک رہا تھا۔ باندیوں
کنیزوں، مریدنیوں کا نام لے کر تسکین قلب کا سامان جمع کر رہا تھا،
اپنے گریبان میں خود جھانک کر دیکھے اپنی اور اپنے بڑے بڈھوں کے
فرضی تقدس اور پاکبازی کے جعلی دعووں کو پیش نظر رکھیے کیونکہ ہم آپ
کو اور آپ کے اکابر کو آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور پورا ریکارڈ فقد
رکھتے ہیں ———۔

بڑے پاکباز اور بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مذکورہ بالا قسم کے واقعات کا ایک دفتر موجود ہے ہم تمہارے
نہاں خانہ خاص پر نظر رکھتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے اور ہمیں ابھی
چار جلدوں پر لکھنا ہے ———۔

ملعون ضروری نہ سمجھا صفحہ ۱۶ پر پہنچ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے۔
حدیث شریف میں ہے جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر شروع کیا جائے
شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے چونکہ شیطان سے امداد و اعانت
حاصل کرنا تھی۔ جھوٹ پر جھوٹ بولنا تھا عبارات کا حلیہ بگاڑنا تھا عبارات
کے مفہوم مسخ کرنے تھے۔ کتر بیونت اور یہودیانہ تحریف کے جال بچھانے
تھے اس لیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے سے گریز کیا تاکہ شیطان مردود کی نصرت
و اعانت شامل حال رہے۔ لہٰذا اس ملعون و مردود کتاب کی تالیف میں شیطان
ملعون و مردود نے دل کھول کر پروفیسر مانچسٹر ڈی کا ساتھ دیا صفحہ ۶۱ پر
بلا عنوان لکھتا ہے: ———
"انیسویں صدی کے آخر میں برصغیر پاک و ہند میں ایک تحریک اٹھی
اس تحریک سے اسلام کے قلعہ میں ایسا شگاف پڑا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان
کے سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تکفیر کی ایسی آندھی
چلی کہ راہ دیکھنا مشکل ہو گیا۔ اہلسنت کے دو طبقوں میں نہ صرف رسمی خلفشار
اٹھے بلکہ کفر و اسلام تک کے فاصلے قائم ہو گئے اور وہی کچھ ہوا جو برٹش
انڈیا میں انگریز چاہتے تھے "پھوٹ ڈالو اور حکومت چلاؤ"۔
صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے "تحریک تفریق اس تحریک کے بانی مولانا احمد
رضا خاں متوفی ۱۹۲۱ء گزرے ہیں۔ آپ کی نصف صدی کی جدوجہد سے
اہلسنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے"۔
اب ہم ان زبانی کلامی باتوں بلکہ من گھڑت الزامات کا بحوالہ کتب
جواب دیں تو صرف اس ایک مختصر سی عبارت پر ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔
ذہن میں حوالہ جات کا ایک سمندر گونج رہا ہے مگر چونکہ مصنف نے اپنی
اس من پسند لفاظی پر کوئی حوالہ و دلیل پیش نہیں کی اس لیے ان الزامات
کے بارہ میں صرف اتنا کہیں گے: —

ع بندہ پرور یہ کہیں اپنی ہی تصویر نہ ہو

مختصر مگر مبنی بر حقائق جواب یہ ہے کہ مصنف نے ۱۹ ویں صدی لکھ
کر انگریزی سن عیسوی سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ
انگریزی عیسوی اندازِ فکر کی اس کے ذہن پر گہری چھاپ ہے کیا مسلمانوں
کا اپنا اسلامی سن ہجری نہیں ہے، مگر آپ کو مسلمانوں اور اسلامی سن ہجری
سے کیا تعلق ۔۔۔۔ ؟ باقی رہا یہ کہنا کہ تکفیر کی ایسی آندھی چلی مولانا احمد رضا
خاں اس تحریک کے بانی تھے ان کی نصف صدی کی جدوجہد سے اہلسنت
مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ تو ہم عرض کریں گے کہ یہ سراسر پُر فریب
مغالطہ ہے، حقیقت کا مُنہ چڑانا ہے ۔۔۔ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت
امام اہلسنت الامام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ الولی پر
بلاوجہ مسلمانوں کی تکفیر کا الزام سراسر غلط خلاف واقع اور جھوٹ ہے۔
سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت رضی اللہ عنہ نے ہر کسی مسلمان کو اور بلاوجہ
خوامخواہ کافر و مرتد قرار نہیں دیا۔ حضور اعلحضرت نے معدودے چند انہی خام
کو براجماع اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء عرب و عجم کافر و مرتد قرار دیا۔ جو
تنقیص الوہیت اور توہین سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتکب
ہوئے ان کو بار بار سمجھایا بتایا خطوط اور رجسٹریاں ارسال کیں مختلف
طریقوں سے ان کی گستاخیوں پہ بار بار مطلع کیا اور انہوں نے کوئی
جواب نہ دیا اُن کے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی دم سادھے لب باندھے
بیٹھے رہے۔ بالآخر محض شانِ الوہیت اور عظمتِ رسالت کے تحفظ و دفاع
کے لیے اُن گستاخوں پہ ارتداد کا حکم شرعی لگایا اور فرمایا ؎

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حسام الحرمین شریفین موجود ہے ہر ذی فہم و شعور بچشم خود دیکھ سکتا ہے
امام اہلسنت سیدنا اعلحضرت نے ساری دُنیا کو کافر و مرتد قرار نہیں دیا یہ دھوکہ
ہے، فریب ہے۔ فراڈ ہے بلکہ دجال وقت مرزا غلام احمد قادیانی سمیت صرف
پانچ چھ گستاخوں پر تکفیر کا حکم شرعی جاری فرمایا یا وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں
اور بےادبیوں پر مطلع ہو کر ان کو کافر و مرتد نہ سمجھیں۔ یہ کہنا بھی کروڑوں
مرتبہ غلط ہے کہ تحریک افتراق یا تحریک تکفیر کے بانی سیدنا مجدد اعظم الامام
احمد رضا فاضل بریلوی تھے۔ تفریق بین المسلمین کا بیج بونے والے محمد بن
عبدالوہاب شیخ نجدی۔ شہید بلی نجد دہلوی قتیل بالاکوٹی تھے۔ اس بات
کے ناقابل تردید بکثرت شواہد ہیں سیدنا اعلحضرت پر یہ ناپاک الزام کیسے
آسکتا ہے۔ کیا کتاب التوحید اعلحضرت فاضل بریلوی کے حکم سے لکھی گئی
کیا تقویۃ الایمان و یکروزہ اور صراط مستقیم امام اہلسنت فاضل بریلوی
کے حکم سے معرض وجود میں آئیں تھیں ۔۔۔ کیا تحذیر الناس کی تصنیف
کا مشورہ اعلحضرت مجدد دین و ملت نے دیا تھا ۔۔۔ کیا براہین قاطعہ اور
حفظ الایمان اور فتوٰی گنگوہی امام احمد رضا کے کہنے پر تالیف ہوئیں ؎

نہ تم توہین یوں کرتے نہ ہم تکفیر یوں کرتے
نہ ہوتی تیری بربادی نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ع سب کچھ لُٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا

؎ نہ تم کفر کرتے نہ تکفیر ہوتی
رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے

یہ بات اپنی جگہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ توہین و تنقیص کے بعد
تکفیر ہوئی۔ تو وجہ نزاع توہین و تنقیص ہے۔ مسلمانوں کا اتحاد برقرار رہتا

اگر تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ چند کتب کے مصنفین فوراً توبہ و رجوع کر لیتے
عظمت شانِ رسالت کے تقدس و احترام میں رجوع کیا جاسکتا تھا اتحاد بین المسلمین کے جذبے سے توبہ و
رجوع کیا جاسکتا تھا۔ اسلام کی قوت و شوکت کی بقا کے لیے رجوع کیا جاسکتا تھا عالم اسلام
کے اجتماعی مفاد کے لیے توبہ و رجوع کیا جاسکتا تھا۔ علماء عرب و عجم کے فتاویٰ حسام الحرمین
کے احترام میں رجوع کیا جاسکتا تھا مگر اہل توہین و تنقیص نے انانیت کا ثبوت دیا
گستاخیوں پر اڑ گئے توہین کو عین ایمان بنا لیا تو اتحاد کیسے ہو سکتا تھا ــــ!
اب بھی اتحاد ہو سکتا ہے ــــ اب بھی تفریق ختم ہو سکتی ہے ــــ اب بھی
تفرقہ مٹ سکتا ہے اگر دیوبندی وہابی مولوی اپنے اتحاد اتحاد کے نعروں
میں سچے ہیں اور اسلام کی عظمت رفتہ کا دور واپس لانا چاہتے ہیں اور اہلسنّت کے
دو ٹکڑوں کو متحد و متفق و مربوط کرنا چاہتے ہیں تو حسام الحرمین کے حسب صراحت
اپنے چار پانچ مولویوں کی قربانی دے دیں۔ اپنے گنتی کے چار پانچ مولویوں کے لیے
اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ نہ ہونے دیں ــــ جب ان چار پانچ مولویوں (کو
جنہوں نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان فتویٰ گنگوہی وغیرہ میں شدید
گستاخیاں کیں) پر تکفیر کا حکم شرعی مان لیا تو دوسروں پر سے یہ حکم خود بخود اٹھ جائے
گا اور عالمگیر اسلامی اتحاد کا دور پُر نور و خوشگوار دور شروع ہو جائے گا اور
آئندہ آنے والی نسلیں اسلامی قوت و شوکت کا ناقابل فراموش منظر پیش کریں
گی، مگر ہمیں یقین ہے کہ اتحاد اتحاد کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے اور مگرمچھ کے آنسو
بہانے والے اپنے چار پانچ مولویوں کی قربانی نہیں دے سکیں گے اور جب تک
دیوبندیوں میں ملاّں پرستی کا رجحان ختم نہیں ہوگا اتحاد و اتفاق قطعاً ناممکن ہے
کیونکہ اہل دیوبند اور اہلسنّت میں یہی اصل بنیادی مرکزی دینی اختلاف ہے کہ
اہلسنّت عظمت شان رسالت کا تحفظ و دفاع کرتے ہیں اور اہل دیوبند اپنے
ملاؤں کے مصنوعی تقدس کے محافظ و نگہبان ہیں وہ توہین کو برا نہیں سمجھتے
تکفیر کو برا سمجھتے ہیں ــــ سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

اور دیگر اکابر اہلسنّت کے خلاف ان کی پمفلٹ بازی الزام تراشی کا مقصد ہی یہ
ہے کہ انہوں نے مرتکبین تنقیص الوہیت اور گستاخانِ شانِ رسالت کی تکفیر کیوں
کی ان پر ارتداد کا حکم شرعی کیوں لگایا ــــ دیوبندی وہابی درحقیقت چاہتے
یہ ہیں کہ انہیں توہینِ رسالت اور محبوبانِ خدا حضرات اولیاء اللہ کی بے ادبی و گستاخی
کرنے کا پرمٹ ملنا چاہیے تو یہ باتیں اتحاد و اتفاق کی راہ میں رکاوٹ ہیں انتشار
و خلفشار کا باعث ہیں ــــ دیوبندی اتحاد و اتفاق کے نعروں میں کبھی مخلص نہیں
ہوتے ان کے اتفاق و اتحاد کے نعرے اور دعوے محض دکھاوا ہیں۔

تحریک وہابیت کا استیصال اور علماء اہلسنّت کا کردار

یہ کہنا بھی سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ صرف اور صرف اعلیٰحضرت فاضل
بریلوی نے تحریک وہابیت و نجدیت اور اس کی ہندی چیلی دیوبندیت کا ردّ و ابطال
کیا اس موضوع پر ہم آئندہ اوراق میں مستقل عنوان کے تحت مفصل و مدلل لکھیں گے
اور شواہد پیش کریں گے سردست ہم اتنا کہتے ہیں کہ مانچسٹر ڈی محبوط الحواس مصنف
اپنا حافظہ درست کرائیں یا تاریخ کا از سر نو مطالعہ کریں تو انہیں پتہ چلے
کا وہابیت نجدیت کی صورت میں فتنہ و شر کا بیج بونے والے محمد بن عبدالوہاب
شیخ نجدی تھے جو ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے [1] محمد بن عبدالوہاب
شیخ نجدی کا مشن تکفیر مسلمین اور علماء اہلسنّت کا قتل عام اور تنقیص شانِ رسالت
اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کے مزارات کو گرانا تھا [2]
شیخ نجدی کی مشہور و معروف کتاب التوحید کا ردّ و ابطال اسی زمانہ کے اکابر

---

[1] عامہ کتب و شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب از احمد عبدالغفور۔
[2] دیکھو رد المحتار از علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ جلد ۳ ص ۳۲۷ و ۳۲۸ اور
خلاصۃ الکلام از علامہ سید احمد زینی دحلان مکی شافعی متوفی ۱۳۰۴ھ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹ و الدرر السنیۃ وغیرہ

اسلام نے فرمایا مثلاً علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمختار۔ مفتی مکہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی الدرر السنیہ۔ خود شیخ نجدی کے اُستاد علامہ عبداللہ بن عبداللطیف شافعی نے تجرید سیف الجہاد لمدعی الاجتہاد۔ شواہد الحق فی التوسل لسید الحق از علامہ یوسف النبہانی۔ سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوہابیہ مقلدہ الظاہریہ از علامہ الشیخ ابراہیم السمنودی المنصوری النقول الشرعیہ فی الرد علی الوہابیہ از علامہ الشیخ حسن الشطی الحنبلی۔ التوسل بالنبی وجہلۃ الوہابیین علامہ شیخ عبدالعزیز القرشی العلیمی المالکی الفرض ۲۲ کے قریب اکابر علماء عرب نے شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب کا اُسی زمانہ میں رد بلیغ فرمایا بتایا جائے ان حضرات میں سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی کا نام نامی اسم گرامی کہاں ہے ——؟ پیشیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا سوانح نگار اور کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے مصنف احمد عبدالغفور عطار نے خود اعتراف کیا ہے اور باپ بیٹے کے مذہبی مسلکی اختلاف کے بارے میں صاف صاف لکھا ہے "باپ بیٹے میں بھی بعض مسائل پر مناقشت کا سلسلہ جاری تھا۔"[1]

احمد عبدالغفور عطار خود اسی صفحہ ۴۳ پر اعتراف کرتا ہے: ——

"اکثریت ان علماء (عرب) کی تھی .... جو اس بہادر سلفی نوجوان (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی عداوت سے لیس ہو کر اُن کی مخالفت میں محو تھے۔"

کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی ص۴۲ پر احمد عبدالغفور عطار نجدی کو تسلیم کرنا پڑا کہ شیخ الاسلام (ابن عبدالوہاب نجدی) کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب اگرچہ عالم دین تو تھے لیکن اس کا دل بھائی (شیخ نجدی) کے خلاف بغض سے بھرا ہوا تھا...... مدینہ منورہ پہنچ کر تمام حجاز میں شیخ الاسلام (شیخ نجدی) کی دعوت کے خلاف زہر اُگلتا رہا...... (شیخ نجدی) کی مخالفت

[1] شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ص۴۳ ؛

میں ایک کتاب بھی لکھ ڈالی"۔ اس زمانہ کے امام و مفتی حرم علامہ سیدی احمد بن زینی دحلان مکی شافعی قدس سرہٗ نے بھی یہ واقعہ قدرے تفصیل سے لکھا ہے، فرماتے ہیں: ——

"محمد بن عبدالوہاب نجدی اس بدعت کا موجد خطبہ جمعہ دیا کرتا درعیہ (نجد) میں اور ہر خطبہ میں کہتا جو توسل کرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے دُعا کرے) تو وہ بے شک کافر ہوگیا۔ اس کا بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب اس (شیخ نجدی) کا شدید رد کرتا سلیمان نے ایک دن اس سے پُوچھا کتنے ارکان اسلام ہیں اے محمد بن عبدالوہاب بولا پانچ۔ تو اس نے کہا تم نے اسے چھ کر دیا ہے جو تمہارا اتباع نہ کرے وہ کافر ہے"....

اس کے بعد ہی مفتی مکہ امام حرم کعبہ علامہ سیدی احمد بن زینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اس کے بعد محمد بن عبدالوہاب کا بھائی سلیمان مدینہ شریف چلا آیا اور رسالہ تصنیف کیا اس نے (اپنے بھائی محمد بن عبدالوہاب کے رد میں اور اُسے بھیجا مگر یہ باز نہ آیا اور بہت سے علماء مذہب حنبل نے اور اُن کے علاوہ ہر مذہب والے حنفی۔ شافعی۔ مالکی علماء نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد میں کتابیں تصنیف و تالیف کیں اور اُسے بھیجیں مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔[1]

شیخ نجدی کے والد ماجد

مسعود عالم نجدوی محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۲۴، ۲۵ پر لکھتے ہیں: ——

"شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دادا سلیمان بن علی شرف حنبلی المسلک اور اپنے وقت کے مشہور عالم دین تھے ان کے چچا ابراہیم بن سلیمان بھی ممتاز عالم دین تھے۔ ابراہیم کے بیٹے عبدالرحمٰن مشہور فقیہ اور ادیب تھے۔ عثمان بن بشیر نجدی متوفی ۱۲۸۸ھ معاصر شیخ نجدی تاریخ نجد مطبوعہ ریاض جلد ۱ صفحہ ۶ پر لکھتے

[1] الدرر السنیہ فی علی الرد الوہابیہ صفحہ ۱۱۳ ؛

ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے والد (شیخ عبدالوہاب) متوفی ۱۷۴۰/ ۶/ ۱۱۵۳ھ۔ نہایت صالح العقیدہ بزرگ اور مشہور عالم دین اور فقیہ تھے وہ شیخ نجدی کی تنقیص رسالت توہین مآثر صحابہ اور تکفیر المسلمین جیسے گمراہ کُن عقائد پر ہمیشہ سرزنش کرتے رہتے تھے"۔۔۔۔ اسی طرح اس کے اساتذہ بھی اس کے تخریبی افکار پر اس کو ہمیشہ ملامت کیا کرتے تھے۔۔۔۔"

اس موضوع پر بہت کثرت سے لکھا جاسکتا ہے ماحصل یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اس زمانے میں کہاں تھے۔ اکابر علمائے عرب نے خود وہابیت نجدیت کے فتنۂ جدیدہ کا ردّ و ابطال فرمایا اور کتابیں لکھیں حتیٰ کہ شیخ نجدی کے والد ماجد اور شیخ نجدی کے اساتذہ اور بھائی بھی شیخ نجدی کے عقائد باطلہ کا ردّ کرتے تھے اور نجدی کی کتاب التوحید کا متعدد علماء نے ردّ لکھا۔۔۔۔

وہابیت و نجدیت ہند میں

خود شیخ نجدی کا سوانح نگار احمد عبدالغفور عطار لکھتا ہے:-

"چنانچہ ہندوستان میں (مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر) سید احمد (ساکن رائے بریلی) نے ان (شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے مشن کو زندہ کیا"[1]

سید احمد ساکن رائے بریلی سے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ کو منتقل ہوئی۔ جب شیخ نجدی ابن عبدالوہاب کی اسلام و سنیت سوز کتاب التوحید مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاتھ لگی تو وہ فریفتہ ہو گئے۔ واقعہ یوں ہے کہ:

"مولوی اسماعیل دہلوی نے جب محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کی کتاب

[1] شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۱۰۸؎

التوحید کا ترجمہ اور خلاصہ بنام تقویۃ الایمان لکھ کر ہندوستان میں فتنہ و فساد پھیلانا شروع کیا اور لوگوں میں (نجد سے آئے ہوئے) وہابی عقائد پھیلانے لگے تو دہلی کے سُنّی علمائے نے مولوی اسماعیل کے اس خطرناک فتنہ اور ان کے عقائد کی خرابی اور کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو پہنچائی تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے بہت ناراض ہوئے اور ان کو سخت الفاظ سے یاد کیا اور کہا:

"میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب (نام نہاد کتاب التوحید) بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں ہیں بلکہ وہ (کتاب) بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آجکل بیمار ہوں اگر صحت ہو گئی تو میں "کتاب التوحید" کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو ناحق ناحق شور و شر برپا نہ کرو"[1]

اسماعیلی تقویۃ الایمانی وہابیت کا ردّ و ابطال

جب مولوی اسماعیل دہلوی نے کتاب التوحید کا چربہ تقویۃ الایمان کی صورت میں پیش کیا تو وہابیت کے ابطال اور مولوی اسماعیل کے ردّ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے شاگردوں نے لیا ۔۔۔ شاید وہابیت دیوبندیت کے جدید وکیل خالد محمود مانچسٹروی کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاگرد مولانا شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی نے تقویۃ الایمان کے ردّ میں معید الایمان لکھ کر شائع فرمائی اور شہنشاہ اقلیم منطق مولانا شاہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے خصوصی طور پر عقائد باطلہ وہابیہ کی خوب

[1] کتاب فریاد المسلمین ص۹۰ انوار آفتاب صداقت ص۵۱۶؎

دھجیاں اُڑائیں اور مسئلہ شفاعت وغیرہ پر مناظرہ کر کے مولوی اسماعیل کو عاجز و ساکت کر دیا اور مولوی اسماعیل کے رد میں التحقیق الفتوی خوب بسط و بسط کے ساتھ تحریر فرمائی۔ ـــــ اسی طرح تاج الفحول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیلی وہابی عقائد و افکار باطلہ کے رد میں کتاب مستطاب سیف الجبار تصنیف فرمائی۔

مصنف مطالعہ بریلویت نا معلوم کس عالم لاعلمی میں ہیں کہ بار بار لکھتے ہیں کہ تحریک تفریق کے بانی مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں[1] اور یہ کہ تکفیر اور رد وہابیت کا سلسلہ انہوں نے شروع کیا۔ حالانکہ اکابر دیوبند اس کی تصدیق نہیں کرتے وہ اس کے برعکس یوں کہتے ہیں : ـــــ

"ابتداء مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیرآبادی کی نوک جھونک سے ہوئی . . . . . دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں"[2]

اور سُنیے : ردِّ وہابیت و دیو بندیت و اسماعیلیت کے باب میں ابتداء مصنف مطالعہ بریلویت تو محض سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو مورد الزام ٹھہراتے ہے جبکہ سوانح قاسمی ہی میں ایک جگہ یوں ہے : ـــــ

"آج دیو بندی کہیے یا ولی اللہی خانوادہ کے اہل علم کے نام سے ان کو موسوم کیجئے اس طبقہ کے مقابلہ میں "بریلویوں" کی جو جماعت آستینیں چڑھا کر تقریباً ایک صدی سے کھڑی ہوئی ہے . . . . . . یہ سارا قصہ درحقیقت بدایوں کے انہی مولوی فضل رسول صاحب پر منتہی ہوتا ہے پہلی آستین انہی کی تھی جو ولی اللہی تجدیدات و اصلاحات کے مقابلہ میں چڑھائی گئی۔"[3]

---

(1) مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۶ (2) سوانح قاسمی جلد اوّل صہ ۳۸۲ مصنفہ مولوی مناظر احسن گیلانی مصدقہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند باہتمام قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند (3) سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۷۳ ؛

ردِّ وہابیت اور مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

تاج الفحول مولانا شاہ

علامہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۲۱۳ھ ہے۔ امام الطائفہ مولوی اسماعیل قتیل اور دیگر پیشوایان وہابیہ کے مکر و فریب و دجل کا بھانڈا پھوڑنا آپ کا عظیم کارنامہ ہے خاص کر تقویۃ الایمان کے رد و ابطال میں آپ نے سوط الرحمٰن کتاب تالیف کی اور ۱۲۶۵ھ میں اسماعیلی نجدیت و وہابیت کے رد میں سیف الجبار نامی شہرۂ آفاق کتاب تصنیف فرما کر شیخ نجدی کی کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کا ٹھوس رد فرمایا اور بوقت وصال قاضی شمس الاسلام صاحب عباسی سے فرمایا کہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے استیصال فرقہ وہابیہ کے لیے مامور کیا گیا ہوں الحمد للہ فرقہ باطلہ اسماعیلیہ وہابیہ اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا۔ بارگاہِ رسالت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی"[1]

آپ کا ۱۲۸۹ھ میں وصال ہوا۔

بے بصیرت مصنف مطالعہ بریلویت ہر لا بلا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے کھاتے میں ڈال دینا ہی تمہارا دین و ایمان رہ گیا ہے۔ اپنے امام الہند ابو الکلام آزاد کی بات بھی نوٹ کر لو!

کان کھول کر سُنتے جاؤ آنکھ کھول کر پڑھتے جاؤ

مولانا منورالدین دہلوی متوفی ۱۲۷۳ھ قاضی سراج الدین کے صاحبزادے اور مولانا خیرالدین مکّی کے نانا تھے ابتدائی تعلیم علمائے لاہور سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے اور

---

(1) پاسبان الٰہ آباد مارچ اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۵۳ ؛

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی " مولانا اسماعیل شہید کے ساتھ اُن کا جو شدید اختلاف بلکہ مخالفت ہوئی ...... اس کا تفصیل سے دکھانا ضروری ہے ......

مولانا اسماعیل شہید مولانا منورالدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی اُن کے ردّ میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ (مناظرہ) جامع مسجد (دہلی) میں کیا تمام علماء ہند سے فتویٰ مرتب کرایا پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا ...... جامع مسجد (دہلی) کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا، جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علماء دہلی تھے[1]"

(مولانا منورالدین کی) ایک کتاب مجموعی طور پر تقویۃ الایمان، جلاء العینین اور یک روزی کے ردّ میں ...... ایک رسالہ اس باب میں ہے کہ مولانا اسماعیل شہید کے عقائد کا خود اُن ہی کے خاندان اور اساتذہ کی کتب سے (موازنہ) کیا جائے۔ چنانچہ اس رسالہ میں (اسماعیل) کے ہر مسئلے کے ردّ میں شاہ عبدالرحیم۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ عبدالقادر۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے اقوال سے اپنے نزدیک ردّ کیا"[2]

ردّ وہابیت اور ابوالکلام آزاد کے آباؤ اجداد

اکابر دیو بند کے معتمد و مستند

"مولانا" ابوالکلام آزاد کے آباؤ اجداد نے بھی نجدیت وہابیت اسماعیلیت

[1] آزاد کی کہانی صفحہ ۵۶ [2] آزاد کی کہانی صفحہ ۵۸

کے ردّ و ابطال میں اعلیحضرت امام اہلسنت کی ولادت باسعادت سے پہلے اہم کردار ادا کیا۔ مولانا منورالدین صاحب کا تذکرہ نذرِ قارئین ہو چکا اب ابوالکلام آزاد کے والد گرامی اور مولانا منورالدین مرحوم کے نواسے مولانا خیرالدین مرحوم کا ردّ وہابیت اسماعیلیت میں ناقابلِ فراموش کردار بیش خدمت ہے :—

مولانا خیرالدین ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے جبکہ امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہٗ کی ۱۷ جون ۱۸۵۶ء ۲۵ سال بعد ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ کو ولادت باسعادت ہوئی۔ — ابوالکلام آزاد صاحب لکھتے ہیں :—

"انہیں (میرے والد مولانا خیرالدین کو) جس قدر کاوش تھی وہ صرف وہابیوں سے تھی ...... اور مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی مرحوم سے (مذہبی اعتقادی) رنج کی وجہ سے اُن کا بڑا وقت وہابیوں کی مخالفت ہی میں صرف ہوا ...... نجدیوں کا حملہ ابھی پرانا نہیں ہوا تھا اور بہت سے پولیٹیکل اسباب بھی ایسے تھے جن کی وجہ سے عرب اور ترک وہابیوں سے سخت تعرض و نفرت رکھتے تھے ...... والد (مولانا خیرالدین) مرحوم نے (وہابیوں کے ردّ میں) ایک کتاب نہایت شرح بسط کے ساتھ لکھی جو ان کی سب تصانیف میں سب سے بڑی ہے اس کا نام نجم الرجم الشیاطین ہے۔ یہ دس جلدوں میں ختم ہوئی ہے ...... انہوں (والد مرحوم) نے میرے (ابوالکلام کے) بارے میں فرمایا مجھے اس کے آثار اچھے نظر نہیں آتے"[1]

کیوں جناب مصنف صاحب آپ نے پڑھ لیا اور غور کر لیا کہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ سے پہلے بھی وہابیت کا زور دار ردّ

[1] ملخصاً آزاد کی کہانی ص ۱۴۰ و ۹۰ و ۳۸۶ وغیرہ

ہوتا رہا ہے اور اعلیٰحضرت سے پہلے کے علماء اہلسنّت نجدیوں وہابیوں اسماعیلیوں کے ردّ میں زناٹے دار کتابیں لکھتے رہے ہیں۔ ہم یہ مضمون ضمناً لکھ رہے ہیں موقعہ ملا اور ضرورت ہوئی تو اسی کتاب کے آخر میں یا دوسری تیسری جلد میں بمقتضائے حال مفصل لکھا جائے گا جس کو پڑھ کر نہ صرف مانچسٹروی مصنّف بلکہ اس کے بڑے بوڑھوں کو رات کے تارے دن میں نظر آجائیں گے۔

تحذیرالناس اور بانی مدرسہ دیوبند

جس طرح شیخ نجدی ابن عبدالوہاب نے

جمہور علماء عرب وعجم کے قدیمی مسلک حقّہ سے ہٹ کر اپنا خود ساختہ دین و مذہب علیحدہ ایجاد کیا تھا اور پھر مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹ نے اپنے آباء واجداد اور اپنے اکابر سے ہٹ کر اُن کے عقیدہ و مسلک کے برعکس اپنا علیحدہ دین گھڑا تھا۔ —— اسی طرح مولوی محمد قاسم نانوتوی نے وہابیت کو دیوبندیت کے جدید سانچے میں ڈھالنے کے لیے جمہور علماء کے خلاف اپنے خود ساختہ مکتبِ فکر کا علیحدہ تشخص قائم کیا اور تحذیرالناس لکھ کر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ ختم نبوّت پر بمباری کی اور کذاب قادیان کی جھوٹی نبوّت کے لیے راہ ہموار کی۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ سیّدنا امام اعلیٰحضرت قدس سرّہٗ ۲۴ سال بعد ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ لہٰذا مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیرالناس اور جدید نانوتوی عقائد باطلہ کا ردّ و ابطال اُس زمانہ کے علماء نے اعلیٰحضرت سے پہلے کیا جس کی تفصیل ابھی آرہی ہے۔ اس وقت ہمیں یہ دکھانا اور بتانا مقصود ہے۔ اکابر علماء ہند میں سے کسی نے نانوتوی صاحب کے تحذیرالناس میں مذکورہ جدید عقائد باطلہ کی تائید حمایت نہ فرمائی۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا بیان

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے دیوبندی

حکیم الامت تھانوی صاحب کو اقرار و اعتراف کرنا پڑا اور بجز اس کے چارہ بھی نہ تھا وہ لکھتے ہیں: ——

"جس وقت سے مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیرالناس لکھی کسی (عالم) نے ہندوستان بھر میں مولانا (قاسم نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے[1]"

گویا کہ ہندوستان بھر کے علماء نے اجماعاً تحذیرالناس کے اقوال کفریہ کو مسترد کر دیا تھا اور مولوی عبدالحی خرق اجماع کا باعث ہوئے ہندوستان بھر کے علماء کی عدم موافقت کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند اپنی زندگی میں رجوع کرتے اور اپنا توبہ نامہ چھپوا دیتے تو یہ فتنہ وہیں ختم ہو جاتا اور آج بے چارے محمود مانچسٹروی کو اکابر دیوبند کی صفائی میں جھوٹ کے انبار لگا کر ریت کی دیواریں نہ کھڑی کرنا پڑتیں۔ —— عبارت تحذیرالناس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے اس وقت دکھانا یہ مقصود ہے کہ وہابیت دیوبندیت کے ردّ و ابطال میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز سے پہلے کے علماء بھی پیش پیش تھے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا تو یکا و تنہا ان کے درپے نہیں ہو گئے تھے۔ —— آیئے اب ہم اکابر دیوبند کی کتب سے ثابت کریں کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کے کلکِ انور خنجر خونخوار برق بار سے قبل کتنے علماء کرام نے تحذیرالناس اور بانی دیوبند قاسم نانوتوی صاحب کا ردّ فرمایا۔

کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی سے منہ بولتا ثبوت

کتاب "مولانا

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۸۰ زیر ملفوظ ۹۲۷

محمد احسن نانوتوی" محمد ایوب ایم اے کی تصنیف ہے جو اُردو کالج کراچی سے متعلق ہیں۔ پروفیسر صاحب کی یہ تالیف دیوبندی مولوی محمد میاں (دہلی) مولوی محبوب رضوی دیوبندی۔ مولوی قاری محمد طیب دیوبندی مہتمم مدرسہ دیوبند۔ پروفیسر حامد حسن وغیرہ کے خاص تعاون اور حوصلہ افزائی سے مرتب ہوئی اور (صفحہ ۱۰) پر اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی سابق مفتی اعظم مدرسہ دیوبند مہتمم دارالعلوم کراچی نے تحریر کیا ہے جو اس کے معتبر و مستند ہونے کی سند ہے۔ اسمیں لکھا ہے:

"اثر ابن عباس کی بحث اور مناظر یہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں (اسی زمانہ میں) کئی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ میں مندرجہ ذیل رسالے آئے ہیں:—

① "تحقیقات محمدیہ حل ادہام نجدیہ" یہ کتاب مولوی فضل مجید بدایونی تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی نے لکھی۔

② "الکلام الاحسن" یہ کتاب مولوی ہدایت علی بریلوی نے تحریر فرمائی۔

③ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال مفتی حافظ بخش بدایونی نے ارقام فرمائی—۔

④ قول الفصیح مولانا فصیح الدین بدایونی کی کتاب ہے جو تحذیر الناس کے رد میں لکھی گئی۔ مطبع ماہتاب ہند میرٹھ میں چھپی۔

⑤ افادات صمدیہ مولانا عبدالصمد سہسوانی کی تالیف ہے۔

⑥ ابطال اغلاط قاسمیہ مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایما پر مولانا عبدالغفار نے تحریر فرمائی۔ تحذیر الناس کے مضامین پر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولانا محمد شاہ پنجابی متوفی ۱۳۰۵ھ کے درمیان دہلی میں مناظرہ ہوا دونوں کے اقوال پر استفتاء مرتب کر کے محب رسول مولانا شاہ علامہ

عبدالقادر بدایونی۔ مولانا محب احمد بدایونی۔ مولانا فصیح الدین مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی جیسے جلیل القدر اکابر علماء کرام کے تصدیقی دستخطوں سے شائع ہوئی۔

⑦ کشف الالتباس فی اثر ابن عباس۔ تحذیر الناس کے رد میں ہے۔

⑧ قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس۔

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے مولانا فضل حق خیر آبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء) نے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے رد میں رسالہ لکھا۔ مرزا غالب دہلوی متوفی ۱۸۶۹ء ...... سے مولانا فضل حق نے اس سلسلہ میں ایک مثنوی لکھوائی جو مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد باطلہ کے خلاف تھی۔"[1]

ماحصل یہ کہ حضور اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز الولی سے قبل بھی بہت سے جلیل القدر اکابر علماء نے نجدیت وہابیت دیوبندیت کا بار بار رد و ابطال فرمایا۔ مناظرے کیے کتابیں شائع کیں۔ یہ مصنف کی اندھیر نگری ہے کہ اپنے زعم جہالت و لاعلمی میں صرف اور صرف اعلیحضرت کو استیصال وہابیت کی تحریک کا واحد بانی قرار دے کر اس ہولناک فتنہ کی اہمیت کم کر کے اعلیحضرت امام اہلسنت کی زیادتی ثابت کر رہا ہے۔ ہاں البتہ اس میں شک و شبہ نہیں کہ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہولناک فتنۂ وہابیت کی وہ بے مثال گردن زدنی فرمائی اور بکثرت کتب و رسائل شائع فرمائے۔ اور دلائل کی پوری قوت سے بے نقاب فرمایا۔ علم و تحقیق کے دریا بہائے اور جس طرح اس فتنۂ عظمیٰ کا شدید

---

[1] کتاب محمد احسن نانوتوی صفحہ ۹۱ تا ۹۴ بتصرف ؎

تعاقب اور مسلسل محاسبہ فرمایا وہ آپ کا ہی حصّہ تھا اور ایسا ہونا تائیدِ ایزدی نصرتِ مصطفوی کے بغیر ناممکن و محال تھا۔ —— باقی رہیں براہین قاطعہ فتوٰی گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عباراتؔ تو اس زمانہ میں بھی ان کے بہت سے رد لکھے گئے اور اعلیٰحضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال کے ۵۰ سال بعد آج تک بکثرت کتب و رسائل انکے رد میں شائع ہو رہے ہیں دیوبندی اپنے اکابر کی کتب میں ترمیم و تحریف کر کے بیونت کرتے جا رہے ہیں۔ رکیک و ذلیل تاویلات کے چکر میں پڑے ہیں اور علماء اہلسنّت انکی جعلسازیوں، چکربازیوں کو بے نقاب کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ —— اُمید ہے مانچسٹروی مصنف کے دماغ سے وہ بھوت نکل بھاگا ہوگا جو بار بار اس کو یہ باور کرا رہا تھا کہ بس جو کچھ بھی کیا وہ اوّل تا آخر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کیا ورنہ شرق و غرب اور متحدہ ہندوستان کے علماء و عوام تحدیث دیوبندیت پر دل و جان سے نثار تھے۔

صداقت اہلسنّت کا نشان بریلوی اہلسنّت مسلمان

مصنف اپنے دجل سے اپنے مُنہ زورِ کذب کے بل بوتے پر اپنی کتاب میں اہلسنّت و جماعت بریلوی مکتب فکر اور سیدنا امام اہلسنّت پر بار بار اللہ تعالےٰ کی تنقیص انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین، صحابہ و اہل بیت اور اولیاء اللہ کی گستاخیوں کے حیاسوز الزامات کی بارش کر رہا ہے مگر صفحہ ۶۱ پر اس جھوٹے کو ماننا پڑا کہ سوادِ اعظم اہلسنّت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ”اہل سنّت دو طبقوں میں…… اور صفحہ ۶۲ ”پاک و ہند کے اہل سنّت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے“ لکھ کر ماننا اور تسلیم کرنا پڑا۔ بریلوی بحمدہٖ تعالےٰ مسلمان سوادِ اعظم اور اہلسنّت ہیں۔ جب اس کذاب نے کذب بیانیوں کے باوجود ہم اہلسنّت بریلوی مکتبِ فکر کو مسلمان اور اہلسنّت مان لیا تو اس کے سارے الزامات

غبارِ راہ بن کے اُڑ گئے اور ثابت ہو گیا کہ اس کا تانا بانا جھوٹ کذب فریب فراڈ کا تھا۔ یقین کیجئے ہمیں سخت ندامت اور شرم ہے کہ ہمارا مخاطب بہت ہی جھوٹا ہے۔ —— صفحہ ۶۲ پر ہی ایک عنوان ہے ”تفریق و اختلاف میں فرق“ اس کے ذیل خالی اور خیالی پلاؤ پکاتی ہے کوئی حوالہ درج نہیں ہے ——۔

اُلٹی کھوپڑی اُلٹی منطق

صفحہ ۶۳ پر مولانا احمد رضا خاں پچاس سالہ خدمات کے زیرِ عنوان محض لن ترانیاں ہیں البتہ عنوان مذکورہ بالا کے تحت ڈرامہ لکھتے لکھتے اتنا اعتراف ضرور کر گیا۔ لکھتا ہے:——

”آپ (مولانا احمد رضا) کی پچاس سالہ محنت سے اہلسنّت مسلمانوں کے دو مستقل مکتبِ فکر قائم ہو گئے“۔[۱]

ہزار جھک ماریں کہ وٹہ الزام لگائیں یہ ماننا پڑتا ہے بریلوی اہلسنّت مسلمان ہیں —— جب یہ ہے اور حق بھی یہی ہے کہ الحمدللہ بریلوی اہلسنّت مسلمان ہیں تو اپنے مُنہ پر تھوک لو جھگڑا کس بات کا ہے؟ الزام تراشی بہتان طرازی کس لیے ہے؟ بریلویوں کو اہلسنّت مسلمان ماننے کے باوجود پھر شیطانی رگ پھڑکی لکھتا ہے کہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:——

”موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی غیرتِ اسلامی بھی۔ دُنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ رُعب و ہیبت بھی قوّت و شوکت بھی۔ کفّار ان کے خوف سے کانپتے تھے“

اس کے بعد ”۱“ کے تحت حوالہ لکھتا ہے سوانح اعلیٰحضرت صفحہ ۸ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی“۔

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۳؛

تعاقب اور مسلسل محاسبہ فرمایا وہ آپ کا ہی حصہ تھا اور ایسا ہونا تائید ایزدی نصرت مصطفوی کے بغیر ناممکن و محال تھا۔ —— باقی رہیں براہین قاطعہ فتوی گنگوہی حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات تو اس زمانہ میں بھی ان کے بہت سے رد لکھے گئے اور اعلیٰحضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے وصال کے ۵۰ سال بعد آج تک بکثرت کتب و رسائل انکے رد میں شائع ہو رہے ہیں۔ دیوبندی اپنے اکابر کی کتب میں ترمیم و تحریف کتر بیونت کرتے جا رہے ہیں۔ رکیک و ذلیل تاویلات کے چکر میں پڑے ہیں اور علماء اہلسنت انکی جعلسازیوں، چکربازیوں کو بے نقاب کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ —— اُمید ہے مانچسٹروی مصنف کے دماغ سے وہ بھوت نکل بھاگا ہوگا جو بار بار اس کو یہ باور کرا رہا تھا کہ بس جو کچھ بھی کیا وہ اول تا آخر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کیا ورنہ شرق و غرب اور متحدہ ہندوستان کے علماء تو متحدہ دیوبندیت پر دل و جان سے نثار تھے۔

صداقت اہلسنت کا نشان بریلوی اہلسنت مسلمان

مصنف اپنے دجل سے اپنے منہ زور کذب کے بل بوتے پر اپنی کتاب میں اہلسنت و جماعت بریلوی مکتب فکر اور سیدنا امام اہلسنت پر بار بار اللہ تعالیٰ کی تنقیص انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین، صحابہ و اہل بیت اور اولیاء اللہ کی گستاخیوں کے حیا سوز الزامات کی بارش کر رہا ہے مگر صفحہ ۶۱ پر اس جھوٹے کو ماننا پڑا کہ سواد اعظم اہلسنت کے دو ٹکڑے ہوگئے۔" اہل سنت دو طبقوں میں ...... اور صفحہ ۶۲ "پاک و ہند کے اہل سنت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے" لکھ کر ماننا اور تسلیم کرنا پڑا۔ بریلوی بحمدہٖ تعالیٰ مسلمان سواد اعظم اور اہلسنت ہیں۔ جب اس کذاب نے کذب بیانیوں کے باوجود ہم اہلسنت بریلوی مکتب فکر کو مسلمان اور اہلسنت مان لیا تو اس کے سارے الزامات

ہوا ہو کے اُڑ گئے اور ثابت ہوگیا کہ اس کا تانا بانا جھوٹ کذب فریب افترا کا تھا۔ یقین کیجئے ہمیں سخت ندامت اور شرم ہے کہ ہمارا مخاطب بہت ہی جھوٹا ہے۔ —— صفحہ ۶۲ پر ہی ایک عنوان ہے "تفریق و اختلاف میں فرق" اس کے ذیل خالی اور خیالی پلاؤ پکاتی ہے کوئی حوالہ درج نہیں ہے ——۔

اُلٹی کھوپڑی اُلٹی منطق

صفحہ ۶۳ پر مولانا احمد رضا خاں پچاس سالہ خدمات کے زیر عنوان محض لن ترانیاں ہیں البتہ عنوان مذکورہ بالا کے تحت ڈرامہ لکھتے لکھتے اتنا اعتراف ضرور کر گیا۔ لکھتا ہے:——

"آپ (مولانا احمد رضا) کی پچاس سالہ محنت سے اہلسنت مسلمانوں کے دو مستقل مکتب فکر قائم ہوگئے۔"[1]

ہزار جھک ماریں کروڑ الزام لگائیں یہ ماننا پڑتا ہے بریلوی اہلسنت مسلمان ہیں —— جب یہ ہے اور حق بھی یہ ہے کہ الحمد للہ بریلوی اہلسنت مسلمان ہیں تو اپنے منہ پر تھوک لو جھگڑا کس بات کا ہے؟ الزام تراشی بہتان طرازی کس لیے ہے؟ بریلویوں کو اہلسنت مسلمان ماننے کے باوجود پھر شیطانی رگ پھڑکی لکھتا ہے کہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:——

"موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت سے اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ رعب و ہیبت بھی قوت و شوکت بھی۔ کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے۔"

اس کے بعد "[1]" کے تحت حوالہ لکھتا ہے سوانح اعلیٰحضرت صفحہ ۸ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی"۔

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۳؛

یہ ہے مصنف کا اندھا پن حالانکہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ نے یہ بات اطیب البیان رد تقویۃ الایمان کے صفحہ اوّل پر لکھی ہے ــــــ اور یہ بھی واضح رہے کہ سوانح اعلیٰحضرت حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی گورکھپوری قدس سرہٗ کی تصنیف ہے۔ مصنف مطالعہ بریلویت کی بے ڈھنگی تحریریں اندھے کی لاٹھی ہیں جس طرح چاہیں گھمادیں۔ حضرت صدر الافاضل مرادآبادی قدس سرہٗ کی تحریر کا اس خردماغ مصنف نے یہ مطلب لیا ہے اور لکھا ہے: ــــــ

"یہ ہے اثر اس دورہ تجدید اور باہمی تفریق کا اللہ خیر حافظا او لرحم الراحمین مولانا بُرا نہ منائیں تو ہم عرض کریں (گویا کہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کو زندہ و موجود و حاضر سمجھ کر مخاطب کر کے کہہ رہا ہے) پچھلی صدی میں مسلمان ہزار کمزوریوں کے باوجود شغوف تکفیر سے ناآشنا تھے جس سے مولانا احمد رضا خان نے انہیں آشنا کیا...... وغیرہ ذالک من الخرافات۔

معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ گویا مسلمانوں میں کمزوری مولانا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور تکفیر کی وجہ سے آئی ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

مصنف مُنہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر دل و دماغ کی کھڑکیاں کھول کر سُنے کہ مسلمانوں کا رُعب و ہیبت قوت و شوکت اور وقار مرتدین کی تکفیر کرنے سے ختم نہیں ہوا بلکہ تنقیص و توہین کے باعث ختم ہوا۔ انگریز کے جانثار ــــــ ہندؤوں کے وفادار علماء نے شانِ الوہیت میں تنقیص کی، شانِ رسالت میں توہین کی ــــــ مسلمانوں کے دلوں سے عشق و محبت نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع گل کرنے کی کوشش کی ــــــ کہیں معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرکر مٹی میں ملنے کے الفاظ استعمال کیے ــــــ کہیں آپ کا خیال نماز میں گدھے اور بیل سے بدتر بتایا ــــــ کہیں خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال بتایا ــــــ کہیں بڑا بھائی اور گاؤں کا چودھری قرار دیا ــــــ کہیں اپنے جیسا بشر اور بندہ ناچیز گردانا ــــــ کہیں شیطان اور ملک الموت کے علم کو علم رسالت سے وسیع تر مانا ــــــ کہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم غیبیہ کو جانوروں پاگلوں بہائم و مجانین کے علوم سے تشبیہ دی ــــــ کہیں کہا جس کا نام محمد یا علی ہے کسی چیز کا مختار نہیں ــــــ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ــــــ منصب رسالت و نبوت کو محض ایلچی ڈاکیا پوسٹ مین بنا کر رکھ دیا ــــــ مسلمانوں کے دل و دماغ سے محبوبانِ خدا کے عشق و محبت کو باہر نکال پھینکنے کی ہزار ہزار کوششیں کیں ــــــ تو جناب تکفیر سے نہیں توہین سے بے ادبی گستاخی سے مسلمانوں کا وقار کم ہوا، ایمان ختم ہوا تو قوت و شوکت بھی ختم ہوئی۔ ؎

اُن کے جو سب غلام تھے خلق کے پیشوا رہے

اُن سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

صدر الافاضل کی سُنی تو اپنے حکیم الامت کی بھی پڑھو

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب قدس سرہٗ کے مذکورہ بالا حوالہ پر مصنف بہت خوش ہے داد دے رہا ہے گو مفہوم اُلٹا سمجھ رہا ہے گویا خود مصنف مطالعہ بریلویت کے نزدیک آج مسلمانوں کی حالت اچھی نہیں مگر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کی سُنیے وہ صدر الافاضل کے برعکس کچھ اور ہی فرما رہے ہیں ــــــ تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ــــــ

"اس دو صدی کے اندر جس شان کے علماء ہندوستان میں گزرے ہیں اُن کے زمانہ میں ان کی مثال ممالک اسلامیہ میں بھی بہت کم ہے۔ ایک عالم تھے مکہ معظمہ میں درس میں فرمایا کرتے تھے کہ قرآن نازل ہوا عرب میں اور پڑھا اس کو مصریوں نے اور لکھا رومیوں نے اور سمجھا ہندیوں نے...... اسلام کی

جو اچھی حالت (تھانوی کے زمانہ میں) ہندوستان میں ہے وہ ممالک اسلام میں بھی نہیں [1] ؟"

کیوں جناب مُصنّف صاحب مُنصف بنو اور بتاؤ صدر الافاضل ٹھیک کہتے ہیں یا تھانوی صاحب — ؟ تھانوی کی مانو گے یا صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی مانو گے — ؟ خیال ہے تھانوی کی طرف پھسل جاؤ گے۔

بے موقع کی راگنی

صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط مفہوم اخذ کرنے کے بعد قطعًا بے موقع و بے ربط گفتگو کرتے ہوئے اپنے شیخ الہند مالٹوی کو سر پر اُٹھالیا اور مولوی محمود الحسن دیوبندی اور عبید اللہ سندھی کے گیت گانے شروع کر دیتے حالانکہ نہ یہ بتایا کہ یہ متنازعہ فیہ زیر بحث ہیں۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنّف ذہنی مریض ہے اور اس کا کوئی اصُول نہیں اور یہ ایک مسئلہ پہ جم کر دلائل سے بات کرنا سیکھا ہی نہیں کبھی ادھر کروٹ بدلتا ہے کبھی اُدھر کروٹ بدلتا ہے اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی بجائے ملّاؤں کی تعریفیں و قصیدہ خوانی شروع کر دیتا ہے اور مولوی محمود الحسن کی کارگزاریوں کے فرضی، وہمی اور خیالی افسانے سُنانے کے بعد بطور حوالہ صفحہ ۳۴ پر [1] لکھ کر حاشیہ پر کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہ دیا اور پھر صفحہ ۶۵ پر بار بار وہی تکفیر کا رونا رویا ہے۔ بار بار وہی پُرانا راگ سُنایا ہے کہ ہائے دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے دیوبندی اور بریلوی — حالانکہ ہم بصراحت عرض کر چکے ہیں کہ مسئلہ تکفیر ختم ہو سکتا ہے کہ اپنے چار یا پانچ مولویوں کی قربانی دو اتحادِ اُمّت کے لیے چار یا پانچ مولویوں کی قربانی بڑی بات نہیں جب ان چار یا پانچ گستاخوں کو گستاخ مان لیا اور علماء عرب و عجم کا فتویٰ ان چار یا پانچ افراد پر حق جان لیا مسئلہ تکفیر بھی اُٹھ جائے

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۵۸ ۔

گا۔ صرف انہی پر فتویٰ رہ جائے گا جنہوں نے کفر بکا لکھا چھاپا۔ آپ ذرا فراخدلی اور وسیع النظری سے کام لیں توہین کو توہین کفر کو کفر مان لیں اُن کی ناجائز حمایت اور جانبداری سے دستبردار ہو جائیں۔

علماء حق اور علماء سُو

مصنّف نے صفحہ ۶۵ پر محض مغالطہ دینے کے لیے بحوالہ رواہ الدارمی لکھا — آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنے والے دَور میں علماء حق اور علماء سُو کی خبر پہلے سے دے دی تھی۔

"اِن شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء (ترجمہ) بیشک بدترین لوگ بُرے علماء ہوں گے اور بیشک بہترین لوگ بھی علماء ہوں گے"

اور پھر لکھتا ہے حضرت علی المرتضیٰ سے بھی روایت ہے :-

"علماء ھم من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ ان کے علماء ان لوگوں میں سے جو آسمان کی چھت کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہیں پر لوٹیں گے۔"

سبحان اللہ! ماشاء اللہ، یہ تو میرے آقا و مولیٰ تاجدارِ عرب و عجم واقف لوح و قلم نبی غیب دان کا عظیم و جلیل معجزہ ہے کہ ایک مُنکرِ غیب سے اپنا علم غیب منوالیا۔ سیّدنا حضور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولیوں کے تاجدار کی عظیم کرامت و تصرّف ہے کہ ایک منکر سے اپنا غیب منوالیا۔

مُصنّف جی! یہ حدیث اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بد مذہب بدعقیدہ گستاخ ملّاؤں کے لیے ہیں جو توہین کو بُرا نہیں سمجھتے تکفیر کا رونا روتے رہتے ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ تو اپنے مطلب کے لیے

حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کا انکار کرنے کے لیے قرآن سے پڑھا کرتے ہیں :۔۔۔۔

"ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفسٌ ماذا تکسب غداً وماتدری نفسٌ بای ارض تموت ان اللہ علیمٌ خبیر۔ یعنی بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے"!

اس آیہ مبارکہ سے دیوبندی یہ استدلال کیا کرتے ہیں کل کیا ہوگا اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر۔ مگر مصنّف کی نقل کردہ حدیث شریف اور سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے قول سے پتہ چلا کہ بدترین لوگ بُرے علماء (علماءِ سوء) کا علم غیب تھا جبھی تو یہ خبریں دی گئیں ۔۔۔۔ وہابی بالخصوص مانچسٹروی دیوبندی مصنّف اب اپنے مُنہ پر تھوک لے۔ خود اس کے اپنے اکابرین ہی علماءِ سُو ہیں کہ انبیاء و مُرسلین اور محبوبانِ خدا کی توہین و تنقیص ان کا وظیفہ ہے اور دوسروں کو علماءِ سُو کہہ کر اپنے اکابر کی بداعمالیوں پر پردہ ڈال رہا ہے جیسے چور خود شور مچاتا ہے چور چور!

دماغی توازن کی بربادی

مُصنّف کے خرابی دماغ کی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار دہرا رہا ہے۔ ص۶۱ پر لکھتا ہے سوادِ اعظم اہلسنّت والجماعت کے دو ٹکڑے ہوگئے ص۶۲ پر لکھتا ہے اہلسنّت مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ ص۶۲ پر ہی ہے تفریق اور اختلاف میں فرق ص۶۳ پر ہے اہلسنّت مسلمانوں کے دو مستقل مکتب فکر قائم ہوگئے صفحہ ۶۵ تعمیر ملت اور تفریق ملت صفحہ ۶۷

اہلسنّت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے صفحہ ۶۷ اہلسنّت والجماعت میں مختلف جماعتیں ہیں۔۔۔۔۔۔ جماعت کے دو ٹکڑے ہوئے۔۔۔۔۔۔ دو مستقل مکتب فکر قائم ہوگئے۔۔۔۔۔۔ صفحہ ۶۷ پر ہی ہے اہلسنّت والجماعت کے دو ٹکڑے صفحہ ۶۸ الزامات اور اختلافات ۔۔۔۔ الغرض بار بار ایک ہی چیز ایک ہی بات کا اعادہ کر کے اپنے دماغی توازن کی بربادی کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

جہالت و بے علمی

مصنّف مطالعہ بریلویت نے جگہ جگہ اہلسنّت والجماعت لکھا ہے یا تو اہل السنّۃ والجماعۃ ہونا چاہیے یا اہل سنّت وجماعت۔ مصنّف کا اہل سنّت والجماعۃ لکھنا کس قاعدہ پر ہے۔ اگر اہل دیوبند میں کوئی اہل علم ہو تو اس پی ایچ ڈی اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈیمی کو سمجھائے۔ مگر کان کھینچ کر سمجھائے کیونکہ اس پر اثر ہونا بہت مشکل ہے۔ ضد اور جہالت کے بارہ میں بہت سخت جان ہے۔

سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تحریر میں تحریف

سیّدنا خواجہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسم گرامی بھی اس بدباطن مُصنّف کو مجبوراً لینا پڑا۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں پیروں فقیروں، اولیاء کرام سے مدد لینا شرک ہے، مگر اپنی غرض اور مطلب کے لیے پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب کی دہائی دی اور مدد طلب کی حضرت کی آڑ میں خود کو اہلسنّت ظاہر کرنا مقصود تھا لہٰذا حضرت مخدوم پیر سیّد صدر الدین ملتانی قادری گیلانی علیہ الرحمہ کے سوال کے جواب میں پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے جواب کا وہ حصّہ اس کی تحریف وخیانت کی نذر ہوگیا جس میں یہ ہے :۔۔۔۔

"بغیر انضمام کلمات تعظیم صرف لفظ بشر (سے) ذکر کرنا جائز

نہیں[1]"

اسی طرح مسئلہ حاضر ناظر پر بالکل مسلک سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کے موافق و مطابق ارقام فرمایا، لکھتے ہیں :—

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ العنصری ہر مکان و ہر زمان میں حاضر ناظر ہونا تو یہ امر مختلف فیہ ہے فقائل و منکرؔ کہ بکل وجہٖ میرے خیال میں ظہور و سریان حقیقت احمدیہ ہر عالم و ہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے ..... البتہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسد العنصری العینی کا پتہ بعض اہل مشاہدہ سے ملتا ہے[2]"

مگر مصنف مطالعہ بریلویت نے کمال خیانت سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی ضرورت کے یہ الفاظ نقل کیے :—

"میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہل سنت والجماعت سے ہیں —"

یہ الفاظ نقل کرکے بس ڈھنڈورہ پیٹ دیا کہ پیر صاحب گولڑوی نے ہم دیوبندیوں کو بھی اہل سنت مان لیا دیکھو ہمیں بھی اہل سنت ہونے کی ڈگری مل گئی — ارے خائین مصنف اس کے ایک ہی سطر آگے پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ یہ بھی تحریر فرما رہے ہیں :—

"ہرگز ہرگز مقصود نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ (گمراہ) نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظ بشر کا اطلاق جائز کہیں[3]"

بس اب تم خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھانک لو اور دیکھ لو تم نجدیوں وہابیوں کی طرح محض بشر کہتے ہو یا نہیں — اور یہ بھی دیکھ لو

[1] مہر منیر صفحہ ۳۵۴ [2] ایضاً صفحہ ۳۵۵ [3] ایضاً صفحہ ۳۵۴ ؎

کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مرحوم نجدیہ وہابیہ فرقہ کو فرقہ ضالہ (گمراہ) فرما رہے ہیں جب کہ تمہارے خود ساختہ قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صاحب لکھتے ہیں :—

"محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے ..... وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں"[1]

فرق صاف ظاہر ہے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فرقہ وہابیہ نجدیہ کو فرقہ ضالہ (گمراہ) قرار دے رہے ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ابن عبد الوہاب نجدی اور وہابیوں کے عقائد کو عمدہ قرار دے کر اُن (وہابیوں) کو اچھا کہہ رہے ہیں اور خود مصنف نے مطالعہ بریلویت کی مختلف جلدوں میں نجدیت وہابیت سعودیت کے ترانے گائے ہیں۔ ملاحظہ ہو جلد اوّل صفحہ ۱۰۹، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۸۶، ۱۸۹ و ۱۹۰ جلد اوّل کے علاوہ دوسری جلدوں میں بھی ایسا ہی ہے۔ اب مصنف خود بتائے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو وہ خود کتنا اور کیا مانتا ہے کیا پیر صاحب گولڑوی کا یہ وہابیت نجدیت سوز جملہ دل و جان سے قبول کرتا ہے "فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ"[2]

دیوبندی مولویوں کو پیر صاحب گولڑوی کا چیلنج مناظرہ

اس ظالم و کذاب و مفتری مصنف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام نامی کس قدر غلط استعمال کیا ہے۔ حضرت مخدوم سیدنا مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر و خلیفہ اعظم اور جانشین سے سُنیے وہ ایک اہم راز پر سے پردہ اُٹھاتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں "جناب

[1] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵۱ [2] مہر منیر صفحہ ۳۵۴ ؎

بابو جی کا ارشاد ہے کہ :—

"حضرت (سیدنا سید پیر مہر علی شاہ صاحب) فرماتے تھے جب میں (عرب شریف میں) حاجی (امداد اللہ) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ہندوستان کے چار مشہور علماء (نانوتوی۔ گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی اینڈ کمپنی والے) بھی حاضر درس تھے میری (سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی) تقریر کے اور حاجی صاحب کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا میں نے کہا میاں یہاں تو ایک باخدا انسان کی مجلس ہے یہاں سے کچھ حاصل کرنا چاہیے یہ مناظرہ کا مقام نہیں اگر آپ کو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آکر مجھ سے گفتگو کیجیے گا اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود (مناظرہ کے لیے) آپ کے مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس پر وہ (دیوبندی مولوی) خاموش ہو گئے۔" [1]

سرکار پیر صاحب گولڑوی کا عقیدہ و مسلک

"حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ) نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال۔ علم غیب عطا۔ سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یا رسول اللہ۔ زیارت قبور۔ توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصال ثواب کو جائز قرار دیا۔ معبودان باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر (پیشوائے دیوبندیت) مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی ...... وما اھل بہ لغیر اللہ کے معانی ......

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹ ؛

آیہ شریف میں مراد صرف اسی ذبیحہ سے ہوگی جس پر چھری چلاتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر کی بجائے غیر اللہ کا نام پکارا جائے گا۔" [1]

کیوں جناب مانچسٹروی مداری صاحب! آنکھیں کھول کر پڑھ لیا اب دل کھول کر دل و جان سے پیر صاحب گولڑوی کے عقائد و مسلک حقہ کو قبول بھی کر لو محض اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے پیر صاحب گولڑوی کا نام استعمال نہ کیا کرو — بتایا جائے سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت الامام احمد رضا قدس سرہٗ اور حضور قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کے عقیدہ و مسلک میں کیا فرق ہے — ؟ بتاؤ پیشوائے دیوبندیت مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان کا نام لے کر رد کیا یا نہیں؟ منہ اور تھپڑ میں کتنا فاصلہ رہ گیا ہے — ؟ ممکن ہے مانچسٹروی جی پکا ڈھیٹ بن کر کہہ دے اجی مدرسہ دیوبند بنانے والے دیوبندی علماء کو تو کچھ نہیں کہا تو پھر کہیں گے لو گنتے جاؤ مدرسہ دیوبند کے نمبر دو بانی اور فرقہ دیوبندیہ کے امام دوم کی وہابیت افروز روش کا نام لیکر کھلم کھلا کیسا رد و ابطال کیا جا رہا ہے، لکھا ہے :—

"محمد بن عبد الوہاب نجدی کی عمدگیٔ عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ — تعجب ہے مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شیخ (نجدی) محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی براہ راست زد خود مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ کی ذات گرامی پر پڑتی ہے جن کا ارشاد ہے ؎

[1] مہر منیر صفحہ ۱۳۲ ؛

ے شفیع عاصیاں ہو تم وسیلۂ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یارسول اللہ
کرم فرماؤ ہم پہ اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللہ

اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے برادر طریقت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب شیم الحبیب شم الطیب میں فرماتے ہیں۔ ے

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي — اَنْتَ فِي الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِي
دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لَيْسَ لِي مَلْجَأٌ سِوَاكَ اَغِثْ — مَسَّنِي الضُّرُّ سَيِّدِي سَنَدِي
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی

مصنف جی! ساری عمر کہاں جھاڑ جھونکتے رہے۔ نہ اپنے اکابر کے عقیدہ و مسلک کا پتہ نہ حضور قبلہ عالم سرکار گولڑوی علیہ الرحمۃ کے عقائد حقہ کا پتہ۔ کیا بس جوڑ توڑ کا فن ہی سیکھا تھا ــــــ؟ ذرا یہ بھی دیکھ لیں کہ مہر منیر میں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کا ذکر ہر دو جگہ صرف مولوی مولوی لکھ کر عامیانہ انداز میں کیا ہے جبکہ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا ذکر خیر یوں ہے: ــــــ

"حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ"

اور سیدنا اعلحضرت کے ایک رفیق خاص محب جانثار جن سے اصول و فروعات میں اعلحضرت کا کچھ بھی اختلاف نہ تھا جن کے صاحبزادے سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد قادری برکاتی رضوی سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کے تلمیذ و خلیفہ تھے ان کو یوں لکھا ہے: ــــ "حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث

ــــــــــــ

سورتی پہلی بھیت"۔ لہ

یہاں سے دو باتیں ثابت ہوتیں: ــــــ

(۱) اگر سیدنا اعلحضرت علیہ الرحمۃ معاذ اللہ مکفر المسلمین ہوتے اور تکفیر کا حکم شرعی غلط ہوتا تو آپ کو "حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ" نہ لکھا جاتا۔

(۲) یہ کہ آپ کی نظر میں محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کے عقائد کو عمدہ کہنا غلط تھا اس وجہ سے حضرت پیر صاحب گولڑوی نے مناظرانہ انداز میں صاف صاف اور ڈنکے کی چوٹ فرمایا: "تعجب ہے مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی زد براہ راست خود مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر پڑتی ہے"۔ ۲ہ

دیوبندی مولوی حاجی امداد اللہ صاحب سے اختلاف رکھتے تھے

اس کا فیصلہ بھی حضرت سیدنا سرکار گولڑوی علیہ الرحمۃ سے کرالیں۔ فرماتے ہیں:

"دیوبندی مکتب کے اکثر و بیشتر علماء کو حاجی (امداد اللہ) صاحب سے ارادت ہے (مرید ہیں) گو بعض مسائل میں انہیں (دیوبندی اصنام کو) حاجی (امداد اللہ) صاحب سے اختلاف بھی رہا مگر (حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید و خلفاء وہ علماء جو سُنّی بریلوی مکتب فکر کے مؤید و ہمنوا ہیں) مولانا احمد حسن کانپوری۔

ــــــــــــ

لہ مہر منیر صفحہ ۳۱۴ ۲ہ مہر منیر صفحہ ۲۶۳؎

مولانا لطف اللہ علی گڑھی ۔ مولانا محمد حسین الہ آبادی اور بہت سے آپ
(حاجی امداد اللہ صاحب) کے متوسلین علمائے کرام آپ کے مسلک کے پوری طرح پابند رہے[۱]
چلو اس کا فیصلہ بھی مہر منیر سے ہو گیا کہ حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید
دیو بندی مولوی اپنے پیر و مرشد کے مسلک سے پھر گئے تھے اور وہ حاجی صاحب
سے اختلافات رکھتے تھے جبکہ مسلک اہلسنت کے ترجمان و علمبردار علمائے
کے سب حاجی امداد اللہ صاحب کے مسلک پر پوری طرح قائم اور پابند
رہے دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت
امام احمد رضا بریلوی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا عقیدہ
و مسلک ایک تھا۔ ممکن ہے کہ یہاں کوئی شبہ ڈال دے کہ حاجی صاحب
مہاجر مکی نے تو اپنے بعض اقوال و ارشادات میں دیو بندی مولویوں سے اپنے تعلقات اور مودت
کا اظہار کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ وہ اقوال و ارشادات ان کے شدھی ہونے سے پہلے کے
ہیں۔ ایک شبہ یہ بھی ڈالا جاتا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے
مسئلہ تکفیر میں سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے مجموعہ فتاویٰ حسام الحرمین کی
تائید و تصدیق نہ فرمائی۔ اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ ایسا کہنے والا
پاگلوں کی دنیا میں رہتا ہے گستاخانہ عبارات پر تکفیر کا حکم شرعی اور
حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ کی بات ہے جبکہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی
کا انتقال ۱۳۱۷ھ میں ہوا تھا نیز ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ۱۸۵۸ء
میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور ۱۸۹۹/۱۹۰۰ء میں وہیں وفات
پائی۔ گویا تقریباً ۴۰/۴۱ سال قبل وہ مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور ان کے
وصال سے سات سال بعد حسام الحرمین کا ارتداد سوز ایمان افروز فتویٰ
معرض وجود میں آیا۔ اگر حاجی صاحب ۱۳۲۴ھ تک زندہ ہوتے تو حسام الحرمین

---

[۱] مہر منیر صفحہ ۱۲۹ ؛

پر ضرور تصدیق فرماتے جیسا کہ مکہ معظمہ اور ہندوستان میں موجود حاجی صاحب
کے بعض خلفاء نے حسام الحرمین پر تائید و تصدیق فرمائی۔ علاوہ ازیں ایک
حقیقت یہ بھی ہے کہ یہ کہاں ثابت ہے کہ علماء دیوبند نے اپنی گستاخانہ
کتب حاجی صاحب مہاجر مکی کو دکھائیں اور وہ ان کے کفریات پر
مطلع ہوئے ------؟

یہی بات حضرت پیر صاحب گولڑوی کے حوالہ سے بھی مغالطہ دینے
کے لیے کہی جاتی ہے کہ انہوں نے بھی تکفیر نہیں فرمائی۔ اس پر ہم یہ عرض
کریں گے کہ سابقہ معروضات میں حضرت سرکار گولڑوی سے کافی کچھ
ثابت کر چکے ہیں پھر بھی ان کے اس مطالبہ پر اتنا ضرور عرض کریں گے
کہ مختلف فرقوں کی کتابوں میں موجود و مرقوم گستاخانہ عبارات اور
کفریہ عقائد حفظ نہیں تھے اور حضرت ممدوح کی یہ ڈیوٹی نہیں تھی
کہ جن جن مولویوں اور فرقوں کے گستاخانہ عقائد ہیں وہ ان کا دروازہ
کھٹکھٹا کر ایک ایک گھر پر یہ کہتے چلے جائیں کہ بھئی تمہاری فلاں کتاب
کی فلاں عبارت گستاخانہ ہے اور تم اس وجہ سے کافر و مرتد ہو۔ یہ
سوال خود دیو بندیوں پر پڑتا ہے کیا انہوں نے تحذیر الناس۔ براہین
قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات حضرت
سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں ------؟ اگر
معاذ اللہ یہ عبارات اور گستاخانہ کتب ایسی ہی "وحی آسمانی" تھیں تو پھر
پیر صاحب گولڑوی سے علماء دیو بند نے ان عبارات کے عین ایمان و عین
اسلام ہونے پر تصدیق کیوں نہ حاصل کر لی؟

یہ سوال تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ نے
کہاں لکھا ہے کہ اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا
فتویٰ حسام الحرمین اور حکم تکفیر غلط ہے ------؟ یہ ثبوت تو خود دیو بندی حضرات

کوپیش کرنا چاہیے عین ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ حضرت ممدوح تک گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات نہ پہنچی ہوں۔ اس کو حسام الحرمین اور حکم تکفیر کے غلط ہونے کی دلیل بنانا محض خوش فہمی ہے۔

دیوبندی واں بھچروی سے مناظرہ

دنیا جانتی ہے اور مہر منیر ص ۳۳۷ گواہ ہے مشہور دیوبندی مولوی حسین علی ساکن واں بھچراں مولوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد و خلیفہ تھا۔ دورہ حدیث بھی گنگوہی صاحب سے پڑھا تھا اور مشہور مُنہ زور مُنہ پھٹ اور دلائل سے عاری مولوی غلام خاں پنڈی دیوبندی کا اُستاد تھا۔ گویا کہ مولوی حسین علی واں بھچروی اوپر نیچے اور آگے پیچھے سے دیوبندی تھا۔ اس مردود نے قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کو بار بار مناظرہ کا چیلنج دیا حضرت اپنے سالانہ روحانی دورہ پر واں بھچراں پہنچے۔ اس دیوبندی مُلاّں کا خیال تھا کہ پیر فقیر جاہل ہوتے ہیں پھر پیر صاحب کو چیلنج دیا غنڈہ گردی کے لیے حضرت کی قیامگاہ پر بد معاش بھیجے اور خود پیر صاحب سے مناظرہ کے لیے اصرار کرنے لگا۔ موضوع مناظرہ علم غیب۔ ندائے یارسول اللہ۔ یاشیخ عبدالقادر جیلانی اور سماع موتیٰ تھا — الغرض مختصر یہ کہ مسئلہ علم غیب پر آیہ کریمہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ پر حضرت نے چند سوالات کیے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا چہیتا تلمیذ حواس باختہ ہو گیا زبان گنگ ہو گئی۔ پیر صاحب سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہوئی۔ تفصیل مہر منیر ص ۳۳۷ تا ص ۳۴۴ پر موجود ہے۔ حوالہ جات تو اس موضوع پر اور بھی بہت کافی ہیں مگر اختصار مانع ہے اُمید ہے مصنف آئندہ مہر منیر اور قبلہ عالم گولڑوی علیہ الرحمۃ کا نام لے کر مغالطہ دینے کی جرأت نہ کریگا۔

مصنف ص ۷۰ پر لکھتا ہے مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا میر حسن سیالکوٹی۔ مولانا غلام رسول عرف رسل بابا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال۔ حکیم اجمل خاں۔ مولانا شوکت

علی۔ ڈاکٹر انصاری۔ مولانا ظفر علی خاں۔ پیر سید مہر علی شاہ۔ چوہدری افضل حق۔ مولانا حسرت موہانی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری۔ خواجہ سراج الدین۔ حضرت پیر مانکی شریف۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی۔ حضرت عبدالقادر قصوری۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی۔ مولانا ظہور احمد بگوی جیسے کئی حضرات تھے جنہوں نے اس ماحول میں آنکھیں کھولیں۔ جب مولانا احمد رضا خاں تکفیر کی مہم شروع کر چکے تھے۔ مولانا احمد رضا کے الزامات اُردو زبان میں تھے ان کے سامنے بھی آئے مگر ان حضرات نے خاں صاحب کے ان الزامات کی کبھی تصدیق نہ کی"

مصنف کی اس چرب زبانی کے متعدد جوابات ہیں:—

اوّل تو ان حضرات میں مستند عالم دو تین ہیں یہ حکیم ڈاکٹر اور شاعر اور پیر صاحب سبھی فتاویٰ نہ لکھتے تھے۔

دوم یہ کہ ان حضرات میں بعض وہ "مولانا" ہیں جو محض نماز پڑھنے یا تھوڑے بہت مذہبی افکار رکھنے کے باعث بابو اور لیڈر قسم کے لوگوں اور مسٹروں میں مولانا خیال کیے جاتے ہیں۔

سوم یہ کہ کیا مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا میر حسن۔ مولانا غلام رسول۔ ڈاکٹر اقبال۔ حکیم اجمل۔ مولوی ظفر علی خاں۔ ڈاکٹر انصاری۔ میاں شیر محمد شرقپوری۔ حسرت موہانی۔ چوہدری افضل حق وغیرہ کا فتویٰ کفر منکرین ختم نبوت۔ قادیانی اور رافضیوں کے متعلق آپ کے پاس موجود ہے ان حضرات کا دستخطی مہری فتویٰ کفر دکھایا جا سکتا ہے؟

چہارم یہ کہ مولانا غلام محمد گھوٹوی اور پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حوالہ جات دیوبندیوں وہابیوں کے متعلق کافی گزر چکے ہیں کیا مصنف کا ان پر ایمان ہے —؟

پنجم ان حضرات میں بعض وہ ہیں مثلاً حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی وغیرہ جو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے پہلے گزرے ہیں۔ اس وقت فتویٰ حسام الحرمین

منظرِ عام پر نہ آیا تھا۔ مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی۔ عطاء اللہ بخاری۔
حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ شاہ سعود ابن سعود کے متعلق ڈاکٹر اقبال اور مولانا
ظفر علی خاں کی جو رائے ارمغان حجاز۔ چمنستان۔ بہارستان وغیرہ میں ہے وہ
مصنف کے لیے قابلِ قبول ہے ان میں سے بعض واقعی بزرگوں اور بعض
ڈاکٹروں حکیموں۔ چودھریوں لیڈروں اور شاعروں کا نام محض دفع الوقتی کے لیے
مغالطہ دینے کے لیے لکھ دیا ہے۔ کیا یہ حضرات فتاویٰ دیتے تھے ——؟ پھر
مصنف کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ صفحہ ۹ کی اس فہرست میں جو واقعی
بزرگ اور عالم ہیں اُن کے سامنے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان
وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات رکھی گئیں انہوں نے ان گستاخانہ عبارات کو
عین اسلام عین ایمان قرار دیا۔ محض اندازاً ہی یہ کہہ دینا کہ ایک لڈو میرا ہے
ایک میرے صاحب کا ہے یہ کافی نہیں جب تک صاحب خود یہ نہ کہے کہ ایک
لڈو میرا ہے ایک میرے نوکر کا ہے۔

مکفر المسلمین یا مکفر المرتدین

اور سنیئے ماہنامہ المیزان بمبئی جو حضرت محدث اعظم ہند علامہ ابوالمحامد سید
محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ والاجاہ
شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی سلمہٗ کی سرپرستی میں شائع ہوتا
ہے المیزان بمبئی نے ۱۹۷۶ء میں ایک طویل وضخیم عظیم الشان امام احمد رضا نمبر
شائع کیا جو ۶۴۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ —— اس عدیم المثال امام احمد
رضا نمبر کا مُنہ چڑاتے ہوئے مصنف مانچسٹروی دل کی بھڑاس نکالتا ہے۔ اوّل
تو بغض وحسد اور اندرونی بخاراس سے ہی واضح ہے کہ مصنف صفحہ ۱۷ پر عنوان
یہ قائم کرتا ہے "مکفر المسلمین کا خطاب" حالانکہ کسی بھی حکومت یا علماء کرام
یا مشائخ عظام نے حضور اعلیٰحضرت کو مکفر المسلمین کا خطاب نہیں دیا بلکہ المیزان کے
صفحہ ۲۹ پر "تہمتوں کے انبار" کے زیرِ عنوان لکھا ہے "دوسری جانب

مسلسل تقریر وتحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کیا
جا رہا ہے .... ان پر تہمتوں کے انبار ہیں .... امام احمد رضا کے
متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے بریلی میں انہوں نے کفر سازمشین
نصب کر رکھی تھی" اس ذراسی بات کو جو اعلیٰحضرت امام بریلوی پر تہمتوں
کے ضمن میں الزام تراشیوں کے باب میں لکھی گئی۔ مصنف معاند نے
اندرونی غلاظت بغض کی وجہ سے "مکفر المسلمین کا خطاب" کا عنوان
دے کر شائع کیا ہے جس سے واضح ہے کہ متن عنوان کے برعکس ہے۔
حالانکہ المیزان ہی میں ان دو سطروں کے بعد یہ بھی ہے "امام احمد رضا
اس ہیرے کی مانند ہیں جو اپنی تابناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا
چاہ رہا ہو لیکن اس پر غلط فہمیوں الزام تراشیوں کی خاک ڈال
کر چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہو" [1]

قارئین مصنف خود بتائے کہ عبارت مذکورہ بالا میں مکفر المسلمین
کا خطاب دیئے جانے کا ذکر کہاں ہے ——؟ حضور اعلیٰحضرت قبلہ
قدس سرہٗ کو مکفر المسلمین کہنا محض بغض وحسد کی بناء پر دل ہی کی
بھڑاس ہے نہ وہ اپنی گستاخانہ کفریہ عبارات کو قرآن واحادیث
کی نصوص سے اسلامی عبارات ثابت کر سکے نہ کر سکتے ہیں مکفر المسلمین
تو وہ ہوتا ہے جو مسلمانوں کو بلا وجہ کافر قرار دے اور جو فی الواقع
گستاخانِ رسول کو توہینِ رسالت اور تنقیصِ الوہیت کے جرم میں
مرتد قرار دے تو وہ مکفر المسلمین نہیں بلکہ مکفر المرتدین ہے۔

مصنف کا علمی حدود اربعہ دیکھیئے قرآن واحادیث کی بجائے
اب لیڈروں اور ایڈیٹروں، ڈاکٹروں، پیروں، حکیموں سے اپنے

---

[1] المیزان بمبئی امام احمد رضا خان نمبر صفحہ ۲۹ ؎

کفریات کو اسلام ثابت کرنے لگا ہے گو اب معاذ اللہ قرآن و احادیث منسوخ ہو چکے ہیں ___؟

اُلٹا چکر اور اقرارِ کفر

مصنف نے صفحہ ۶۸ پر ایک عنوان "الزامات اور اختلافات میں فرق" کے تحت لکھا ہے :___

"مثلاً ہم قادیانیوں کو کہتے ہیں کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہو۔ وہ کہتے ہیں ہاں ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اب ہم میں اور قادیانیوں میں حقیقی اختلاف قائم ہو گیا لیکن اگر ایک فرقہ دوسرے کو الزام دے کہ تم نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہو، اور دوسرا کہے ہرگز نہیں جو نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر بتلائے وہ مسلمان نہیں ہم اسے دائرۂ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں ...... تو یہ اختلاف نہ ہوگا الزام ہوگا ..... اب تک محض الزامات کے سہارے ہی اختلافات کی خلاف واقع رٹ لگائی جا رہی ہے" [1]

ہم کہتے ہیں قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی دجال کو نبی مان کر اقراری کافر و مرتد اور دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہوئے اُن پر یہ ایک وبال لیکن دیوبندیوں پر دو وبال و عذاب۔ ایک یہ کہ تقویۃ الایمان میں صاف صاف لکھا ہے نہ لکھا ہو یا ہم نہ دکھا سکیں تو پانچ ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ اگر دکھا دیں تو اپنے جھوٹے طائفہ سے علی الاعلان دستبردار ہو کر تجدید ایمان کر لینا۔ آیئے دیکھیے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل میں صاف لکھا ہے کہ :___

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۸، ۶۹ ؎

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے ". . . . انبیاء و اولیاء، امام زادے پیر، شہید یعنی اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی ___" [1]

اقرار مولوی گنگوہی حضور علیہ السلام بھائی

یا تو مصنف مطالعہ بریلویت اتنا بڑا جاہل اور مطلقاً لاعلم و بے خبر ہے کہ اُس کو اپنے مسلّمہ اکابر کی کتابوں کے مندرجات اور عقائد کا علم نہیں یا پھر پرلے درجہ کا مکار اور جھوٹا ہے۔ ___ مولوی اسماعیل کا حوالہ اوپر گذرا، اب دیوبندی جماعت کے امام دوم مولوی رشید احمد گنگوہی کا واضح اقرار ملاحظہ ہو، لکھتا ہے :___

"بڑا بھائی کہنا بھی اُس نفس بشریت کی وجہ سے ہے . . . . . حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو بایں رعایت تقویۃ الایمان میں اس لفظ (بڑا بھائی کہنے) کو لکھا ہے" [2]

مولوی اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان نے حضور اقدس سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی لکھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اعتراف و اقرار کیا اب تو الزام الزام نہ رہا حقیقت بن گیا اب تو آپ یہ چکر نہ چلا سکیں گے کہ الزام اور اختلاف میں فرق ہے ___ اب ایک طرف تو اسماعیل دہلوی اور رشید احمد گنگوہی کا بڑا بھائی کہنے پر اقرار و اعتراف ہے اور ایک طرف آپ (مصنف مطالعہ بریلویت) کا یہ فتویٰ ہے ___

"جو نبی کا درجہ بڑے بھائی کے برابر بتلائے وہ مسلمان نہیں ہم

[1] تقویۃ الایمان ص ۲۸ از مولوی اسماعیل دہلوی [2] فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۹۶ ؎

اُسے دائرۂ اسلام سے باہر سمجھتے ہیں"۔[1]

آپ کے فتویٰ سے مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی مسلمان نہ رہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے اپنے ملاؤں کو تکفیر سے بچانے کے لیے چکر چلایا تھا اور ہزاروں صفحات سیاہ کیے تھے اور خود ہی اُن کو غیر مسلم مان کر دائرہ اسلام سے خارج کر گئے۔ — یہ ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی زندہ و تابندہ کرامت کہ بدترین دشمن بھی آپ کے فتویٰ تکفیر کی تائید و حمایت کر گیا ؎

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا
دین نجدی پائمال سُنیاں ہو جائے گا

بڑا بھائی کہنے والے پر فتویٰ کُفر مصنف مطالعہ بریلویت نے بیک جنبش قلم اپنے چوٹی کے اکابر مولوی اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ اب مشہور دیوبندی مصنف مولوی فردوس قصوری کا فتویٰ کفر بھی ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:—

"جو شخص یہ کہے کہ نبی علیہ السلام کو ہم پر صرف اتنی ہی فضیلت ہے جتنی کہ بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ کافر ہے"۔[2]

لیجئے صاحب مولوی فردوس قصوری دیوبندی کے فتویٰ سے مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کافر ہوئے۔

بڑا بھائی کہنے والا دائرہ ایمان سے خارج کہتے ہیں کہ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۶۸ [2] چراغ سنت جلد اول صفحہ ۱۳۵ ؎

اسی طرح خالد محمود مانچسٹروی اور مولوی فردوس قصوری دیوبندی سے آگے اِن کے "رئیس المحدثین" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی بھی مولوی اسماعیل دہلوی کے لیے دائرہ ایمان سے خارج ہونے کے فتویٰ کا گلدستہ بنائے کھڑے ہیں ملاحظہ ہو:—

"ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا (علماء دیوبند کا) عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔"[1]

سُبحان اللہ! ماشاء اللہ! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ؎

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

المهند على المفند یہ وہ کتاب ہے جس پر مولوی محمود الحسن مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ مولوی میر احمد حسن امروہوی دیوبندی۔ دیوبندی مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن فتاویٰ دار العلوم دیوبند والے۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد احمد سابق مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید۔ مولوی مسعود احمد گنگوہی خلف مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی مفتی کفایت اللہ دہلوی جیسے صف اول کے ایک درجن سے زائد مولویوں کی تائید و تصدیق موجود ہے گویا کہ بجز مولوی رشید احمد گنگوہی کے تمام

---

[1] المهند على المفند صفحہ ۱۲ ؎

اکابر دیو بند نے اجماعی طور پر مولوی اسماعیل دہلوی کو دائرۂ ایمان سے خارج قرار دیا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ مولوی مانچسٹروی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہار کے صحافی ارشد القادری نے تحریری اقرار کیا ہے: "علماء دیو بند ...... نصف صدی سے سارے جہان میں موردِ الزام ہیں"[1] مصنف کو علامہ ارشد القادری مدظلہ کا نام لینے کی جرأت ہے! دیو بندی نسل اُن کی کتنی مقروض ہے مصنف کو اچھی طرح معلوم ہے بہر حال مصنف علامہ ارشد القادری کے اس جملہ پر خوشی سے جھوم گیا اور بغلیں بجا رہا ہے نصف صدی سے الزام ہی الزام ہیں۔ ہر الزام حقیقت نہیں ہوتا ـــ ارے بیوقوفوں کے بادشاہ علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے "علماء دیو بند ...... نصف صدی سے سارے جہان میں موردِ الزام ہیں"؟ ہاں ٹھیک ہے جن الزامات پر سارا جہان گواہ ہے بلاشبہ وہ عین حقیقت ہیں الزام نہ رہے کیا تم کو سارے جہان کی گواہی کا بھی اعتبار نہیں ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ملزمان ـــ (دیوبندی مولویان) اپنی صفائی بھی تو صحیح معنی میں پیش نہیں کر سکے ہوا یہ کہ ایک الزام کی صفائی پیش کی اس صفائی میں صفایا ہوگیا اور زیادہ بڑی طرح اُلجھ گئے اور بڑی طرح پھنس گئے جیسا کہ خود تم نے صفائی پیش کی تھی یا مولوی فردوس قصوری نے صفائی پیش کی تھی یا مولوی خلیل انبیٹھوی نے صفائی پیش کی تھی جو مولوی اسماعیل اور مولوی رشید گنگوہی کے کفر پر اقبالی ڈگری بن گئی۔ ع

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

کھسیانی بلی: مصنف اور اس کے اکابر کو سیدنا مجدد اعظم سرکار

---

۱ جماعت اسلامی صفحہ ۱۱

اعلحضرت قدس سرہٗ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف جلیلہ کا رد و جواب لکھنے کی تو جرأت و ہمت نہ ہوئی حالانکہ قاسم نانوتوی کے سوا اکثر و بیشتر مولویان دیو بند نے سیدنا اعلحضرت امام اہلسنت کا زمانہ پایا دُنیا بھر میں آپ کی محققانہ تصانیف کا شہرہ عام تھا وہ معاصرین تو جواب یا رد لکھ نہ سکے اور آج ۷۵ سال بعد بے چارہ علم و عقل سے کورا ملاں مانچسٹروی پیدا ہوا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے

تیرے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

اور کچھ نہیں جل بھن کر صفحہ ۲۷ پر ایک عنوان "جاہلوں کے پیشوا کا خطاب" پرلے درجہ کے بے وقوف نے ایک مقرر کی اس بات کو خطاب بنا دیا۔ ـــ "ایک مجلس میں جہاں یہ راقم (مولانا پروفیسر مسعود احمد صاحب) بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں"[1]

بتایا جائے اس عبارت میں جاہلوں کے پیشوا ہونے کا خطاب دینے کا کہاں ذکر ہے ـــ؟ بات کا خطاب بنا دیا خود جاہل ہونا اور بات ہے جاہل کا پیشوا ہونا اور بات ہے اور یہ اور بات ہے کہ یوں کہا جائے کہ فلاں شخص کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں ـــ ظاہر ہے کہ ان تمام باتوں میں بڑا فرق ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر بزرگ کے پیروؤں میں جاہل بھی ہوتے ہیں پڑھے لکھے بھی ہوتے ہیں ـــ کیا مولوی رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے تمام پیروؤ عالم و فاضل فقیہ اور محدثین ہیں ـــ؟ ان کے پیروؤں میں زیادہ تر جاہل ہیں یا نہیں یا زیادہ تر عالم ہیں ـــ؟ سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ کے پیروکاروں میں جاہلوں کا بھی ہونا جاہلوں کے پیشوا ہونے کا خطاب نہیں بن جائے گا۔ حضور اعلحضرت کے جو جاہل پیرو ہیں بتاؤ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں یا نہیں ـــ؟ لا محالہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں اگر کوئی

---

۱ بحوالہ فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۵

بے شرم یوں بکے کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جاہلوں کے نبی ہیں تو یہ اُس کی حماقت ہوگی یا نہیں ــــ ؟ اسی طرح جو جاہل اعلیٰحضرت کے پیر ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں یا نہیں ــــ ؟ لازماً ہیں تو کوئی مصنف مطالعہ بریلویت جیسا نامراد یوں کہے "اللہ تعالےٰ تو جاہلوں کا خدا ہے" تو اُس کی یہ بکواس قابل مذمت ہے یا نہیں ــــ ؟ اور یہ کہ کیا جاہلوں کا خدا جاہلوں کا رسول کہنے سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا تعالیٰ جل و علا اور حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا...... ہونا لازم آئے گا؟

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اب ہم مصنف کو اس کے رجسٹرڈ ٹریڈ مارک حکیم الامت کی دکان پر لیے چلتے ہیں جو کہ فرماتے ہیں کہ چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے ہی حصے میں آگئے ہیں[1] کیوں جناب مصنف صاحب ذرا غور فرمائیے کہیں اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اشرف علی تھانوی احمقوں کے پیر ہیں یا تھانوی کے تمام دیوبندی مرید احمق ہیں۔ اُمید ہے کہ اب مصنف کو مرض اُلٹے مطلب سے افاقہ ہو جائے گا۔

ظفر علی خان کا سہارا کہتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت غنیمت ہوتا ہے مولوی ظفر علی خان ایک لیڈر وایڈیٹر اور ایک شاعر تھے شہزادہ اعلیٰحضرت مخدوم اہلسنت سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف ایک نظم لکھنے پر مصنف مطالعہ بریلویت نے ظفر علی خان کو اہل دل بنا دیا گویا کہ بس مولوی ظفر علی اہل دل تھے۔ کیا مولوی قاسم نانوتوی رشید

[1] الافاضات یومیہ جلد ا صفحہ ۲۳۲ ؂

احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی بے دل ہیں ؟ کیا مصنف خود بے دل ہے ؟ بے دل کوئی انسان تو کیا جانور بھی نہیں ہے۔ مگر سیدنا امام حجۃ الاسلام بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف نظم لکھنے پر مانچسٹروی نے ظفر علی خان کو خصوصی طور پر اہل دل قرار دیا اور مسرت سے جھوم اُٹھا باچھیں پھول گئیں ــــ گویا میدان مار لیا ــــ ذرا مہر منیر کو ہی دیکھ لیا ہوتا۔ مہر منیر تمہارے نزدیک معتبر ہے اس میں لکھا ہے کہ "مولوی ظفر علی خان کانگریس میں تھے اس (کانگریس سے) اختلاف کی ابتداء کراچی میں کانگریس کے سالانہ اجلاس میں ہوئی اس طرح مولوی ظفر علی نے ہندو کانگریس کو چھوڑا۔ دیکھو مہر منیر صفحہ ۲۷۰ اور یہ بھی بتا دوں کہ مولوی ظفر علی خان جب ہندو کانگریس میں تھے...... "ہندو کانگریس کے ساتھ تعاون کی ہنگامی ضرورت وغیرہ مسائل پر (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے سامنے) بولتے رہے مگر جب قبلہ عالم قدس سرہٗ نے شرع شریف کی روشنی میں ان معاملات (ہندو کانگریس سے تعاون وغیرہ) پر اپنا مسلک بیان فرمایا تو (ظفر علی خان) خاموش ہو گئے"[1]

مقصد یہ بتانا ہے کہ جن دنوں سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ لاہور تشریف لائے اُن دنوں مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار ہندو کانگریس میں گاندھی جی کے ہمنوا تھے یہ بات کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ حضرت سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے ہندو کانگریس اور گاندھی پرست وطنیت کے قائل ہندو مسلم بھائی بھائی کے عامل اور اکھنڈ بھارت کے حامی کانگریسی لیڈروں اور ملاؤں کا لاہور کے جلسہ عام میں رد و ابطال کیا تھا اور کانگریس نواز علماء پر فتوی شرعی جاری کیا تھا۔ اس لیے ظفر علی خان اُس

[1] مہر منیر صفحہ ۲۷۷ ؂

وقت بحیثیت کانگریسی تڑپ کر رہ گئے تھے احکام دینیہ فتوی شرعیہ کا جو
نظم کی صورت میں ہی دے سکتے تھے لہذا انہوں نے کانگریسی ہونے کے ناطے
نظم لکھ ڈالی جو بہارستان کی بہار کے ساتھ ساتھ خالد محمود کے دل کا قرار
بہارستان کی اس نظم کا مفصل جواب اپنی ضخیم کتاب برہان صداقت بر
بطالت صد ۲۵۲ پر دیا ہے جو کہ مصنف کی تیمار داری کے لیے دوبارہ لکھا جا

مولوی ظفر علی خاں مصنف نے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر وہاں
مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی
پر بہارستان سے نقل کی ہے۔ ؎

اوڑھ کر حامد رضا آئے بدعت کا لحاف
ذات اس کی ہے مجدد بات اس کی لام کاف

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد صد ۲ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔
"ظفر علی خاں نے اعلحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا۔"
جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داد دینے کا فرض ادا کر دیا۔ "حق" اور فرض
ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بےخبری کا بھانڈا پھوڑتے ہیں۔

بے خبری ولاعلمی مصنف سیف حقانی نے بہارستان سے ظفر علی خاں کی
نظم تو نقل کر دی اور اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دے دیا
لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے کس کے متعلق کہی ہے
ظفر علی خاں نے بزعم خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادہ اعلحضرت حجۃ الاسلام مولانا
شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف لیکن مصنف سیف
حقانی یہ نظم نقل کر کے صد ۲ پر لکھتا ہے۔
"ظفر علی خاں مرحوم نے اعلحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا۔"
حالانکہ نظم کے پہلے مصرعہ میں حجۃ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے
اور یہ نظم لاہور میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالے علیہ کی تشریف آوری

کے موقعہ پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون سی
گیا ہیں ہے وہ بےخبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلحضرت
(مولانا احمد رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی
ظفر علی خاں کی یہ بےخبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔ ؎

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے۔ ؎

ذات انکی ہے مجدد بات انکی لام کاف

کیا بات ہے اس سخن فہمی اور سخن سازی کی۔ بتایا جائے مولانا حامد رضا
خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہل سنت اعلحضرت فاضل
بریلوی قدس سرہٗ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاف نہ کہ
حجۃ الاسلام قدس سرہٗ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگرچہ ظفر
علی خاں نے حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ سے
متعلق یہ بےڈھنگی تک بندی کر ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجۃ الاسلام
مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید شیخ القرآن مولانا محمد
عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح میں کہتے ہیں۔ ؎

حج کو جب جا رہے تھے ہزاروی عبد الغفور
آسماں برسا رہا تھا اُن پہ نُور [1]

اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد
رشید مولانا عبد الغفور ہزاروی کی مدح میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ
بخاری صاحب سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ؎

ہوں آج سے مرید میں عبد الغفور کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نُور کا

---

[1] چمنستان از ظفر علیخاں ؂

بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ
ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شعور کا

مُصنّف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اور زمانہ تھا۔ جب ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف نظم لکھی۔ لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید اور تلمیذ عزیز مولانا عبد الغفور ہزاروی کے مرید ہوگئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم میں خود اعتراف کر رہے ہیں۔ اور پھر یہی ظفر علی خاں ہیں جو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کو یوں ادھیڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ؎

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر ۱؎

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر الاحرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں اُڑاتے ہیں۔ ؎

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ لکھوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے ۲؎

اور سُنیئے "بابائے صحافت" ظفر علی خاں ایڈیٹر و بانی زمیندار کی ایک نظم یہ بھی ہے ؎

ابن سعود کیا ہے ؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر

۱؎ چمنستان صفحہ ۱۸۷ ۲؎ ایضاً صفحہ ۴ ؛

اسلامیوں پہ اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر ۱؎

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابو الکلام آزاد دیوبندی کانگریسی کو یوں لتاڑا ہے ؎

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے
قسم ہے مجھ کو اے آزاد تیری بو الکلامی کی

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اسی پہ ہے یہ دعوی کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے
ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے
سرکار مدینہ سے نہیں ان کا سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ
جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
اور شرع کی تذلیل ہے احرار کا دھندا
پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی
گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خون سے جب کھیلتے ہوں ہولی
احرار کو پھر آج سے کیوں لکھیے نہ اشرار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

۱؎ نگارستان صفحہ ۲۵۲ ؛

سوجھی شہدا پر انہیں مردار کی پھبتی | سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بیٹو! یہ ہے احرار کی پھبتی | گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھاوے تو یہ خوش ہیں | مسجد کا نشاں کوئی مٹاوے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہاوے تو یہ خوش ہیں | لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان ۲۳۲، ۲۳۱ - از مولوی ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی ظفر علیخاں نے حق ادا کیا ہے یا نہیں — ؟

مطالعہ بریلویت صفحہ ۷۵ پر بعنوان "صورتحال کی تحقیق" پر زبانی جمع و خرچ ہے الزام ہی الزام ہے کوئی حوالہ مذکور نہیں ہے اور سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ کو مکفر المرتدین کی بجائے مکفر المسلمین لکھ کر اپنا جی راضی کیا ہے اسی طرح صفحہ ۷۶ پر بھی "آستانہ بریلی میں باریابی" کے زیر عنوان بلا دلیل و حوالہ وہی پرانی باتیں ہیں اور کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہیں ہے صفحہ ۷۷ پر بھی بعنوان مولانا احمد رضا کا فیصلہ تفریق"! اس کا جان لیوا مرض ہے دیوانگی کے عالم میں وہی پرانی جھک بازی ہے کوئی حوالہ نہیں ہے اور ذیل میں پراپیگنڈہ کے انداز میں سعودی نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء نہ کرنے کا رونا رویا گیا ہے مگر لفاظی ہی لفاظی ہے اور ہانکے کا فرکہدیا اور ہانکے تکفیر کر دی — بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوتی ہے۔ سعودی عرب عالم اسلام کا دینی مرکز ہے۔ ان وہابی اماموں کے پیچھے لاکھوں مسلمان نماز پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ان پڑھ گنوار آدمی ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ چھوٹا موٹا سہارا ڈھونڈ کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں ہم مصنف مطالعہ بریلویت سے پوچھتے ہیں کہ کیا نہیں وہابی نجدی حکومت نے نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھوانے

کے لیے پراپیگنڈہ سیکرٹری رکھا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین میں جبر نہیں۔ تم لوگوں نے کیوں سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔ نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھنا ضروریاتِ دین یا ارکانِ اسلام یا ارکانِ نماز میں سے نہیں ہے۔ جیسے قرآن عظیم نازل ہوا یا حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام مبعوث فرمائے گئے۔ اسی طرح نجدی وہابی ائمہ کوئی وحی آسمانی کی طرح آسمان سے نازل نہیں ہوئے یا انبیاء و مرسلین کی طرح مبعوث نہیں کیے گئے۔ نہ وہ مامور من اللہ۔ اس کتاب مطالعہ بریلویت میں جگہ جگہ سعودی حکومت نجدی وہابی ائمہ کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ ہم اس موضوع پر ان شاء اللہ تفصیل و جامعیت سے گفتگو کریں گے۔

ایک زناٹے دار حوالہ

سردست ہم مصنف مطالعہ بریلویت کی ضیافت طبع کے لیے ایک زناٹے دار حوالہ پیش کرتے ہیں جس کا جواب مصنف تو کیا اس کی آنے والی نسلیں بھی نہ دے سکیں گی۔ لیجئے سنیئے اور جواب دیجئے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث و صدر مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں: —————

"شانِ نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں۔"[1]

دیکھیئے! دُوربین کے شیشے والی عینک لگا کر پڑھیے اس عبارت میں صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے اقرار و اعتراف کیا ہے کہ وہابیہ نجدیہ "شانِ نبوت و حضرت رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں" اور جو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے بلکہ

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷ چھاپہ دیوبند و چھاپہ لاہور۔

نہایت گستاخی کرے وہ یقیناً قطعاً کافر و مرتد، بے ایمان، دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مولوی حسین احمد کے نزدیک وہابی نجدی شان نبوت و شان رسالت میں نہایت گستاخی کرنے والے ہیں اور ٹانڈوی صاحب کے نزدیک دوسرے لفظوں میں کافر و مرتد ہیں دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں تو جو شخص نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت گستاخ ہو دوسرے لفظوں میں کافر و مرتد ہو تو ایسے ائمہ کی اقتداء میں نماز کس طرح جائز ہے اور اس کی کیا دلیل ہے ؟ یا تو مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی قبر کو پیٹو اس کی ہڈیوں کو باہر نکالو کہ تم نے وہابی نجدی جیسے متقی لوگوں کو شانِ نبوت میں گستاخ کیوں کہا ہماری ناک کیوں کٹوائی یا پھر یہ ثابت کرو کہ نہایت گستاخی کا معنی نہایت تعریف و توصیف نعت و منقبت ہے ___ ؟ جب صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد وہابیوں کو شان رسالت و شانِ نبوت میں نہایت گستاخ مان رہا ہے وہ تو "مدنی" تھا مکہ مدینہ میں اس نے خود نجدیوں وہابیوں کو گستاخی کرتے دیکھا ہوگا تو وہابیوں کو گستاخ کہا، تو اب خود ہی بتاؤ ہم شانِ نبوت کے گستاخوں کی اقتداء میں نماز کیسے برباد کریں ؟ زبان حال سے کہو ؂

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

یہ چھک بازی بھی تیری بہت اوچھی ہے۔ سعودی عرب عالم اسلام کا دینی مرکز ہے بلاشبہ حرمین شریفین طیبین عالم اسلام کے عظیم و جلیل بے مثال و لاجواب دینی ایمانی مرکز ہیں مگر معاف کرنا یہ مرکزیت حضور جانِ نور شفیع اُمت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے یا شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور آل سعود کی بنا پر ہے اور یہ عرب شریف یا حجاز مقدس کو سعودی عرب بنانے والے کون ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نام محمدی عرب نہیں

رکھا۔ سیدنا صدیق اکبر عتیق و اطہر رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام صدیقی عرب نہیں رکھا۔ سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام فاروقی عرب نہیں رکھا۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اس ملک کا نام عثمانی عرب نہیں رکھا۔ حضور سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا حیدر کرار نے اس ملک کا نام علوی عرب یا حیدر عرب نہیں رکھا تو یہ نجدی سعودی کون ہیں اور کس منہ سے اس عظیم ملک کو سعودی عرب قرار دے کر باپ دادا کی میراث بنا رہے ہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ باقی رہا لاکھوں نماز پڑھتے ہیں کا معاملہ تو ہم عرض کریں گے کہ کروڑوں نہیں بھی پڑھتے اگر لاکھوں پر ہی فیصلہ ہے تو لاکھوں مسلمان سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد۔ سیدنا گنج بخش فیض عالم۔ سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز۔ حضور سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے مقدس مزاروں پر حاضری بھی دیتے ہیں۔ ___ سعودی نجدی وہابی ائمہ یہاں وہابیت پھیلانے، وہابیت نجدیت کو فروغ دینے فرقہ واریت کو ہوا دینے آتے ہیں۔ پاکستان میں اسلام کے بانی حضور داتا گنج بخش یا اس مملکت خداداد پاکستان کے بانی کے مزاروں پر حاضری نہیں دیتے۔ کیا وہ پاکستان کو مشرکوں قبر پرستوں کا ملک سمجھتے ہیں ؟

مُصنّف نے پورا صفحہ ۷۷ بھی تکفیر کا رونا رو رو کر سیاہ کیا۔ جب صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد نے نجدی وہابی فرقہ کو شانِ نبوت میں نہایت گستاخ مان لیا تو واقعی مسئلہ یہی ہے جو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہایت گستاخ ہوگا (معاذ اللہ) اس کو مسلمان جاننے والا بھی کافر و مرتد ہوگا۔ ___ شرح عقائد میں ہے : ___

من شك في كفره وعذابه فقد كفر ___

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۷۸ پر مولانا احمد رضا کا فتویٰ کفر۔ اور صفحہ ۷۹ پر مکہ میں جمعہ و عیدین ترک کرنا فرض دو سرخیاں ہیں صفحہ ۷۸ اور صفحہ ۷۹ کا نصف

زائد مسئلہ تکفیر پہ زبانی کلامی جھک ماری ہے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ کسی ثبوت و حوالہ و دلائل سے نہیں جھٹلایا گیا لہٰذا جب کوئی حوالہ اور دلیل ہی نہیں تو کس چیز کو جھٹلایا جائے اور کس چیز کی تردید کی جائے۔ البتہ صفحہ ۷۰ پر مرتدین کا ذکر کرتے ہوئے جو فتویٰ ہے ...... ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی ہو یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا ......؟ چلو یہ اپنے دیوبندی فرقہ کے متعلق اپنے تحفظ میں تو کچھ اُلٹی سیدھی کہہ سکتا تھا مگر یہاں اس نے وہابی۔ رافضی۔ قادیانی۔ نیچری۔ چکڑالوی سب کے نکاحوں کی حمایت شروع کر دی اور فتویٰ کا بُرا منایا حالانکہ کم از کم وہابی قادیانی رافضی نیچری چکڑالوی فرقوں کی تو خود اس کے اپنے اکابر نے بھی تکفیر کی ہے (دیکھو برق آسمانی و برہان صداقت) مگر یہ شخص تمام باطل فرقوں کا طرفدار اور وکیل بنا ہوا ہے۔ یہاں اس نے تعجب سے پوچھا ہے کہ حیوان سے نکاح ہونے کی بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور فوراً لکھ دیا من وجد تموہ وقع علیٰ بھیمۃ فاقتلوہ جامع ترمذی جلد اوّل ـــــ جامع ترمذی سے حوالہ کی مطابقت کیے بغیر ہم اس بے وقوف عقل سے پیدل علامہ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اعلیٰحضرت نے کب اور کہاں لکھا ہے انسان اور حیوان کا نکاح ہو جاتا ہے ـــ؟ دماغ میں کیڑے پڑ گئے یا عقل کا خانہ خراب ہو گیا ..... انسان ہو یا حیوان (ان کا نکاح) محض باطل اور زنا خالص ہوگا ـــــ وہ تو استفتاء کے جواب میں عموماً جو تحقیق مسئلہ کے لیے بسا اوقات فرضی صورت میں بھی پوچھ لیا کرتے ہیں۔ ایسے نکاح کو محض باطل اور زنا خالص فرما رہے ہیں جیسے کوئی پوچھے خالہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔ جواباً یہی کہا جائے یہ محض باطل ہے اور زنا خالص ہے یا اس قسم کے دوسرے الفاظ استعمال ہوں گے اور پھر یہاں حیوان مطلق مراد نہیں جس کا معنیٰ و مراد جانور ہے

بلکہ حیوان ناطق ہے جس کا معنیٰ بولنے والے حیوان یعنی آدمی ہے[1]۔

صفحہ ۷۹ اور صفحہ ۸۰ پر بھی وہابیوں کی اقتداء میں نماز کے مسئلہ پر زبانی کلامی گفتگو ہے سیدنا امام اہلسنت کے فتویٰ کو دلیل و حوالہ جات سے تحقیقی انداز میں نہیں جھٹلایا گیا ـــــ۔

جھوٹ ہی جھوٹ فریب ہی فریب

صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے :ـــ
"شیطان بھی نماز پڑھتا ہے"
لکھتا ہے مولانا احمد خاں نقل کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے ......[2] الخ

حالانکہ یہ واقعہ حضور اعلیٰحضرت کا اپنا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک سوال کا جواب ہے ـــ سوال تھا کہ حضور! کیا جنّ اور پری بھی مسلمان ہوتے ہیں؟ اس کے جواب میں اعلیٰحضرت ارشاد فرماتے ہیں ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف با اسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور! میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی۔ راہ میں میں (پری) نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا شاید رب العزت تبارک و تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔" لہٰذا جواباً عرض ہے کہ :ـ

(۱) یہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا اپنا واقعہ و مشاہدہ نہیں۔

(۲) کسی کا نماز پڑھنا اور بات ہے قبول ہونا اور بات ہے۔ نماز تو مرزائی۔ قادیانی۔ پرویزی۔ چکڑالوی وغیرہ مرتدین بھی پڑھتے ہیں

---

[1] فیروز اللغات صفحہ ۲۸۹ [2] ملفوظات حصہ اوّل ؛

جن کو مسلمان تو مسلمان خود مرتد بھی کافر و مرتد مانتے ہیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کی نماز قبول ہوگئی یا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی بلکہ محض پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ پڑی کا مشاہدہ واقعہ ہے۔ پڑی کا وجود ہے یا نہیں تو تقویۃ الایمان ہی دیکھ لیجئے۔ شیطان اگر اپنی بخشش کی کوشش کرے تو اس میں اعلیٰحضرت یا کوئی اور کس طرح مداخلت کر سکتا ہے محض دکھاوے کے طور پر مرزائی قادیانی نماز پڑھے اور ہماری نظر بھی اس پر نماز پڑھتے وقت پڑ جائے تو اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ فلاں قادیانی نماز پڑھتا ہے یا پڑھ رہا تھا ہم جھوٹ نہیں بولیں گے اور صاف کہیں گے کہ قادیانی نماز پڑھ رہا تھا یہ نہیں کہیں گے کہ اُس کی نماز بارگاہ الوہیت میں قبول ہوگئی ہے اور نماز پڑھنے میں بھی شیطان کے بہت مکر ہوتے ہیں ــــــ۔

سب کے ذبیحہ مُردار حرام ہونے کا فتویٰ[۱]

یہاں بھی مصنّف نے احکام شریعت صد ۱۲۲ کے حوالہ سے کہ "رافضی تبرّائی وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے حرام محض نجس و مردار قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں"..... اس میں مانچسٹروی صاحب زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارا دیوبندی فرقہ کا نام کیوں شامل کیا گیا ہے اور ہم اس کو مطمئن کر دیتے ــــــ خود اکابر دیوبند کی کتابوں میں فتاویٰ موجود ہے وہ خود بھی رافضی تبرّائی وہابی غیر مقلد قادیانی (منکرِ ختم نبوّت) چکڑالوی (منکرِ حدیث) اور نیچریوں کو کافر و مرتد گمراہ بے دین مانتے ہیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ امداد الفتاویٰ۔ عزیز الفتاویٰ وغیرہ دیکھ لیں۔ جب یہ سب خود ان کے اکابر کے نزدیک بھی گمراہ بے دین اور کافر مرتد ہیں تو پھر کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کون سی دلیل شرعی سے حلال و طیّب ہوگیا۔ ایک شخص کو کافر بھی مانا جائے

اور پھر اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نوش جان کیا جائے ــــــ ایک شخص کو کافر و مرتد اور گستاخ رسول بھی کہا جائے اور اُس کی اقتداء میں نماز بھی پڑھی جائیں یہ کیا دینداری ہے ــــــ؟

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اگر مصنّف چاہے تو ہم ان کے اکابر کے گھر سے بھی وہابیوں قادیانیوں رافضی تبرّائیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں کو کافر مرتد بے دین کہنا ثابت کر سکتے ہیں۔ تو پھر یہ کس مُنہ سے ان کا ذبیحہ کوّے کی طرح حلال سمجھ کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ان سب کے ذبیحہ حرام و مردار ہونے سے متعلق سیّدنا اعلیٰحضرت کے فتوٰی سے قبل مصنّف مطالعہ بریلویت لکھتا ہے :ــــــ

"مولانا احمد رضا کے ذوق تفریق نے جنازہ وغیرہ کے موقع پر مختلف مسالک کے لوگوں کے مل بیٹھنے کے احتمالات بھی کمزور کر دیئے نکاح اور شادی کی تقریبات پر ان کے ملنے کے مواقع بھی کمزور فرمائے.... .... ان سب کے گھر کھانا بھی نہ کھا سکیں ...... مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر باہمی خوشی غمی شادی و ماتم اور سماجی میل جول کے دروازے جس تفریق سے بند کئے ہیں.......[۱]"

جناب والا! آپ مرزائیوں قادیانیوں شیعوں اور رافضیوں چکڑالویوں کے کھانے کھانا چاہتے ہیں تو کھالیں فکر کس بات کی ہے ڈر کا ہے کا ہے ــــــ؟ مگر محض اپنے کھانے اور پیٹ پوجا کے لیے قادیانیوں رافضیوں منکر حدیث تک کے ذبیحہ کو حلال و طیّب قرار نہ دیں اور محض اپنے کھانے اور پیٹ پالنے کے لیے ان سب کو مسلمان قرار نہ دیں۔ ــــــ صفحہ ۸۱ پر مصنّف نے ان سب فرقوں کو مسلمان مانا ہے یہ مصنّف کی

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۱ ؎

جن کو مسلمان تو مسلمان خود مرتد بھی کافر و مرتد مانتے ہیں۔ اعلحضرت امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کی نماز قبول ہو گئی یا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی بلکہ محض پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ پری کا مشاہدہ واقعہ ہے۔ پری کا وجود ہے یا نہیں تو تقویۃ الایمان ہی دیکھ لیتے۔ شیطان اگر اپنی بخشش کی کوشش کرے تو اس میں اعلحضرت یا کوئی اور کس طرح مداخلت کر سکتا ہے محض دکھاوے کے طور پر مرزائی قادیانی نماز پڑھے اور ہماری نظر بھی اس پر نماز پڑھتے وقت پڑ جائے تو اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ فلاں قادیانی نماز پڑھتا ہے یا پڑھ رہا تھا ہم جھوٹ نہیں بولیں گے اور صاف کہیں گے کہ قادیانی نماز پڑھ رہا تھا یہ نہیں کہیں گے کہ اُس کی نماز بارگاہ الوہیت میں قبول ہو گئی ہے اور نماز پڑھنے میں بھی شیطان کے بہت سے مکر ہوتے ہیں ——۔

سب کے ذبیحہ مُردار حرام ہونے کا فتویٰ

یہاں بھی مصنف نے احکام شریعت صـ۱۲۲ کے حوالہ سے کہ "رافضی تبرائی وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے حرام محض نجس و مردار قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں"...... اس میں مانچسٹروی صاحب زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارا دیوبندی فرقہ کا نام کیوں شامل کیا گیا ہے اور ہم اس کو مطمئن کر دیتے —— خود اکابر دیوبند کی کتابوں میں فتاویٰ موجود ہے وہ خود بھی رافضی تبرائی وہابی غیر مقلد قادیانی (منکرِ ختمِ نبوّت) چکڑالوی (منکرِ حدیث) اور نیچریوں کو کافر و مرتد گمراہ بے دین مانتے ہیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ امداد الفتاویٰ۔ عزیز الفتاویٰ وغیرہ دیکھ لیں۔ جب یہ سب خود ان کے اکابر کے نزدیک بھی گمراہ بے دین اور کافر مرتد ہیں تو پھر کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کون سی دلیل شرعی سے حلال و طیب ہو گیا۔ ایک شخص کو کافر بھی مانا جائے

اور پھر اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نوش جان کیا جائے —— ایک شخص کو کافر و مرتد اور گستاخ رسول بھی کہا جائے اور اُس کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھی جائیں یہ کیا دینداری ہے ——؟

کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اگر مصنف چاہے تو ہم ان کے اکابر کے گھر سے بھی وہابیوں قادیانیوں رافضی تبرائیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں کو کافر مرتد بے دین کہنا ثابت کر سکتے ہیں۔ تو پھر یہ کس مُنہ سے ان کا ذبیحہ کوّے کی طرح حلال سمجھ کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ان سب کے ذبیحہ حرام و مُردار ہونے سے متعلق سیدنا اعلحضرت کے فتویٰ سے قبل مصنف مطالعہ بریلویت لکھتا ہے:——

"مولانا احمد رضا کے ذوق تفریق نے جنازہ وغیرہ کے موقع پر مختلف مسلک کے لوگوں کے مل بیٹھنے کے احتمالات بھی کمزور کر دیئے نکاح اور شادی کی تقریبات پر ان کے ملنے کے مواقع بھی کمزور فرمائے.... ...ان سب کے گھر کھانا بھی نہ کھا سکیں ......مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر باہمی خوشی غمی شادی و ماتم اور سماجی میل جول کے دروازے جس تفریق سے بند کئے ہیں"![1]

جناب والا! آپ مرزائیوں قادیانیوں شیعوں اور رافضیوں چکڑالویوں کے کھانے کھانا چاہتے ہیں تو کھالیں فکر کس بات کی ہے ڈر کا ہے کا ہے —— ؟ مگر محض اپنے کھانے اور پیٹ پوجا کے لیے قادیانیوں رافضیوں منکر حدیث تک کے ذبیحہ کو حلال و طیب قرار نہ دیں اور محض اپنے کھانے اور پیٹ پالنے کے لیے ان سب کو مسلمان قرار نہ دیں۔ —— صفحہ ۸۱ پر مصنف نے ان سب فرقوں کو مسلمان مانا ہے یہ مصنف کی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۱؛

اپنے اکابر سے خونریز تصادم کی بدترین مثال ہے۔ اُن کا تو ذریعہ معاش ہی بظاہر مرزائیوں قادیانیوں شیعوں رافضیوں کو کافر قرار دینا ہے جو زمانے وہ بھی کافر یہ اُن کا مشن ہے مگر نا محمود مانچسٹر دی پی ایچ ڈی کی برطانوی ڈگری لے کر سرکار برطانیہ کی شہ پر انگریزی کذاب کی ہندوستانی اُمت کو کھانا کھانے اور ماتم کرنے اور ان کی شادی بیاہ میں شریک ہونے کے لیے مسلمان مان رہا ہے ـــــ یہاں مُصنّف نے لکھا ہے مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں پر...... (صدا) ہندوستان کو بالخصوص ذکر کرنا اس میں کیا راز ہے۔ کیا ہندو کانگریس اور گاندھی جی کی یاد تو نہیں تڑپا رہی کیا سنیے گاندھی کے جشن صدسالہ دیوبند میں تقسیم ہونے والے کھانے کے پچاس ہزار پیکٹ تو یاد نہیں آرہے۔ ڈاکٹر اقبال سے معذرت کے ساتھ عرض ہے ؎

اے طائر دیوبندی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(بتصرف بمقتضائے حال)

ہمہ گیر فتوائے کُفر کے ذیل میں مصنّف مولانا ابوالطاہر محمد طیّب داناپوری کے کتابچہ قہر القادر سے

(۱) اسماعیل دہلوی (۲) احمد سعید دہلوی (۳) نذیر حسین دہلوی (۴) قاسم نانوتوی (۵) رشید احمد گنگوہی (۶) اشرف علی تھانوی (۷) حسین احمد اجودھیا باشی (۸) عطاء اللہ بخاری (۹) ابوالکلام آزاد (۱۰) عبدالشکور کاکوروی (۱۱) شبیر احمد عثمانی (۱۲) کفایت اللہ شاہجہانپوری (۱۳) عبدالماجد دریاآبادی (۱۴) سر سیّد احمد خان (۱۵) محمد علی جناح (۱۶) عنایت اللہ مشرقی (۱۷) حسن نظامی (۱۸) ڈاکٹر اقبال (۱۹) محمد علی جوہر (۲۰) عبدالغفار سرحدی گاندھی۔ پر ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔

مختصر جواب یہ ہے :ـــــ

اوّل تو ہمارے نزدیک مولانا ابوالطاہر محمد طیّب داناپوری کی وہ حیثیت نہیں جو اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ـ امام سیّدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی ـــــ صدر الصدور صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی ـــــ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی ـــــ مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی۔ علاّمہ سیّد محمد محدّث کچھوچھوی۔ برہان ملّت جبل پوری ـــــ ملک العلما فاضل بہاری ـــــ علاّمہ ابو محمد سیّد محمد دیدار علی شاہ محدّث لاہوری ـــــ پیر جماعت علی شاہ علی پوری قدست اسرارہم کی ہے اس لیے وہ سو فیصد ہمارے لیے حجّت اور دلیل نہیں ہیں

دوم یہ کہ مذکورہ بالا ترتیب کے اعتبار سے نمبر ا تا نمبر ۱۳ دیوبندی وہابی غیر مقلد ہیں ان کے متعلق ہمارے اکابر کے متفقہ فتاویٰ پورے دلائل حقائق و شواہد کے ساتھ بمعہ حوالہ جات کتب بار بار چھپ چکے ہیں۔ ہمارے خیالات اخفا میں نہیں واضح ہیں ان کو جو کچھ کہا گیا ان کا ثبوت بہت کتابوں میں مرقوم و موجود ہے باقی رہے سر سیّد صاحب بانی پاکستان محمد علی جناح۔ عنایت اللہ المشرقی حسن نظامی۔ ڈاکٹر اقبال محمد علی جوہر۔ سرحدی گاندھی۔ ان میں سے بعض نے اپنے قابلِ اعتراض خیالات سے رجوع فرمایا اور بعض ایسے ہیں جن پر خود دیوبندی وہابی مولویوں اور مفتیوں کے کفر و ضلالت و گمراہی کے فتاویٰ ہیں اور بعض ایسے ہیں جن کے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ اور بیانات ہیں تو یہ کوئی مصنّف کا بہت بڑا جال نہیں کہ جس سے نکلا نہ جاتے اس جال اور اس چال کا تار پود ہم نے برہان صداقت میں بکھیر کر رکھ دیا ہے تفصیل برہان صداقت بر سجدی بطالت میں ملاحظہ ہو۔ مختصر عرض ہے :ـــــ

سر سید احمد خاں علی گڑھی پر مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:
"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچرت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد و بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ (مرزا غلام احمد) قادیانی اس نیچریت ہی کا اوّل شکار ہوا اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اُستاد یعنی سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا۔"[1]

"سر سید نے ایک کعبہ تیار کیا تھا اب علماء کو بُلا بُلا کر اس کو کنیسہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کے خیالات ہیں جس پر مسلمانی کا دعویٰ ہے اور قوم کے رفارمر کہلائے جاتے ہیں۔ اب اگر علماء اُن حرکات پر کچھ کہتے ہیں تو اس پر کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا مشغلہ یہی ہے کہ بیٹھے ہوئے کافر بنایا کریں۔ یہ الزام ہے علماء پر میں کہا کرتا ہوں کہ علماء کافر بناتے نہیں کافر تو خود ہوتے ہیں علماء ان کا کافر ہونا بتا دیتے ہیں۔[2]"

سر سید احمد خاں پر مولوی انور کاشمیری کا فتویٰ

سرسید ھو رجلٌ زندیقٌ ملحدٌ او جاھلٌ ضالٌ۔ یعنی سرسید وہ بے دین ہے ملحد ہے یا جاہل گمراہ ہے[3]۔"

بانیٔ پاکستان محمد علی جناح پر مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:
"(نئی دہلی ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۰۶ [2] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۹۴ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مولانا حسین احمد مدنی صاحب (صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند و صدر جمعیت العلماء ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائداعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا[1]؟

وقار انبالوی نوائے وقت کی شہادت

نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر جناب وقار انبالوی نے اس ناقابل تردید حقیقت کو اور زیادہ انداز میں کھول کر رکھ دیا لکھتے ہیں:—

"علماء دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائداعظم سے سُوئے ظن رکھتی تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور اُن کے ہمنوا (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔۔۔۔۔۔ سبھی مسلم لیگ اور قائداعظم کا نام لے کر ایسی جلی کٹی سُناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے مُنہ بھی زیب نہ دیتی مثال کے طور پر قائداعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافر اعظم کہا۔"[2]

مولوی عطاء اللہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمٰن کا مسلم لیگ اور قائداعظم پر فتویٰ

مصنف مطالعہ بریلویت خالد محمود مانچسٹروی نے جھوم جھوم کر وجد کی سی کیفیت میں بار بار لکھا ہے:—

"مولانا ظفر علی خاں اہل دل لوگوں میں سے تھے۔ مولانا ظفر علی خاں اہل دل ہونے کی خصوصیات رکھتے تھے[3]۔"

اب ہم مصنف مانچسٹروی کے اسی اہل دل ممدوح سے ثابت کرتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [3] تتمیۃ البیان المشکلات القرآن ص ۳۲۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] مجموعہ خطبات عثمانی مکالمۃ الصدرین ص ۳۸ [2] روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۷۹ء [3] مطالعہ بریلویت ص ۷۵؛

دیوبندی احرار شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کیا کیا فتوے جھاڑ رہے تھے" اہل دل مولانا ظفر علی خاں یہ راز افشاء کرتے ہیں، ملاحظہ ہو :——

"احرار کی شریعت (دیوبندیہ) کے امیر مولانا سید عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ (پاکستان کے لیے) مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں اور کہا قال پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیسے جاتے تھے، غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور (مولانا) شوکت (علی) اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"۔[1]

مصنف بتائے کہ سؤر اور سؤر کھانے والے مسلمان ہوتے ہیں یا کافر؟ دس ہزار محمد علی جناح اور دس ہزار شوکت پنڈت جواہر لال نہرو (مشرک بت پرست کافر) کی جوتی کی نوک پر قربان کرنے کا سیدھا سادہ مطلب ہے کہ محمد علی جناح اور مولانا محمد علی جوہر کے بھائی مولانا شوکت علی پنڈت نہرو جیسے کافر و مشرک سے بھی دس ہزار گنا زیادہ کافر و مشرک تھے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی ابوجہل کافر جمعیت علماء ہند کے علماء کا متفقہ فتویٰ

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کہتے ہیں :——

"دارالعلوم دیوبند کے طلبا نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے، جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا"۔[2]

---

[1] چمنستان صفحہ ۱۶۵ از اہل دل ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور۔

[2] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۳۔

بتایا جائے ابوجہل کافر و مشرک تھا یا مومن مسلمان۔؟

دیوبندی امیر شریعت پر دیوبندی شیخ التفسیر کا فتوےٰ

عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر ؂

ز کاف کعبہ تا کراچی ✗ سراسر کفر و کفر قادیان کفر[1]

لکھ کر (دیوبندی) شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیسا ہے اور اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے——؟ مولوی صاحب (احمد علی لاہوری) نے جواب لکھا :——

"یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم ہے مودودی کا بھائی ہے بد قسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح تاویلیں کرنے والا کفران نعمت کرنے والا غیر سچا مسلمان ہے"۔[2]

یاد رہے کہ مدرسہ دیوبند کے مفتیان کا ۱۴/۶/۷۶ھ کا فتویٰ ہے "مودودی اور جماعت اسلامی اپنے اسلاف یعنی مرزائیوں سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے"۔ جس پر مفتی محمد اعجاز علی امروہوی مفتی دیوبند اور مولوی فخر الحسن مدرس دارالعلوم دیوبند کے دستخط اور دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی مہر ہے ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۷۶ھ۔

اب مصنف خود دیکھ لے کہ امیر شریعت دیوبند۔ دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے فتویٰ سے مودودی اور غلام احمد قادیانی سے بدتر ہوئے یا نہیں——؟ کافر و مرتد کہنے میں کتنی کسر باقی رہ گئی ہے——؟

ڈاکٹر اقبال کا عقیدہ

ڈاکٹر اقبال نے لکھا ہے ؂

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز ✗ از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

---

[1] خطبات احرار [2] ماہنامہ تجلی دیوبند مطابق ماہ اپریل ۱۹۵۷ء۔

آں امامِ اوّلین و آخرین	نورِ چشمِ رحمۃ للعالمین
مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا	بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ

یہاں ڈاکٹر صاحب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کُشا مان رہے ہیں۔

علی مشکل کشا کہنے پر اکابر دیوبند کے فتاویٰ

مولوی غلام خان دیوبندی آف راولپنڈی لکھتا ہے:

"کوئی کسی کے لیے حاجت روا مشکل کُشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد (مشکل کُشا ماننے) والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں (حضرت علی کو مشکل کُشا ماننے والوں کو) کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے[۱]۔"

تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور میں بھی حضرت علی کو مشکل کُشا ماننے پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ معلوم ہوا ڈاکٹر صاحب دیوبندی وہابی نام نہاد مفتیوں اور ملاؤں کے اس فتویٰ کی رُو سے کافر و مشرک ہیں۔

ابو الکلام آزاد

آزاد لکھتا ہے:

"میں خود سرسید کا نہ صرف مقلدِ اعمیٰ (اندھا پیروی کرنے والا) تھا بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا[۲]۔"

مولوی اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ

مصنف تقویۃ الایمان نے لکھا ہے:۔

"مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا اس بات کو کفریات میں شمار کیا گیا ہے[۳]۔"

تذکیر الاخوان میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے اس فتویٰ کفر کی زد براہِ راست ابو الکلام آزاد پر پڑتی ہے۔ اور ابو الکلام نے خود اعتراف کیا ہے کہ "میں تقلید کے

۱؎ جواہر القرآن ص۱۴۷ از مولوی غلام خان ۲؎ آزاد کی کہانی ص۳۸۴۔
۳؎ تذکیر الاخوان ص۸۸۔

نام پر سرسید کی پرستش کرتا تھا"۔ پرستش کا معنیٰ پوجا اور عبادت ہے دیکھو فیروز اللغات ص۱۲۵۔ معلوم ہوا ابو الکلام خود اپنے بقول سرسید کی پوجا اور عبادت کرتا تھا تو ایسے شخص کے متعلق جو اللہ واحد قہار کے سوا کسی دوسرے کی پرستش پوجا اور عبادت کرے۔ شریعتِ دیوبندیہ میں شرعی حکم کیا ہے ــــ؟ ابو الکلام کو چھوڑ کر ہی بتاؤ صاف صریح حکمِ شرعی کیا ہے؟ مقصد یہ کہ اصل درد تو اس مصنف مجہول کو اپنے اکابر دیوبند کی تکفیر پر ہے اور دوسرے لوگوں کو یہ خوامخواہ بیچ میں گھسیٹ لیتے ہیں جبکہ دوسرے اکابر جماعت کو جنکی قبر انور میں تکفیر کی گئی ہے اس مصنف کے اکابر دیوبند بھی کافر و مشرک سمجھتے ہیں جیسا کہ اوپر ان کی کتب کا حوالہ دیا گیا۔

مولانا محمد علی جوہر و مولانا شوکت علی

دینی مذہبی مسلکی اختلاف نہ تھا ابتداً وہ گاندھی کے ہمنوا اور ہندو کانگریس میں شامل تھے اور خلافت کمیٹی کے عہدہ دار تھے مگر بعد میں وہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے دلائل سے مطمئن ہوئے اور بریلی شریف حاضر ہو کر زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کیا اور خود رجوع فرمایا یہ واقعہ صفر المظفر ۱۹۶۲ء میں روزنامہ کوہستان لاہور کے ایڈیشن کے صفحہ ۲ پر چھپ چکا ہے اور پھر خلیفہ اعلیٰحضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولانا محمد علی جوہر سے دہلی میں اُن کے مکان پہ ملاقات کی اور مولانا شوکت علی صاحب خود مراد آباد جامعہ نعیمیہ میں صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ــــ گاندھی کی ہمنوائی اور ہندو کانگریس سے دستبردار ہونے کا اعلان فرمایا اور اپنا توبہ نامہ اخبار ہمدم میں چھاپ دیا۔ علی برادران کے علی الاعلان توبہ و رجوع کے بعد اُن پر کوئی فتویٰ باقی نہ رہا اُن پر ویسے بھی اعتقادی و مسلکی بنیاد پر فتویٰ نہ تھا وہ سُنی صحیح العقیدہ تھے اور مولانا مفتی عبد الباری فرنگی محلی کے مرید تھے جب اُن کے پیر مفتی عبد الباری صاحب فرنگی محلی نے ہندو کانگریس سے اور گاندھی گردی سے توبہ کی تو اُن کے مریدین علی برادران بھی کانگریس سے علیحدہ ہو گئے جبکہ مولانا علی برادران نے نہ تو تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان طرز

کی گستاخانہ کتب تصنیف کی تھیں نہ گستاخیوں پر اصرار کیا تھا مگر پھر بھی سیاسی غلطیوں سے توبہ اور رجوع الی الحق ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ اسی طرح دوسرے حضرات پر بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

مُصنّف نے صفحہ ۸۳ تک اسی قہر القادر کے ہی اقوال کو لفاظی میں لپیٹ کر گھسیٹا ہے اور بانیٔ پاکستان محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ کی بات کی ہے حالانکہ ان باتوں کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ البتہ رئیس المحدثین علامہ سید محمد دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے نام سے ایک فتویٰ ص۸۳ کے ذیل میں ذکر کیا ہے مگر نہ فتویٰ اور استفتاء کا متن ہے نہ کتاب کا حوالہ و صفحہ موجود ہے حاشیہ پر قہر القادر اور تجانب اہلسنّت کا حوالہ ہے مگر ان دونوں ہی کتابوں میں حضرت علامہ سید دیدار علی صاحب قدس سرہٗ العزیز کا نام اور فتویٰ موجود نہیں ہے بلکہ یہ کتابیں تو حضرت رئیس المحدثین ممدوح کے وصال کے بعد شائع ہوئی ہیں ——

حقیقتِ حال مختلف سیاسی جماعتوں اور سیاسی لیڈروں پر جو فتاویٰ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ یا الجوابات یا قہر القادر وغیرہ سے مُصنّف نے صفحہ ۸۵ و صفحہ ۸۶ پر نقل کیے ہیں اس میں لیگ اور کانگریس دونوں پر فتاویٰ محض اس لیے ہیں کہ اس میں دیوبندی وہابی اور دوسرے بد مذہب فرقے شامل ہیں جن کی شدید ترین توہین آمیز گستاخانہ عبارات و عقائد حد کفر و ارتداد تک پہنچے اور انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ —— ہندو کانگریس اور مسلم لیگ میں دیوبندی اور رافضی گھسے ہوئے تھے۔ مثلاً حسین احمد مدنی۔ کفایت اللہ دہلوی۔ ابو الکلام آزاد۔ عطاء اللہ بخاری وغیرہ کانگریس کے ہمنوا تھے اور ادھر لیگ میں آخر وقت مولوی شبیر احمد عثمانی اور ظفر احمد عثمانی وغیرہ آ گئے تھے۔ یہ فتاویٰ کسی لالچ یا مالی دنیوی منفعت کے تحت نہیں دیئے گئے جو وہابیوں کا شعار اور معمول ہے۔ صفحہ ۸۵ پر

الطاف حسین حالی اور اس سے متصل کسی صفحہ پر شبلی نعمانی پر فتویٰ کی بات بھی کی گئی۔ حالانکہ یہ لوگ کوئی معصوم ملائکہ مقربین نہیں ہیں اور پھر شبلی نعمانی پر مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں فتویٰ دیا اور یہ فتویٰ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپا اور مولوی انور کاشمیری دیوبندی نے مقدمہ مشکلات القرآن ص۳۲ میں لکھا ہے: ——

"وانما البوح علی عین الناس اذ لیحرمن الدین ان تمیمض عن کافر۔ یعنی میں شبلی نعمانی کی یہ بد عقیدگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں [1]"

ادھر مسٹر الطاف حسین حالی نے حیاتِ جاوید حصہ دوم ص۲۵۶ تا ص۲۶۳ سر سید کے ہولناک لرزہ خیز و شرمناک کفریہ عقائد نقل کئے ہیں مصنّف مطالعہ بریلویت نے الطاف حسین حالی کو تو کچھ نہیں کہا حالانکہ علماء اہلسنّت سے زیادہ شدّت کے ساتھ حالی نے سر سید کے کفریہ عقائد بیان کیے ہیں۔ جہاں تک لیگ اور لیگی قائدین پر بعض علماء کے فتاویٰ کا تعلق ہے اور جس کا مصنّف بار بار پراپیگنڈہ کے انداز میں ذکر تو ضرور کرتا ہے مگر یہ نہیں لکھتا کہ خود دیوبند کے کانگریس پرست ملاؤں خصوصاً مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر و شیخ الحدیث دیوبند نے قائداعظم کو کافراعظم اور مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا تھا [2]

بے سروپا افترآت مصنّف نے مسئلہ تکفیر پر آنسو بہا بہا کر متعدد صفحات سیاہ کر دیئے کاش کہ تکفیر کی بجائے وجہ تکفیر تنقیص الوہیت توہین شانِ رسالت پر بھی ملول قلب کے ساتھ

[1] مقدمہ مشکلات القرآن از انور کاشمیری [2] مکالمۃ الصدرین ص۳۵

آنسو بہاتا مگر اسے تنقیص و توہین کا نہ غم ہے نہ ملال ہے۔ ملال ہے تو اپنے اکابر کی تکفیر کا ہے۔ جب اسے یہ محسوس ہوا کہ لوگ اکابر دیوبند کی تکفیر تو ہین کی وجہ سے صحیح قلب سے قبول کر چکے ہیں اور گستاخانِ دیوبند کی تکفیر پر اشتعال دلانے سے عوام مشتعل نہیں ہوتے تو اب سیاسی لیڈروں کی تکفیر کو عنوان کلام بنا کر واویلا کر رہا ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں : ——

ع رونڈی اے یاراں نوں لے لے بھراواں داناں

یعنی بد معاش عورت اپنے یاروں کو بھائیوں کا نام لیکر روتی ہے۔ درد تو اس کو ہے اصنام دیوبند کی تکفیر کا اور ماتم کر رہا ہے سیاسی لیڈروں کی تکفیر کے نام پر سیاسی لیڈروں سے مُصنّف کی کونسی رگ ملتی ہے —— ؟

مُصنّف نے ایک حوالہ الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد ص۵۱ سے دیا ہے کہ[1] "وہابیہ پر قطعیؔ لازم ہے کہ اپنے ہر ہر فرد کو کافر مانیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مثلاً دہلوی، گنگوہی، نانوتوی و تھانوی یقیناً کافر و مرتد ہیں"۔ اس پر یہ حاشیہ آرائی کہ اپنے ایک ایک فرد کو بلکہ اپنے بچے بچے تک کو کافر مانیں ۔

ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

اوّل تو یہ آخری الفاظ الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد کی عبارت کا حصّہ نہیں اور پھر اس میں جو کچھ ہے وہ الزاماً ان کے اپنے اقوال کی بنا پر ہے غالباً اب تنگ آکر مصنّف کو رضا کارانہ طور پر خود کافر بننے اور اپنے بچے بچے اور گھر کے ہر فرد کو کافر بنانے کا جنون طاری ہو گیا ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ حالانکہ تکفیر سے بچنے کا فارمولا تو بہت مختصر سا ہے۔ جن مولویوں نے اپنی زندگی میں گستاخانہ عبارات سے توبہ نہ کی اور رجوع نہ کیا بس اُن گنتی کے چار پانچ مولویوں کی قربانی دو اُن کی محبت کو نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۸۷ ۔

محبت وعظمت پر قربان کردو ان سے دستبردار ہو جاؤ۔ گنتی کے چار پانچ مولویوں کی قربانی دے کر ملّتِ اسلامیہ کے وسیع تر مفاد اور آخرت کی بھلائی کے علاوہ ملک و قوم کو فتنہ و شر سے بچا لو۔ جب تم ان سے دستبردار ہو گئے تو کسی پر بھی تکفیر کا حکم شرعی باقی نہ رہے گا۔ یہ ہم اس لیے مودبانہ و ملتجیانہ عرض کر رہے ہیں کہ کافر کو کافر اور مسلمانوں کو مسلمان ماننا ضروریاتِ دین سے ہے۔ یہ کوئی ختم فاتحہ عرس و میلاد کا معاملہ نہیں بلکہ شانِ الوہیت اور عظمتِ رسالت کا معاملہ ہے۔ ملّتِ اسلامیہ اور اتحادِ اُمّت کا تمہیں بظاہر اتنا درد ہے اتنا غم ہے اور صرف چار پانچ مولویوں کی قربانی نہیں دے سکتے اس قدر ضد اور ہٹ دھرمی بھی اچھی بات نہیں ہے اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو تفرقہ و فتنہ فساد سے بچا لو قبر و حشر میں مولوی مُلّاؤں کی محبت کام نہیں آئے گی بار بار غور کیجئے ضد و عناد کا ہیٹ اُتار پھینکئے۔

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۸۷ پر ہی ایک عنوان "تھوک پیمانے پر تکفیر" ہے گویا کہ سُنّی بریلوی علماء وہابیہ دیوبندیہ کی تکفیر پرچون نہیں تھوک کے حساب سے کرتے ہیں۔ آپ تھوک کے حساب سے تکفیر لینے والے ہوتے اور تکفیر تھوک یا پرچون لینا وہی ہے جو تھوک یا پرچون کے حساب سے توہین کرے تو مصنّف مطالعہ بریلویت کے اکابرین تھوک پیمانے پر توہین کرنے والے ہیں اور تھوک پیمانے پر تکفیر لینے والے ہیں جیسا مُنہ ویسا تھپڑ۔

صفحہ ۸۸ پر ایک حوالہ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف سیّدنا شاہ اسماعیل میاں قدس سرہٗ اور تاج العلماء سیّدی شاہ محمد میاں قدس سرہٗ کا ہے۔ بلاشبہ یہ وصیت صحیح مبنی بر حقیقت ہے اور حق ہے اور مصنّف نے بھی حوالہ تو نقل کر دیا مگر اس پر اعتراض نہ کیا لہٰذا کیا جواب دیا جائے اور اسی طرح صفحہ ۸۹ پر سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی ایک نصیحت مصایا شریف سے ہے اور ایک فتویٰ حضرت علامہ قاری مفتی محبوب علی خاں صاحب لکھنوی

علیہ الرحمۃ کا نقل کیا۔ ان دونوں فتاویٰ اور نصیحت کو ہم قبول کرتے ہیں حق ہیں صحیح ہیں۔ مصنف نے بھی محض نقلیں اُتاری ہیں مُنہ چڑایا ہے کوئی معقول بحوالہ ردّ نہیں کیا وصایا شریف کے حوالہ کا صفحہ نمبر سے محروم ہے اور حضرت مفتیٔ بمبئی مرحوم کے فتویٰ کا حوالہ مطلقاً موجود ہی نہیں لہذا جواب کس بات کا دیا جائے ــــ؟ البتہ وصایا شریف کی عبارت پر مصنف کو شاید اس لیے زیادہ درد محسوس ہو رہا ہے کہ امام اہلسنّت نے یوں کیوں فرمایا ؛ "ان سے بچو دُور بھاگو دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے نیچری ہوئے وہابی ہوئے چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا ...... ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ ــــ" غالباً مصنف کو یہاں دَورہ پڑا کہ گاندھویوں کو بُرا کیوں کہا۔ کیونکہ انگریز کے بعد ان کا سب سے بڑا حاجت روا اور ولیٔ نعمت تو گاندھی تھا۔

صفحہ ۹۰ اور ۹۱ بھی زبانی کلامی جمع خرچ کی نظر ہے نہ کوئی حوالہ دلیل۔

مولوی اسماعیل کی عدم تکفیر ایک بڑا تیر

صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۳ اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان کی تکفیر نہیں کی اس سلسلہ میں عدم تکفیر پر حضور اعلحضرت قدس سرہٗ کی تصانیف الکوبۃ الشہابیہ، سبحان السبوح، سل السیوف الہندیہ، تمہید ایمان وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں : (۱) کبھی کہتا ہے کہ اعلحضرت کی نظر میں صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان کی عبارات صحیح تھیں اُن میں کفر نہ تھا۔

(۲) کبھی کہتا ہے اعلحضرت نے مولوی اسماعیل کو مسلمان مان لیا۔

(۳) کبھی کہتا ہے ؛ "شاہ اسماعیل شہید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث

دہلوی کے بھتیجے تھے اور شاگرد تھے ان کے شیخ طریقت اور قائد تحریک جہاد حضرت سیّد احمد حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز تھے اس علمی و روحانی وابستگی سے مولانا اسماعیل شہید کو کافر قرار دینا کوئی آسان بات نہ تھی ــــ [۱]۔"

جواباً عرض ہے کہ یہ سب اس کی ذہنی فکری الجھنیں ہیں اور لزوم کفر و التزام کفر کے معنی سے قطعاً بے خبری و لاعلمی کی دلیل ہیں سیّدنا اعلحضرت امام اہلسنّت اور دیگر اکابر اہلسنّت نے کبھی بھی اور کہیں بھی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارات کو ایمان و اسلام قرار نہیں دیا۔ اور نہ اِن کتب کے مصنف کو مسلمان قرار دیا۔ تکفیر سے سکوت اور کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو مسلمان مان لیا اور اُسکی گستاخانہ عبارات عین ایمان و عین اسلام بن گئیں۔ بلکہ مصنف تقویۃ الایمان کی تکفیر سے سکوت (یعنی خاموشی) محض اس لیے تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارات سے توبہ مشہور ہے سیّدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ اور دیگر اکابر اہلسنّت نے اس لیے کف لسان فرمایا (یعنی کافر کہنے سے زبان کو روکا) اور یہ توبہ کی شہرت بھی اہلسنّت کے ہاں سے بڑھکر خود وہابیوں دیوبندیوں میں تھی۔

فتاویٰ رشیدیہ کی شہادت

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے پُوچھا کہ : ــــ

سوال : ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے گواہوں کے رُوبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سُنی ہے یا محض افترا ہے ؟

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۳ ؏

جواب: "مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جواب دیتے ہیں) توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے[1]"

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ستم ظریفی (اور) دھاندلی دیکھئے کہ اُن کے اپنے ہی دیوبندی وہابی مکتب فکر کا آدمی سوال کرتا ہے دیوبندی وہابی اسمٰعیل کی

① اگر وہ سائل سُنّی بریلوی ہوتا تو سُنّی بریلوی علماء سے سوال کرتا سُنّی علماء کو اس نے بدعتی سمجھا اس لیے سیدنا اعلحضرت و دیگر علماء اہلسنّت سے سوال کرنے کی بجائے اپنے دیوبندی وہابی عالم سے سوال کیا۔

② سائل اپنے سوال میں مولوی اسماعیل کو شہید لکھ رہا ہے سُنّی بریلوی تو مولوی اسماعیل کو شہید نہیں قتیل کہتے ہیں۔ اس شہید لکھنے سے بھی پتہ چلا کہ وہ سائل دیوبندی وہابی تھا۔

③ سائل خود اقرار و اعتراف کر رہا ہے کہ "ایک بات یہ مشہور ہے اس نے عام شہرت سنی اور دیکھی ہوگی کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے گواہوں کے رُوبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے سائل بہت سے گواہوں کی بھی شہادت دے رہا ہے۔

جب اس طرح عام شہرت توبہ کی ہو جائے تو مفتی شریعت قاضی شرع عالم دین پر لازم ہے کہ وہ اس عام شہرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی کو کافر کہنے سے سکوت اختیار کرے۔ تکفیر سے کف لسان کرے (یعنی زبان کو روکے) اس لیے اعلحضرت قدس سرہٗ العزیز نے سکوت فرمایا دوسری وجہ سکوت کی یہ بھی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور اعلحضرت امام اہلسنّت کا زمانہ وعہد ایک نہیں۔ اعلحضرت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ مولوی اسماعیل پر اتمام حجت نہ کر سکے یعنی مولوی اسماعیل کو ان کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر دلائل شرعیہ کی

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ مبوب حصہ اول صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲۔

روشنی میں مطلع اور آگاہ نہ کر سکے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحبان کو امام اہلسنّت اعلحضرت قدس سرہٗ نے ان حضرات کو ان کی کتابوں کی گستاخانہ کفریہ عبارات و کلمات پر بار بار مطلع کیا ہر طرح سے اتمام حجت کیا خطوط و رجسٹریاں بھیجیں مگر وہ کسی طرح باز نہ آئے اپنے کفر پر اصرار کرتے رہے توہین و تنقیص کو ایمان و اسلام گردانتے رہے اس لیے آپ ان اپنے معاصر علماء دیوبند کی تکفیر پر مجبور ہوئے۔ —— باقی یہ خام خیالی ہے اور محض دل بہلانے والی بات ہے کہ مولوی اسماعیل شاہ عبدالعزیز کے شاگرد اور بھتیجے تھے شاہ ولی کے پوتے تھے اور فلاں کے وہ تھے۔

کنعان حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ابوجہل اور ابوطالب حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ ان مقدس نسبتوں کے باوجود ہم اہلسنّت ابوجہل۔ ابوطالب۔ ابولہب اور کنعان وغیرہ کو مسلمان نہیں سمجھتے اور علی الاعلان کافر و مشرک کہتے ہیں تو حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ یا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کی بزرگی اور علم و فضل اسماعیل کے بارہ میں کس طرح سد راہ ہو سکتا ہے۔ —— یہاں یہ بات بھی واضح رہے مذکورہ سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب نے تمام دعوؤں اور جملہ حقیقتوں کو نہیں جھٹلایا اور بے دریغ کہہ دیا کہ یہ افتراء اہل بدعت کا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ اس افتراء کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور کس نے کی؟ توبہ اور توبہ کے گواہوں اور عام شہرت کا تذکرہ کرنے والا خود ان کے اپنے مکتب فکر کا ہے جو مولوی اسماعیل کو شہید لکھ رہا ہے۔ بقول مولوی رشید احمد، سائل اگر اہل بدعت (یعنی حقیقی اہلسنّت بریلوی مکتب فکر) ہوتا تو مولوی اسماعیل کی توبہ کے متعلق استفسار اعلحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے کرتا صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی سے کرتا۔ صدر الافاضل یا ملک العلماء فاضل بہاری اور

علامہ دیدار علی شاہ محدث الوری قدست اسرارہم سے کرتا۔ اور پھر گنگوہی صاحب کے پاس افترا کہنے کا ثبوت شرعی کیا ہے ؟

اُلٹے بانس بریلی کو

صفحہ ۹۱ کا ایک عنوان یہ بھی ہے اُلٹے بانس بریلی کو؛ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بانس اپنا وار کر کے صحیح سلامت واپس پہنچ گیا ؎

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

بریلی کے بانس پر عظمت و شان رسالت کا پھریرا لہرا رہا ہے بانس بریلی کا ہے اور پھریرا یا جھنڈا بنا ہے عظمتِ اولیاء کی چادر سے وہ چادر جو حضور غوث اعظم سرکار بغداد۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا۔ اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدست اسرارہم کے مزارات مقدسہ پر پڑی ہے ۔ ــــ پھریرا لہرا رہا ہے ۔ ؎

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

پھریرا لہرا رہا ہے بندر یا دیو کے بندر اس کو جھنجھوڑ رہے ہیں اور کلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دفع کر رہا ہے۔ بریلی کے بانس نے وہ کام کیا وہ کام کیا کہ دیو نڈھال ہے گھائل ہے زخم چاٹ رہا ہے زخم اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے - بریلی کا بانس کام دکھا چکا پھاہے پر پھاہے رکھے جا رہے ہیں یعنی مذموم تاویلات کے پھاہے مگر توہین پر تکفیر کی ضرب جو بریلی کے بانس سے لگی کچھ ایسی موثر اور کارگر رہی کہ بے چارگی میں کہہ بیٹھے

ہیں اُلٹے بانس بریلی کو ہم کہتے ہیں دیکھا بانس بریلی کا ــــ ؟ بانس ناکام رہتا تو وہیں اپنے نشانہ پر گر جاتا مگر بانس نے اپنا کام خوش اسلوبی سے کیا جیسے آج کے دور میں سکڈ میزائل اپنے نشانہ پر گرتے ہیں اور کام تمام کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو منکرین و معاندین کو اعتراف ہے اُلٹے بانس بریلی کو ــــ بہر حال "اُلٹے بانس بریلی کو" کا محاورہ مصنف نے اس لیے استعمال کیا ہے لکھتا ہے :ــــ

"اس صورت میں بریلی سے جو مہم چلی تھی اُلٹی بریلی کو لوٹ آئی مولانا اسماعیل شہید نے اگر واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی ہیں تو وہ کافر کیوں نہیں ؟ (ارے بیوقوف تو لزوم والتزام کفر کا مطلب یہ سمجھا ہے ؟) کیا حضور کی شان میں گستاخی کرنا کفر نہیں ــــ ؟ (ہے اور ہزاروں بار ہے مگر تمہارے گرو کی تم نے توبہ مشہور کر دی تھی) ..... مولانا احمد رضا خاں تو برملا کہتے ہیں کہ انہوں نے (اسماعیل نے) حضور کی شان میں ستر سے زیادہ گستاخیاں کی ہیں۔ اب انہیں (اسماعیل کو) ان کا کافر نہ کہنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ وہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے اسے جائز سمجھتے تھے اب ان کے وہ سارے کفر جو انہوں نے مولانا اسماعیل شہید کے لیے دریافت فرمائے تھے کیا خود ان پر نہیں لوٹے ــــ ؟

؎ اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا [1]

اور ہم کہتے ہیں ؎ اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۲ ؛

سارے کفر...... خود اُن پر لوٹتے یہ تھیں اس لیے اُلٹا سُوجھ رہا ہے کہ دماغ میں دیوبند ہے وہ صحیح سمت نہیں سوچنے دیتا سچ ہے:

؎ دیوبندی بندگانِ دیوانند

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے اپنے حواریوں کی ایسی اُلٹی مت دیکھ کر ہی تو کہا تھا۔ "سارے بدفہم اور بدعقل میرے ہی حصہ میں آگئے[1]"

جواباً عرض ہے کہ جب آپ کے نزدیک...... سارے کفر...... خود اِن پر لوٹے تو پھر تم نے صفحہ ۲۷۸ پر کیسے لکھ دیا "ہم اس مفتری (فاضل بریلوی) کو کافر نہیں کہتے"؟ بولو اور سچ بولو اب پھر دوبارہ وہ سارے کفریات تمہارے گھر واپس آگئے یا نہیں؟

مولوی گنگوہی کا دھماکہ

مصنف مطالعہ بریلویت تو اپنے زعم جہالت و ضلالت میں مغلوب الغضب ہو کر لکھتا ہے:—

"سارے کفر خود ان پر لوٹے —"

لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:—

"مولانا محمد اسماعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہذا اُن لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا نہ رکھنا چاہیے"[2]

مُصنّف اپنے مُنہ پر اب سیاہی ملے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اعلحضرت قدس سرہ نے قتیل بالاکوٹ کی تکفیر سے جو سکوت یا کف لسان فرمایا وہ احتیاط ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فتاوی رشیدیہ

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صـ۳۳ [2] فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل صـ۱۸ ؎

میں لکھتے ہیں:—

"بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا وہ احتیاط ہے[1]"

تکفیر کے لیے ایسے ٹھوس شواہد ہونے چاہئیں جیسے گنگوہی تھانوی وغیرہ کے متعلق اعلحضرت و دیگر اکابر اہلسنّت کو ہے۔ اعلحضرت قدس سرہ نے اس کو مومن مسلمان بھی نہ مانا بلکہ فرمایا الملفوظ شریف حصہ اوّل صـ۹۷ پر اس عرض کے جواب میں کہ:—

"اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟"

ارشاد فرماتے ہیں "میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔"

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

مصنف مطالعہ بریلویت کو مولوی اسماعیل کا کچھ اتنا غم نہیں بار بار لکھتا ہے: "مولانا اسماعیل شہید نے اگر واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں ہیں تو وہ کافر کیوں نہیں[2]؟"

درحقیقت اس کو دردناک درد ہے تو اپنے چاروں ملاؤں کا ہے اسماعیل کی مصنوعی شہادت اور فرضی مظلومیت کا تو سہارا لیا جا رہا ہے کسی نے مولوی اسماعیل کے نام کے ساتھ رح لکھ دیا تو رائی کا پہاڑ بنا دیا تنکے کا شہتیر بنا ڈالا۔

علماء و مشائخ اہلسنّت کے نام سے مغالطے

یوں تو اکابر دیوبند کا شروع ہی سے معمول رہا ہے کہ اپنے مقصد اور مطلب کے لیے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لیے علماء اہلسنّت کے نام سے شدید مغالطے دیتے ہیں لیکن مُصنّف

[1] فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل صـ۳۸ [2] مطالعہ بریلویت صـ۹۱ ؎

مطالعہ بریلویت نے تو مولوی اسماعیل دہلوی کا ایمان و اسلام ثابت کرنے اور کفر سے بچانے کے لیے بڑے حربے استعمال کیے ہیں تاکہ اسماعیل کے پردے میں فائدہ نانوتوی۔ گنگوہی! انبیٹھوی۔ تھانوی صاحبان کو بھی پہنچے اس کا خیال ہے کہ دروازہ گر گیا تو شہر فتح ہو جائے گا۔ اکابر دیوبند میں سے تو مولوی حسین احمد کانگریسی نے الشہاب الثاقب صفحہ ۳ پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے والد علامہ محمد نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ ایک کتاب تحفۃ المقلدین لگائی اور صدا پر ایک کتاب ہدایۃ البریہ گڑھی۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مرآۃ الحقیقت گڑھی۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے جد طریقت سیدنا شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہٗ کے ذمہ صفحہ ۱۲۱ پر خزینۃ الاولیا لگائی اعلیٰحضرت کے جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں قدس سرہٗ کے ذمہ ہدایۃ الاسلام نامی کتاب لگائی۔ جھوٹے من گھڑت چھاپے خانے لکھ دیئے۔ خیالی فرضی صفحات کے حوالے دے مارے۔ اُسی زمانہ میں حضور اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے "ابحاث اخیرہ" اور فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں اس دجل و فریب کا پول کھول کر رکھ دیا تھا اور اس کے بعد فقیر نے بھی "احسن التحریر" اور کتاب برہانِ صداقت اور برق آسمانی میں فرضی کتابوں کے جھوٹے حوالوں کا توڑ کیا یہی حال اب مسٹر مانچسٹروی کا ہے اسماعیل دہلوی کو ڈھال بنا کر اپنے اکابر دیوبند کو بچاتے ہوئے دیوانگی کے عالم میں لکھتا ہے: ـــــ

"بعض علماء جو حضرت مولانا اسماعیل دہلوی سے بعض مسائل میں اختلاف بھی رکھتے تھے وہ بھی مولانا اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتے تھے۔" (حالانکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان تو صحابی تھے)

لکھتا ہے ہم اس وقت چار حضرات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں:

حضرت مولانا فضل الحق خیرآبادی

(حضرت علامہ) مولانا اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتے تھے

"جب آپ نے مولانا کے بالاکوٹ میں شہید ہونے کی خبر سنی تو سبق پڑھانا بند کر دیا گھنٹوں بیٹھے روتے رہے۔"

حوالہ دیا ہے ارواح ثلاثہ کا۔ دعویٰ بھی گھر سے دلیل بھی گھر سے۔ اس عبارت کے اعلیٰ درجہ والے الفاظ مصنّف کے اپنے ہیں ارواح ثلاثہ کے نہیں ہیں ارواح ثلاثہ کے حوالہ میں سبق پڑھانا بند کر دیا اور گھنٹوں رونے کے الفاظ ہیں مسلمان شہید وغیرہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ ارواح ثلاثہ غیر جانبدار مستند کتاب نہیں ہے جو قابلِ اعتماد ہو ان کی اپنی کتاب ہے۔ اور حوالہ میں مسلمان اور شہید کا ذکر ہی نہیں۔ تقویۃ الایمان میں انکارِ شفاعت کے موضوع پر علامہ فضل حق خیرآبادی نے تحقیق الفتویٰ میں لکھا ہے قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرع مبین کافر و بے دین است ہرگز مومن و مسلمان نیست[1] یعنی اس کلام لاطائل کا قائل شرعاً کافر و بے دین ہے ہرگز مومن و مسلمان نہیں ہے ـــــ۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے نام پر خیانت اور بے ایمانی

جھوٹا جھوٹا ہوتا ہے۔ سیدنا خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے مولوی اسماعیل کے عقائد باطلہ تقویۃ الایمان کا زبردست ردّ و ابطال فرمایا ہے۔ مہر منیر اور سیف چشتیائی میں بکثرت حوالے موجود ہیں مگر مصنّف مطالعہ بریلویت اپنے خاص دجل سے اُلٹی گنگا بہاتا ہے لکھتا ہے:

"آپ (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) خیرآبادی اور اسماعیلی دونوں حلقوں کو مثاب (ثواب پانے والا) اور ماجور (اجر پانے والا) سمجھتے تھے آپ ان

[1] سیف الجبار صفحہ ۵۰۔

اختلافات کو اجتہادی قرار دیتے اور فرماتے کوئی فریق دوسرے فریق کی تکفیر و تفسیق نہ کرے[1]۔

حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کے دیئے گئے حوالوں میں بدترین خیانت سے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ مصنف مطالعہ بریلویت یا تو اعلیٰ درجہ کا کذاب اور خائن ہے یا پھر اندھا ہے۔ مہر منیر صفحہ ۵۲۰، ۵۲۱ پر یوں ہے :۔

"سجدہ تعظیمی کی ممانعت کے زیر عنوان مسئلہ وحدت الوجود سجدہ تعظیمی کو ناجائز ثابت فرمایا ہے مومنین کی قبور کی زیارت کو جائز اور مستحسن قرار دیا مگر علماء اور مشائخ کو اکابر دین کے مزارات کا بوسہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ ...... لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کو بمعنی لا معبود الا اللہ ورد جان بنائیں اور چونکہ اکثریت اسی قسم کے افراد کی ہے لہٰذا اسی نظریہ پر مدار نجات رکھی ہے اور خواص جن کی فطرت میں کمال سعادت اور نعمت وصل و مشاہدہ کی قابلیت رکھی گئی تھی انہیں اس مفہوم سے بالاتر لَا مَحْبُوبَ اِلَّا اللّٰہ اور پھر لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ کی حقیقتوں پر رسائی عطا فرما کر توحید کے انتہائی منازل فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب پر سرفراز فرمایا اور چونکہ یہ مفہوم نہایت دقیق اور عقل و فکر کی دسترس سے بالا تھا اس لیے قرآن و حدیث میں اس کی طرف صرف اشارات پر اکتفا فرمائی قرآن مجید کا جس طرح ایک ظاہری مفہوم ہے جو بطریق توارث صحابہ کرام سے ہم تک پہنچا ہے۔ اسی طرح ایک باطنی مفہوم بھی ہے جو خاص مقبولانِ خدا کا حصہ ہے اور حضرت (مہر علی شاہ صاحب) کا سب سے بڑا احسان یہ تھا کہ آپ نے اسی بات پر زور دیا کہ کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے دوسرے فریق کی تکفیر اور تفسیق کرے حضرت نے اس طرح علمائے ظاہر اور باطن کے درمیان ایک ایسا اشتراک قائم فرمایا ہے جس

---

[1] مہر منیر صفحہ ۵۲۱ ؛

کے بعد اس اختلاف کی نوعیت صرف فروعی اور اجتہادی رہ جاتی ہے جس کی بناء پر کسی فرقہ کو دوسرے کے خلاف کچھ کہنا شرعاً درست نہیں[1]۔"

بات کیا تھی مصنف نے کیا بنا دی یہ ہے ان کا فن اور یہ ہے ان کا کمال اور قلم کی صفائی۔ ــــــ حضرت پیر صاحب گولڑوی مذکورہ بالا خاص مسئلہ زیر بحث میں جس پر گفتگو ہو رہی ہے یہ فرما رہے ہیں کہ کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس ــــ (زیر بحث) مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے دوسرے کی تکفیر و تفسیق کرے مصنف مطالعہ بریلویت حضرت گولڑوی کی اس گفتگو کو اسماعیل دہلوی اور اکابر دیوبند کی طرف کھینچ کر لے گیا جیسے کہ حضرت پیر صاحب قبلہ مولوی اسماعیل اور اکابر دیوبند کی تکفیر سے منع فرما رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کی سوانح حیات میں سماع موتیٰ اور قبور پر دُعائے مغفرت۔ استمداد۔ استعانت تصرفات اولیاء اللہ و محبوبانِ خدا کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :ــــــ

"حاصل کلام یہ کہ خود ساختہ اصنام اور تماثیل اور ارواح کاملین کے درمیان فرق ہیں اور امتیاز غالب ہے لہٰذا (اے اسماعیلیو و وہابیو!) اصنام (بتوں) کے بارہ میں نازل شدہ آیات کو انبیائے عظام اور اولیاء کرام کی ذوات مبارکہ پر چسپاں کرنا جیسا کہ (مولوی اسماعیل دہلوی کی) تقویۃ الایمان میں ہے تحریف قبیح اور تخریب شنیع کا حکم رکھتا ہے کتاب کے آخر میں ذبح فوق العُقدہ اور لزوم کفر اور التزام کفر کے درمیان فرق پر محققانہ تبصرہ ہے اور ارباب تحقیق کیلئے قابل دید ہے[2]۔"

اس عبارت کے الفاظ اور ٹکڑے کر کے مصنف نے اپنے مطلب کی جگہ فٹ کر دیئے اور یہ تاثر دیا کہ گویا پیر صاحب گولڑوی قدس سرہٗ خیر آبادی علماء اور اسماعیلی فرقہ دونوں حلقوں کو مثاب (ثواب پانے والا) اور ماجور

---

[1] مہر منیر صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۱ ؛ [2] ایضاً صفحہ ۵۴۸ ؛

(راجح پانے والا) قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ بات اشارۃً بھی حضرت کے کلام میں موجود و مرقوم نہیں۔ حضرت نے تو اس حوالہ میں اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا نام لے کر ردّ فرمایا ہے جس کو اس بے شرم مُصنّف نے درج نہیں کیا کہ اسماعیل دہلوی وہابی تقویۃ الایمان میں اصنام کے بارہ میں نازل شدہ آیات کو انبیاء عظام اور اولیائے کرام کی ذوات مبارکہ پر چسپاں کرتے ہیں اس سے زیادہ وہابیت اور اسماعیلیت کا ردّ اور کیا ہوگا کہ تقویۃ الایمان کے مضامین کو تحریف قبیح اور تخریب شنیع کہا جا رہا ہے اور آپ کے ایک مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات ضمناً کہی گئی ہے (حضرت پیر صاحب کی) کتاب کے آخر میں ذبح فوق العقدہ اور لزوم کفر اور التزام کفر کے درمیان محققانہ تبصرہ ہے مُصنّف نے سمجھا کہ اب لزُومِ کُفر کا نام جہاں کہیں بھی آئے گا وہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ضمانت اور صفائی کے لیے ہی آئے گا لہٰذا مہرِ منیر سے یہ دونوں بے ربط و بے جوڑ حوالے نقل کر دیئے۔

کہتے ہیں ایک بھوکے آدمی سے کسی نے پُوچھا چار اور چار کتنے ہوتے ہیں بھوکا کہنے لگا آٹھ روٹیاں چونکہ اس بھوکے کو اس وقت روٹیوں کی ضرورت تھی لہٰذا محض عدد بتانے کی بجائے آٹھ روٹیاں کہہ دیں۔ عین ممکن ہے کہ جب مصنّف مطالعہ بریلویت سے قبر میں پُوچھا جائے کہ مَن رّبُّكَ مادِینُكَ۔ تو مُصنّف کہہ دے لزُوم و التزام۔ مصنّف اس کوشش میں ہے کہ لزُوم التزام سے مولوی اسماعیل کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو یہ فائدہ مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی کے لیے کیوں حاصل نہ کیا جائے۔

مولانا عبد السمیع رامپوری علیہ الرحمۃ

مصنّف مطالعہ بریلویت ص۹۵ پر عنوان قائم کرتا ہے "مولانا عبد السمیع کا مسلک عدم تکفیر" اس زور آور عنوان کے ذیل میں اس

بات کا ثبوت مع حوالہ کتب فراہم کرنا چاہیے تھا کہ مولانا عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی اُن تمام عبارات جن کو امام احمد رضا بریلوی نے بے ادبی گستاخی اور توہین و تنقیص قرار دیا ہے میں ان کو گستاخی نہیں عین ایمان و عین اسلام سمجھتا ہوں مگر مُصنّف لکھتا ہے :

"مولانا عبد السمیع رام پوری مولانا احمد رضا خاں کے پیش رو تھے اور رسم و بدعات میں اُن کے ہم مسلک تھے۔ مولانا احمد رضا خاں نے انہیں ایک جگہ اخانا فی اللہ والفضل والجاہ ہمارے بھائی اللہ کی راہ میں فضیلت اور مرتبے والے لکھا ہے"...... (مولانا عبد السمیع صاحب) ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں : "وہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی مرید ہیں سیّد صاحب کے وہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے اور وہ مولانا شاہ ولی اللہ کے اور وہ شاہ عبد الرحیم کے اور وہ سیّد عبد اللہ کے اور وہ سیّد آدم بنوری کے اور وہ عارف ربّانی مجدّد الف ثانی کے رحمہم اللہ (اللہ ان سب پر رحمت فرمائے)"

مُصنّف کا سیروں خُون بڑھ گیا۔ اس عبارت میں بتایا جائے "عدم تکفیر" کا کونسا لفظ ہے ؟ دعویٰ تو عدم تکفیر کا تھا اور دلیل رحمہم اللہ ـــ سوال گندم جواب چنا مولانا عبد السمیع صاحب کی انوار الساطعہ کی اس عبارت کو دیکھ لو اور غور کر لو ـــ تقویۃ الایمان والے کو تو محض مولوی اسماعیل صاحب اور اس کے پیر کو محض سیّد صاحب عامیانہ انداز میں لکھا ہے نہ حضرت نہ مولانا نہ شہید نہ ان دونوں کے اپنے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ ذاتی حیثیت سے لکھا بلکہ یوں ہے کہ مولوی اسماعیل کے پیر سیّد احمد اور ان کے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مولانا شاہ ولی اللہ...... عارف ربانی مجدّد الف ثانی رحمہم اللہ

تو یہ رحمہم اللہ اوّل الذکر دو کو چھوڑ کر جن کا نام بغیر القاب عامیانہ انداز میں لکھا ہے باقی حضرات کے لیے ہے کسی کو رحمہم اللہ لکھا جانا اُس کے عقائد کی صحت کی ضمانت اور دلیل نہیں ہے میری اپنی کتاب برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی کے پہلے ایڈیشن میں ساہیوال کے دیوبندی وہابی کاتب نے صفحہ ۸۰ پر "قاضی احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ" کے عنوان میں قاضی احسان احمد کو مرحوم لکھ دیا حالانکہ فقیر کسی غیر سُنّی وہابی دیوبندی کو مرحوم یا رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا ——.

قاضی فضل احمد مصنّف انوار آفتاب صداقت اور پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری

صفحہ ۹۷ کے اس حوالہ میں بھی مُصنّف نے یہی لکھا ہے کہ قاضی فضل احمد صاحب نے اسماعیل دہلوی کو مرحوم لکھا ہے، اور پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب نے بھی انوار آفتاب صداقت پر اپنی تقریظ لکھی ہے لہٰذا مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی مرحوم اور حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب کو بھی اپنے زعم جہالت میں اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کا حامی قرار دیا ہے —— اوّل تو مولوی اسماعیل دہلوی کی بارہ میں تکفیر سے سکوت یا کف لسان ہمارے موقف کے منافی نہیں کہ فتاوی رشیدیہ میں اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہے باقی مرحوم لکھا جانا یقیناً کتابت کی غلطی بھی ہو سکتا ہے. —— ہمیں یہ دکھایا جائے کہ مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی اور حضرت پیر سیّد جماعت علی صاحب علیہ الرحمۃ نے تقویۃ الایمان کی عبارات سے اتفاق کیا ہو یا تحذیر الناس. براہین قاطعہ. حفظ الایمان وغیرہ کے مصنّفین کو مومن مسلمان اور ان کتابوں کی عبارات کو اسلامی عبارات توہین سے پاک قرار دیا ہو. محض کسی کے نام کے ساتھ مرحوم لکھا جانا جنّت کا ٹکٹ نہیں ہے. بسا اوقات عدم واقفیت کی بنا پر کسی قادیانی یا رافضی

یا چکڑالوی کو بھی کوئی السلام علیکم کہہ دیتا ہے تو اُس کو اس طرح سلام لکھا یا کہا جانا جو غیر ارادی طور پر ہو اُن کے اسلام و ایمان کی دلیل نہیں ہے باقی ہم مصنّف مطالعہ بریلویت کو یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ مولانا قاضی فضل احمد صاحب اور پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدّث علی پوری نے اکابر دیوبند نانوتوی صاحب. گنگوہی صاحب. انبیٹھوی صاحب اور تھانوی صاحب کی گستاخانہ عبارات پر حسام الحرمین شریفین میں مذکور علمائے عرب و عجم کے فتویٰ کی مکمل تائید و حمایت فرمائی ہے۔ تکفیر کے حکم شرعی سے اتفاق فرمایا ہے. زحمت فرما سکیں اور تکلیف نہ ہو تو الصوارم الہندیہ صہ۹۶ پر امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا فتویٰ اور صفحہ ۱۰۸ پر حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لدھیانوی کا تائیدی فتویٰ ملاحظہ فرمالیں. ؎

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
اچھے بُری جناب کو سمجھائے جائیں گے

مُصنّف نے دس جگہ یہ رونا رویا ہے کہ مولوی اسماعیل کی خاندانی وجاہت و عظمت کو دیکھ کر ان کے آباؤ اجداد کے اثر و رسوخ کو دیکھ کر اسماعیل دہلوی پر فتویٰ نہ دے سکے یہ سب دل بہلانے اور لوگوں کو ورغلانے کی باتیں ہیں. مُصنّف نے صفحہ ۹۷ پر ایک جگہ لکھا ہے کہ مولانا عبد السمیع اور قاضی فضل احمد مذکور رگو عالم نہ تھے ...... جب آپ کے بقول یہ بات ہے کہ یہ دونوں بزرگ عالم نہ تھے تو خود ہی بتائیں کہ آپ کے دعویٰ عدم علم کے باعث اگر اسماعیل دہلوی صاحب کو مرحوم یا رحمہم اللہ لکھ دیا تو کیا ہوا. —— بقول آپ کے عالم تو تھے نہ پھر فتویٰ کیسے دیتے —— ؟ آپ کی یہ چھک بازی ہمارے دعویٰ کی تائید کرتی ہے. مُصنّف اب جتنی چاہے اُلٹی سیدھی باتیں بناتا رہے ان حقائق

اور شواہد کو کسی طرح مدلل انداز میں نہیں جھٹلا سکتا۔

ظفر علیخاں کے اشعار

صفحہ ۹۸ پر مصنف نے ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار کے اشعار بلا حوالہ نقل کیے ہیں :—

سیّد احمد پر سب و شتم کی بارش کہیں
اور کہیں علامہ شبلی کو گالی واشگاف
کاٹ دی کیوں نجد کے خنجر نے زنجیر حجاز
یہ گناہ وہ ہے کبھی جو ہو نہیں سکتا معاف

بلاشبہ ان اشعار سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہوں گی اہل دل کی بجائے اب آپ ظفر علی کو اہل جگر قرار دینے کی فکر میں ہوں گے چلو آپ کی ضیافت طبع کے لیے ہم بھی آپ کو ظفر علی خاں ہی کے دو اشعار پیش کر دیں دو کا جواب دو سے لیجئے۔ اہل دل ظفر علی خاں فرماتے ہیں ؎

ابن سعود کیا ؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اُس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں کشتی ہو زمیندار کا مدیر [1]

سیّد احمد پر سب و شتم، شبلی کو گالی اور نجد کا خنجر ان تین کا جواب بھی حاضر ہے مگر دل نہ چھوڑ جانا۔

سیّد احمد پر سب و شتم تو خود دیو بندیوں نے زیادہ کیا ہے۔ پڑھو اور نوٹ کر و یہاں پاک و ہند میں دیو بندیوں وہابیوں نے زبانی کلامی شہید مشہور کر رکھا ہے مگر اس کی شہادت کی جڑیں اکابر دیو بند کاٹ گئے۔

[1] نگارستان صفحہ ۲۵۲ ؎

چنانچہ ارواح ثلاثہ صـ۱۷۳ پر صاف لکھا ہے :—

"پھر کچھ عرصہ بعد کھڑک سنگھ پسر رنجیت سنگھ والیٔ لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے (دیو بندی وہابی) مجاہدین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ ...... سیّد احمد اور اس کے ساتھیوں کا پتہ نہ چلا"

بے چارہ سیّد احمد پہلے ہی بے علم تھا۔ اسماعیل دہلوی کا اُن پڑھ پیر تھا ہے دے کر ایک شہادت کی فضیلت تھی اس کو بھی دیو بندی مولویوں نے کاٹنا شروع کر دیا۔ بہرحال ارواح ثلاثہ میں سیّد احمد کی شہادت کی خود دیو بندی یوں تکہ بوٹی کرتے ہیں :—

"ایک شخص سیّد احمد کو میدانِ جہاد سے روپوش ہونے کے بعد تلاش کرتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا کچھ دور فاصلہ پر گڑگڑاہٹ (پاؤں کی چلنے کی آواز) سنی سیّد احمد کو پا کر سلام مصافحہ کیا...... عرض کیا حضرت کیوں غائب ہو گئے تھے ...... فرمایا ہم کو اب (میدانِ جہاد) سے غائب رہنے کا حکم ہوا ہے [1]"

سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم ہستیوں کو تو میدانِ جہاد سے غائب اور فرار ہونے کا حکم نہ ملا اور سیّد احمد پر نئی وحی نازل ہو گئی تھی کہ میدانِ جہاد سے بھاگ جاؤ۔ دیکھا آپ نے یہاں تو ثابت ہوا سیّد احمد بے چارے پر سب و شتم تو خود دیو بندیوں نے کیا ہے۔

باقی رہا شبلی نعمانی کو گالی کا معاملہ تو شبلی کو یہ گالیاں بھی دیو بندی مولویوں ہی نے دی ہیں۔ ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں :—

[1] ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۷۴ ؎

"یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سرسید احمد خان کے قدم بقدم ہی ہیں سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل کے نیچری فریفتہ ہیں۔[1]"

دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی نے مولوی شبلی نعمانی کے رد میں ایک فتویٰ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے:۔

"شبلی اہل سنت وجماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔[2]"

مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کی بھی سن لو:۔

وانما الروح علیٰ عین الناس اذلیس من الدین ان تغمیض عن کافر۔ یعنی شبلی نعمانی کی یہ بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں۔"[3]

کیوں جناب! یہ علامہ شبلی کو واشگاف گالیاں کون دے رہا ہے۔ کیا تحقیق بے چارے ظفر علی خاں کی؟

ہاں! اس میں شبہ نہیں ظفر علی نے خود بھی تسلیم کیا واقعی نجد کے خنجر نے حرمین شریفین پر جبری ظالمانہ قبضہ کر کے صحابہ کرام، اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات اور مساجد جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے مقدس ناموں سے معنون ومنتسب تھیں وہ سب گرادیں اور روضۂ انور حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے فانوس اور ہلال وغیرہ سب اُتار کر ساٹھ اونٹ لاد کر نجد کے ڈاکو نجد لے گئے۔[4]"

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۵۲ [2] بحوالہ تواریخ مجددین حزب الوہابیہ ص۲۳ [3] مقدمہ مشکلات القرآن ص۳۲۔

[4] دیکھو خلافت کمیٹی کی رپورٹ صفحہ ۲۳، ۸۵، ۸۸، و ۸۹۔

یاد رہے کہ اس خلافت کمیٹی میں جو حرمین طیبین نجدی وہابی مظالم کی تحقیق کرنے کیلئے گئی تھی خود دیوبندی ندوی مولوی سلیمان ندوی مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا ظفر علی خاں۔ سید خورشید حسن۔ مولانا عبدالماجد بدایونی۔ مسٹر شعیب قریشی وغیرہ شامل تھے یہ اس خلافت کمیٹی کی رپورٹ ہے جس میں سیدنا مجدد اعظم حضور امام احمد رضا بریلوی کے خلفاء وتلامذہ میں سے کوئی بھی شامل نہ تھا۔ ذرا مولوی ظفر علی خاں جیسے اہل دل کے روزنامہ زمیندار لاہور کے ۲ فروری ۱۹۲۲ء ۸ فروری ۱۹۲۲ء ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء کے شمارے دیکھ لیتا تو مصنف مطالعہ بریلویت کو سعودیوں نجدیوں اور اہل دل ظفر علی خاں کو سمجھنے میں الجھن اور دشواری نہ ہوتی۔ ایک جگہ یہی اہل دل ظفر علی خاں لکھتا ہے:۔

"صاحبو! آپ نے دیکھ لیا کہ نجدی باغی کس طرح مخالفین اسلام سے مل کر ترکوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں

دشمن کے دوست، دوست کے دشمن ہیں بے سبب
دیکھو وہابیوں کی یہ عادت عجیب ہے

ظفر علی خاں اور اکابر دیوبند کی اپنی تحریروں کی روشنی میں اب مولوی ظفر جیسے اہل دل کے ان اشعار کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

ضرورت محسوس ہوئی تو نجدیت سعودیت سے متعلق مولوی ظفر علی خاں اور اخبار زمیندار کے مزید حوالے اور تاریخی حقائق وشواہد پیش کیے جائیں گے۔

دہلی کی علمی سطوت اور دیوبند میں کوئی قدر مشترک نہیں

مصنف نے مولوی اسماعیل اور نجدیوں کے عقائد واعمال پر گفتگو کرتے ہوئے صفحہ ۹۸ پر پھر ایک قطعی

بے ربط عنوان یہ قائم کر دیا ”دہلی کی علمی سطوت دیوبند میں“ اور پھر اس کے ذیل میں پاگل پن کے عالم میں وہی مولوی اسماعیل کی تکفیر و عدم تکفیر اور سکوت کا رونا رو دیا گیا ہے اور مولوی اسحاق کا بے مقصد تذکرہ کیا ہے خدا جانے مصنف کس قماش و فکر کا انسان ہے کسی ایک موضوع پہ جم کر گفتگو کرتا ہی نہیں حوالہ دیتا ہے تو خیانت و بے ایمانی سے کام لیتا ہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا دل یہ چاہتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی بھی تکفیر قطعی ہو جاتی اور حسام الحرمین میں اس کا نام بھی لکھا جاتا تو بہتر تھا۔ اسی صفحہ پہ کہتا ہے :۔۔۔۔۔۔

”مولوی اسماعیل پہ بہتر سے زیادہ مواخذے کرنے کے باوجود انہیں کافر نہیں کہتے لیکن علماء دیوبند جو تعبیر میں مولانا شہید کی نسبت کہیں زیادہ نرم ہیں ان کی صرف ایک ایک عبارت کو بہانہ بنا کر ان علماء کو اس درجہ قطعی کافر کہا جاتا ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ٹھہرے۔“

بتائیے یہ دیوانگی اور پاگل پن ہے یا نہیں اس بات کا رونا کتنی بار رو چکا ہے اور متواتر جواب عرض کیا جا رہا ہے کہ اکابر دیوبند کی ایک تو توبہ مشہور نہیں۔ انہوں نے رجوع نہیں کیا دوسرے یہ حضرات اپنی توہین و تنقیص آمیز عبارات پر مُصر اور بضد رہے کفر کو عین اسلام عین ایمان گردانتے رہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیا۔ اسماعیل دہلوی وغیرہ کی ایک تو توبہ مشہور ہے۔ ایک ان پر امام اہلسنّت نے عدم معاصرت کے سبب اتمام حجت نہ کیا نہ اس نے تاویلیں گھڑیں۔ اگر ملاں مانچسٹروی کو اسماعیل دہلوی صاحب کی تکفیر سے کوئی خاص دلچسپی ہے تو وہ اُسے بھی کافر کہہ لیا کرے اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ نے بھی فرمایا کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے۔۔۔۔۔۔۔،

مزید لکھتا ہے: ”محدثین دہلی کی علمی سطوت کے چراغ اب دیوبند میں

روشن ہو رہے تھے۔“

جی ہاں! انگریز اتنا کوئی احمق اور بے وقوف نہ تھا کہ دہلی سے اپنے دشمنوں کا صفایا کر کے دیوبند میں نئے دشمن پال رہا تھا اور اپنے دشمنوں کی نئی پنیری لگا رہا تھا۔ مصنف کو چاہیے کوئی عقل میں آنے والی بات کیا کرے۔ بے تُکی ہانکنے سے کیا فائدہ؟

اسی عنوان کے تحت قطعی غیر متعلق اب تیسرا موضوع چھیڑ دیا۔ صفحہ ۹۹ پہ لکھتا ہے:۔۔۔۔۔۔

”دہلی کی علمی سلطنت دیوبند منتقل ہوئی تو جس طرح دہلی کی مسند حدیث پر حضرت شاہ عبدالعزیز نے انگریزی قلمرو کے ہندوستان کو دارالحرب کہا تھا۔ اب دیوبند کی مسند حدیث پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن ہندوستان کو دارالحرب کہہ رہے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے ذمہ برطانوی ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کرنا تھا۔ آپ نے اس پہ ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام رکھا۔“

جواباً عرض ہے کہ مصنف ایسے ڈھیٹ اور سینہ زور انسان کا کیا کیا جائے پہلے اس نے ”دھماکہ“ میں مسئلہ دارالاسلام سے متعلق اعلام الاعلام کا حوالہ دیا تھا اور ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے کو اپنے زعم جہالت میں انگریز مردود کی حمایت قرار دیا تھا اور ہم نے دھماکہ کے دندان شکن جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں اس کا رد کر دیا تھا اور پھر اس کے بعد سیف حقانی، سیف رحمانی اور عبارات اکابر مصنفہ مولوی سرفراز گکھڑوی کے جواب میں برہان صداقت برد نجدی بطالت۔ برق آسمانی بر فتنہ شیطانی۔ عظمت حبیب کبریا برد عبارات کفریہ میں مسئلہ دارالاسلام کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے اب پھر مطالعہ بریلویت میں بے شرمی سے اسی مسئلہ دارالاسلام پہ گفتگو شروع کر دی حالانکہ ہمارے دلائل اور حوالہ جات کا توڑ کرنا چاہیے تھا جو اس کی پوری دیوبندی قوم کے بس کی بات نہیں مگر

مصنف مطالعہ بریلویت اندھا نہیں ہے تو اپنی آنکھیں چیر پھاڑ کر ایک بار پھر پڑھ لے۔ اور ے

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

مسئلہ دارالاسلام

ہندوستان کو دارالاسلام کہنے میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تنہا نہیں ہیں بلکہ بہت سے اکابر علماء و فقہاء بلکہ خود مشاہیر دیوبند نے ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے دیکھئے دیوبندی فرقہ کے امام دوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں :——

"دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء حال میں ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض (یعنی چند) دارالحرب کہتے ہیں[1]"

گنگوہی جی کے جواب میں پڑھ لینا چاہیے اکثر علماء دارالاسلام کہتے ہیں۔ بتاؤ کیا یہ سب انگریز کے ایجنٹ تھے؟ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :——

"ترجیح ہندوستان کے دارالاسلام ہونے ہی کو دی جائے گی ...... اس صورت میں بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا"[2] ..... تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر آمدنی بینک کو حلال سمجھتے ہیں[3]"

اور سنیئے صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی سفرنامہ شیخ الہند صفحہ ۶۶ پر لکھتے ہیں :——

"ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا کہ علماء نے اس مسئلہ میں آپس میں اختلاف کیا۔ اس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے، مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صفحہ ۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

صحیح کہتے ہیں ——"

گنگوہی صاحب نے تسلیم کیا اکثر دارالاسلام کہتے ہیں۔ تھانوی صاحب نے کہا دارالاسلام ہے۔ محمود الحسن نے کہا دونوں صحیح کہتے ہیں۔ چلو مولانا عبدالحیٔ لکھنوی سے بھی پوچھ لیں۔ فرماتے ہیں :——

"مخفی نماند کہ بلاد ہند کہ در قبضہ نصاریٰ اند دارالاسلام ہستند چہ اگرچہ درانجا احکام کفرہ جاری اند مع ھذا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول و ارکان اسلام جاری اند[1]"

سوانح قاسمی جلد اوّل میں ہے :——

"ہمارے دارالاسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہو چکا تھا[2]"

مصنف بتائے کہ آسمان پر سنہرے لفظوں میں ہندوستان دارالاسلام لکھا ہوا دکھایا جائے۔ ع

ضد کو چھوڑو جہنم سے منہ موڑو

مدرسہ دیوبند کا پس منظر و پیش منظر

کہتے ہیں :——

ع ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

وہابیت نے اپنی ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک بہت روپ اور رنگ بدلے ہیں۔ وہابیت کبھی نجدیت اور سعودیت کی صورت میں نظر آئی۔ وہابیت نے کبھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مطبع سعیدی قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی مہر محستمد عبدالمنان عفی عنہ مکتبہ تھانوی کراچی۔

[2] تحذیر الاخوان صفحہ ۹ [3] ایضاً صفحہ ۱۰ از مولوی اشرف علی تھانوی (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] مجموعہ فتاویٰ جلد اوّل مولانا عبدالحیٔ لکھنوی۔

[2] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۴۲ ؛

اسماعیلیت کا رنگ دھارا۔ وہابیت کبھی دیوبندیت کی شکل میں نظر آئی۔ کبھی
تبلیغی جماعت کے پردہ میں چھپ کر آئی۔ ہم نے مصنف مطالعہ بریلویت کی بے جوڑ
سی بات کے جواب میں ابھی لکھا تھا کہ انگریز اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ دہلی سے
اپنے دشمنوں کا صفایا کر کے اپنے نئے دشمنوں کی نئی پنیری دیوبند میں لگا رہا تھا۔ آؤ
ہم بتاتے ہیں دیوبند جیسے چھوٹے سے گاؤں میں مدرسہ بنوانے کے انگریزی مقاصد
کیا تھے۔ یہ سب کچھ دیوبندیوں وہابیوں کے گھر کی کتابیں بول بول کر بتا رہی ہیں
کہتے ہیں: ـــــ

؎ جو چپ رہے گی زبانِ قاتل لہو پکارے گا آستیں کا

اور کسی نے یہ بھی کہا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ یوں تو مدرسہ دیوبند
کی تعمیر و قیام کے سلسلہ میں دیوبندی حضرات زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے
ہیں اور بات کرامتوں سے بڑھ کر معجزوں تک پہنچا دیتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ
انگریز نے ہندوستان پر تسلط کے بعد خصوصاً دہلی اور عموماً ہندوستان بھر کی
دینی درسگاہوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مذموم کوشش کی۔ محدثین دہلی خواہ
وہ حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے سلسلہ کے ہوں یا
سیدنا شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے وہ
اپنے اپنے انداز میں محض مخیر مسلمانوں کی معاونت سے محدود پیمانہ پر دینی علمی
درسگاہیں قائم کیے ہوئے تھے اگرچہ مختلف ادوار میں مسلم بادشاہ اور سربراہان
مملکت بھی مسلمان علماء اور صوفیوں کی معاونت کرتے تھے اس کے باوجود
دہلی میں کسی بہت بڑے دارالعلوم یا جامعات کا نشان نہ کتب تواریخ میں
ملتا ہے نہ آثار قدیمہ میں۔ انگریز بہادر نے اس محدود علمی دینی اداروں کو
بھی اپنے لیے خطرہ و سدِ راہ تصور کیا۔ ایسے حالات میں اگر فی الواقع مدرسہ
دیوبند سرکار انگریزی سے دو ہاتھ کرنے کے لیے معرض وجود میں آتا اور
فی الواقع اکابر دیوبند انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کر رہے ہوتے تو انگریز

کے جذبۂ انتقام اور نظرِ عتاب سے کیسے بچ سکتے تھے؟
میرٹھ کے پریسوں میں چھوٹی موٹی مزدوری کی نوکریاں کرنے والے اکابر
دیوبند اس حالت اور پوزیشن میں بھی نہیں تھے کہ انگریز کی مزاحمت کرتے اور
داد شجاعت دینے کے لیے دیقیام کی طرح اسلحہ کے وافر ذخائر اور فوجی تربیت
کی چھاؤنیاں موجود تھیں۔ مختلف اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں دیکھنے سے پتہ
چلتا ہے کہ یہ بیچارے بُری طرح مالی معاشی مشکلات سے دوچار تھے اور ملازمتوں
اور نوکریوں کے متلاشی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسہ دیوبند کے بانی اور
اُن کے صفِ اول کے رفقاء مدرسین و اساتذہ و اراکین تقریباً تمام ہی گورنمنٹ
انگلیشیہ کے وفادار ملازم یا پنشنر تھے جس کو ہم ابھی مدلل بحوالہ کتب بیان کرتے
ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہابی مولویوں کو دہلی سے ۹۲ میل دُور بجانب
شمال یوپی کی چھوٹی سی بستی دیوبند میں اتنا بڑا دارالعلوم کیوں بنا کر دیا جا رہا
تھا کہ جس کی مثال دہلی جیسے دارالسلطنت اور مرکزی شہر میں بھی نہ تھی۔ دہلی میں
چار چار پانچ حجروں پر مشتمل مسجدوں تک محدود اور مختص چھوٹے چھوٹے ادارے
تو تہہ و بالا کیے جا رہے ہیں لیکن عین ان ہی ایام میں دیوبند میں عظیم دارالعلوم
بنایا جا رہا ہے اور انگریز کو کانوں کان پتہ نہیں۔
حقائق کو ملحوظ رکھ کر ہر ذی فہم و شعور انسان خالی الذہن ہو کر جب
غور کرتا ہے تو آثار و قرائن بتاتے ہیں کہ یہ سب خود کاشتی تھی اور انگریز کی سیاسی
جعلسازیوں کا کرشمہ تھا کہ مصنوعی مجاہدین اور جعلی علماً تیار کرائے جائیں جو محدثین
دہلی کی جگہ لیں اور دیوبند جیسے چھوٹے سے گاؤں اور مطلقاً مضافاتی بستی میں
بیٹھ کر ایسے ضمیر فروش مولویوں کی پنیری لگائیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
کی طرح زبانِ حال سے کیف و سرور کے عالم میں پکار اُٹھیں: ـــــ
"جب میں حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار رہوں ۔ ۔ ۔ ۔
سرکار (گورنمنٹ انگلیشیہ) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے"۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص)

انگریز اپنے ایسے جاں نثار علماً جدید مشنری کے ذریعہ فیکٹریوں میں تو تیار کرا نہیں سکتا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی حاکم یاغستان یار محمد خان سے جہاد کے لیے بالاکوٹ جاتے ہوئے اشارہ دے گیا تھا کہ ہم مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخت جان قوم پٹھان اور غیر مسلموں میں سکھوں سے لڑتے ہیں اور اُن کا صفایا کرتے ہیں ہمارے بعد ہماری یہ دیوبندی ذُرّیت جاں نثاری اور فرمانبرداری کا فریضہ ادا کرے گی ۔___ یہی وجہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریز کے خلاف جہاد سے مسلمانوں کو علی الاعلان عام جلسوں میں روکا اور جہاد کے چکر میں نہ پڑنے کے یوں دلائل دیئے۔ لکھا ہے :___

"کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی مصنّف تقویۃ الایمان) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو (جلسہ عام میں) ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے ___؟ آپ (مولوی اسماعیل) نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں۔ ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ (انگریز) ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (وہابیوں کی) گورنمنٹ (انگلشیہ) پر آنچ نہ آنے دیں ؟ (حیاتِ طیبہ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی ص۲۹۶)

تو مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے حسب الارشاد دیوبندی علماء نے گورنمنٹ (انگلشیہ) پر آنچ نہ آنے دینے کا پلان تیار کیا۔ مٹھی بھر نکادَ چال وہابی ہند کے کروڑوں مسلمانوں سے لڑ تو نہ سکتے تھے اس لیے نُورا کشتی شروع کرنے کے لیے دہلی جیسا شہر مناسب اور فٹ نہ تھا لہذا ایسی جگہ مدرسہ بنانے کا منصوبہ بنایا جو جگہ دیوی دیوتاؤں کا گڑھ تھا اور مشرکین

کی مشہور تیرتھ گاہ تھی جس کا نام کتب تواریخ میں "دیوی کنڈ" موجود ہے، اور اس سے بھی پہلے اس بستی کا نام "دیبی بن" یعنی دیویوں کا جنگل تھا۔ دیکھو اتر پردیش اتحاس جلد اوّل۔

اسی طرح تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اوّل میں ص۱۰ پر بھی مانا گیا ہے کہ دیوبند کا قدیم نام "دیبی بن" تھا جہاں کالی دیبی کالی دیوبندر کرشنا دیوی۔ ہنگلاج کی دیوی ہر قسم کی دیویوں کا جنگل تھا۔ ___ تاریخ دارالعلوم دیوبند میں تسلیم کیا گیا ہے :___

"برادرانِ وطن (ہندوؤں) کی ایک زبردست تیرتھ گاہ ہونے کی وجہ سے دیوی کنڈ۔ دیوی بن کے نام سے معروف ہے اور اس پر آج بھی (ہندوؤں کا) سالانہ میلہ لگتا ہے (یہ بستی) مرکزیت کی حامل ہے اس بستی کا قدیم نام دیبی بن تھا جو کثرت استعمال سے دیوبند کے نام سے مشہور ہو گیا ___[1]"

گویا دیوی سے دیو ہو گیا مونث سے مذکر بن گیا پہلے دیوی بن یعنی دیویوں کا جنگل تھا اب دیوتاؤں کا جنگل ہو گیا جس کو دیوبندیوں نے بسر و چشم قبول کر لیا۔ اس مختصر سی تاریخی تحقیق سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی فرقہ مسلمانوں کو محبوبانِ خدا کی عزت و تعظیم کرنے اور اُن کے کشف و کرامات کا قائل ہونے کے جرم میں بات بات پر مُشرک مُشرک قرار دیتا ہے اُن کی اپنی نسبت خالقِ حقیقی اللہ و معبود کی بجائے دیوی دیوتاؤں کی طرف ہے۔ جو جو مولوی مُلاّں مُبلّغ و مُحدّث و مناظر دیوبندی کہلاتے ہیں اور فخریہ کہتے ہیں ہمارا مسلک دیوبند ہے تو وہ اپنا انتساب کھلے مشرکوں کے دیوی دیوتاؤں کی طرف کرتے ہیں یہیں سے

[1] تاریخ دارالعلوم دیوبند حصّہ اوّل صفحہ ۱۰ ؛

پتہ چلتا ہے کہ دُنیا میں دیوبندیوں نے اسلام کا فیض کیا پہنچایا ہوگا جب
وہ اپنے مرکز کا نام بھی توحید و اسلام پر نہ رکھ سکے تو دیوبندی کا معنیٰ
ہوا دیویوں یا دیوتاؤں کے جنگل والے۔ جنگلی عموماً وحشی ہوتے ہیں،
اور اُلٹی باتیں کرتے ہیں طرز فکر جودت ذہن اُلٹی ہوتی ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ یہ دیوی بن والے ؎

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ دیو
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

تو دیوبن میں مدرسہ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ مدرسہ اور مندر ساتھ
ساتھ رہیں یہی وجہ ہے کہ جب انگریز بہادر کے ایما پر دیوی بن جیسی
خفیہ جگہ مدرسہ قائم ہوا تو ہندوؤں مشرکوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ
لیا اور چندہ دیا۔ دیکھو مدرسہ دیوبند کی سالانہ روداد مطابق ۱۲۹۵ھ
اور سوانح قاسمی میں یوں ہے کہ فخریہ انداز میں اظہار فرحت و مسرت کے
ساتھ جزاکم اللہ جزاکم اللہ کی دلنواز صداؤں کی گونج میں یہ راز افشاء
کیا جا رہا ہے لکھا ہے:۔

"چندہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں اور نہ خصوصیت مذہب و ملت":
یعنی ہر ملت اور ہر مذہب کا فرد انہیں پیٹ کا ایندھن دے کر ثواب
دارین حاصل کر سکتا ہے۔ اسی کے ساتھ ان ہی دارالعلوم کی رودادوں
میں چندہ دینے والوں کا فہرست میں دیکھ لیجیے۔ اسلامی ناموں کے ساتھ
پہلو بہ پہلو منشی تلسی رام۔ رام سہائے۔ منشی ہرداری لال۔ لالہ بیجناتھ۔
پنڈت سری رام۔ منشی موتی لعل۔ رام لال۔ سیوا رام سوار وغیرہ اسما بھی
مسلسل ملتے چلے جاتے ہیں سرسری نظر ڈال کر مثلاً یہ چند نام جو سامنے آ

سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۱۷ ؛

گئے وہ چن لیے گئے"[1]
کہتے ہیں منہ کھاتا ہے آنکھ شرماتی ہے۔ جب مال ہندوؤں کا کھایا
تو آنکھ شرماتی اور ہندو کانگریس میں گاندھی کے ایک جانثار سپاہی
کی حیثیت سے محمود الحسن دیوبندی۔ ابوالکلام آزاد۔ مولوی حسین احمد
ٹانڈوی صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند۔ مولوی کفایت اللہ دہلوی۔
مولوی حفیظ الرحمٰن سیوہاروی۔ کانگریس کی ذیلی تنظیم احرار عطاء اللہ
بخاری۔ مولوی احمد علی لاہوری۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ محمد علی
جالندھری جیسے سینکڑوں نام ملتے ہیں جنہوں نے قائداعظم کو
کافر اعظم کہا[2]"
اور یہ کہ "جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سُور ہیں اور سُور
کھانے والے ہیں ...... دس ہزار جینا (جناح) (مولانا) شوکت اور
ظفر جواہر لعل نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"[3]
اسی لیے ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار نے کہا تھا ؎

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے

حقِ نمک یوں ادا ہوا

اکابر علماء دیوبند ہندوؤں کی خوشنودی کے لیے گائے کی قربانی سے دستبردار ہو
گئے اور اب مدرسہ دیوبند سے قربانی کے مسائل اور کھالوں کے حصول کا
جو پوسٹر شائع ہوتا ہے اس میں صاف لکھا ہوتا ہے:۔
"جن مقامات پر حکومت (ہند) کی جانب سے گائے کی قربانی

[1] سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۱۷۔
[2] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۲ [3] چمنستان صفحہ ۱۶۵ ؛

پر پابندی عائد ہے وہاں ملک کے موجودہ حالات اور آپس کے میل ملاپ (ہندی دیوبندی اتحاد) کے لیے گائے بیل اور بچھڑے کی قربانی سے احتراز کیا جائے [1]"

آمدم برسرِ مطلب

خامہ کس قصد سے اُٹھا تھا کہاں جا پہنچا

ہم بتانا تو یہ چاہتے تھے کہ انگریزی سرکار نے دیوبند میں اتنا بڑا دارالعلوم کیوں بنوایا۔ دیوبند کی تاریخی ولغوی حیثیت پر اور اکابر دیوبند کے ہندو نواز کردار پر گفتگو شروع ہو گئی لہذا ہم واپس آتے ہیں تو عرض یہ ہے کہ اگر شہر دہلی میں گورنمنٹ انگلشیہ دارالعلوم بنواتی اور اپنے جانثار علماء تیار کراتی تو ہر شخص بھانپ لیتا اور یہ راز افشاء ہو جاتا کہ حقیقی علماً و محدثین دہلی کے علمی مراکز ختم کر کے دیسی گھی کی جگہ یہ ڈالڈا کیوں لایا جا رہا ہے یعنی حقیقی علماء کی جگہ یہ بناسپتی علماء کس لیے تیار کرائے جا رہے ہیں ؟ لہذا دیوی بن کے جنگل میں یہ مدرسہ بنوایا گیا۔ جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ؟ اس مدرسہ دیوبند کے لیے بانی۔ مدرسین۔ اراکین کہاں سے لائے گئے دین اسلام کے حقیقی خیرخواہ اور جذبہ تعلیم دین سے سرشار علماء کی یہاں کوئی قدر تھی نہ ضرورت ہے لہذا مدرسہ دیوبند کے لیے تحقیق وتلاش کر کے ایسے علماء کو اکٹھا کیا گیا جو گورنمنٹ انگلشیہ کے سرکاری مدرسوں کالجوں میں پڑھے ہوتے ہوں اور ہر طرح سے سرکار انگلشیہ کے وفادار و جانثار ہوں۔ نکل جاتی ہے سچی بات مُنہ سے مستی میں یہ بات بھی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی نے خود ہی اگل دی لکھتے ہیں :

[1] تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۳۲۳ ؛

مدرسہ دیوبند کے مدرسین وملازمین واراکین گورنمنٹ انگلشیہ کے قدیم ملازم و پنشنر

"(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارہ میں گورنمنٹ کو شک وشبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی"[1]

ذرا وقت تو لگے گا ہی چلو مدرسہ دیوبند کے بانی۔ مدرسہ دیوبند کے بانی کے اُستاد مدرسہ دیوبند کے صدر و شیخ الحدیث اور دوسرے مدرسین و اراکین کو بھی کھنگال لیا جائے۔ آئیے ملاحظہ کیجئے یہ سب وہی کل پرزے ہیں جو انگریز نے اپنے سرکاری دہلی کالج میں ڈھالے اور دیوبند میں استعمال کیے :

بانی مدرسہ دیوبند

مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے متعلق لکھا ہے :- "بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفتہ [2]۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (سابق مہتمم مدرسہ دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی کالج) میں مولانا کا نام داخل تھا[3]"

صدر مدرس وشیخ الحدیث

مدرسہ دیوبند کے اوّلین صدر مدرس و شیخ الحدیث مولوی اشرف علی تھانوی کے اُستاد

[1] سوانح قاسمی جلد دوم ص ۲۴۷ حاشیہ [2] تذکرہ علماً ہند ص ۲۱۰ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء از مولوی رحمان علی صاحب [3] ارواح ثلاثہ ص ۳۰۱ ؛

محترم مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے متعلق لکھا ہے :—

"رجب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے اُس وقت مولانا سرکاری ملازمت (گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری) سے سبکدوش ہو چکے تھے۔[1]"

مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی

"جیسا کہ آپ حضرات (مولوی قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی سرپرست مدرسہ دیوبند) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تازیست دلی خیر خواہ ہی ثابت ہوئے[2]"

مولوی اشرف علی تھانوی

حکیم الامت دیوبند فرماتے ہیں :

"ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے ؟ میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے ..... مگر نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لیے کہ انہوں (انگریزوں) نے ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔"[3]

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زُہد کی
میں کیا بتاؤں کہ وہ رات کو کس کے گھر ملے

بانی مدرسہ دیوبند صدر مدرس دیوبند کے اُستاد

جناب مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے اُستاد محترم اور صدر مدرس مدرسہ دیوبند

---

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی دیوبندی صہ ۱۸۹ [2] تذکرۃ الرشید صہ ۴۹ پہلا حصہ [3] الافاضات الیومیہ صہ ۶۹ حصہ چہارم ؛

مولوی محمد یعقوب کے والد بزرگوار تھے ۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں :—

"از عیان دہلی بودند تلمذ ایشاں در علوم درسیہ با مولوی رشید الدین خاں است و از طرف فرنگیاں تدریس درجہ اوّل مدرس دہلی ولیشاں است۔

یعنی وہ (مولوی مملوک العلی نانوتوی) دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم درسیہ میں مولوی رشید الدین خاں کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اوّل (عربی) کو پڑھانے کے لیے مقرر تھے۔"[1]

"مسٹر ٹامسن وزیٹر دہلی کالج نے ۸ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی مملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی کہ ان کو اسّی روپیہ ماہوار تنخواہ ملنی چاہیے بالآخر موصوف کو (پچاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملنے لگی۔"[2]

نوٹ :- اس موضوع پر ہم نے اپنی کتاب برہان صداقت بر دِ نجدی بطالت میں بہت تفصیل سے لکھا ہے بالخصوص صہ ۹۲ تا صہ ۹۸ ناقابل تردید شواہد و حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں ۔ ناظرین کرام اور مصنف وہاں ضرور ملاحظہ کریں۔

مدرسہ دیوبند کا (لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا) خفیہ معائنہ و تحسین

۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دارالعلوم دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں "جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند میں) کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک

---

[1] تاریخ قنوج از نواب صدیق بھوپالی صہ ۱۰۱۔

[2] رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ؛

مولوی چالیس[۴۰] روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار (انگلشیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) ہے[۱]۔"

مدرسہ دیوبند کی نہایت درجہ کی کامیابی اور شہرت کا راز

مولانا پروفیسر محمد انوارالحسن دیوبندی رقمطراز ہیں: ——
"تمام اندرونی و بیرونی صدمات اور حوادث کے بعد جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی کامیابی و شہرت مدرسہ کو حاصل ہوئی وہ سرجان ڈگس لاٹوش لیفٹیننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ واودھ کا بغرض خاص معائنہ مدرسہ دیوبند آنا تھا...... ۶۰ جنوری یوم جمعہ کو ٹھیک دس بجے دن براہ ریل نزول اجلال کیا[۲]۔"

انگریز مدرسہ دیوبند پر اس قدر مہربان تھے کہ "ایک مرتبہ صوبہ متحدہ کے گورنر سرجیمز مسٹن نے دارالعلوم دیوبند کا خصوصی معائنہ کیا۔"[۳]

مسٹر پامر کے خفیہ معائنہ اور مسٹر جان ڈگس لاٹوش گورنر متحدہ آگرہ و اودھ کے معائنوں سے واضح ہو گیا کہ مدرسہ دیوبند کی ترقی اور شہرت کا راز انگریز گورنرز اور اُن کے خفیہ معتمدوں کی خصوصی اور ہمہ جہت عنایتوں اور بھرپور مالی معاونت کا کرشمہ تھا۔ اس قسم کا معائنہ اور داد تحسین دینے کے لیے کبھی کوئی انگریز گورنر یا اس کا معتمد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف نہیں آیا نہ اُن کو یہ جرأت ہو سکتی تھی۔ —— یہاں یہ بات بھی خاص طور پر پیش نظر رہنی چاہیے کہ اکابر دیوبند نے مدرسہ دیوبند کی ملت سوز اسلام دشمن انگریز نواز پالیسیوں کو اس قدر خفیہ رکھا کہ مدرسہ دیوبند اندر ہی اندر مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کرتا رہا اور انگریز بہادر کے ہاتھ مضبوط کرتا رہا۔ یہ سارا کام اس رازداری سے ہو رہا تھا کہ مدرسہ دیوبند

---

[۱] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی مصدقہ مفتی محمد شفیع کراچی [۲] روئیداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ ص۶ و ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی ستمبر ۱۹۶۰ء [۳] تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۲۸۹ جلد ۲

کا ۱۳۰۱ھ کے بعد جلسہ دستار فضیلت بھی ۲۶ سال کے بعد کیا گیا[۱]

بانی مدرسہ دیوبند کی علمی حیثیت

بانی مدرسہ دیوبند نے باقاعدہ کسی دارالعلوم یا درس نظامی باضابطہ درس گاہ میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی مولوی مناظر احسن گیلانی بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے سوانح نگار ہیں وہ لکھتے ہیں: ——

"مولانا مملوک العلی کا گھر ان کا گھر تھا وہی ان کا مدرسہ بھی تھا وہی اقامت خانہ بھی[۲]۔"

اس سے تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں: ——

"مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک العلی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے کالج میں نام مولانا کا داخل تھا[۳]۔"

"مولانا مملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم صاحب کے اُستاد ہیں دہلی میں دارالبقا سرکاری (انگریزی) مدرسہ تھا اس میں ملازم تھے۔"[۴]

جناب نانوتوی صاحب کو پڑھنے پڑھانے سے قطعاً کوئی شغف نہ تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے حوالے سے لکھا ہے: ——

"مولانا محمد قاسم نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا[۵]۔"

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کو کسی اہم معیاری دارالعلوم تو کیا عام درس گاہ میں بھی پڑھنے کا موقع نہ ملا اُن کا سوانح نگار لکھتا ہے بلکہ

---

[۱] تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۲۲۳ [۲] سوانح قاسمی جلد اول ص۲۲۲۔
[۳] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۲۲ [۴] ایضاً صفحہ ۲۲۳۔
[۵] قصص صفحہ ۷۹ - ۱۳ بحوالہ سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۲۳۹ ؛

سوانح نگار یہی تذکرہ کرتا ہے کہ مولانا مملوک العلی کے دولت خانہ پر پڑھتے تھے اور وہ بھی جمعہ کی شب میں صیغوں اور ترکیبوں کے پوچھنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا (سوانح قاسمی)

"اس بنیاد پر بھی ماننا چاہیے کہ مولانا نانوتوی کی تعلیم کا تعلق بھی گھریلو تعلیم سے تھا[1]۔"

ایسی بے ربط پڑھائی عدم توجہ و محنت کے بغیر حصول علم کا یہ انجام سامنے آیا جناب مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند فیل ہو جانے کے ڈر سے امتحان میں بھی شریک نہ ہوتے آپ کا سوانح نگار اس بات کو ذرا واضح انداز اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"جب امتحان کے دن ہوتے مولوی صاحب (مولوی محمد قاسم صاحب) امتحان میں شریک نہ ہوتے اور مدرسہ (یعنی وہ گھر جس میں پڑھتے تھے) چھوڑ دیتے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، گویا نہ سر ہوگا نہ درد ہوگا۔ سوانح قاسمی جلد اول ص۲۶۴ پر مکرر در مکرر لکھا ہے:—

"مولانا مملوک العلی صاحب خانگی طور پر پڑھایا کرتے تھے ..... جب امتحان سالانہ کے دن ہوتے مولوی (قاسم نانوتوی) صاحب امتحان میں شریک نہ ہوتے اور مدرسہ چھوڑ دیا[2]۔"

مولوی قاسم صاحب پڑھائی کے وقت احادیث پر نکتہ چینی کیا کرتے تھے چنانچہ آپ کا سوانح نگار آپ کے حوالے سے لکھتا ہے:—

"مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے تھے کہ حدیث پڑھنے کے وقت میں یہی سوچا کرتا تھا کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمائی[3]۔"

---

[1] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۲۷ [2] ایضاً ص۲۲۴ [3] قصص الہادی صفحہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ و سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۲۴۔

اس کے بعد تعلیمی سلسلہ کو منقطع کر کے مزدوری کرنا شروع کر دی آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے:—

"پھر مولوی (قاسم) صاحب نے مطبع احمدی میرٹھ میں تصحیح کتب کی کچھ مزدوری کر لی[1]۔"

مطبع احمدی میں مزدوری کرنے کی روایات ارواح ثلاثہ الافاضات الیومیہ میں بکثرت ملتی ہیں۔ اس تفصیل کا حاصل یہ کہ اسی علمی بے بضاعتی کی بنا پر وہ فن تدریس سے لاتعلق رہے کسی بھی فن کی کوئی کتاب پڑھانے پر آپ کو قدرت نہ تھی اسی وجہ سے بادل نخواستہ مجبوراً آپ کے سوانح نگار مناظر احسن گیلانی کو یہ کڑوی گولی نگلتے ہوئے اعتراف کرنا پڑا:—

"دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا[2]۔"

اسی طرح مولوی اصغر حسین محدث مدرسہ دیوبند کو اس قرار واقعی حقیقت کا بصد چشم اعتراف کرنا پڑا:—

"مولانا (محمد قاسم) ممدوح میرٹھ میں منشی ممتاز علی کے مطبع میں تصحیح کا کام کرتے تھے پھر یہ مطبع دہلی منتقل ہو گیا مولانا (نانوتوی) ممدوح بھی دہلی مقیم ہوتے[3]۔"

مولوی قاسم نانوتوی صاحب خود تو نہ پڑھا سکتے تھے۔ انگریز سرتوڑ کوشش کے باوجود اپنے اس دارالعلوم کو حقیقی عالم ذی استعداد مدرسین فراہم نہ کر سکا— لے دے کے اس دارالعلوم کا سرمایۂ تدریس فقط ملا محمود اور مولوی محمد یعقوب سابق ڈپٹی (انسپکٹر مدارس وانگلشیہ) تھے جو پہلے سرکار انگریزی کے ملازم تھے[4]۔ اس دارالعلوم کے تمام اساتذہ و اراکین وغیرہ سابقہ سرکاری ملازم پنشنر تھے اس لیے زیادہ ملازمتوں اور سرکاری نوکریوں کے متلاشی طلباً تلاش معاش کے لیے مدرسہ دیوبند کا رخ کرتے

---

[1] سوانح قاسمی جلد اول ص۲۲۶ [2] ایضاً ص۲۷۳ [3] حیات شیخ الہند ص۱۹ [4] ایضاً ص۱۸-۱۹۔

لگے کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سابق ملازمین کے توسط سے نوکری جلدی مل جاتی تھی اس لیے یہاں کے فارغ التحصیل طلبا پیش امام کی بجائے پیٹ امام بننے کو ترجیح دیتے تھے انگریز کو ایسے مولویوں کی زیادہ ضرورت تھی جو اُن کے پٹھوؤں کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہوتے اور سرکار انگلشیہ کے فرمانبردار ثابت ہوں۔ مدرسہ دیوبند کی شان میں مصنف مطالعہ بریلویت نے ظفر علی خاں کی ایک مچلتی ہوئی نظم بھی اس کی حقانیت کی روشن دلیل بنا کر پیش کی ہے، مگر ظفر علی خاں مدرسہ دیوبند کو کیا جانے اور علماء دیوبند کو کیا جانے آیئے ہم اس سے زیادہ پُرلُطف نظم جو مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند و مدیر تجلی دیوبند نے لکھی مُصنف مطالعہ بریلویت کی ضیافت طبع کے لیے پیش کرتے ہیں قارئین بھی لُطف اندوز ہوں موصوف مولوی شبیر احمد عثمانی کے بھانجے ہیں اور مدرسہ دیوبند کے قادر الکلام فاضل و ادیب ہیں پڑھیے اور سر دُھنیے :———

"دارالعلوم" دیوبند کے نام

کیا گردش دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ دیوبند تیرا حال زبوں دیکھ رہا ہوں

اللہ رے یہ مسندِ افتاء کی اہانت ۔۔۔ اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

آوارگیٔ فکر و نظر اہل حرم کی ۔۔۔ ناپختہ مگر جوشِ جنوں دیکھ رہا ہوں

جو داعی اسلام تھے وہ دلیش بھگت ہیں ۔۔۔ نیرنگیٔ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں

اسلاف کے دل بھی تیرے فتووں سے ہیں مجروح ۔۔۔ تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں

غیروں سے ہے اُلفت تجھے اپنوں سے اُلجھاؤ ۔۔۔ بدلا ہوا انداز جنوں دیکھ رہا ہوں

حق گوئی بے باکیٔ اسلاف کی سوگند ۔۔۔ تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں

یہ منصب اظہار سے فتووں کی یہ اندھیر ۔۔۔ فنکاریٔ شیطاں کا فسوں دیکھ رہا ہوں [1]

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جناب عامر عثمانی فاضل دیوبند اہل دل لوگوں میں سے تھے واقعی انہوں نے اپنی مادر علمی دیوبند کی صحیح تصویر کھینچکر رکھ دی۔ اس انگریزی دارالعلوم کے قرار واقعی تعارف کا حق ادا کر دیا بالخصوص یہ اشعار ..... تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں۔ اور .... تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں .... خصوصی توجہ طلب ہیں۔

مدرسہ دیوبند کے سیکنڈ کلاس بانی دیوبندی فرقہ کے امام ثانی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی علمی حیثیت استعداد و قابلیت پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں گنگوہی صاحب بھی نانوتوی صاحب کی طرح تدریسی مہارت سے کورے تھے وہ بھی سرپرستی تک محدود رہے فنون عربیہ پر عبور نہ ہونے کے باعث مدرسہ دیوبند میں پڑھا نہ سکے مدرسہ دیوبند کا کل سرمایہ مُلا محمود اور مولوی یعقوب نانوتوی ڈپٹی انسپکٹر انگریزی سرکاری مدارس تھا اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار ملازم تھے بلہ [2]

اس وقت ہمیں دکھانا یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی طرح سرپرست مدرسہ بھی گھر کے پڑھے ہوتے تھے۔ باقاعدہ کسی دارالعلوم یا اسلامی جامعہ میں ماہرین تدریس عربیہ سے ان کی تعلیم نہ ہوتی تھی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے اساتذہ میں سے گھر میں پڑھانے والے ایک استاد مولوی مملوک العلی صاحب بھی سرکاری ملازم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے تنخواہ دار سکول ٹیچر تھے جس کے حوالے مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے تعلیمی ذکر میں گزر چکے ہیں تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے :———

"دہلی میں علوم نقلیہ کے اندر آپ کے اُستاد جناب مفتی صدر الدین آزردہ

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] ماہنامہ "تجلی" دیوبند مئی ۱۹۵۷ء۔

(حاشیہ صفحہ موجودہ) [2] سوانح قاسمی و کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی تذکرۃ الرشید ؛

رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک روز مولوی گنگوہی مفتی صدرالدین صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مفتی صاحب فرمانے لگے میاں رشید تم ہی اچھے ہو...... ہماری (سرکار گورنمنٹ انگلشیہ کی) نوکری جائز نہیں تھی ہم (مولوی مملوک العلی نانوتوی۔ محمد یعقوب نانوتوی وغیرہ) خوب سمجھتے تھے کہ جائز نہیں مگر ہم بزور علم اُس کو جائز کہتے تھے"۔ [1]

یعنی ناجائز سمجھکر انگریز کا مال تنخواہ کے نام پر کھاتے رہے بہر حال موضوع تو یہ تھا کہ گنگوہی صاحب باقاعدہ کسی دارالعلوم کے باضابطہ پڑھے ہوئے نہیں تھے گھریلو طور پر گھر کے اندر پڑھائی ہوئی تھی تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے: ——

حضرت (گنگوہی) قدس سرہٗ نے فارسی کرنال میں اپنے منجھلے ماموں مولوی محمد تقی صاحب سے پڑھی...... آپ نے فارسی کا کچھ حصہ مولوی محمد غوث صاحب سے بھی پڑھا...... مولوی محمد بخش صاحب رامپوری حضرت کے نہایت ہی شفیق اُستاد تھے۔ ہدایۃ النحو مولوی قاضی احمدالدین جہلمی پنجابی سے پڑھی اور آخر میں مولانا صدرالدین دہلوی۔ مولانا مملوک العلی نانوتوی شاہ عبدالغنی سے پڑھا۔ یہ حضرات فرداً فرداً اپنے اپنے گھروں پر پڑھاتے تھے۔ اس متفرق پرچون گھریلو پڑھائی کا یہ اثر ہوا کہ لمبے چوڑے القابات کے باوجود آپ ذی استعداد ماہر فن تدریس استاد نہ بن سکے اور مدرسہ دیوبند کے لیے سرکاری انگریزی سکول ٹیچر مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی کو دیوبند میں بطور صدر مدرس منگوانا پڑا اور یہی خانہ ساز پرچون پڑھائی کا نتیجہ ہے کہ آپ کا فتاویٰ رشیدیہ قطعاً بے ربط ہے جس میں اکثر فتاویٰ متضاد ہیں اور لاتعداد سوالات کے جواب میں اپنی علمی بے بضاعتی کے سبب آپ کو لکھنا پڑا مجھے معلوم نہیں مثلاً:

[1] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۳۲؎

- ——حال معلوم نہیں فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۳۶ ——
- ——حال معلوم نہیں صفحہ ۴۵۸——
- ——حال معلوم نہیں صفحہ ۳۸۲——
- ——حقیقت معلوم نہیں صفحہ ۴۵۸——
- ——معلوم نہیں صفحہ ۵۲۷——
- ——حال معلوم نہیں صفحہ ۵۱۰——
- ——بندہ کو معلوم نہیں صفحہ ۱۸۰——

یہ حال معلوم نہیں —— معلوم نہیں —— حقیقت معلوم نہیں کا رونا فتاویٰ رشیدیہ میں پچاس سے زائد جگہ رویا گیا ہے اس سے گنگوہی صاحب کی فقہی بصیرت کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے ——۔

فتاویٰ کفر کی پرانی راگنی

مسٹر مانچسٹروی اینڈ دیوبندی نجدی برانڈ ملاؤں کا سارا دکھ اندرونی بیرونی اور آگے پیچھے کا سارا درد اس بات پر ہے کہ سیدنا امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ و دیگر اکابر علماء اہل سنت نے اہل توہین ملاؤں یعنی اکابر اصنام دیوبند کی تکفیر کیوں کی اس جرم میں وہ محض بہانہ بناکر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر دوسرے مکاتب فکر کے اہل توہین کی تکفیر کا بھی رونا رو رہے ہیں مانچسٹروی مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۲ پر یہی راگنی الاپتے ہوئے بعنوان "مولانا حالی پر فتویٰ کفر" لکھتا ہے: ——

"مولانا احمد رضا خاں کے حلقہ عقیدت نے مولانا حالی کو معاف نہیں کیا حزب الاحناف لاہور کے مولانا ابوالطاہر محمد طیب دانا پوری نے جہاں ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم کو کافر لکھا ہے

وہاں سرسید خاں کے نورتنوں مولانا حالی کو بھی نشانہ بنایا
اس کے ضمن و ذیل میں ظفر علی خاں، ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم
لیگ پر فتوی کو بڑے چٹخورانہ انداز میں ذکر کیا ہے اور حوالہ جات
مولانا دانا پوری و بجانب اہلسنت کے دیئے ہیں۔

اس کے متعدد جوابات ہیں: ــــــ

اوّل یہ تو بجانب اہلسنت اکابر اہلسنت مشاہیر و مسلّمہ خلفاء
و تلامذہ اعلٰحضرت کی متفقہ کتاب نہیں نہ حضرت مولانا طیب دانا پوری
علیہ الرحمۃ صف اوّل کے مسلّمہ اکابر اہل سنّت سے ہیں۔ یہ ملاں
مانچسٹروی کی عجیب عیاری ہے کہ ہر بات کی کڑی اعلٰحضرت امام احمد
رضا علیہ الرحمۃ کی ذات سے ملا دیتا ہے۔ جمہور اکابر اہل سنّت کا
اس سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح مکالمۃ الصدرین میں
مولوی شبیر احمد عثمانی دیو بندی وغیرہم پر مولوی حسین احمد کانگریسی
کی ذریت نے "ابوجہل" ہونے تک کا فتوی دیا تھا کیا اس سے
تمام دیو بندی مولوی متفق ہیں؟ اسی طرح بجانب اہلسنت او رمولانا
دانا پوری سے جملہ اکابر اہلسنت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور
نہ ہیں ــــــ۔

دوم یہ کہ خود دیو بندی مولویوں کے فتاوی کفر و شرک
قائد اعظم لیگ سرسید شبلی حالی وغیرہ پر کیا کم ہیں؟

سوم یہ کہ یہ دیکھنا ہے کہ مولانا دانا پوری وغیرہم کو ان لوگوں
سے کوئی زن و زر کا جھگڑا اور جائیداد کا تنازعہ تھا؟ وہ کیا حقائق
تھے جن کی بنیاد پر فتوی دیا گیا اس کے اسباب و علل کیا تھے؟ کن
کن افکار و نظریات و اشعار و عبارات پر فتاوی دیئے گئے۔ انہی
عبارات و اشعار کو لکھ کر بغیر نام بتائے دیو بندی مولویوں سے

فتاوی طلب کیا جائے تو وہ بھی مولانا دانا پوری جیسا ہی فتوی
دیں گے اور اس کا تجربہ ہم نے مرثیہ گنگوہی کے اشعار پر اکابر دیو بند
سے فتوی طلب کر کے کیا ہے جو عنقریب پیش کریں گے۔

چہارم یہ کہ جناب مانچسٹروی نے لکھا ہے "مولانا احمد رضا
خاں کے حلقۂ عقیدت نے مولانا حالی کو معاف نہیں کیا"۔ دریافت
طلب یہ امر ہے کہ آپ کے "مولانا" مسٹر حالی نے کب معافی طلب
کی؟ اور پھر کفر و ارتداد کی باتوں کو معاف کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے
اور اس کے کرم پر منحصر ہے تم مولانا احمد رضا خاں کے حلقۂ عقیدت
کے لوگوں سے معافی مانگ کر کہیں شرک کے مرتکب تو نہیں ہوئے؟
کتاب التوحید۔ تقویۃ الایمان۔ فتاوی رشیدیہ پر ازسر نو نظر ڈال
کر بتاؤ گناہوں کا معاف کرنا کس کا کام ہے کلماتِ کفریہ کا معاف
کرنا کس کا کام ہے اللہ تعالیٰ کا یا مولانا احمد رضا خاں کے حلقۂ
عقیدت کا ــــــ؟

پنجم یہ کہ تم جیسے نقلیں اتارنے اور مُنہ چڑانے والے کیا جانیں
فتوی شرعی کیا ہوتا ہے مُلاں مانچسٹروی کو چاہیے تھا کہ دلائل و تحقیقات
سے اس فتوی کا رَدّ کرتا یا جن امور پر حالی صاحب پر فتوی دیا
ان دلائل کی تردید یا تکذیب کرتا۔ مگر کچھ بھی نہیں زبانی، کلامی،
لفاظی اور کاغذی شعلہ بیانی سے دِل بہلا رہا ہے۔

مانچسٹروی صاحب حالی پر فتوی کے غم میں نڈھال ہے مگر
دراصل حقیقی غم اس کو حالی کی بدحالی کا نہیں اکابر اصنام دیو بند
کی تکفیر کا ہے، حالی کا سہارا تو محض اکابر اہلسنت کے شرعی فتوی کو
بے اثر ثابت کرنے کے لیے لے رہا ہے۔ پنجابی کا محاورہ ہے "رونڈی
یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دا۔ یعنی بدکار عورت بھائیوں

کا نام لے لے کر اپنے آشناؤں کو روتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور و فکر ہے کہ حالی پر حکم شرعی سے مانچسٹروی کا کلیجہ شق ہوا جاتا ہے لیکن یہی حالی جب سُنّی عقائد پر اپنی بے ہنگم شاعری میں شرک و کفر کا فتوٰی دیتا ہے اُن کو دائرہ ایمان و اسلام سے خارج قرار دیتا ہے تو دیوبندیوں کے دل میں لڈو پھوٹتے ہیں اور لب باندھے دم سادھے بیٹھے رہتے ہیں۔ سنو حالی الزام تراشی کے لیے عالمِ تصورات میں اہلِ سنت کے ذمہ من گھڑت فرضی عقائد لگا کر شاعرانہ فتوٰی کا شوق یوں پورا کرتا ہے ؎

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں	اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں	شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دُعائیں

نہ توحید میں کچھ فرق اس سے آئے

نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے [۱]

مانچسٹروی جس دین دھرم کا ہے اُسی دین دھرم کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر خدا تعالٰی کو مانتا ہے تو خدا لگتی کہیے کیا سُنّی بریلوی حامیان مسلک اعلیٰحضرت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مانتے ہیں؟ اور یہ بات کس کتاب سے ثابت ہے۔ کیا اماموں کا رُتبہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھاتے ہیں یہ بات ہمارے اکابر کی کس کتاب سے ثابت ہے؟

نبی علیہ السلام کو خدا کہنے والا قطعاً یقیناً مشرک ہے۔ اسی طرح اماموں کا رُتبہ نبی علیہ السلام سے بڑھانے والا بلاشبہ کافر و مرتد ہے دوسرے لفظوں میں حالی ہمارے اور ہمارے اکابر کے ذمہ دھاندلی سے غلط عقیدہ منسوب کر کے ہمیں کافر و مشرک قرار دے رہا ہے اور آخر میں خود اعلان فتوٰی بھی کر رہا ہے ؎

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

نہ توحید میں کچھ فرق اس سے آئے

نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے

گویا کہ اہل سنت کی توحید میں بھی فرق آ گیا اور وہ مشرک ہو گئے اور ان کا ایمان بھی بگڑ گیا بے ایمان ہو گئے اور اُن (سُنّی بریلویوں) کا اسلام بھی جاتا رہا۔ یہ ہے حالی کی شاعرانہ فتوٰی بازی ——۔

اب یاد رکھیے کہ حالی کے عائد کردہ سراسر لغو الزامات ہم پر قیامت تک ثابت نہ ہو سکیں گے چاہے مانچسٹروی دُم سے چھپکلی تک کا زور لگا لیں اب جب کہ یہ الزامات ہم پر ہیں ہی سراسر الزام اور سو فیصد خالص جھوٹ اور بدترین افتراء تو جب ہم پر حالی نے کفر و شرک بلکہ ایمان و اسلام سے خارج ہونے کا فتوٰی دیا جو کہ سراسر غلط ہے تو یہ کفر خود حالی پر لوٹا۔

حدیث شریف صحیح بخاری شریف جلد دوم ص۹۰۱ و صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۵۷، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایما امرئ لاخیہ کافر فقد با احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ۔

یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر ضرور یہ بلا پڑے، اگر جسے کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر ورنہ یہ لفظ (فتوٰی کفر) اُسی کہنے والے پر پلٹ آئیگا۔ بتاؤ یہ فتوٰی کفر خود حالی پر پلٹا یا نہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [۱] مسدس حالی ص۳۷

ایک دوسری جگہ بھی حالی صاحب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک من گھڑت حدیث منسوب کر کے لکھتے ہیں ؎

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی [1]

پہلے اشعار میں حالی نے اہلسنت پر الزام لگایا تھا "اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں" یہاں وہ خود اپنا اور عام انسانوں کا رتبہ نبی کے برابر بتا رہا ہے کہ "نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم" یعنی نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ ہونے میں عام لوگ کم نہیں ہیں اور پھر بکتا ہے "کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم" بے بسی بے چارگی محتاجی میں معاذ اللہ حضور سید الانبیاء مامور من اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم محبوب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرح برابر بتا رہا ہے۔ بتاؤ یہ کفر خالص نہیں تو کیا ہے — ! اماموں کو نبی سے رتبہ میں بڑھانا کفر ہے تو نبی کو رتبہ میں اور بے چارگی میں اپنے برابر قرار دینا بھی کفر ہے۔ اور پھر حالی مذکورہ بالا الفاظ حدیث کے ذمہ لگاتا ہے کوئی دیوبندی ماں کا لال بتائے کہ وہ حدیث کہاں ہے اور اس کے عربی الفاظ کیا ہیں؟ مستند حوالہ کے ساتھ بات کرے ورنہ حالی اور اس کے حامی اس حدیث کی روشنی میں اپنا ٹھکانا متعین کر لیں:—

---

[1] مسدس حالی صفحہ ۱۷ ؎

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار، یعنی جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

اس پر کافی کلام کیا جا سکتا ہے مگر اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

ظفر علیخاں پر فتویٰ

تردید شدہ باتوں کا اعادہ دیوبندیوں کی عموماً پرانی خصوصیت اور جاہل پروفیسر" علامہ ڈاکٹر مانچسٹروی کی خصوصاً دائمی عادت ہے لہذا اس نے پھر ظفر علی خاں کی تکفیر کا رونا رو دیا حالانکہ ہم برہان صداقت بردنجدی بطالت میں اس قسم کی باتوں کا مفصل جواب دے چکے ہیں اس سلسلہ میں بھی حوالہ وہی بجانب اہلسنت اور مولانا دانا پوری رحمۃ اللہ علیہ کا دیا گیا ہے جس پر ہم اوپر تفصیل و وضاحت سے لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح ایک حوالہ القسورہ علی ادوار الحمر الکفرہ کا دیا گیا ہے مگر مانچسٹروی نے نہ استفتاء نقل کیا نہ مفصل جواب فتویٰ نقل کیا جس پر گفتگو کی جائے البتہ فتویٰ کفر کے وجوہات لکھنے اور فتویٰ کفر نقل کرنے کی بجائے مسخرہ پن سے مراثیانہ انداز میں یہ لکھا ہے۔

"مولانا ابوالبرکات کی چنگڑ محلہ کے کہاروں سے ضد ہو گئی تھی تو انہوں نے روزنامہ زمیندار کی طرف رجوع کیا تو مولانا نے ایک اور فرقے کا اضافہ فرما دیا یعنی فرقہ کہاریہ زمیندار یہ اس نام پر بہت سے کہاروں نے غیرت کھائی اور مولانا کو ختم پڑھانا چھوڑ دیا" [1]

دیکھا آپ نے کتنے وثوق اور اعتماد سے کہانیاں گھڑ رہا ہے

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۰۴ ؎

گویا کہ کمہار اس کی برادری اور خاندان کے تھے اور انہوں نے خالد مانچسٹروی کے کہنے پر سیّدی علامہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کو ختم پر بُلانا چھوڑ دیا تھا۔ اگر پروفیسر کی کمہار برادری نے مفتیٔ پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ختم پر بُلانا چھوڑ دیا تھا تو کیا کانگریسی کٹھ پتلی سردار جی احمد علی شیرانوالہ کو بُلانا شروع کر دیا تھا؟ اور ممکن ہے وہ فتویٰ ظفر علی خاں کے کانگریسی گاندھوی دور سے متعلق ہو۔ مگر خود دیوبندی وہابی ظفر علی خاں کو اور ظفر علی خاں دیوبندیوں وہابیوں کو کیا اچھا سمجھتے ہیں۔ مثلاً ظفر علیخاں ایڈیٹر اخبار زمیندار کا ایک بہت مشہور شعر ہے ؎

کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا علی
ہر رَن میں نعرہ سُنیوں کا بھی ہے یا علی[1]

کتاب التوحید۔ تقویۃ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ بہشتی زیور۔ امداد الفتاویٰ۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ جواہر القرآن میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہنے اور نعرۂ حیدری یا علی کہنے کو کفر و شرک لکھا ہے۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا اور ندا کے ساتھ یارسول اللہ یا علی پکارنا دیوبندیوں وہابیوں کے ہاں خالص کفر و شرک ہے ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ متعدد حوالہ جات نقد موجود ہیں تو حضرت علی کو مشکل کُشا کہہ کر اور یا علی کا نعرہ لگا کر اس کو جائز سمجھ کر خود دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک ظفر علی خاں بھی مشرک و کافر ہو گئے۔ مولانا دانا پوری فتویٰ دیں تو ناجائز اور

[1] چمنستان صفحہ ۲۳۰؎

من جملہ اکابر اصنام دیوبند فتویٰ کفر دیں تو جائز یہ فرق و امتیاز کیوں؟ یا پھر اعلان کرو کہ یارسول اللہ مشکل کشا یا علی مشکل کشا کہنا دیوبندی مذہب میں جائز ہے۔

ظفر علی خاں نے مفتی اور فقیہ نہ ہونے کے باوجود خود بھی اکابر دیوبند پر شاعرانہ طرز استدلال کے ساتھ فتاویٰ صادر کئے ہیں ملاحظہ ہوں دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ صاحب بخاری مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی۔ مولوی محمد علی جالندھری دیوبندی۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی دیوبندی اور ان کی مجلس احرار کی پاکستان دشمنی ہندو نوازی گاندھی پرستی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ہندو نوازی گاندھی پرستی پاکستان دشمنی درحقیقت اسلام دشمنی تھی مسٹر مانچسٹروی کے زندہ دل و اہل دل ظفر علی خاں سے ان کی اسلام دشمنی نہ دیکھی گئی اور بے ساختہ پکار اُٹھے اور احراری اکابر دیوبند کی منقبت کا حق یوں ادا کیا ؎

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار | اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموسِ پیغمبر کے نگہبان سے بیزار | کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اس پہ ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار | احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے | ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے | سرکارِ مدینہ سے نہیں ان کا سروکار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کوئی ڈھادے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہادے تو یہ خوش ہیں
مسجد کا نشاں کوئی مٹادے تو یہ خوش ہیں
لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرارِ اسلام کے غدار [1]

واقعی مولوی ظفر علی خاں نے اپنے دیوبندی احراری ملاؤں کے تعارف کا حق ادا کر دیا۔

مانچسٹڑ دی جی کے ممدوح معظم ظفر علی خاں نے سعودیوں کے سربراہ سعودی حکومت کے فرمانروا ابن سعود کا تعارف بھی بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں زندہ دلی کے ساتھ پیش کیا ہے ؎

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر [2]

دیوبندی مجلس احرار اور دیوبندی امیر شریعت کا تعارف

؎
ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
پانچ لگوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے [3]

دیوبندی شیخ الاسلام شیخ الحدیث کے نام | مولوی حسین احمد کانگریسی دیوبندی

[1] نگارستان از ظفر علیخان صفحہ ۲۳۱/۲۳۲ [2] ایضاً صفحہ ۲۵۲ ؎
(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کی نقاب کشائی کا حق بھی مانچسٹڑ دی صاحب کے اہل دل و زندہ دل مولوی ظفر علی خاں نے ادا کر دیا تھا اور بہت خوب ادا کیا تھا۔ اس نظم کا عنوان ہے "ہندو دولہا اور مسلمان دلہن" کاش کہ ظفر علی خاں مندرجہ ذیل اشعار کے حسب حال اس نظم کا عنوان ہندو دولہا اور دیوبندی دلہن رکھتے بہر حال نظم حاضر ہے ؎

مسلماں ہو کے شنکر لال کے بیٹے کے گھر آئی
دیا الیشر کی ہے عباس طیب جی کی پوتی پر
مسلماں کا پھٹا تہمد نہ کچھ بھی اس کے کام آیا
نچھاور ہوگئی شرع نبی زرتار دھوتی پر
حسین احمد سے کہتے ہیں حزف ریزے مدینہ کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہوگئے سنگم کے موتی پر [1]

واقعی مولوی ظفر علی خاں نے حسین احمد کانگریسی کی شیخ الاسلامی و شیخ الحدیثی کے تعارف کا حق ادا کر دیا۔

ہمیں پھر اختصار مانع ہے اس لیے اہل دیوبند پر ظفر علی خاں کے اِن ہی فتوؤں پر اکتفا کرتا ہوں یاد رہے کہ یہ سب کچھ ہم نے تجانب اہلسنت سے نہیں لکھا بلکہ اکابر دیوبند اور مانچسٹڑ دی کے ممدوح اعظم سے ثابت کیا اور لکھا ہے۔ ع

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ظفر علی خاں کے "فتوؤں" سے ثابت یہ ہوا کہ اسلام کے غدار کون۔ دیوبندی۔ اسلام کی رسوائی کا باعث کون ہیں احراری

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) [3] چمنستان صفحہ ۳۴ (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] ایضاً صفحہ ۱۸۷ ؎

دیوبندی۔ غدار کون - یہی دیوبندی۔ شرع نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو ہندو کی دھوتی پر قربان کرنے والے کون - دیوبندی۔ حرم
فروش کون دیوبندیوں کا مربیٔ نعمت خداوند دولت ابن سعود نجدی۔

ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ

مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۰۵ پر اس عنوان سے خلیفہ اعلیحضرت حضرت فخر المحدثین
علامہ ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ محدث لاہوری قدس سرہٗ
کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مولانا دیدار
علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں نے ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ دیا جب
تک ان کفریات سے قائل اشعار مذکورہ توبہ نہ کرے اس سے
ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے۔"
حاشیہ میں سلہ کے تحت حوالہ روزنامہ زمیندار ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء
کا دیا ہے جو مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت میں لکھنے کے لیے ماں
کے پیٹ سے سنبھال کر رکھ لیا ہوگا۔ عنوان تو ہے ڈاکٹر اقبال پر
فتویٔ کفر مذکورہ عبارت میں نہ ڈاکٹر اقبال کا ذکر نہ فتویٰ کفر کے
الفاظ مذکور اور پھر صفحہ ۱۰۴ سے صفحہ ۱۰۵ تک ثابت تو یہ کرتا آرہا
ہے کہ شریف مکّہ نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ شریف مکّہ ہاشمی تھا اور
ترک عجمی تھے اور ڈاکٹر اقبال سعودیوں کے حق میں تھے اس لیے
اقبال پر بریلویوں کی نارِ انتقام تیز ہو گئی تھی اس وجہ سے
مولانا دیدار علی شاہ نے اقبال پر فتویٰ دیا تھا حالانکہ فتویٰ پر
مشتمل جو الفاظ اس بد طینت نے رقم کیے ہیں اس میں ہاشمی
عجمی اور سعودی چپقلش و آویزش کا قطعاً کوئی ذکر نہیں اور فتویٰ
میں کفر کے الفاظ نہیں یہ سب مانچسٹروی کی بے ایمانی اور دجل
خالص ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پھر حضرت علامہ دیدار

علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کسی کتاب و فتاویٰ کا حوالہ
نہیں زمیندار ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء کا حوالہ ہے۔ البتہ تجانب اہل سنت
میں مولانا داناپوری کے حوالہ و فتویٰ میں اشعار پر فتویٰ کا ذکر
ضرور ہے اور مولانا داناپوری علیہ الرحمۃ سے منسوب تجانب اہلسنت
کے حوالہ سے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف یہ ہے :-
"ڈاکٹر صاحب کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔ ڈاکٹر اقبال
صاحب نے اپنی فارسی اردو نظموں میں دہریت کا الحاد کا
زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔"
بتایئے ان دونوں جملوں میں کفر و ارتداد کا ذکر کہاں ہے ؟
عنوان کچھ متن کچھ دلیل کچھ دعویٰ کچھ۔ زبان پر ابلیس بول رہا
ہے۔ بلاشبہ ابلیس انسان کا ازلی دشمن ہے۔ ہر کسی کو ورغلا سکتا
ہے دھوکہ دے سکتا ہے ویسے بھی محاورۃً چھوٹوں کو بڑے
کہہ دیا کرتے ہیں او شیطان مگر یہاں تو صرف بول رہا ہے
لکھا ہے۔ باقی رہے اشعار تو اس میں شک نہیں ڈاکٹر صاحب
انسان تھے معصوم ملائکہ یا گروہ انبیاء علیہم السلام سے نہ تھے جو
غلطی نہ کریں ارادۃً یا غیر ارادی طور پر تو اُن سے ایسے اشعار سرزد
ہوئے جو معیار شریعت پر پورے نہیں اُترتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب
کا نام لیے بغیر کسی بھی فرقہ کے عالم سے ان الفاظ پر حکم شرعی معلوم
کر سکتے ہیں وہ اشعار یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں ؎

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو میرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے (بال جبریل ص۶)

اللہ تعالے کے حق اور شان میں بخیلی کا لفظ اسلام کی رُو سے قطعاً منافی شانِ ایزدی کے خلاف ہے اور یہ کہ ایک جگہ لکھا ہے

چُپ رہ نہ سکا حضرتِ یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند [1]

حضرت یزداں حق سبحانہٗ و تعالےٰ کی شان ارفع میں بھی چپ نہ کرنا۔ ڈاکٹر صاحب کو خود اقرار ہے اور وہ خود کہہ رہے ہیں

ع کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند

اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گستاخ ہونے کا خود اقرار کرے تو اس کے اشعار پر اگر مولانا داناپوری صاحب نے حکم شرعی واضح کر دیا تو کون سا جرم کیا؟ جو کچھ کیا وہ اللہ تعالےٰ سبوح و قدس و سبحان کی شان ارفع و اعلیٰ برتر و بالا کے لیے کیا تمہارے اکابر کی طرح گاندھی نہرو اور ہندو کانگریس کی تائید و حمایت میں ہندوؤں کی خوشنودی کیلئے تو نہیں کیا۔ باقی تم خود اور تمہارے اکابر اقبال کو کیا کہتے ہیں کیا سمجھتے ہیں آیئے بتایئے اقبال کے معروف ترین اشعار ہیں

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ اللعالمین
آں امام اولین و آخرین
مرتضےٰ آں تاجدار ھل اَتے
مرتضےٰ مُشکل کُشا شیرِ خُدا

[1] بالِ جبریل صفحہ ۳۵ ؛

یہ ہیں ڈاکٹر اقبال کے اشعار اور اُن کا عقیدہ وہ حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں اور یہ ہیں تمہارے دیوبندی وہابی شیخ القرآن غلام خاں راولپنڈی کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

"کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے ...... ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے [1]"

مشکل کشا کہنے والے ڈاکٹر اقبال پر یہ ہے دیوبندی شیخ القرآن کا فتویٰ اور حکیم الامت تھانوی دیوبندی کا بہشتی زیور میں دیوبندی قطب عالم گنگوہی کا فتاویٰ رشیدیہ میں شہید لیلیٰ نجد قتیل دہلوی کا فتویٰ تقویۃ الایمان میں دیکھ سکتے ہیں۔ بتاؤ اکابر دیوبند نے اقبال کو کونسا ولیٔ کامل اور عارف باللہ سمجھا ہوا ہے؟ بلکہ ایسا کافر سمجھا کہ جس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر قرار دیا جائے۔

ویسے ہم یہ خوب سمجھتے ہیں اور دُنیا جانتی ہے کہ تم فی الواقع اقبال کی حمایت و مدافعت میں کچھ نہیں لکھ رہے ہو۔ تم اقبال کو ڈھال بنا کر اپنے گستاخ اکابر کی شدید ترین گستاخیوں پر پردہ ڈال کر اُن پر سے تکفیر کا حکم شرعی زائل اور بے اثر کرنا چاہتے ہو۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر اقبال نے تمہارے نام نہاد کانگریسی شیخ الاسلام گاندھی برانڈ شیخ الحدیث حسین احمد ٹانڈوی کے اکھنڈ بھارت اور متحدہ قومیت و وطنیت کے نظریہ پر

[1] جواہر القرآن ص ۱۳۷ از غلام خاں راولپنڈی دیوبندی ؛

کیسی کاری ضرب لگائی ؎

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

من گھڑت عقل شکن پُر فریب تاویلیں کرکے مرہم پٹی کرتے جارہے ہو مگر قرار نہیں آتا جیسی لایعنی و بے معنی تاویلات ان اشعار و کلام اقبال کی تم آج کر رہے ہو وہ مولوی حسین احمد نے اپنی زندگی میں خود کیوں نہ کی ؟ یہ ایک چبھتا ہوا سوال ہے جس کا کوئی جواب نہیں ۔

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی کہ ڈاکٹر اقبال نے کانگریسی کٹھ پتلی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے نظریۂ وطنیت پر زناٹے دار تھپڑ رسید کرکے اس کی مصنوعی شیخ الاسلامی کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا بلکہ ملاں مانچسٹروی کے آقایان نعمت سعودیوں کے سربراہ خود ساختہ امیر عبدالعزیز آل السعود کو بھی للکارا۔ اقبال حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور سے متصل زمین قدس پر آنکھیں مل رہا تھا شرک کے سعودی ٹھیکیداروں نے روکنا اور منع کرنا چاہا تو اقبال نے کہا ؎

سجود نیست اے عبدالعزیز ایں
بروبم از مژہ خاک در دوست [1]

ڈاکٹر اقبال نے سعودی شرک سازوں کو آڑے ہاتھ لیا مگر کمال ڈھٹائی سے مانچسٹروی اُلٹی گنگا بہاتے ہوئے لکھتا ہے ،
ڈاکٹر اقبال نے آل سعود کے حق میں بیان دیا ؛[2]

---

[1] ارمغان حجاز صفحہ ۸۳ [2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۵ ؎

غالباً مانچسٹروی کو یہ نام نہاد الہام ٹیچی ٹیچی کے توسط سے ہوا ہوگا۔ بہر حال مانچسٹروی نے مطلب پرستی اور خود غرضی کے لیے ڈاکٹر اقبال کا نام استعمال کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض اشعار میں سہو کے علاوہ اقبال بلاشبہ وہابی عقائد و افکار سے سخت متنفر تھے اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آگے اس سے زیادہ لکھا جا سکتا ہے۔

موضوع سخن طے کیے بغیر مشق سخن

نام نہاد مطالعہ بریلویت کی اشاعت کا مقصد وحید اہل سنت پر اندھا دھند الزام تراشی و بہتان طرازی ہے اس لیے مانچسٹروی آتشِ انتقام کی بھٹی میں بھنتے ہوئے اصل موضوع زیر بحث فتویٰ کفر سے ہٹ کر اکابر دیوبند کو آگرہ کا تاج محل ثابت کرنے کے لیے بعنوان "علماء دیوبند کے بارے میں قائد اعظم کے تاثرات" لکھتا ہے قائد اعظم کے تاثرات اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی کے بارے میں بہت عمدہ تھے ...... تھانوی کے بارے میں قائد اعظم کہا کرتے تھے کہ ہندوستان کے سارے علماء کا علم ایک طرف رکھیں اور تنہا مولانا تھانوی کا علم دوسری طرف تو مولانا تھانوی کا پلڑا جھک جاتے گا[1] ملخصاً۔ اس زبانی کلامی رام کہانی کا حوالہ کسی بھی مستند تو کیا غیر مستند کتاب سے بھی نہیں دیا گیا۔ دعویٰ محض زبانی کلامی ہے یہ حوالہ تاریخ پاکستان کی کس کتاب یا قائد اعظم کی کس ہسٹری کے کس صفحہ پر کس جلد میں ہے ؟ کیا مانچسٹروی "قائد اعظم" کا سیکرٹری تھا اور انہوں نے یہ

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۶ ؎

بات پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی کے کان میں کہی تھی کہ مطالعہ بریلویت میں لکھنے کے لیے اس کو محفوظ رکھنا۔ پھر بانی پاکستان محمد علی جناح جیسا پڑھا لکھا اعلیٰ تعلیم یافتہ بیرسٹر اور قانون دان عامیانہ بات کیسے کہہ سکتا ہے حالانکہ سے

ولی را ولی می شناسد ✻ عالم را عالم می داند

ولی کو ولی پہچانتا ہے اور عالم کو عالم جانتا ہے، بانی پاکستان تو درس نظامی پڑھے ہوئے نہیں تھے انہوں نے دورہ حدیث شریف بھی نہیں پڑھا تھا صرف نحو سے لیکر منطق فلسفہ اور علم فن حدیث تک اُن کو علم و استعداد ہی نہیں تھی تو وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ "ہندوستان کے سارے علماء کا علم ایک طرف رکھیں اور تنہا مولانا تھانوی کا علم دوسری طرف تو مولانا تھانوی کا پلڑا جھک جائے گا"[1]

ارے مانچسٹروی بے وقوف علم سے کورے عقل سے پیدل کیا علم بھی ترازو کے پلڑوں میں تولا جاتا ہے اور علم کوئی بہت بھاری وزنی چیز کا نام ہے جو اشرف علی تھانوی کا علم پلڑے کو جھکا دے گا اور اشرف علی تھانوی کے معاصرین اکابر دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی انور کاشمیری۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی وغیرہ وغیرہ مُنہ تکتے رہ جائیں گے اور ان سب بے علم مولویوں کا ہلکا پھلکا پلڑا اوپر اُٹھ جائے گا۔ بانی پاکستان کے ذمہ من گھڑت بات لگاتے ہوئے ہزار بار سوچا ہوتا اس ڈھکوسلا

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۰۶ ج ۱

سے مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور نہ صرف یہ بلکہ ان جیسے اور سینکڑوں اکابر دیوبند جاہل مطلق و بے علم یا مبلغ علم کے حامل قرار پائیں گے؟ اگر یہ گڑھنتر و تاثرات صحیح بھی تسلیم کر لیے جائیں تو ہندوستان بھر کے خود ساختہ شیخ الاسلام خود ساختہ شیخ الہند خود ساختہ شیخ التفسیر خود ساختہ شیخ الحدیث خانہ ساز قطب عالم خانہ ساز محدث خانہ ساز مفتی اعظم خانہ ساز فقیہہ العصر وغیرہ وغیرہ نیم ملاں خطرہ ایمان ہی قرار پائیں گے۔

پھر ملاں مانچسٹروی نے بانیٔ پاکستان کی یہ بات صحیح مان کر اُن کے علم غیب کا اقرار و اعتراف کر لیا کیوں کہ یہ بات مانچسٹروی کے بقول بانی پاکستان نے قیام پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان میں کہی تھی، برصغیر کے لاتعداد صوبوں ہزاروں اضلاع اور بکثرت مکاتب فکر کے علماء کے دلوں کے بھید اور ان سب کے علوم کا ادراک و احاطہ بانی پاکستان نے کیسے کر لیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں کل کیا ہوگا، ماں کے پیٹ میں کیا ہے اس کا علم بھی نہیں، لیکن دیوبندی فاضل ملاں مانچسٹروی بانی پاکستان کو متحدہ ہندوستان کے جملہ مکاتیب فکر کے علماء کے علوم کا احاطہ و ادراک کرنے والا قرار دے کر اُن کے علم غیب کا اقرار و اعتراف کر رہا ہے یہ خالص شرک ہوا اور مانچسٹروی بانی پاکستان کو علم غیب مان کر تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ کی رو سے مشرک ہو گیا یا نہیں ——؟

قائد اعظم پر فتویٰ | مصنف مطالعہ بریلویت نے صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ پر ہی ایک حوالہ سجائب اہلسنت اور مسلم لیگ

کی زریں بخیہ کاری سے بھی دیا ہے۔ اوپر بھی واضح ہوا اور اس سے قبل کتاب لاجواب قہرِ خداوندی بر دھاکۂ دیوبندی اور برہانِ صداقت بر دیجدی بطالت اور برقِ آسمانی بر فتنۂ شیطانی میں فقیران الزامات پر مفصل و جامع گفتگو کر چکا ہے بار بار الزامات کا وظیفہ واعادہ کیا جارہا ہے ـــــــ۔

اوّل تو یہ بات قطعاً واضح ہے کہ اس زمانہ میں چند علماءِ اہلسنّت دیوبندیوں کی طرح ہندو کانگریس کا پٹھو اور ایجنٹ بن کر نہیں بلکہ خلوصِ نیّت سے نہ صرف مسلم لیگ بلکہ ہندو کانگریس کے بھی خلاف تھے وہ چند علماء اہلسنّت جو مسلم لیگ اور ہندو کانگریس کے خلاف تھے دیانتداری اور خلوص نیت سے یہ سمجھتے تھے کہ مسلم لیگی رہنما محض ایک سیاسی لیڈر ہیں جن کو دین اسلام کا علم ہی نہیں اسلام کے نام پر اسلامی ملک بنا کر اسلام کس طرح نافذ کر سکتے ہیں۔

دوم یہ کہ وہ خلوصِ نیّت اور دیانتداری سے یہ سمجھتے تھے کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں مسلمانوں کی قوت ہندوستان پاکستان مشرقی پاکستان موجودہ بنگلہ دیش میں تقسیم ہو کر کمزور پڑ جائے گی۔ ہندو نہ صرف ہندوستانی مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرلیں گے بلکہ مسلمان بے بس اور کمزور ہو کر رہ جائیں گے اور ہماری ہزاروں لاکھوں مسجدیں، خانقاہیں اور آستانہ جات کا تقدس پائمال اور مجروح ہوگا، مسلمان بہو بیٹیوں بہنوں کی عصمت و آبرو برباد ہوگی لہٰذا انہوں نے مسلم لیگ اور لیگی لیڈروں سے اختلاف کیا اور اسی طرح ہندو کانگریس سے اختلاف کیا اس وقت کے بہت سے با اثر مسلم لیڈر و علماء مثلاً مولانا مفتی عبدالباری فرنگی محلی۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی وغیرہ کو ہندو کانگریس سے نکالنے والے علماء اہلسنّت ہی تھے۔ بہرحال یہ ایک طویل بحث ہے

مگر اس کے برعکس تحریک پاکستان کی نہ صرف حامی بلکہ ہراول دستہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس ہے جس میں دو چار دس بیس نہیں سو دو سو علماء و مشائخ نہیں بلکہ بلا شبہ و بلا مبالغہ پانچ ہزار سے زائد علماء و مشائخ اکابر و اعاظم حضرات اور لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانانِ اہلِ سنّت رہ حانی آستانہ جات کے سجادہ نشین حضرات اور مرکزی مدارس کے علماء دین حضرات شامل تھے جنہوں نے ناقابلِ فراموش یادگار اور تاریخ ساز خدمات انجام دیں جن کو دو قومی نظریہ کا حامی اور ہندو مسلم اتحاد کا دشمن کہا جاتا ہے وہ صرف اور صرف سُنّی بریلوی علماء و مشائخ تھے اور جس طرح یہ قرار واقعی حقیقت ہے کہ سوادِ اعظم اہلسنّت میں سے جس طرح گنتی کے پانچ سات حضرات تقسیم ہند کے حامی نہ تھے اسی طرح دیوبند اور دیوبندیوں میں گنتی کے تین چار حضرات پاکستان بننے کے آثار دیکھ کر صرف اس لیے حامی ہو گئے تھے تاکہ یہاں اپنے دھرم کی تبلیغ کے لیے جگہ بنا سکیں اور دوکانداری چلا سکیں ورنہ من حیثیت جماعت دیوبند کے جملہ اکابر حسین احمد ٹانڈوی۔ ابوالکلام آزاد۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔ کفایت اللہ دہلوی۔ عطاء اللہ بخاری۔ حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ احمد علی لاہوری۔ محمد علی جالندھری۔ قاضی احسان شجاع آبادی تک سب کے سب ہندو کانگریس کے حامی اور گاندھی کے ہمنوا تھے۔ پاکستان کے دشمن اور اکھنڈ بھارت کے حامی تھے، دو قومی نظریہ کے دشمن تھے وطنیت کے حامی تھے۔ دیوبند کانگریس کا گڑھ اور نظریہ پاکستان کے مخالف مولویوں کا مرکز تھا۔ جمعیت علماء ہند اور دیوبندی احرار پارٹی کانگریس کی ڈھنڈورچی تنظیمیں تھیں۔ مانچسٹروی جی کو لیگ اور قائداعظم پر تجانب اہلسنّت کا فتویٰ نظر آ گیا لیکن صدر و شیخ الحدیث

مدرسہ دیو بند کا یہ فتویٰ نظر نہیں آیا۔

"مولانا حسین احمد صاحب (صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔" [1]

اور دیو بندی مجلس احرار دیو بندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری اینڈ کمپنی کا متفقہ نعرہ تھا ؎

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے یا کافر اعظم [2]

باقی رہا تجانب اہل سنت کا فتویٰ تو ماننا پڑے گا اور یہ حقیقت ہے لیگی لیڈر رہی تھے عالم دین اور مفتی شرع متین نہ تھے ان سے ایسے الفاظ صادر ہوئے جو صریحاً خلاف شرع تھے مثلاً مشہور مسلم لیگی شاعر امیر الہ آبادی نے لکھا تھا ؎

اے محمد اور علی کے ملتے پھرتے یادگار
تیرے رُخ سے پرتو شبیر و شبر آشکار
تیرا پیکر خالد و طارق کا زندہ شاہکار
تو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار [3]

ایک اور مسلم لیگی شاعر حیرت مالے نے لکھا تھا ؎

جگایا ہے مسلمانانِ ہندی کو بھلا کس نے
بنایا ہے مسلماں کو سیاست کا خدا کس نے

ہم کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کو خدا۔ رسول۔ پروردگار پر

---

[1] مکالمۃ الصدرین صفحہ ۳۲ [2] خطباتِ احرار [3] ملاحظہ ہو مسلم لیگی اخبار انقلاب بمبئی ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء۔

تو شبیر و شبر سیاست کا نبی قانون کا پروردگار ماننے کو تیار نہیں غیر شرعی الفاظ پر فتویٰ شرعی کوئی بڑی بات نہیں کوئی کتنا ہی بڑا ہو نماز نہیں پڑھے گا فاسق کہلائے گا، روزہ نہ رکھے گا، داڑھی منڈائے گا فسق کا فتویٰ لگے گا۔ کلمات کفریہ زبان پر لائے گا کافر کہلائے گا۔ کیا یہ بات دیو بندی کانگریسی گاندھوی ملاں نہیں کہہ سکتے خود اکابر دیو بند نے "قائد اعظم" کو کافر اعظم اور شبیر احمد عثمانی کو ابوجہل ثانی قرار دیا ہے۔

گھر میں لگی آگ تو نظر آتی نہیں اور تجانب اہل سنت کی آگ کو بجھانے چلے ہیں دیو بندی شیخ الاسلام صدر دیو بند قائد اعظم کو کافر اعظم کا فتویٰ دے رہے ہیں اور مانچسٹروی جی عالم بے خودی اور وارفتگی میں تھانوی جی کو ترازو کے پلڑوں میں چڑھا کر بٹوں کی جگہ ہندوستان بھر کے دیو بندی علماء کو ڈال کر بانیٔ پاکستان سے تھانوی کے علم کو بھاری اور وزنی قرار دلوا رہے ہیں حالانکہ تھانوی جی نے خود فراخدلانہ اقرار و اعتراف کیا ہے جو کہ یہ ہے :۔

تھانوی کا اپنا اعتراف حقیقت

"میں تو اب اس کام (تدریس) کا رہا ہی نہیں سب بھول بھال گیا جو کچھ لکھا پڑھا تھا۔ اب مجھ سے وہ کام لینا چاہیے جس کو میں کر رہا ہوں" [2]

تھوک کی تکفیر کا ڈھنڈورہ

پنجابی مثال ہے "ٹرے پھرے کھوتی بوہڑ تھلے" یعنی بے وقوف گدھی چل پھر کر بار بار بڑ (بوہڑ) کے درخت کے نیچے آکر کھڑی ہو جاتی ہے

---

[1] مکالمۃ الصدرین و خطبات احرار [2] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۳۶۱

یہی حال مانچسٹروی کا ہے ادھر اُدھر کی دو چار گپیں ٹھوک کر ہائے تکفیر ہائے تکفیر کا رونا شروع کر دیتا ہے صفحہ ۱۰۷ پر پھر ایک نیا عنوان ٹھوک کی تکفیر کی انتہا کا عنوان جما کر حالی۔ ظفر علی خاں۔ ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم پر کفر و الحاد کے فتووں کا ذکر کیا ہے اور جن کی تکفیر کا اصل درد اور اندرونی صدمہ نڈھال کیے ہوتے ہے ان کا نام نہیں اصل صدمہ اور درد تو نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی وغیرہ کی تکفیر کا ہے حالی، ظفر علی، اقبال اور محمد علی جناح کا نام لے کر رو رہا ہے تکفیر کر دی تکفیر ہو گئی۔ ہم پوچھتے ہیں تمہارے اکابر نے توہین کیوں کی، تنقیص کے مرتکب کیوں ہوتے۔ کبھی شانِ الوہیت اور شانِ رسالت میں توہین و تنقیص پر بھی صدمہ و ملال کیا ہوتا یا انبیاء و مرسلین علیہم السلام یا حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید ترین توہین تمہارے گستاخ دھرم کا وظیفہ ہے ؟

مکہ نجدی قبضہ میں

اس کے ساتھ ایک سُرخی یہ بھی ہے "حج کسی پر فرض نہیں" اس عنوان کے ذیل میں جو کچھ لکھا ہے وہ خود مانچسٹروی کے ڈانواں ڈول افکار کی جڑیں کاٹنے کے لیے کافی ہے اس کے ایک ایک جملہ میں اس کی اپنی تردید موجود ہے مانچسٹروی جی اپنے اکابر مولوی حسین احمد ٹانڈوی۔ مولوی انور کاشمیری۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، قاری طیب وغیرہ کے برعکس جب نجدیوں سعودیوں کے باچھیں پھلا پھلا کر گیت گاتا ہے اور فاتحانہ انداز میں نجدیوں سعودیوں کا ذکر کرتا ہے تو زمین آسمان کے قلابے ملا ڈالتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ سعودی نجدی معاذ اللہ آل رسول اہلبیت کرام سے ہیں اور عہدِ رسالت سے ان کا حرمین طیبین پر قبضہ ہے

اور نجدیوں سعودیوں کے افعال بد اور مذہبی بد اعتقادی پر انگلی اٹھانا گویا مکہ مدینہ حرمین طیبین کی توہین ہے اس زعم جہالت کے باوجود بالآخر اس کو صفحہ ۱۰۷ پر یہ تسلیم کرنا پڑا "نصف صدی سے زیادہ عرصہ (پانچ دس سال اور لگا لو) سے مکہ مکرمہ نجدی قبضے میں ہے...... یہ بات کسی طرح قابلِ فہم نہیں کہ مکہ و مدینہ پھر کفار کے قبضے میں چلے جائیں اس کی کسی مومن کے ایمان میں گنجائش نہیں۔"[1]

اب ہمیں ملاں مانچسٹروی اپنی اسی دلیل کی روشنی میں یہ بتادے کہ جب سعودیوں نجدیوں نے دو تین بار مکہ مدینہ حرمین شریفین پر چڑھائی کی حملہ کیا قتل و غارت گری کی کیا اُس وقت مکہ مدینہ پہ کفار اور مشرکین کا قبضہ تھا ؟ جو ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا اور جنت البقیع شریف اور جنت المعلیٰ شریف میں جلیل القدر صحابہ کرام عظیم المرتبت اہل بیت اطہار کے مزارات مقدسہ گرادیئے مسجدوں اور مقامات مقدسہ کی شدید ترین بے حرمتی کی اور روضہ انور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس فانوس اور قنادیل وغیرہ سامان لوٹ کر لے گئے۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول علماء اہلسنت و عامہ اہل سنت کا قتل عام کیا۔ بتاؤ کیا اس وقت مکہ مدینہ پر معاذ اللہ کفار کا قبضہ تھا اُس وقت تمہارے ایمان میں کیسے گنجائش پیدا ہو گئی تھی ؟

تنویر الحجہ کا حوالہ

نجدی سعودی عشق کی وارفتگی کے عالم بحرانی میں ملاں مانچسٹروی نے شہزادہ سیدنا اعلیٰحضرت حضور سیدنا مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب قدس سرہ

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۰۷

کی تصنیف تنویر الحجہ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر حضرت ممدوح معظم سیدنا
مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے ذمّہ وہ بات لگائی جو ان کے فتویٰ اور
اُن کی تصنیف لطیف میں موجود ہی نہیں۔ آیئے ہم تنویر الحجہ سے
پہلے وہ استفتاء (سوالنامہ) نقل کرتے ہیں جس پر سیدنا حضور
مفتیٔ اعظم قبلہ شہزادہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے فتویٰ دیا اور پھر
آپ کے فتویٰ کے الفاظ نقل کرکے مانچسٹروی کی فریب کاریوں
کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدا ومصلیا ومسلما

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ
میں کہ مندرجہ مصدقہ و مثبتہ امور ذیل کا لحاظ کرتے ہوئے مسلم
اہل حل و عقد نے امسال التوائے حج کو اصلاح حالات حجاز و دفع
مظالم اہل نجد و دفاع سطیرۂ ظالمین و مفسدین کے لیے ضروری سمجھا
ہے ایسی حالت میں شریعتِ اسلامیہ میں امسال حج ملتوی کیا جاسکتا
ہے یا فوری ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱) ابن سعود اور نجدیوں کا اپنے سوا تمام دیگر فرق اسلامیہ
کو مشرک سمجھنا اور اس لیے ان کی جان و مال کی حفاظت کی فکر
نہ کرنا بلکہ جاہل نجدیوں کا حاجیوں کی جان و مال کو اپنی بے توجہی سے
خطرے میں ڈالنا اور طائف کے مسلمانوں کو قتل کرکے اُن کے مال
میں سے اُسی طرح پانچواں حصہ لینا جس طرح مالِ غنیمت سے کفار
کے حاصل کیا جاتا ہے۔ بے گناہ مسلمانوں کا قتل عورتوں سے
بدسلوکی مکانات کی تاراجی اسباب و زیورات کی لوٹ مار عام
حجاج کو قصداً تکالیف پہنچانا اور غلاف کعبہ لانے والوں کو
یا محمد کے نشان بنے ہوئے پر مشرک سمجھنا اور اُن پر سنگ باری

اور حملہ کرنا۔

(۲) اعمال حج میں دست اندازی کرنا اور حجر اسود کے بوسہ دینے
پر اور سعی کرنے میں حاجیوں کو بید سے مار کر دست اندازی کرنا
اور خود ابن سعود اور اس کے والد کے طواف کرنے کے وقت
دوسرے حاجیوں کو مطاف سے نکال دینا اور اُن پر جبروت کا
بیت اللہ میں اظہار کرنا عرفات میں خطبہ نہ پڑھنا وغیرہ عام طور
سے حاجیوں پر تین دن پانی بند کرکے تکلیف دینا خاص کر زمزم
کے استعمالِ مسنونہ سے روکنا۔

(۳) بزرگانِ دین پیشوایانِ مذہب علمائے کرام و صوفیائے
عظام اور عام اہلِ اسلام (جو نجدی عقائد کے نہ ہوں) کی تذلیل و
اہانت اور آزار رسانی اور ان کے ضرب اور بعض صورتوں میں قتل
پر آمادہ ہو جانا اور اُن کو امن و امان نہ ہونا۔

(۴) حاجیوں پر اُونٹوں کے کرایہ کا اضافہ اور بھاری محصولات
کا عائد کرنا جن میں بعض ایسے محصولات بھی ہیں جن کا پہلے سے کوئی
اعلان نہیں کیا گیا اور فوری حکم کی وجہ سے اُن کی ادائیگی کے
لیے بعض غریب اور متوسط حاجیوں کو دستِ سوال دوسروں کے
سامنے دراز کرنا پڑا۔

(۵) زیارتِ مقابر سے مانع ہونا اور عامۂ اہل اسلام کو اپنے
عقیدہ کے مطابق زیارات و اعمال حج سے روکنا۔

(۶) ابن سعود اور اس کے ساتھیوں کے وہ اہانت آمیز افعال
جو یقینی طور پر آثار متبرکہ و مقابر و مشاہد مقدسہ اور بعض مساجد اور
خاص کر جنۃ البقیع اور مزار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور مزار
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے گئے۔

المستفتی فقیر محمد قطب الدین عبد الوالی عفا اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ

یہ ہے استفتاء مذکورہ بالا سوالات کی روشنی میں اس وقت کے حالات نجدیوں کی شدید دشمنی قتل و غارت گری لوٹ مار مسلمانان اہلسنّت اور علماء اہل سنّت کے قتل عام کے پیش نظر سیدنا حضور مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ اور اس وقت کے لاتعداد و بے شمار علماء اہلسنّت نے حج موٴخر کرنے کا فتویٰ دیا تھا حج کی فرضیت ختم ہونے کا فتویٰ نہیں دیا تھا ۱۳۴۵ھ میں جب یہ کتاب تنویر الحجہ چھپ کر شائع ہوئی ترازو کے پلڑے میں تل کر علم کی بھاری ڈگری لینے والے دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی محمود الحسن دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی مولوی انور کاشمیری دیوبندی کفایت اللہ دہلوی مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی جیسے اکابر دیوبند زندہ تھے انہوں نے اس رسالہ تنویر الحجہ کا جواب کیوں نہ دیا اور اس فتویٰ کو رَدّ کیوں نہ کیا؟ کیا یہ سب جاہل مطلق تھے۔ مانچسٹروی ان سب سے بڑا فاضل و محقق ہے؟ جو کسی فتویٰ کی نوک پلک بھی نہ سمجھ سکے جس کا مقصد ہی مغالطہ دینا اور گمراہ کرکے اپنے ساتھ جہنّم میں لے جانا ہو۔ تو تنویر الحجہ کا یہ فتویٰ حج موٴخر و ملتوی کرنے کا اُس وقت کے اُن حالات پر تھا یہ فتویٰ حج کی فرضیت ختم ہونے کا نہ تھا اور جب وہ لوٹ مار قتل و غارت گری دہشت گردی کے حالات نہ رہے تو نہ صرف دیگر جلیل القدر اکابر علماء اہلسنّت بلکہ اُس فتویٰ کی تصدیق کرنے والے حضرات سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی، سیدنا حضور صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی۔ محدّث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری، بیشر بیشہ

اہل سنّت مولانا محمد حشمت علی لکھنوی۔ حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری۔ علامہ ابو الحسنات قادری قدست اسرارہم بلکہ خود حضرت شیخ العلماء مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قدس سرہٗ نے بھی تین بار شرف حج و زیارت حاصل کیا اور حرمین طیبین کی حاضری دی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اُس وقت یہ حالات تھے یا نہیں جو سوالنامہ میں مذکور ہیں تو ممکن ہے مُلّاں مانچسٹروی علامہ ابن عابدین شامی اور در مختار کی ماننے یا نہ ماننے اسے ہم مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی مستند ترین کتاب المہند یعنی عقائد علماء دیوبند جو مشہور اکابرین دیوبند مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی۔ مولوی محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسۂ دیوبند مولوی عاشق الٰہی میرٹھی سوانح نگار مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی صدر جمعیت علماءِ ہند کی تصدیق و تائید شدہ ہے کا ایک اقتباس پیش کرکے مانچسٹروی جی کے مُنہ پر اس کے اکابر سے تھکواتے ہیں ملاحظہ ہو لکھا ہے:۔

"ہمارے نزدیک اس (محمد بن عبد الوہاب اور اس کی ذرّیت) کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار (علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے، خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام (یعنی حرم کعبہ) پر چڑھائی کی تھی...... اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنّت اور علماء اہلسنّت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا...... یہ (نجدی سعودی) جماعت قتال کو واجب کرتی ہے۔" (المہند صہ ۲۲-۲۳)

ممکن ہے مُلّاں مانچسٹروی یہ کہہ کر اپنی دُم چھڑوانے کی کوشش کرے کہ میں تو کانگریسی گاندھوی ہوں میرا گروہ تو مولوی احمد علی شیرانوالہ کا ہے ولدِ روحانی حسین احمد کانگریسی گاندھوی ہے ان کی مانوں گا اُن کا حوالہ لاؤ تو زاغ معروفہ کی یخنی سمجھ کر پی جاؤں گا تو لیجئے جناب حسین احمد نام کے مدنی کانگریس بدنی کا حوالہ بھی لے لو وہ لکھتا ہے :-

"اُس (نجدی وہابی سعودی) نے اہلسنّت وجماعت سے قتل وقتال کیا اُن کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال سمجھ (کر لوٹا) گیا اُن (اہلسنّت) کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اُس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں ...... بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا ہزاروں (سُنّی) آدمی اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے الغرض وہ ظالم وباغی خونخوار شخص تھا" [1]

یہ تھے وہ حالات جن کے باعث حج مؤخر کا فتوٰی دیا گیا۔ نجدی سعودیوں کے مظالم قتل وغارت گری ہم نے اُن کے اپنے مسلّمہ اکابر سے ثابت کر دی اور مانچسٹروی کے فرار کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی۔

آئمہ نجدیہ وہابیہ کی اقتداء میں نماز

مُلّاں مانچسٹروی نے بھولے بھالے عوام میں منافرت پھیلانے اور سعودیوں نجدیوں کی خوشنودی "نوازشات" حاصل کرنے کے لیے یہ حربہ بھی استعمال کیا ہے اور لکھا ہے کہ :-

"بریلوی اگر وہاں (مکہ مدینہ) چلے بھی جائیں تو مکہ مدینہ کے

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲-۴۳ ملخصاً

اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ......" [1]

اس بات کو مختلف رنگوں میں رنگ کر صفحہ ۱۰۸ سے صفحہ ۱۰۹ وصفحہ ۱۱۰ تک پھیلا دیا ہے کسی ایک موضوع پر چلنا اور جم کر دلائل وحقائق وشواہد سے بات کرنا اس کے بس کا روگ ہی نہیں اس کا انداز الزام تراشی وفٹ بال کا انداز لیے ہوتے ہے اِدھر سے ٹھوکر لگی اُدھر اُدھر سے ٹھوکر لگی اِدھر۔ چلو اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہیں کہ سُنّی بریلوی مسلمان ائمہ نجدیہ وہابیہ کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے۔ سب سے پہلے تو ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مُلّاں مانچسٹروی جب سعودی نجدی ائمہ یا سعودی نجدی نام نہاد شہزادوں کا ذکر کرے گا تو اس انداز میں کرے گا جیسے اہل بیت اطہار آلِ رسُول کا ذکر کر رہا ہے حالانکہ اس کے مولانا حالی کا ایمان وعقیدہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ ہے :-

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم [2]

جب یہ لوگ خود باعث ایجاد عالم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا عاجز وبے چارہ اور برابر کا انسان مانتے ہیں تو سعودی ائمہ اور سعودی شہزادہ کوئی آسمانی مخلوق ومعصوم ملائکہ تو نہیں ہیں تو پھر اُن کو اڑھائی لاکھ ٹن کا بنا کر کیوں پیش کیا جاتا ہے۔ باقی رہی فضیلت اور بزرگی مسجد حرم مکہ ومسجد حرم نبوی کی ہے مسجد حرام میں جو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے وہ نجدی امام کی وجہ سے نہیں ہے مسجد نبوی شریف میں جو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب

[1] مطالعہ بریلویت جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ [2] مسدس حالی صفحہ ۱۷

ہے وہ نجدی وہابی سعودی ائمہ کی وجہ سے نہیں ہے یہ فضیلت اور بزرگی اُن مقدس مسجدوں کو حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مُلّاں مانچسٹروی یہ بھی بتادے کہ نجدی سعودی جبری قبضہ سے پہلے جو سُنّی صحیح العقیدہ ائمہ مسجد حرام مکہ مسجد نبوی شریف میں امام و خطیب تھے کیا وہ قابلِ احترام اور لائق تعظیم نہ تھے اُن قدیمی ائمہ کرام کو سعودیوں نجدیوں نے کیوں ان مقدس مسجدوں سے نکال باہر کیا؟ کیا اس وقت کے ائمہ حرمین کی اقتداء میں نماز جائز نہ تھی کیا اس وقت ان مقدس مسجدوں میں مشرک ائمہ کا قبضہ تھا جو یہ نجدی وہابی سعودی عقیدہ کے ائمہ جبری طور پر مسلط کیے گئے اور اُن مقدس ائمہ کو مشرک سمجھ کر جبری طور پر نکال باہر کیا۔ اس پر کوئی صدائے احتجاج مانچسٹروی جی نے بلند کی؟

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

سُنّی بریلوی نجدی وہابی ائمہ کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھتے اس کا رونا تو مانچسٹروی جی روتا ہے مگر وہ خود کس مُنہ سے کون سے شرعی ضابطے سے نجدی وہابی آئمہ کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے؟ ملاّں مانچسٹروی وکالت اور دلالی تو کر رہا ہے اکابر دیوبند کی ذرا اکابر دیوبند کا نجدیوں وہابیوں کے متعلق فتویٰ تو ایک نظر دیکھ لیتا۔ بکثرت حوالوں سے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد لکھتا ہے :-

"شانِ نبوّت و حضرتِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ (نجدیہ) نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرکار کائنات خیال کرتے ہیں۔" [1]

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۴۵

الشہاب ثاقب میں صدر و شیخ الحدیث صدر دیوبند حسین احمد نے نجدیوں وہابیوں کے عقائد کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے اور سب سے بڑھ کر مذکورہ بالا کلمات ہیں، اب مُلّاں مانچسٹروی صاحب تم خود بتاؤ اور خدا لگتی کہو کہ جو لوگ شانِ نبوت اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہوں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہی جیسا سمجھتے ہوں ان کی اقتداء میں کس طرح نماز جائز ہو سکتی ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نہایت گستاخی کا مطلب یہ ہے کہ وہ گستاخی کرنے والا کافر و مرتد و بے ایمان ہے اب صدر و شیخ الحدیث دیوبند تو نجدی ائمہ کو نہایت گستاخ اور کافر و مرتد قرار دے رہے ہیں اور تم ہم کو اُن نجدی ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لیے زور لگا رہے ہو۔

مذکورہ بالا قسم کے مزید حوالے دوسرے اکابر دیوبند کی کتب میں بھی موجود ہیں مگر اختصار مانع ہے بوقت ضرورت پیش کیے جائیں گے۔ اور کوئی بھی منصف مزاج مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی کی کتاب "تحریک نجدیت پر ایک نظر"۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی المہند۔ مولوی انور کاشمیری کا مقدمہ فیض الباری قاری طیب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند کا رسالہ "دار العلوم" فروری ۱۹۶۳ء صہ ۴۱ اور مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی کے رسائل وغیرہ دیکھ سکتا ہے یہ مانچسٹروی کی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی ہے کہ وہ اپنے جملہ اکابر دیوبند کو ٹھکرا کر ابن عبدالوہاب نجدی اور آل السعود کی بارگاہ میں جبین عقیدت خم کر رہا ہے۔ ویسے اکابر دیوبند میں سے ماسوائے گنگوہی صاحب کے جتنے بھی مسلمہ

اکابر دیوبند نے نجدیت سعودیت پر جو فتاویٰ دیئے ہیں اصاغر
دیوبند اور دیوبندی عوام اُن پر عمل نہیں کرتے اسی طرح مُلّاں
مانچسٹروی خود بھی اکابر دیوبند کے فتوؤں سے منحرف ولا تعلق
ہے جب نجدی وہابی بارگاہِ رسالت وبارگاہِ نبوّت میں بقول
مولوی حسین احمد صدر دیوبند نہایت گستاخ اور عوام اہلسنّت
اور علماء اہلسنّت کے قاتل ہیں۔ خارجی ہیں نجدی وہابی اپنے
سوا سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتا تھا۔ بقول مولوی انور کاشمیری
ابن عبدالوہاب نجدی کو حکم کفر لگانے میں یعنی کفر کا فتویٰ لگانے
میں کوئی باک نہ تھا تو پھر ایسوں کی اقتداء میں نمازیں کونسے
ضابطہ شرعی کے لحاظ سے جائز ہیں ؟

جب یہ سب کچھ اکابر دیوبند سے ثابت ہے تو پھر مطالعہ بریلویت
کے صفحہ ۱۰۹ پر مولانا مفتی ابوالخلیل صاحب مفتی جامعہ رضویہ مظہر
اسلام اور صفحہ ۱۱۰ پر مولانا شجاعت علی قادری کراچی کے فتاویٰ
پر کیا اعتراض جب چوٹی کے اکابر دیوبند کا بھی یہی فتویٰ ہے
کہ نجدی وہابی بارگاہِ رسالت میں نہایت گستاخ ہیں پھر ان کی
اقتداء میں نمازیں کیسی ؟

شرمناک فتوے صفحہ ۱۱۱ پر مُصنّف نے فطرت سے مجبور ہو
کر یہ عنوان قائم کیا ہے اور گجا کھوہ سے شائع
شدہ ایک پمفلٹ کے سرورق کا عکس شامل کیا ہے مگر خدا جانے
اس سے اس کے مردُود موقف کو کیا فائدہ پہنچا۔ صفحہ ۱۰۹ پر ایک
عنوان تھا امام حرم اور امام حرم نبوی کی پاکستان میں آمد،
اور صفحہ ۱۱۲ پر ایک عنوان ہے ابن سعود کے صاحبزادے کی ہندوستان
میں آمد۔ اور اسی صفحہ ۱۱۲ پر ایک عنوان ہے امام حرم کعبہ کی انگلستان

میں آمد۔ ان عنوانات کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ بریلویوں نے نجدی
ائمہ کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھیں وغیرہ۔ انصاف پسند حضرات
غور کریں جب نہ صرف ہم سُنّی بریلوی بلکہ مسلمہ اکابر دیوبند بھی
نجدیوں وہابیوں کو تحقیقی طور پر بے ادب گستاخ رسول سمجھتے
اور جانتے ہیں تو چاہے کوئی ہندوستان و پاکستان میں آکر نماز
پڑھائے یا انگلستان میں جاکر نماز پڑھائے ہم بقول اکابر دیوبند
نہایت گستاخ رسول اور علماء اہلسنّت کے قاتلوں کی اقتداء میں
نماز نہیں پڑھتے اس بات پر کیا اور کیوں اعتراض ہے ؟ یہ
بات دیوبندیوں ہی کو زیب دیتی ہے کہ وہ نجدیوں وہابیوں
کو گستاخ رسول اور علماء اہلسنّت کا قاتل بھی قرار دیں اور
اُن کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔

صحابی رسُول پر فتوے کُفر کا الزام یہ الزام اور صریح
بہتان صرف اور
صرف مُلّاں مانچسٹروی کی ایجاد اور دریافت ہے کہ سیدنا
اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرّہٗ نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ
صحابی رسول کو کافر کہا۔ مُلّاں مانچسٹروی کروڑوں مرتبہ
لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر سینہ پر دم کرے تاکہ
شیخ نجدی (یعنی شیطان مردود) دُور ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ
صحابی رسول (رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کو کافر قرار دینے
کا یہ ناپاک مردود الزام اس سے قبل مانچسٹروی کے پٹھو نام نہاد
حافظ محمد اسلم ساکن ڈنکاسٹر انگلینڈ کی طرف سے دیوبندی
ماہنامہ الرشید ساہیوال میں چھپا تھا جس کا مدلّل و محقق
و مسکت جواب فقیر راقم الحروف کی طرف سے رسالہ ماہنامہ

الفریدسا ہیوال میں شائع ہوگیا تھا۔ وہ تو اپنی روسیاہی کو چھپا کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا اب کمال بے حیائی اور انتہائی ڈھٹائی سے وہی گھسا پٹا الزام مُلّاں ماچھسٹروی نے خود اپنی طرف سے عائد کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر لیا۔ یہ خود بھی لکھتا ہے اور سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ کی اصل عبارت یہ ہے :-

"ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا،،[1]

حضور سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عبارت نقل کر کے قبیلۂ بنی قارہ کے عبدالرحمٰن قاری کو صحابی رسول قرار دے کر سیدنا اعلیٰحضرت کے ہاتھوں بزعم خود ان پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور بے وقوف نے انتہائی خر دماغی کے عالم میں یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ عبدالرحمٰن قبیلۂ بنی قارہ کا قاری صحابی رسول ہوتا تو حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر کیوں آپڑتا اور ڈاکہ ڈال کر کیوں لے جاتا اونٹ چرانے والے بھی صحابی تھے انہیں کیوں قتل کرتا؟ امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عبارت آگے یوں ہے جس کو اس نے اپنے مطلب کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا اور نقل نہیں کیا، آگے کی عبارت یہ ہے :-

---

[1] ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۹۴ ؎

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر آواز دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان (اونٹ چرا کر لے جانے والے) کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے۔ وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مدد ان کے ساتھ تھی اس محمدی شیر کے سامنے انہیں بھاگتے ہی بنی ہے اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع یعنی میں سلمہ ابن الاکوع ہوں اور تمہاری ذلت و خواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر بھاگیں یہ (حضرت سلمہ) اسباب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے اُن کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوگئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اُس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا ...... دن ہونے پر وہ اُتر کر چلے۔ وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرداٹھی یہ قتل اور تعاقب کرتے کرتے تھک گئے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو۔ جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ معہ دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر حضور کے سوا جس
طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ
کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود بارگاہِ رسالت میں اسد من
اسد اللہ ورسولہ فرمایا اللہ اور رسول کے شیروں میں سے
ایک شیر۔ اُن کو اس جہاد کی خبر اُن کے گھوڑے نے دی۔
تھان پر بندھا ہوا چکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس
کر سوار ہوئے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں باگ چھوڑ
دی اور کہا جدھر تو جاتا ہے چل۔ گھوڑا اڑا اور یہاں لے
آیا اِس عبدالرحمٰن فزاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ
جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اس کے پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان
تھا اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر
نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے
اُس نے کہا میری بیوی کے لیے کون ہوگا؟ فرمایا نار اس کا گلہ
کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ
جا بجا کفار پھینکتے آئے تھے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں
جمع فرماتے گئے تھے سب لاکر حاضر بارگاہ انور (رسالت) کیا۔[1]
مؤلف مانچسٹروی نے اس پورے واقعہ کا حلیہ بگاڑ دیا
اور کتر بیونت کر کے یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی کہ
معاذ اللہ وہ عبدالرحمٰن فزاری صحابی رسول تھا۔ اگر وہ صحابی
رسول ہوتا تو حضرت سلمہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

[1] ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۹۵ - ۱۹۶

ابو قتادہ وغیرہ اس سے جنگ کیوں کرتے اور ان کا گھوڑا جہاد
کا اشارہ کیوں دیتا وہ اونٹ چرانے والے صحابی رسول کو کیوں قتل
کرتا اور حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عبدالرحمٰن فزاری کو کیوں
قتل کرتے ـــــــ؟ یہ محض سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
بغض ہے کہ ایک کافر کو صحابی بنا دیا اور پھر صحابی پر فتویٰ کفر لگوا دیا۔

ع نجدی نے جو بھی بات کی بس واہیات کی

حضرت محدث کچھوچھوی — علامہ ابوالمحامد مولانا سید محمد اشرفی جیلانی محدث اعظم ہند قدس سرہ

پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ ابوالفتح عبیدالرضا مولانا محمد
حشمت علی خانصاحب قدس سرہ کے "ستر باادب سوالات" کے
حوالہ سے ایک فتویٰ کفر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا مختصر و
جامع جواب یہ ہے کہ بلاشبہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد
حشمت علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی
رحمۃ اللہ علیہ سمیت متعدد علماء اہلسنت سے چند امور میں اختلافات ہوئے
لیکن الحمد للہ المولیٰ خلوص پر مبنی اور دین حق کی حمایت میں تھے اور الحمد للہ
ثم الحمد للہ ہر دو طرف سے رجوع ہو کر مصالحت ہو گئی تھی اس کی
دستاویز فقیر راقم الحروف کے پاس بھی فوٹو کاپی ہے جس پر سیدنا حضور
مفتی اعظم ہند بریلوی اور سیدنا حضور محدث اعظم کچھوچھوی اور شیر بیشۂ
اہل سنت قدست اسرارہم کے دستخط موجود ہیں بلکہ اس سلسلہ
میں خود سیدنا حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا ایک اہم مکتوب
گرامی فقیر کے پاس اصل محفوظ ہے اور حضرت محدث کچھوچھوی
حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے ختم چہلم میں بھی شریک ہوئے تھے
اس مکتوب کو فقیر اپنی ایک کتاب علم غیب مناظرہ اوری کے

ابتدائیہ میں نقل کر چکا ہے اور حضرت محدث اعظم کچھوچھوی کا ایک فتویٰ "فیصلہ مقدسہ" کے صفحہ ۵۵ اور ایک صفحہ ۴۴ پر موجود ہے یہ مصالحت کی سند اور دلیل ہے اور باہمی موافقت کا روشن ثبوت ہے اور دونوں ہی مرتدین کی اقتداء نماز کو ناجائز و حرام سمجھتے تھے اور فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ پر دونوں متفق تھے اور اب اُن امور پر مباحثہ سے کچھ حاصل نہیں جن سے رجوع ہو کر اتفاق و اتحاد ہو گیا تھا اور دونوں حضرات کا ہی مسلک مسلکِ اعلیٰحضرت تھا۔ اگر آئندہ ضرورت محسوس ہوئی تو دستاویزی و مصالحتی ثبوت بھی شائع کر دیا جائے گا۔ اسوقت اختصار ملحوظ ہے کہ دوسرے بہت سے امور زیر بحث ہیں ـــ

مانچسٹروی نے صفحہ ۱۱۳ تا صفحہ ۱۱۵ اسی چکر بازی میں ضائع کر دیئے۔

تکفیری مہم کے فکری جائزہ کا ڈھونگ

چونکہ قلب و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا اصل درد مانچسٹروی جی کو تکفیر کا ہے اس لیے جنون اور جنون سے بڑھ کر پاگل پن کی حد تک بار بار عنوان بدل کر غلط مبحث کر کے تکفیر کا رونا روتا ہے ہم بار بار جواب دے چکے ہیں کہ تکفیر کا سبب توہین ہے۔ توہین نہ ہوتی تو تکفیر نہ ہوتی بات ختم ہوئی اور اب پینترا بدل کر تکفیر کا فکری جائزہ لینا اور پیمائش کرنا سراسر فضول ہے۔ لمبائی چوڑائی کو دیکھنا تنکے کا سہارا ڈھونڈنا محض دل کو دلاسہ دینے کے مترادف ہے اور کچھ نہیں ملا تو بے چارگی بے بسی کے عالم میں صفحہ ۱۱۶ پر خواہ مخواہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کو درمیان میں ملوث کرتا ہوا اپنے اکابر کا ہمنوا بتاتا ہوا لکھتا ہے کہ :۔

"مولانا فیض احمد لکھتے ہیں حضرت قبلہ عالم جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے ان دنوں وہاں لکھنؤ۔ دیوبند۔ رام پور۔ کانپور۔ علی گڑھ۔ دہلی۔ سہارنپور میں بڑے بڑے علمی مراکز تھے ...... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی بعض اردو عبارات اگر واقعی کفر کی حد تک غلط تھیں تو ان اہم دینی مراکز نے اُن پر فتویٰ کفر کیوں نہ دیا"۔[1] ...

جواباً عرض ہے کہ ایسے عقل سے پیدل اور جنون میں مبتلا مصنف مطالعہ بریلویت اُس وقت جبکہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ جب سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے تھے تو سنہ ۱۲۹۰ھ میں نہ کتاب حفظ الایمان تھی نہ فتویٰ گنگوہی منظر عام پر آیا تھا نہ دوسری گستاخانہ کتابیں تھیں یہ سب اور اس قسم کا دوسرا تنقیصی لٹریچر بعد میں چھپا اور منظر عام پر آیا۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت اور اکابر و مشاہیر علماء عرب و عجم کا متفقہ فیصلہ اور شرعی فتویٰ حسام الحرمین بھی سنہ ۱۳۲۵ھ میں منظر عام پر آیا۔ جب وہ توہین آمیز گستاخانہ کتابیں ہی نہیں تھیں تو فتویٰ کس پر دیا جاتا ـــ حسام الحرمین کا مبارک نورانی فتویٰ بھی سنہ ۱۳۲۵ھ میں یعنی سنہ ۱۲۹۰ھ کے ۳۵ سال بعد منظر عام پر آیا۔ البتہ تحذیر الناس جیسی گستاخانہ کتاب پہلے تھی اور اس کے ردّ و ابطال میں اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ سے بہت پہلے اکابر علماء ہند متعدد و اہم کتب شائع کر چکے تھے بلکہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی کو اعتراف و اقرار کرنا پڑا تھا کہ "جس وقت مولانا (قاسم نانوتوی) نے

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۶ ؎

تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی کے "......[1]

ہماری مذکورہ بالا مختصر گفتگو سے آپ کی دو تین صفحات پر پھیلی ہوئی چکر بازی بے اثر ہو گئی بلکہ ختم ہو کر رہ گئی۔

تمام علمی مراکز کے فتویٰ کا مطالبہ

مانچسٹروی کی بیدار مغزی اور وسیع النظری دیکھئے

اُس نے پہلے صفحہ ۱۱۶ اور پھر صفحہ ۱۱۸ پر لکھنؤ۔ دیوبند۔ رام پور۔ کانپور۔ علی گڑھ۔ دہلی اور سہارنپور کے بڑے بڑے ہندوستانی علمی مراکز کا تذکرہ کر کے لکھا ہے۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی بعض اردو عبارات اگر واقعی کفر کی حد تک غلط تھیں تو ان (مذکورہ بالا) اہم دینی مراکز نے اُن (علماء دیوبند) پر کفر کا فتویٰ کیوں نہ دیا؟"[2]

ہم مُلّاں مانچسٹروی کی اس لچر پچر دلیل کا بھی تانا بانا بکھیرتے ہیں دُنیا جانتی ہے مانچسٹروی کے بیان کردہ علمی مراکز میں دیوبند اور سہارنپور کے دو نام نہاد مرکز تو خود دیوبندی وہابی مولویوں کے اپنے خود ساختہ مرکز ہیں۔ اپنے اکابر پر یا اپنے آپ پر اور ان مراکز کے بانیوں پر وہ فتویٰ کیوں دیں گے؟ یعنی ملاں مانچسٹروی حسام الحرمین کا فتویٰ اس وقت صحیح تسلیم کرے گا جب اس پر مدرسہ دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی تائید و تصدیق ہو۔ ایسا مطالبہ کوئی عقل سے بیگانہ ہی کرے گا باقی رہا لکھنؤ اور علی گڑھ

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۸۰ زیر ملفوظ نمبر ۹۲۷

[2] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۶

یہ بھی مفتیوں اور شیخ الحدیثوں اور فقیہوں کے مراکز نہ تھے مروجہ دُنیاوی تعلیم کے مراکز کہے جا سکتے ہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی دیوبند و نجد کی ایک بگڑی ہوئی شاخ ہے۔ رہی دہلی تو دہلی کے متعلق مانچسٹروی نے خود لکھا اور اقرار کیا ہے مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۸ کی سُرخی ہے "دہلی کی علمی سطوت دیوبند میں" اس سُرخی کے ذیل میں لکھا ہے مولانا اسماعیل شہید اور شاہ محمد اسحاق پر دہلی کی علمی سلطنت اب تقریباً ختم ہو رہی تھی...... محدثین دہلی کی علمی سطوت کے چراغ اب دیوبند میں روشن ہو رہے تھے۔"

اور صفحہ ۹۹ پر خود لکھتا ہے "دہلی کی علمی سلطنت دیوبند منتقل ہوتی۔" —— جب بقول مانچسٹروی جی دہلی کا علمی مرکز ختم ہو گیا تھا دہلی کی علمی سطوت دیوبند منتقل ہو گئی تھی تو پھر اعلیحضرت امام اہلسنّت دہلی کے ختم شدہ کون سے علمی مرکز سے اپنے فتویٰ حسام الحرمین پر تصدیق و تائید کراتے؟ کچھ تو عقل و دانش سے کام لو۔ اب رہ گئے رام پور اور کانپور تو رام پور اور کانپور کے بہت سے علماء کرام نے حسام الحرمین کی بھرپور تائید و توثیق فرمائی جو الصوارم الہندیہ ص ۱۱۸ و دیوبند مذہب کے ص ۵۰۴ پر شائع شدہ موجود ہے۔ دیوبندی وہابی بعض اُن علماء کے نام سے مغالطہ دیتے ہیں جو گستاخانہ کتابوں اور کفریہ عبارات سے پہلے انتقال کر گئے یا اُن کی نظر سے نہ گزریں یا اس وقت تک خود سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ نے بھی فتویٰ شرعی جاری نہیں فرمایا تھا۔

مگر تعجب اور حیرت ہے کہ مانچسٹروی جی سعودی نجدی دور سے پہلے کے مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے علمی روحانی مراکز اور حنفی

شافعی مالکی حنبلی اکابر و اعاظم مفتیان دین اور مسلمہ محدثین و ائمہ دین کی تائید و تصدیق کو تو قبول کرتا نہیں کیا حرمین طیبین جیسے مرکز اسلام کے اکابر علماء لکھنؤ، علی گڑھ، دہلی، سہارنپور، دیوبند، رام پور کے علماء سے بھی علمی فقہی حیثیت و استعداد میں کم تھے جو علماء حرمین پر ان خود ساختہ علمی مراکز کو ترجیح دی جا رہی ہے ؟

مصنف مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۷ پر لکھتا ہے کہ :-

"مولانا احمد رضا خاں کسی علمی اختلاف کو کفر و اسلام کا موضوع بنا لیتے تھے۔"

یہ لکھتے ہوتے مانچسٹروی صاحب کے دین کی طرح حیا اور عقل بھی رخصت ہو گئی تھی۔ کیا مانچسٹروی ابھی دودھ پیتا بچہ ہے، اس کو ضروری دینی اصولی اختلاف علمی تحقیقی اور فروعی نظر آتے ہیں کیا تنقیص الوہیت اور توہین رسالت علمی تحقیقی فروعی مسئلے ہیں ———؟

روحانی مراکز کی پناہ

ملاں مانچسٹروی صاحب اپنے پسندیدہ نام نہاد علمی مراکز کے بعد صفحہ ۱۱۸ پر "روحانی مراکز" یعنی اولیاء اللہ کے آستانہ جات اور خانقاہوں کا سہارا لیتا ہے تاکہ عوام کے ذہن میں یہ غلط فہمی ہو کہ مولوی محمود مانچسٹروی دیوبندی بھی آستانوں، خانقاہوں اور روحانی مراکز کو ماننے والا ہے۔ اس موقع پر ہم مانچسٹروی جی سے دریافت کریں گے پہلے تو وہ یہ واضح کرے کہ جن آستانہ جات اور خانقاہوں کی وہ پناہ تلاش کر رہا ہے اُن کو وہ خود اور اس کے دیوبندی اکابر آستانہ اور خانقاہ اور روحانی مراکز مانتے بھی ہیں یا نہیں ——؟ ان آستانوں اور خانقاہوں میں پختہ مزار اور گنبد بنانا جائز

ہیں یا نہیں ؟ مزاروں پر چادریں ڈالنا۔ پھول چڑھانا اور چراغ جلانا جائز ہیں یا نہیں ؟ مزارات پر مزار کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھنا۔ سالانہ عرس منانا۔ عرس کے موقع پر محفل میلاد و نعت خوانی درود و سلام کی محفلیں منعقد کرنا۔ لنگر شریف کھلانا ختم مٹھائی تقسیم کرنا جائز ہیں یا نہیں ——— ؟ ذرا اپنے اکابر دیوبند کی کتب سے تلاش کر کے جواب بحوالہ کتب اکابر دیوبند پیش کرو۔ پتہ چل جائے گا تم روحانی مراکز کے کتنے ماننے والے ہو۔

دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ فتوٰی خانقاہوں آستانہ جات کے سجادہ نشین حضرات یا اہل مزار مدفون بزرگوں سے لیا جاتا ہے یا مفتیان شریعت اس ظاہری دُنیا میں موجود علماء کرام سے ——— ؟ ذرا بتاؤ تو سہی دُنیا میں جس طرح علماء کرام مفتیان عظام کے فتاوٰی ملتے ہیں مثلاً فتاوٰی عالمگیری۔ فتاوٰی شامی۔ فتاوی برجندی۔ فتاوٰی رضویہ۔ فتاوٰی امجدیہ۔ فتاوٰی نعیمیہ۔ فتاوٰی مظہری وغیرہ وغیرہ اور دیوبندیوں کے فتاوٰی امدادیہ۔ فتاوٰی رشیدیہ۔ فتاوٰی دارالعلوم دیوبند وغیرہ تو کیا اسی طرح روحانی مراکز خانقاہوں اور آستانہ جات کے گدی نشین حضرات کے فتاوٰی بھی ملتے ہیں ؟ ——— ذرا بتاؤ تو سہی کہ آپ کے ذکر کردہ روحانی مراکز خانقاہ شاہ کرامت اللہ ——— خانقاہ شاہ غلام علی ——— خانقاہ حاجی امداد اللہ ——— خانقاہ سرہند شریف ——— خانقاہ جبر چونڈی شریف ——— خانقاہ ہالیجی شریف ——— خانقاہ مانکی ——— خانقاہ ترنگزئی ——— خانقاہ موسیٰ زئی ——— خانقاہ رائے پور ——— خانقاہ مکان شریف ——— خانقاہ اعوان شریف ——— خانقاہ چورہ شریف ——— خانقاہ تونسہ شریف ——— خانقاہ

سیال شریف ـــ خانقاہ جلال پور ـــ خانقاہ شرقپور ـــ خانقاہ گولڑہ شریف اور خانقاہ سراجیہ کندیاں میں آج کل کون صاحب سجادہ دارالافتاء کے صدر الصدور ہیں اور کتنے گدی نشین مفتیانِ کرام فتویٰ لکھتے ہیں ـــ ؟ جو سیدنا حضور اعلحضرت قدس سرہٗ وہاں سے فتویٰ حسام الحرمین مرتدین کے ارتداد پر تائید و تصدیق حاصل کرتے ـــ ؟

اسی طرح مُصنّف مذکور نے کمال فن دجل کو بروئے عمل لاتے ہوئے سائیں توکل شاہ (کو انبالوی کی بجائے پانی پت لکھا ہے) خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی۔ مولانا لطف اللہ علی گڑھی۔ مولانا احمد حسن کانپوری۔ مولانا عبداللہ ٹونکی۔ مولانا اصغر علی روحی۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی۔ حکیم اجمل خاں۔ ڈاکٹر علامہ اقبال۔ مولانا ظفر علی خاں۔ مولانا شوکت علی۔ چوہدری افضل حق۔ مولانا حسرت موہانی اور قاضی عبدالمجید...... ان حضرات نے مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ کفر کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی۔[1]

چلو، ان کو بھی دیکھ لیتے ہیں

جاننا چاہیے اس فہرست میں بیشتر تو وہ حضرات ہیں جو گستاخانہ کتب چھپنے شائع ہونے سے پہلے ہی انتقال کر گئے اور متعدد وہ ہیں جو اکابر دیو بند کی گمراہ کن کفریہ و گستاخانہ عبارات سے لبریز کتابوں پر علماء عرب و عجم کا متفقہ فتویٰ حسام الحرمین شریفین کے شائع ہونے سے قبل انتقال کر گئے اور

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۱۹ ؎

بعض وہ بزرگ ہیں جو فتویٰ نویسی کا کام ہی نہیں کرتے تھے اُن بزرگوں کے کسی بھی مسئلہ پر کوئی فتاویٰ نہیں ملتے اور بعض رسمی و سیاسی و ادبی مولانا ہیں جیسے آج کل مغربیت زدہ فرنگی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کی خصوصی محفل میں نماز پڑھنے والے کو یا تھوڑی بہت رسمی داڑھی رکھنے والے کو مولانا صاحب کہہ دیا کرتے ہیں۔ یہ سیاسی مولانا۔ ادیب و شاعر۔ لیڈر صحافت قسم کے مولانا کب فتویٰ دیتے تھے اور کسی بھی موضوع پر ان حضرات کے فتاویٰ کہاں ملتے ہیں ؟ جو سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ کفر کی تائید و تصدیق کرتے اسی طرح حکیم اور قاضی اور چوہدری صاحبان کا معاملہ ہے انہوں نے کیا فتویٰ دینا تھا کیا کسی فتویٰ کی تصدیق کرنی تھی ان حضرات میں سے تو بہت سوں نے مرزا غلام احمد قادیانی غلام احمد پرویز عبداللہ چکڑالوی۔ راجپال شیعہ رافضیوں وغیرہ کو بھی کافر نہیں کہا اور بہت سے حقیقی واقعی مسلمہ کافروں کو بھی کافر نہیں کہا تو کیا ان کے نہ کہنے سے وہ کافر کافر ہی نہیں ہوتے ؟

مانچسٹروی میں دم خم ہے تو

وہ یہ ثابت کرے کہ تحذیر الناس براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات اِن سب حضرات کے سامنے رکھیں اور ان سب حضرات نے ان عبارات کو کفریہ نہیں کہا اور ان گستاخانہ عبارات کو عین ایمان و عین اسلام قرار دے کر ان عبارات کو اسلامی سمجھا اور مانا۔ متذکرہ بالا شخصیات کی اِن الفاظ کی تحریرات سامنے لائی جائیں ورنہ جس نے کبھی تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ وغیرہ دیکھی ہی نہیں وہ کیا

فتویٰ کفر دے گا اور کس طرح دے گا؟ اور پھر یہ کہ اس مذکورہ
بالا فہرست میں بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ جنہوں نے سیدنا
امام اہلسنت قدس سرہٗ کے فتویٰ تکفیر کی بھرپور تائید اور
حسام الحرمین شریفین کی توثیق و تصدیق کی ہے جس کا مانچسٹروی
جی کو علم ہی نہیں تفصیل کے لیے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا
حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ کا مرتبہ مجموعہ فتاویٰ الصوارم
الہندیہ اور مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی مدظلہٗ کی کتاب
دیوبندی مذہب دیکھی جا سکتی ہے۔ ممکن ہوا تو بعض حضرات کے
فتاویٰ ہم آگے نقل کر دیں گے۔

اور مانچسٹروی کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ جب حفظ الایمان۔
تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ وغیرہ کتب اکابر دیوبند پر کتاب اور
مصنف کا نام بتاتے بغیر گستاخانہ عبارات پر فتویٰ لیا گیا تو متعدد
حضرات نے فتویٰ کفر دیا اور اسی طرح مذکورہ بالا کتب اکابر دیوبند
کی جب مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان۔ مولوی حسین احمد
ٹانڈوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی
چاندپوری۔ مولوی سلطان حسن سنبھلی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
مولوی عبدالشکور کاکوروی۔ ابوالوفا شاہجہانپوری وغیرہ نے
اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی کتابوں میں جو متضاد تاویلات کی
ہیں ایک دوسرے کی تاویل سے عبارات کتب اکابر دیوبند کا کفر
ہونا روز روشن کی طرح عیاں اور ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کو آگے
ہم بحوالہ مفصل بیان کریں گے اور مانچسٹروی جیسے نووارد کے پاؤں
کے نیچے سے زمین نکل جائے گی۔

اتمام حجت | مانچسٹروی جی نے بڑی جسارت اور وثوق و قطعیت

کے ساتھ لکھ مارا کہ مذکورہ بالا حضرات نے اعلیٰحضرت کے فتاویٰ
کفر کی تائید نہیں کی اور پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی۔ مصنف مطالعہ
بریلویت کو پرلے درجہ کا کذاب ثابت کرنے کے لیے مذکورہ بالا
حضرات ہی میں سے چند حضرات کے اسماء اور فتویٰ کا حوالہ نقد پیش
کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔ حسام الحرمین شریفین کی تائید و توثیق میں
فتاویٰ کفر دینے والے حضرات کے فتاویٰ کا مجموعہ الصوارم الہندیہ
موجود ہے کوئی بھی شخص یا مصنف مطالعہ بریلویت خود صفحہ ۱۰۹
پر علماء دہلی کا فتویٰ دیکھ سکتا ہے۔ صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹ پر رام پور اور
کانپور کے علماء اور مفتیان دین کا فتویٰ دیکھ سکتا ہے ص ۱۲۴
پر علماء بدایوں و دہلی کا فتویٰ دیکھ سکتا ہے صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۶ پر
علماء دہلی و بمبئی بدایوں کے فتاویٰ دیکھ سکتا ہے۔ پھر ص ۱۲۷ پر
علماء دہلی کا فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر ص ۱۳۵ پر علماء بدایوں
اور علماء فرنگی محل لکھنؤ کا فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر صفحہ ۱۳۹
پر علماء رام پور کا فتویٰ دیکھا جا سکتا ہے جو صفحہ ۱۴۳ تک پھیلا
ہوا ہے جس میں رام پور کے مرکزی دارالعلوم مدرسہ ارشاد العلوم
کے جملہ مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی موجود ہیں پھر اسی صفحہ ۱۴۳
سے دوبارہ کانپور کے علماء کرام کے فتاویٰ شروع ہو جاتے ہیں
جو صفحہ ۱۴۴ تک ہیں۔ پھر صفحہ ۱۴۵ پر علماء رائے پور کے فتاویٰ
ہیں جس میں مدرسہ اصلاح المسلمین کے علماء کرام کے فتاویٰ ہیں پھر
صفحہ ۱۴۸ - ۱۴۹ پر جلال پور کے علماء و پیران کے فتاویٰ موجود ہیں۔
ملاں مانچسٹروی صاحب نے ان سب مقامات کے تائیدی فتوے
تکفیر کا ڈنکے کی چوٹ پر انکار کیا تھا مصنف کا یہ دعویٰ بھی خاک
میں مل گیا ——۔

علماء فرنگی محل لکھنو کے نام پر دھوکہ

بات کا بتنگڑ بنانا اور اُلٹے سیدھے
چکر چلانا اصل مفہوم کو مسخ کر کے نفس مضمون کا حلیہ بگاڑ کر
پیش کرنا ملاں مانچسٹروی کا ایک محبوب مشغلہ بلکہ وظیفہ ہے۔
اور ایک بات کا اعادہ کرنا بار بار دہرانا اس کا ذہنی مرض ہے۔
اب اوپر ہم جن باتوں کا جواب دے چکے ہیں اور جن جن علمی مراکز
اور روحانی مراکز میں اس نے پناہ ڈھونڈی تھی اُن سب پر ہم
جامع معروضات پیش کر چکے ہیں۔ اب جو نیا دورہ پڑا پھر انہی
باتوں کو دہرا دیا۔ مثلاً جو باتیں پیچھے واضح ہو چکیں ان میں سے
دوبارہ صفحہ ۱۱۹ - ۱۲۰ پر علماء فرنگی محل لکھنو صفحہ ۱۲۱ - ۱۲۴ پر
علماء گنج مراد آبادی۔ صفحہ ۱۲۵ پر علماء دہلی۔ پھر سہ بارہ صفحہ ۱۲۴
تا صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۷ پر ندوۃ العلماء لکھنو پھر صفحہ ۱۲۸ دوبارہ مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ صفحہ ۱۳۱ تک پھر دوبارہ صفحہ ۱۳۱ خانقاہ شاہ کرامت اللہ
جونپوری۔ صفحہ ۱۳۲ پھر دوبارہ خانقاہ شاہ غلام علی صفحہ ۱۳۲ تا صفحہ ۱۳۳
پھر دوبارہ خانقاہ حاجی امداد اللہ صفحہ ۱۳۳ تا صفحہ ۱۳۷۔ پھر دوبارہ
خانقاہ سرہند شریف صفحہ ۱۳۷ تا صفحہ ۱۳۸۔ پھر دوبارہ خانقاہ مانکی
شریف صفحہ ۱۳۹۔ پھر خانقاہ ترنگ شریف صفحہ ۱۳۹ تا صفحہ ۱۴۰۔ پھر
دوبارہ خانقاہ موسیٰ زئی صفحہ ۱۴۰ - ۱۴۱۔ پھر دوبارہ خانقاہ
رائے پور صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲۔ پھر دوبارہ خانقاہ مکان شریف صفحہ ۱۴۲
پھر دوبارہ خانقاہ اعوان شریف صفحہ ۱۴۳۔ پھر دوبارہ خانقاہ
چورہ شریف صفحہ ۱۴۳ تا صفحہ ۱۴۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ تونسہ
شریف صفحہ ۱۴۷ تا صفحہ ۱۵۲۔ پھر دوبارہ خواجگان سیال شریف
صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۴۔ خانقاہ مرولہ شریف صفحہ ۱۵۴۔ پھر دوبارہ

خانقاہ جلال پور شریف صفحہ ۱۵۵۔ پھر دوبارہ خانقاہ شرقپور
شریف صفحہ ۱۵۵ تا صفحہ ۱۵۷۔ پھر دوبارہ خانقاہ گولڑہ شریف
صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۵۹۔ پھر دوبارہ خانقاہ چھورہ شریف صفحہ ۱۵۹۔ پھر
دوبارہ خانقاہ کندیاں صفحہ ۱۵۹۔ اس بار صفحہ ۱۶۰ پر خانقاہ اجمیر
شریف کا اضافہ ہوا۔ ایک نئی سرخی صفحہ ۱۶۰ پر دیکھنے میں آئی
البتہ صفحہ ۱۶۲ پر پھر دوبارہ خانقاہ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی
اور صفحہ ۱۶۳ پر مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور صفحہ ۱۶۷ پر دوبارہ مولانا
محمد علی جوہر اور پھر دوبارہ صفحہ ۱۶۸ پر ڈاکٹر اقبال پھر صفحہ ۱۷۰ پر
ڈاکٹر اقبال پر فتویٰ صفحہ ۱۷۳ پھر چوہدری افضل حق۔ صفحہ ۱۷۵ پر
پھر دوبارہ قاضی عبدالمجید۔ ایک بات کو بار بار لکھا گیا ہے
اس سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے مصنف مطالعہ بریلویت ذہنی
مریض ہے اور اکابر دیوبند کے عشق میں جنون اور خبط کی
حد تک مبتلا ہے اور اس کا ایمان و عقیدہ گویا یہ ہے کہ جب
تک خدا و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی تنقیص
و توہین کرنے والے کو اس دنیا کا بچہ بچہ ہر لیڈر رہبر ایڈیٹر
شاعر ہر ڈاکٹر ہر چوہدری ہر حکیم ہر مریض ہر زندہ ہر مردہ
کافر و مرتد قرار نہ دیں وہ کافر ہو سکتا ہی نہیں کسی کے کافر
ہونے کے لیے روئے زمین کے انسانوں کا اجماع ضروری و
لازمی ہے۔ اگر یہ ناممکن ممکن ہو بھی جائے تو پھر مانچسٹروی
جی مطالبہ کریں گے کہ آسمان کے فرشتے بھی فتاویٰ کفر
کی تصدیق کریں گے تو میں مانوں گا اور کھلے آسمان پر
سنہرے حروف میں واضح طور پر قلم قدرت سے لکھا ہوا دکھا
دو ورنہ میں نہیں مانوں گا۔ اس قسم کا خبط اس کے پاگل پن

کی کھلی علامت اور روشن دلیل ہے۔ خیر ہم اس کے فرار کی ہر گلی
بند کریں گے مذکورہ بالا صفحات پر دوبارہ ذکر کئے گئے حوالہ جات
میں جو جو نئی چیزیں ہوں گی اُن کے جوابات ضرور دیں گے اور
وضاحت ضرور کریں گے۔ نمبروار ملاحظہ ہوں۔

رَدِّ مُغالطہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کے نام سے
مُصنّف نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا کہ مولانا احمد رضا
خاں نے ..... ان حضرات (مولانا فرنگی محلی) کو علماء دیوبند کی تکفیر
پر آمادہ کرنے اور اپنا ہم نوا بنانے کی بہت کوشش کی ..... اور
انہوں نے تکفیر نہیں کی مخلصاً۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ
کی ہی ایک کتاب الطاری الداری حصہ اوّل کا حوالہ دیا گیا ہے
صفحہ اور باب مذکور نہیں پھر الطاری الداری میں مولانا عبدالباری
صاحب کا تکفیر سے صاف انکار کا بیان کیسے آسکتا تھا۔ الطاری
الداری میں یہ بات موجود ہی نہیں اگر کوئی یہ عبارت جو مانچسٹروی
نے نقل کی ہے دکھادے تو ہم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام
حاصل کرے۔

دوسرا حوالہ دوام العیش کا دیا گیا ہے مسئلہ خلافت شرعیہ
سے متعلق ہے تکفیر سے متعلق نہیں۔ دوام العیش اور الطاری الداری
میں کیا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ خود اپنے خلاف مولانا عبدالباری کے
بیانات شائع کررہے تھے؟ اور سب سے بڑی اہم ضروری بات
یہ ہے کہ یہ سب باتیں حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب
فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع اور توبہ سے پہلے کی ہیں وہ
سُنّی تھے صحابی رسول کی اولاد سے تھے توبہ کرنے اور رجوع
فرمانے میں التواء اور ٹال مٹول سے کام نہ لیا توبہ سے پہلے کے

اُن کے تمام بیانات کالعدم و غیر مؤثر ہو گئے۔ حضرت مولانا
فرنگی محلی کے توبہ نامہ رجوع کے الفاظ یہ ہیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں اور بہت
گناہ وہ کیے ہیں جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے میں دونوں قسم کے
گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرادے ——
اے اللہ! میں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت چھپا کر کیے دونوں
کو بخش دے —— اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے اور
بہت سے نادانستہ کیے سب کی توبہ میں کرتا ہوں —— اے اللہ!
میرا استغفار تو قبول فرما —— اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً
تحریراً و تقریراً ایسے کیے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں مولوی
احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا
اُن سب سے اور اُن کے مانند (دوسرے) امور سے جن میں میرے
مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی
صاحب (اعلیٰحضرت امام احمد رضا) موصوف پر اعتماد کرکے توبہ
کرتا ہوں —— اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنیوالے
میری توبہ قبول فرما اور مجھے توفیق دے کہ معصیت کا ارتکاب
نہ کروں اور وہ امور بجالاؤں جو تیری رضا مندی کا باعث
ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں ——
اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخشدے
اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت
دے۔ —— وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد
والہ واصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہٗ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کی کھلی علامت اور روشن دلیل ہے۔ خیر ہم اس کے فرار کی ہر گلی بند کریں گے مذکورہ بالا صفحات پر دوبارہ ذکر کئے گئے حوالہ جات میں جو جو نئی چیزیں ہوں گی اُن کے جوابات ضرور دیں گے اور وضاحت ضرور کریں گے۔ نمبر وار ملاحظہ ہوں۔

رَدِّ مُغالطہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کے نام سے مُصنّف نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا کہ مولانا احمد رضا خاں نے ...... ان حضرات (مولانا فرنگی محلی) کو علماء دیوبند کی تکفیر پر آمادہ کرنے اور اپنا ہم نوا بنانے کی بہت کوشش کی ...... اور انہوں نے تکفیر نہیں کی مخلصاً۔ اس سلسلہ میں اعلیحضرت قدس سرہٗ کی ہی ایک کتاب الطاری الداری حصہ اوّل کا حوالہ دیا گیا ہے صفحہ اور باب مذکور نہیں پھر الطاری الداری میں مولانا عبدالباری صاحب کا تکفیر سے صاف انکار کا بیان کیسے آسکتا تھا۔ الطاری الداری میں یہ بات موجود ہی نہیں اگر کوئی یہ عبارت جو مانچسٹروی نے نقل کی ہے دکھا دے تو ہم سے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔

دوسرا حوالہ دوام العیش کا دیا گیا ہے مسئلہ خلافت شرعیہ سے متعلق ہے تکفیر سے متعلق نہیں۔ دوام العیش اور الطاری الداری میں کیا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ خود اپنے خلاف مولانا عبدالباری کے بیانات شائع کر رہے تھے؟ اور سب سے بڑی اہم ضروری بات یہ ہے کہ یہ سب باتیں حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع اور توبہ سے پہلے کی ہیں وہ سُنی تھے صحابیِ رسول کی اولاد سے تھے توبہ کرنے اور رجوع فرمانے میں التواء اور ٹال مٹول سے کام نہ لیا توبہ سے پہلے کے

اُن کے تمام بیانات کالعدم و غیر مؤثر ہو گئے۔ حضرت مولانا فرنگی محلی کے توبہ نامہ رجوع کے الفاظ یہ ہیں:—

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے اللہ! مَیں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں اور بہت گناہ وہ کیے ہیں جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے میں دونوں قسم کے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرا دے — اے اللہ! مَیں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت چھپا کر کیے دونوں کو بخش دے — اے اللہ! مَیں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے اور بہت سے نادانستہ کیے سب کی توبہ مَیں کرتا ہوں — اے اللہ! میرا استغفار تو قبول فرما — اے اللہ! مَیں نے امور قولاً و فعلاً تحریراً و تقریراً بھی کیے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا اُن سب سے اور اُن کے مانند (دوسرے) امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے محض مولوی صاحب (اعلیحضرت امام احمد رضا) موصوف پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں — اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنیوالے میری توبہ قبول فرما اور مجھے توفیق دے کہ معصیت کا ارتکاب نہ کروں اور وہ اُمور بجا لاؤں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں — اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت دے۔ — وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمّدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہٗ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا توبہ نامہ اور حضرت ممدوح کے الفاظ توبہ تقریباً بلفظہٖ "حیات اعلیٰحضرت" صـ۳۰۲ پر "ہمدم" ۱۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰ مئی صـ۳ کالم ۳ کے حوالہ سے چھپے ہوتے موجود ہیں بلکہ سیّدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ اپنے مؤقر خلیفہ و تلمیذ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری علیہ الرحمۃ کے نام اپنے ایک اہم مکتوب میں مولانا عبد الباری کی توبہ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ ولدی الاعز مولانا المکرم مولوی ظفر الدین صاحب جعلہ اللہ کاسمہٖ ظفر الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مبارک ــــ مبارک ــــ مبارک! مولانا مولوی عبد الباری صاحب نے اُن ایک سو ایک اور ان کے امثال سے توبہ چھاپ دی ملاحظہ ہو "ہمدم" ۱۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء۔۔۔۔۔۔۔۔

فقیر کی رائے میں فوراً ایک جلسہ تہنیت توبہ مولانا مولوی عبد الباری صاحب لکھنوی چھاپ کر اس کی تہنیت کا جلسہ وہاں (پٹنہ میں) بھی کیا جائے۔۔۔۔۔۔۔ مبارکباد کا تار مولوی عبد الباری صاحب کو دیا جائے مسلمانوں کو سمجھایا جائے اس طرف (یعنی دیو بندیوں، وہابیوں گاندھویوں کانگریسیوں کے ساتھ) عالم کہلانے کے مستحق ایک یہی تھے مولیٰ تعالیٰ نے اُن کو ہدایت فرمائی مشرکوں (ہندؤں)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ؎ اخبار ہمدم لکھنو ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء و سواد اعظم جلد ۲ شمارہ ۲۳/۲۴ ؎

سے اتحاد اور وہابیہ وغیرہم بے دینوں کے میل جول سے توبہ فرما کر خالص سُنّی ہو گئے۔۔۔۔۔۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہٗ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ از کوہ بھوالی۔

الغرض قصہ مختصر یہ کہ سیّدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الطاری الداری میں مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک سو ایک وجوہ کفر و ضلال قائم کئے تھے اور انہوں نے کمال وسیع النظری و وسیع القلبی سے اُن سب اقوال کفر و ضلال سے علی الاعلان توبہ فرمائی تھی۔ مانچسٹروی کے پاس اب رونے پیٹنے کے سوا کچھ نہیں۔

مواخذات یہ مواخذات ایک توبہ نامہ کی شکل میں ہیں جو مولانا عبد الباری صاحب کی طرف سے لکھ کر سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اپنے خلفِ اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ۔ صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی رضوی مُصنّف بہارِ شریعت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدست اسرارہم لے کر مولانا عبد الباری کے پاس گئے تھے اور انہوں نے سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے صاحبزادہ صاحب کا اپنے ہزاروں احباب اور مریدین کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لا کر زبردست استقبال و خیر مقدم کیا تھا اور توبہ نامہ پر بہت اخلاص کے ساتھ دستخط فرما کر توبہ نامہ شائع کرا دیا تھا اور ہندو کانگریس اور مسٹر گاندھی کی رفاقت اور دیو بندیوں وہابیوں کانگریسیوں کی موافقت سے مکمل طور پر دستبردار و لاتعلق ہو گئے تھے۔

علی برادران کی توبہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی

صاحب بھی سُنی صحیح العقیدہ تھے اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی
کے مرید و حلقۂ بیعت میں شامل تھے اور خلافت کمیٹی میں سرگرم
مولانا عبدالباری صاحب کی توبہ کے بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا
شوکت علی نے بھی گاندھی اور گاندھوی کانگریسی دیوبندی وہابی
مولویوں کو چھوڑ کر علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس باب میں ایک
اہم تاریخی واقعہ روزنامہ کوہستان لاہور نے ۸ مئی ۱۹۶۹ء کی اشاعت
میں شائع کیا، لکھا ہے:۔

تحریک آزادی کے سلسلہ میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت
علی آپ (اعلیحضرت) کی خدمت میں بریلی حاضر ہوئے اور عرض کی
کہ حضور آپ ایک وسیع حلقہ کے روحانی پیشوا ہیں آپ تحریک
آزادی ہند کے سلسلہ میں کانگریس کا ساتھ دیں تو آپ کی شخصیت
حالات پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا! میری
اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے
حامی ہیں اور میں مخالف ہوں۔ اس پر مولانا جوہر کچھ ناراض
سے ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ (اعلیحضرت) نے فرمایا مولانا!
میں ملک کی آزادی کا مخالف نہیں ہوں ہندو مسلم اتحاد کا مخالف
ہوں۔ مولانا علی برادران باہر جا چکے تو مولانا محمد علی جوہر مولانا
شوکت سے کہنے لگے مولانا احمد رضا خشک ہیں۔ آپ صاحب
کشف بزرگ تھے فوراً کشف سے اُن کے ان احوال پہ مطلع
ہوئے اور مولانا محمد علی جوہر کو بلایا اور کہا مولانا میں خشک نہیں
ہوں ملک آزاد کرانا ہے تو مسلمانوں کی اپنی علیحدہ تنظیم بنائیں
اور ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہو جائیں مولانا جوہر کی آنکھوں
میں آنسو آ گئے اور دست بوسی فرمائی اور حضرت (امام احمد

رضا) کے دردمندانہ موقف سے آگاہ ہوئے۔"[1]

اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت
علی ہندو کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ واقعہ فقیر نے سیّدی
امام اہلسنت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ سے بھی
سُنا تھا اور جامعہ نعمانیہ لاہور حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی
البریلوی قدس سرہٗ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔

تصدیق مزید خلیفہ اعلیحضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
مراد آبادی نے مولانا محمد علی جوہر سے دہلی
میں اُن کے مکان پر ملاقات فرمائی اور اسی طرح مولانا شوکت
علی مرحوم خود مراد آباد تشریف لے گئے اور سابقہ احوال سے توبہ
فرمائی ہندو کانگریس اور گاندھوی مولویوں سے علیحدگی اختیار
فرمائی[2]۔

اب مانچسٹروی جی اپنی جہالت و لاعلمی کا ماتم کرے اور
خوامخواہ مولانا علی برادران کے پُرانے واقعات اور توبہ و رجوع
سے قبل کے حالات سے عوام کو مغالطہ اور دھوکہ نہ دے۔
رہی فتاوی کی بات تو مولانا محمد علی جوہر اور شوکت علی مفتی و فقیہہ
نہ تھے فتویٰ کسی بھی موضوع و مسئلہ پر نہیں لکھتے تھے۔ اگر یہ دونوں
بھائی مفتی ہوتے تو مولوی نانوتوی گنگوہی اور تھانوی صاحبان
ان سے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان پر تصدیق کروا لیتے
اور اس سلسلہ میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے ساتھ مولوی

---

[1] روزنامہ "کوہستان" لاہور و ملتان ۸ مئی ۱۹۶۹ء صہ ۲۔
[2] سوادِ اعظم جلد ۲ شمارہ نمبر ۲۳ - ۲۴ ملخصاً صہ ۷

عبدالحیٔ اور مولوی عبدالشکور لکھنوی کاکوروی ایڈیٹر "النجم" کا نام
لینا سراسر فریب و فراڈ ہے وہ تو تھے ہی دیوبندی وہابی مولویوں
کے ہم عقیدہ وہم مسلک اور مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر
النجم حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ و
حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ
سے مناظروں میں بار بار شکست کھاچکے ہیں۔ اور مولوی عبدالحیٔ وہ ہیں
جنہوں نے بقول مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی پورے ہندوستان
کے علماء میں یکا و تنہا بانی مدرسہ دیوبند کی کتاب تحذیرالناس کی تائید
وحمایت کی تھی اور تھانوی صاحب نے اس حقیقت سے خود ہی
پردہ اُٹھادیا تھا کہ:-
"جس وقت مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیرالناس لکھی ہے
کسی نے بھی ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت
نہیں کی بجز مولانا عبدالحیٔ صاحب کے۔"[1]
یہ ہیں عبدالحیٔ صاحب جن کو سُنّی بناکر پیش کیا جارہا ہے اور
یہ ہیں بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب جنکو ہندوستان
بھر کے مختلف مکاتیبِ فکر کے علماء نے مسترد کردیا تھا اور ہندوستان
بھر کے علمی مراکز اور روحانی مراکز نے نانوتوی صاحب کو علمی
دُنیا سے بے دخل کردیا تھا اور ان کی تحذیرالناس کی علمی حلقوں
میں پرکاہ کے برابر اہمیت وحیثیت نہ تھی اور اس تحذیرالناس
پر خود مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے فیض الباری
جلد ۳ صـ۳۳۳ و صـ۳۳۴ پر بھرپور جرح اور طنز کیا ہے جس کو تفصیل

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ صـ۵۸

کے ساتھ تحذیرالناس کی عبارات کفریہ کی بحث میں نقل کیا جائے
گا انشاء اللہ العزیز۔

گنج مرادآباد سے دھوکہ نہ دیجئے

عادت سے مجبور اور فطرت سے لاچار مولوی مانچسٹر دی
اپنے گستاخ اکابر دیوبند کی ڈوبتی نیا کو تنکوں کا سہارا دے کر
تیرانا چاہتا ہے مطالعہ بریلویت صـ۱۲۱ پر "علماء گنج مرادآباد" کے
عنوان کے تحت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی
محض زبانی کلامی قصیدہ خوانی کرکے پہلے تو یہ ثابت کرتا ہے کہ:-
"اعلیٰحضرت پہلی مرتبہ ۱۳۱۱ھ میں گنج مرادآباد تشریف لے گئے
تھے اس سفر میں آپ کے ہمراہ جو حضرات گئے اُن میں مولوی حکیم
خلیل الرحمٰن خاں مولانا شاہ وصی احمد محدث سُورتی قاضی خلیل
الدین حسن۔ مولانا احمد حسن کانپوری بھی شامل تھے۔"[1]
اس کے بعد مختلف النوع لن ترانیوں سے گزرتا ہوا گفتگو
کا وہی دردناک ماحصل بیان کرتا ہے:-
"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی عبارات میں اگر
کچھ باتیں واقعی ایسی تھیں جو کفر کی حد تک غلط تھیں تو حضرت
مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے ان پر کیوں گرفت
نہ کی[2]"
ہم کہتے ہیں سوال تو بغیر دائی کے پیدا ہوگیا اور تم نے اس
کی پرورش بھی کرلی مگر یہ بھی دیکھا یہ سوال بغیر باپ کے پیدا
ہوا اور وہ اس طرح کہ تم ۱۳۱۱ھ میں اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کی

[1] مطالعہ بریلویت صـ۱۲۱ جلد اول [2] ایضاً جلد اول صـ۱۲۲

مولانا شاہ فضل الرحمٰن سے ملاقات کروا رہے ہو اور اس سے تین سطر پہلے مولانا گنج مرادآبادی کو ۱۳۱۳ھ تک طلباء کا مرجع بتاتے ہو اور پھر اُن کی وفات کے بعد اعلیٰحضرت کی ۱۳۲۴ھ میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے صاحبزادے احمد میاں شاہ سے ملاقات کروا رہے ہو پھر بھولے بن کر عیاری کا جامہ پہن کر پوچھتے ہو کہ اکابر دیوبند کی عبارات پر انہوں نے گرفت کیوں نہ کی ان عبارتوں میں کفریہ معنیٰ کیوں نظر نہ آئے؟ آؤ ذرا اپنا کان ہمارے ہاتھ میں دو ہم سمجھاتے ہیں :-

(۱) تحذیر الناس کے متعلق تو مولوی اشرف علی تھانوی نے فیصلہ کر دیا کہ "ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ کسی نے موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیٔ صاحب کے"۔[1]

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ تحذیر الناس کی عبارتوں سے مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے بھی موافقت نہیں فرمائی حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور فتویٰ گنگوہی کی گستاخانہ عبارات بعد میں منظرِ عام پر آئیں۔ مانچسٹروی میں دم خم ہے تو ثابت کرے کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی وفات سے قبل حفظ الایمان اور براہین قاطعہ منظرِ عام پر آگئی تھیں اور پھر یہ بھی ثابت کرے کہ یہ سب گستاخانہ عبارتیں اور کتابیں اور کفریہ مضامین مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کو پیش کیے گئے تو انہوں نے ان عبارات کو عین اسلام و عین ایمان قرار دے کر تصدیق فرمائی اور پھر مانچسٹروی جی اور مانچسٹروی جیسے دوسرے مخبوط الحواس دیوبندی

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۵۸ ؎

بھگتوں اور سادھوؤں کو یاد رکھنا چاہیے کہ علماء عرب و عجم کا متفقہ فتویٰ اور شرعی فیصلہ حسام الحرمین شریفین ۱۳۲۴ھ ۱۳۲۵ھ میں منظرِ عام پر آیا۔ ۱۳۱۱ھ میں تو سیدنا اعلیٰحضرت نے خود بھی حکمِ تکفیر نہ لگایا تھا اور وہ اتمامِ حجت کرنے کے لیے رجسٹری خطوط کے ذریعے اکابر دیوبند کو توبہ اور رجوع کی تلقین فرما رہے تھے اور راہِ راست پر آنے کی دعوت دے رہے تھے جب توبہ اور رجوع سے اکابر دیوبند نے صریحاً انحراف کیا تو پھر حسام الحرمین کی ضربات قاہرہ پڑیں اور فرمایا ؎

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

اس لایعنی و بے مقصد بحث میں مُصنّف نے خواہ مخواہ ۲۲ تا ۲۵ صفحات ضائع کر دیئے۔ وہ اس کا بیٹا ہے وہ اس کا شاگرد وہ اس کا استاد ہے وغیرہ وغیرہ فلاں نے مولانا گنج مرادآبادی کے بارہ میں یہ کہا ہے۔ فلاں نے یوں لکھا ہے اس لفاظی سے کیا فائدہ ہے کہ مولانا گنج مرادآبادی نے دہلی سے آتے ہوئے حدیث پڑھنے والے ایک طالب علم مولوی عبدالمجید ہزاروی کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں بھیج دیا۔ ٹھیک ہے وہ دہلی سے آیا تھا حضرت نے جس کھاتہ کا دیکھا وہیں بھیج دیا حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سُورتی حضرت علامہ سیّد محمد دیدار علی محدّث الوری قدست اسرارہم وغیرہ سُنّی صحیح العقیدہ طلباء آتے اُن کو پڑھا دیا۔ مولوی عبدالمجید ہزاروی اسماعیلی تقویۃ الایمانی ذہنیت کا ہوگا مٹی وہیں پہنچاتی جہاں کا خمیر تھا۔ اُس کو گنگوہی صاحب کے پاس گنگوہ بھیج دیا حق بحق دار رسید۔ اس ذرا سی

بات پر چھلانگیں لگانے کی کیا ضرورت ہے ؟

مولوی محمد علی کانپوری کو مولانا محمد علی مونگیری بنادیا

ملاں مانچسٹروی کے ذہن پر شیطانی افکار کا کچھ ایسا غلبہ ہے کہ وہ اہل توہین اکابر دیوبند کی اندھی عقیدت میں مستغرق ہو کر پے در پے جعلسازیوں کا ارتکاب کیے جارہا ہے اور شرم و حیاء اس کا دامن نہیں پکڑتی لکھتا ہے :—

"حضرت شاہ فضل الرحمٰن کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری پیر مہر علی شاہ صاحب کے اُستاد بھائی تھے"۔ [1]

پھر لکھتا ہے ......

"حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری حضرت محمد قاسم، قاسم نانوتوی کے بہت عقیدت مند تھے اور انہیں حکیم الامّت کہہ کر یاد کیا کرتے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ذکر میں لکھتے ہیں یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوہ نے حکیم الامّت کا لقب دیا"۔ [2]

اب ہم نے اصل کتابوں۔ مہر منیر۔ حسام الحرمین وغیرہ کو ٹٹولا تو کھودا پہاڑ نکلا چوہا کی مثال صادق آتی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری مہر منیر صـ۲۷ پر جن بزرگ کو پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کا استاد بھائی کہا گیا ہے وہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری ہیں اور صوبہ بہار کے رہنے والے ہیں اور بہار کے مشہور شیخ طریقت ہیں جبکہ بانی مدرسہ

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صـ۱۲۳ [2] حسام الحرمین صـ۱۰۱ ؎

دیو بند مولوی قاسم نانوتوی کے گیت گانے والے اور اُن کو حکیم الامّت بنانے والے مولوی محمد علی کانپوری ہیں جو ناظم ندوہ ہیں جن کا ذکر سیدنا اعلحضرت قدس سرہٗ نے حسام الحرمین صـ۱۰۱ پر کیا ہے وہ اور ہیں یہ اور ہیں وہ مونگیری ہیں یہ کانپوری ہیں وہ شیخ طریقت ہیں اور یہ ناظم ندوۃ العلماء۔ یہ یوپی میں وہ صوبہ بہار میں ہیں۔ مگر مُصنّف مطالعہ بریلویت لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے اور یہ تاثر دینے کے لیے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھائی بھی —— مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کو حکیم الامّت مانتے ہیں اور وہ بانی مدرسہ دیوبند کے بہت عقیدت مند تھے سے

جھوٹے اور کذاب دنیا میں دیکھے ہیں بہت
سب سے سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

علاوہ ازیں

ایک حربہ مُصنّف مطالعہ بریلویت نے یہ چلا ہے کہ جلد ا صـ۱۲۴ پر حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ندوی محمد علی کا شاگرد ظاہر کیا ہے ——

بالفرض اگر کوئی بڑی شخصیت کسی دیوبندی یا قادیانی کی شاگرد ہو جائے تو کیا اُس کا اُستاد معصوم ہو گیا کیا شیطان لعین معلم الملکوت (فرشتوں کا استاد) نہیں تھا ؟ کیا شیطان کا احترام کیا جائے گا اور اس کا ہر قول و فعل حجت ہو گا ؟ اور پھر تکفیر میں سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت امام اہلسنّت قدس سرہٗ العزیز تنہا نہیں ہیں ہزاروں جلیل القدر اکابر و اعاظم علماء دین مفتیان شرع متین علماء عرب و عجم اعلحضرت فاضل بریلوی

کے ہمنوا ہیں اور خود پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور اعلیٰحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک حق پر ہیں اور فتویٰ حسام الحرمین پر الصوارم الہندیہ میں بدیں الفاظ تصدیق و تائید فرما چکے ہیں مُصنّف مانچسٹروی پڑھے اور شام غریباں میں ماتم برپا کرے۔

۴۹ فتاوے دربار علی پور شریف

حسام الحرمین کے فتاویٰ حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جو شخص ان (اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور علماء حرمین شریفین کے فتاویٰ حسام الحرمین) کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہِ راست سے دُور ہے۔۔۔۔

۔۔۔ اھانۃ الانبیاء کفر عقائد کا صریح مسئلہ ہے رضا بالکفر بھی کفر ہے۔۔۔۔۔۔ الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب۔ الجواب صحیحٌ محمد حسین عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں۔ جواب صحیح ہے۔ محمد کرم الٰہی بی۔ اے علی پوری[1]

ہم مصنّف مطالعہ بریلویت کی معلومات میں اضافہ کے لیے بتائے دیتے ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت سرشکن دیوبندیت وہابیت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ بھی مولوی محمد حسین ساکن سرائے خام دیوبندی کے شاگردوں میں سے ہیں اور سیدنا اعلیٰحضرت کے فتویٰ شرعی حسام الحرمین کے مطابق اپنے اساتذۂ مرتدین کی تکفیر میں رتی برابر پاس و لحاظ نہیں فرماتے تھے۔

---

[1] الصوارم الہندیہ ص ۹۶ ؛

باقی رہی یہ کھُلی بکواس کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت نے انگریزی حکومت کے اشارہ پر گستاخانِ دیوبند کی تکفیر کی تو انگریزوں کے یہ اشائے آپ زیادہ سمجھتے ہیں کہ مانچسٹر میں انگریزوں کے زیر سایہ و زیر کرم رہتے ہیں گونگے کی ماں ہی گونگے کی رمزوں کو زیادہ سمجھتی ہے۔

علماء دہلی کے ردّ عمل سے دھوکہ

مانچسٹروی صاحب نے ص ۱۲۴ و ص ۱۲۵ پر پھر ایک اسٹوری رقم کی ہے شاگردی اُستادی کی کڑیاں ملاتا ہوا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوکر اور لائن بدل کر اسماعیل قتیل، دو تین علماء اہلسنّت مولانا مفتی صدرالدین آزردہ وغیرہ کا نام لکھنے کے بعد تقویۃ الایمانی ذہنیت کے اپنے ہی ہم عقیدہ و ہم مسلک وہابی اسماعیلی مولویوں اور مدرسوں کے نام لکھ ڈالے کہ ان ان کو علماء دیوبند کی گستاخیوں میں کفر نظر نہیں آیا جب ان کو نہیں آیا تو مولانا احمد رضا خاں کو کیسے نظر آگیا اور کیوں نظر آگیا حدیہ کہ مفتیٔ اہلسنّت دہلی علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی کے نام سے بھی یہ دھوکہ دیا کہ "جامع مسجد فتح پوری کے ایک صاحب مولانا مظہر اللہ صاحب تھے جن کا تعلق مدرسہ فتح پوری سے نہ تھا آپ وہاں امام اور خطیب تھے اُن کے صاحبزادے پروفیسر مسعود احمد نے مولانا احمد رضا خاں کے حق میں مدحیہ رسائل لکھے ہیں۔ مولانا مظہر اللہ بھی اس مشق تکفیر میں مولانا احمد رضا خاں کا ساتھ نہ دے سکے تھے۔۔۔[1]"

حالانکہ آپ کا الصوارم الہندیہ میں سیدنا اعلیٰحضرت فاضل

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل ص ۱۲۵ زبانی کلامی بے دلیل دعویٰ ؛

بریلوی قدس سرہٗ العزیز اور علماء حرمین کے فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین شریفین پر تصدیقی تائیدی فتویٰ موجود ہے[1]

باقی مولانا مفتی صدر الدین آزردہ اور جن اپنے ہی مکتب فکر کے علماء کا ذکر صفحہ ۱۲۵ پر کیا اس وقت نہ حفظ الایمان تھی نہ ہی براہین قاطعہ وغیرہ یہ زمانہ مولوی قاسم نانوتوی اور رشید احمد صاحب گنگوہی کی طالب علمی کا زمانہ تھا نہ گستاخانہ کتابیں سامنے آئی تھیں نہ تکفیر کا شرعی حکم واضح کیا جاسکتا تھا اس طرح تو دیوبندی عقل سے پیدل مصنّف امام اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا غوث اعظم جیلانی۔ داتا گنج بخش لاہوری اور خواجہ غریب نواز اجمیری قدست اسرارہم کا نام بھی لے سکتا ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی۔ حفظ الایمان وغیرہ پر فتویٰ نہیں دیا اکابر دیوبند کی کتابوں کی عبارتوں میں جو کفری معنی مولانا احمد رضا خاں کو نظر آئے وہ ان بزرگوں کو نظر نہیں آتے۔ تو دنیا مانچسٹروی جی کے منہ پر تھوکے گی کہ ان کے زمانہ میں یہ جہنمی کتابیں کہاں تھیں؟ باقی رہے علماء دہلی کا ردّ عمل تو وہ بفضلہٖ تعالیٰ حسام الحرمین اور سیدنا امام اہلسنّت اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت میں نہیں تائید و حمایت میں تھا اور ان کی تائید و حمایت میں حضرت مولانا مفتی علامہ محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی کا فتویٰ صـ۱۰۹ مولانا حافظ عبد المجید صاحب دہلوی کا فتویٰ صـ۱۲۵ پر مولانا محمد فضل کریم دہلوی کا فتویٰ صـ۱۲۶ پر مولانا مفتی محمد شمس الاسلام خلف مولانا مفتی عبد الرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی کا فتویٰ صـ۱۲۶ پر مولانا محمد احمد خاں دہلوی

---

[1] ملاحظہ ہو صـ۱۰۹ الصواریم الہندیہ ؎

اور مولانا عبد الرحیم بن مولانا محمد علی دہلوی۔ مولانا عبد الغفار حوض قاضی دہلی کے فتاویٰ صـ۱۲۷ پر حضرت مولانا مفتی محمد زاہد القادری مفتی ماہنامہ آستانہ دہلی (دریا گنج دہلی) مولانا محمد احمد مفتی دہلی کا فتویٰ صفحہ ۱۴۵ پر الصوارم الہندیہ میں موجود ہے۔ باقی اگر کسی غیر سنّی وہابی دیوبندی نے فتویٰ تکفیر کی تائید نہیں کی تو کچھ فرق نہیں پڑتا علماء اہل سُنّت امام اہلسنّت کے فتوٰی سے بحمدہٖ تعالیٰ متفق ہیں۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام سے چکر بازی

کھلی ہوئی کتاب کی طرح یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ندوۃ العلماء اور مدرسہ دیوبند ایک ہی چیز کے دو نام ہیں توہین و تنقیص انبیاء و رسل علیہم السلام دونوں کی روح کی غذا ہے۔ دونوں شرک و بدعت کے تھوک کے بیوپاری ہیں ہمارے ان دونوں دعووں کا ثبوت مصنّف نے خود اپنے اسی مضمون اور اسی عنوان کے تحت صـ۱۳۶ پر فراہم کر دیا ہمیں کچھ زیادہ جد و جہد نہیں کرنی پڑی۔ پہلی بات توہین و تنقیص انبیاء و رسل علیہم السلام والی تو مصنّف اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے خود مانتا ہے کہ:۔

”حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے معجزات کی بحث میں مولانا شبلی سے شدید اختلاف کیا تھا“

گویا شبلی جب خود معجزات کا منکر تھا اور عظمت انبیاء سے کھیل رہا تھا تو وہ حفظ الایمان میں توہین و گستاخی کرنے والے تھانوی پر کیسے فتویٰ لگاتا؟ یہ بات ہر باشعور انسان سمجھ سکتا ہے معجزات کا منکر شبلی ندوی تھانوی کو تو غنیمت سمجھ رہا تھا کہ حفظ الایمان میں توہین کر کے یہ بھی رفتہ رفتہ میری لائن پر آ رہا ہے۔ اگر شبلی

ندوی نے حفظ الایمان کی گستاخانہ کفریہ عبارت پر فتویٰ کفر نہیں لگایا تو خود دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے معجزات کے منکر شبلی ندوی پر کونسا فتویٰ لگادیا؟ البتہ دیوبندی مفتی مولوی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپا کر ایک فتویٰ شبلی کے خلاف ضرور شائع کیا۔ اور اسی طرح مولوی انور کاشمیری دیوبندی نے شبلی پر بدعقیدگی اور بدمذہبی کا فتویٰ لگایا۔ بدمذہب بے دین کی شہادت ویسے ہی معتبر نہیں شرِ عام دُو دہے اس لیے مانچسٹروی کو شبلی کا نام نہیں لینا چاہیے۔[۱]

دوسری بات یہ کہ مُصنّف جی نے تھانوی کا معجزات کے موضوع پر شبلی سے اختلاف بتلانے کے باوجود صد ۱۲۶ پر یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ:

"مولانا شبلی کے نامور شاگرد مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی پرنسپل دار العلوم ندوہ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے سامنے حدیث میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حلقہ عقیدت (یعنی بیعت) میں شامل ہوئے"۔

اس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مدرسہ دیوبند اور ندوۃ العلماء اندرونِ خانہ ایک ہی کچھ تھے پسِ پردہ باہم شیر و شکر تھے اگر انہوں نے تکفیر کی تائید نہیں بھی کی تو کیا ہوا۔ کیونکہ ع

نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک

۱؎ دیکھو مقدمہ مشکلات القرآن صد ۳۴ ؛

ویسے ندوۃ العلماء لکھنو اور دیوبند اہلسنّت دشمنی میں قدم سے قدم ملا کر چلتے ہیں کچھ عرصہ پہلے بنام "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" کے متعصبانہ نام سے مولوی محمد عارف سنبھلی استاد ندوۃ العلماء لکھنو نے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان لکھنو کی زیرنگرانی ایک کتاب شائع کی ہے لہذا ماننا پڑے گا یہ دونوں ایک ہی کچھ ہیں پھر ندوہ والے تکفیر کی تائید کیسے کریں گے مرزا بشیر الدین محمود مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کیسے کرے گا؟

ندوہ دم توڑ رہا ہے

سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے یہ الفاظ مبارکہ مولوی مانچسٹروی کا جگر شق کر گئے لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں ندوۃ العلماء سے اس قدر ناراض تھے کہ آپ نے اپنے ایک بزرگ شاہ جی میاں قادری سے ندوہ کے خلاف بد دعا کی درخواست بھی کی مولانا حشمت علی خاں اپنے ان دونوں بزرگوں کی بات چیت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں (حضرت شاہ میاں نے) فرمایا کہیے مولانا؟ ندوے کا اب کیا حال ہے؟ حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمدللہ ندوہ دم توڑ رہا ہے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے حضرت شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ دُعا تو ہم کرتے ہیں لیکن ندوہ پچھڑے گا تمہیں سے[۱]

اس کے بعد مانچسٹروی جی بڑے مرثیانہ انداز میں لکھتا ہے "مولوی حشمت علی کے یہ دونوں رضی اللہ عنہ دم توڑ گئے، لیکن ندوہ نے عظیم ترقی کی اور بین الاقوامی شہرت پائی"۔

۱؎ اجمل انوار الرضا صفحہ ۳۱۰ ؛

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی جس
ندوۃ اور ندوہ کی روح رواں شبلی ندوی کو معجزات کا منکر ٹھہرا
رہے ہیں یہ تھانوی کو شیخ الاسلام اور حکیم الامت ماننے والا اس
منکر معجزات ندوہ کو گھر بیٹھے عظیم ترقی اور بین الاقوامی شہرت
دلوا کر تالیاں بجا رہا ہے۔ ندوہ ہندوستان میں ہے پاکستان ہندوستان
کا انتہائی قریبی پڑوسی ملک ہے بتاؤ ذرا یہاں پاکستان میں ندوہ
کی کتنی شاخیں ہیں کتنے فاضل ہیں یہاں اور پاکستان میں ندوہ کی
کیا شہرت ہے؟ چلو اعلیٰحضرت امام اہلسنت اور شیر بیشۂ اہلسنت
کی نہ مانو کہ ندوہ دم توڑ رہا ہے اپنے حکیم الامت تھانوی کی
مان لو ان کو بھی تسلیم کیے بغیر چارہ نہ تھا لکھنا پڑا:۔۔۔

"پھر خود ندوہ کا جو حشر ہوا سب کے سامنے ہے۔" [1]

اب ندوہ کا حشر نشر کرنے پر اپنے تھانوی حکیم الامت کا ماتم
کرو اور اُن کی قبر پر جا کر کہو کہ حضور گنگوہی صاحب اندھے
ہوتے تھے تم تو اندھے نہیں تھے ندوہ عظیم ترقی کر رہا ہے۔
بین الاقوامی شہرت حاصل کر رہا ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ
"ندوہ کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے"۔ اگر یہ بات
گنگوہی کہتے تو ہم درگذر کرتے کہ اندھے ہیں مگر تم تو اندھے
نہیں ہو۔۔۔۔

مانچسٹر ڈی صاحب! مولانا حشمت علی خاں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں رضی اللہ عنہ دم نہیں توڑ گئے ندوہ
دم توڑ گیا جن کا کہیں نام و نشان نہیں گھر میں بیوی کو روشن آراء

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۱۰۔

بیگم نہ بناؤ ندوۃ العلماء کے فیض کی نہریں تو کیا گندے نالے
بھی کہیں جاری نظر نہیں آتے۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے نام سے بھی مانچسٹر ڈی نے
جال پھیلایا ہے اور صفحہ ۱۲۸
پر اِدھر اُدھر کی اُلٹی سیدھی مار کر لکھا ہے:۔

"سرسید اور علماء دیوبند کے درمیان گہرے اختلافات
تھے پھر سرسید بھی اکیلے نہ تھے .... سرسید اور ان کے
احباب کے لیے دیوبند پر برسنے کا عجیب موقع تھا ..... مسلم
یونیورسٹی علیگڑھ کے اُردو خواں حضرات نے علماء دیوبند کی
ان زیر بحث اُردو عبارات میں کہیں کفر کی بُو نہیں پائی"۔ [1]

کیوں جناب کیا آپ اپنے علماء دیوبند کی کفریہ گستاخانہ
غلیظ عبارات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اُردو خواں حضرات
کے سامنے رکھ کر اُن کی ناک سے ناک ملائے بیٹھے تھے جو تم نے
محسوس کر لیا کہ علی گڑھ یونیورسٹی والوں نے ان عبارتوں
میں کفر کی نجاست کی بُو نہیں پائی۔ بُو نہ آنے کی وجہ نزلہ زکام
کا مرض بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے انہیں خود گستاخیوں کا نزلہ زکام
ہو اس لیے نجاست کفر کی بُو نہ آ رہی ہو یا بُو تو آ رہی ہو مگر
اس خیال سے اس کا اظہار نہ کیا ہو کہ ہم اہل دیوبند کی نجاست
کفر کی بدبُو کا اظہار کریں گے تو وہ ہماری نجاست کفر کی بُو کا
ڈھنڈورہ پیٹیں گے، نہ ایک کہو نہ دو سنو۔ باقی رہی فتویٰ کفر
کی بات تو مسلم یونیورسٹی میں دارالافتاء نہیں تھا نہ وہاں مفتیانِ دین

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۲۸ اور ۱۳۰۔

اور فقیہہ حضرات فتویٰ نویسی پر مقرر تھے اگر اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر اکابر علی گڑھ یونیورسٹی کا فتویٰ نہیں ملتا تو منکرین ختم نبوت۔ منکرین حدیث منکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حتیٰ کہ ہندوؤں سکھوں پر بھی اُن کا کوئی فتویٰ نہیں ملتا تو بتاؤ کیا یہ سارے حکیم الامت۔ شیخ الاسلام اور قاسم العلوم ہیں؟ کل کو آپ یہ بھی کہدیں گے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد والوں نے بھی اکابر دیوبندی پر کوئی فتویٰ نہیں دیا اور باٹا کمپنی اور کھاد فیکٹری ملتان اور کھاد فیکٹری ڈہرکی دگھوٹکی والوں نے بھی اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر نہیں دیا لہذا وہ عبارتیں بے غبار ہیں عین اسلام ہیں جس طرح ان ادارہ والوں کا فتویٰ نویسی سے کوئی تعلق نہیں اسی طرح علی گڑھ والوں کا فتویٰ نویسی سے کوئی تعلق نہیں۔ سر سید نے تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے اور ماں کے ساتھ زنا کرنے والوں پر بھی کوئی فتویٰ نہیں دیا تو کیا اب ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں؟ اور اگر ان امور میں سر سید کا کوئی فتویٰ ہے تو دکھاؤ اور سامنے لاؤ۔

آپ کی قابلیت تو یہ ہے کہ ص۲۸ کے حاشیہ پر امداد الفتاویٰ کی جلد اور صفحہ کا حوالہ نہ دے سکے نہ بعینہٖ عبارت نقل کر سکے اور صفحہ ۲۹ پر علی گڑھ گزٹ اور آثار الصنادید علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے بے مقصد اور بے ربط حوالے محض اپنی مصنوعی قابلیت کی دھاک بٹھانے کے لیے دیئے ہیں ورنہ ان حوالوں کا مسئلہ تکفیر سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ باقی ملفوظات حصہ سوم میں اور تجانب اہلسنت میں جس کا آپ حوالہ نہ دے سکے اگر واقعی سر سید کے متعلق کچھ لکھا ہے تو وہ حق ہے نانوتوی صاحب اور

تھانوی نے اس سے بڑھ کر اور کہیں زیادہ لکھا ہے۔

مولانا کرامت علی جونپوری عقل شکن دلیل

قارئین ہمارے لفظوں کی سختی اور شدت کو ضرور محسوس کریں گے مگر کیا کریں ہمارا مخاطب ایسی عقل شکن اور جہالت افروز اوندھی باتیں کرتا ہے اس کی تاریخ دانی اور طرزِ استدلال کا ماتم کرنا پڑتا ہے ایک جگہ زیرِ عنوان خانقاہ حضرت مولانا شاہ کرامت علی جونپوری لکھتا ہے :-

"حضرت شاہ کرامت علی جونپوری ہندوستان کے مایہ ناز روحانی بزرگ تھے بنگال میں لاکھوں مسلمان آپ کے اور آپ کے خلفاء کرام کے ہاتھوں پر تائب ہوئے...... آپ نے حضرت مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی دہلوی کی زیارت کی تھی اُردو اچھی طرح سمجھتے تھے ان حضرات کی (اکابر دیوبند نانوتوی. گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی کی تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی حفظ الایمان والی) تحریریں (عبارتیں) آپ کے سامنے تھیں ان میں کوئی پہلو اسلام کے خلاف ہوتا تو اتنے بڑے بزرگ خاموش نہ بیٹھتے"...... الخ[1]

پہلی بات تو یہ ہے کہ مانچسٹر وی صاحب نے اکابر دیوبند کی محبت میں مستغرق ہو کر عالم بے خودی میں یہ لکھا ہے — "لاکھوں مسلمان آپ کے اور آپ کے خلفاء کرام کے ہاتھوں پر تائب ہوئے" حالانکہ کافر مشرک یہودی عیسائی مسلمانوں کے ہاتھوں پر تائب ہوتے ہیں مگر مانچسٹر وی صاحب اکابر دیوبند

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ و صفحہ ۱۳۲ ؎

کے نیاز مند کرامت علی کے ہاتھوں پر لاکھوں مسلمانوں کو تائب کروا رہا ہے بتایا جائے وہ لاکھوں مسلمان تائب ہونے کے بعد دیوبندی وہابی ہو گئے تھے یا سکھ عیسائی بن گئے تھے؟ باقی جناب مانچسٹروی صاحب کھلا دھوکہ نہ دو عوام کی آنکھوں میں دھول نہ ڈالو سیدنا اعلحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز اور علماء حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ میں صادر ہوا اور اس کے بعد چھپا اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں ہوئی ۵۲ سال بعد یہ فتویٰ ۱۳۲۴ھ یعنی ۱۹۰۸ء میں منظر عام پر آیا اور آپ کے مولوی کرامت علی جونپوری جو بقول آپ کے مولوی اسماعیل قتیل دہلوی کی زیارت سے مشرف تھے اور اسماعیل دہلوی ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ میں ٹھکانے لگے تو انہوں (یعنی کرامت علی) نے آخری دن بھی قتل ہونے سے دو منٹ پہلے اسماعیل دہلوی کی زیارت کی ہو تو ۱۸۳۱ء مرنے کی تاریخ سے حسام الحرمین کے فتویٰ ۱۹۰۸ء تک کم از کم ستتر (۷۷) سال ضرور بنتے ہیں تو اسماعیل دہلوی کی زیارت کرنے والے کرامت علی صاحب نے ۷۷ سال پہلے جب نہ ابھی گستاخانہ کتابیں چھپی تھیں نہ کفریہ عبارات منظر عام پر آئی تھیں نہ کفریہ عبارات پر فتویٰ حسام الحرمین جاری ہوا تھا۔ یہ کیسے دیکھ لیا کہ ان عبارات میں اسلام کے خلاف کوئی پہلو نہیں ہے ——؟ کیا پوری دنیا کی عقل ماری گئی ہے وہ تمہاری اس جعلسازی کو نہیں سمجھ سکتی ——؟ اور کچھ نہیں تو کم از کم تذکرہ علماء ہند کو ہی دیکھ لیا ہوتا صاف لکھا ہے:——

"مولانا کرامت علی جونپوری جو سید احمد (ساکن رائے) بریلوی کے خلفاء میں تھے کھل کر انگریزوں کی حمایت کرنے لگے بلکہ

ان (انگریزوں) کے خلاف تحریک جہاد کی مخالفت کی اور فتوے بھی دیا۔[1]"

یہ مولوی کرامت علی کی خود ساختہ کرامت ہے کہ ۷۷ سال قبل اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتب کی ضمانت لے لی اور اُن کو فتویٰ لکھنے سے پہلے بے غبار ثابت کر دیا کہ ان گستاخانہ عبارات میں اسلام کے خلاف کوئی پہلو ہے ہی نہیں۔ سید احمد ساکن رائے بریلی کے مرید ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مولوی اسماعیل قتیل کے پیر بھائی تھے۔ بھلا وہ اپنی ذریت پر کس طرح فتویٰ دیتے؟ کوئی بتلائے کہ ہم بتائیں کیا اور یہ عبدالحی صاحب بھی ان ہی کا اثاثہ تھے۔

ع خوب ملی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی

نکل جاتی ہے سچی بات مُنہ سے مستی میں	مُصنّف کمال دغابازی سے اپنے اکابر کی کڑیاں

اور لڑیاں حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور پھر خلیفہ غلام علی سے ملاتا ہوا شاہ ابوسعید اُن کے بیٹے شاہ احمد سعید ان کے جانشین شاہ احمد سعید کے بھائی شاہ عبدالغنی سے ملاتا ہوا مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی یعقوب صدر مدرس مدرسہ دیوبند تک لے آتا ہے اور پھر نتائج کی دُنیا میں پہنچ کر مزے لے کر کہتا ہے:——

"علماء دیوبند کا تعلق اس خاندان کے بزرگوں سے شاگردوں کا تھا علماء دیوبند کے عقائد اور تحریرات میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ العظام کی منقصیت کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو سب سے پہلے حضرات

---

[1] اُردو ترجمہ تذکرہ علمائے ہند از محمد ایوب قادری ص ۲۹۶ ؎

ان کو ٹوکتے اور ان کا اُن پر حق بھی تھا...... ؎ وغیرہ وغیرہ

اب پہلے تو مصنف مانچسٹروی یہ ثابت کرے کہ مرزا مظہر جان جاناں سے لے کر شاہ عبدالغنی کے عہد اور زمانہ میں تحذیر الناس براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ چھپ گئی تھیں اور نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی صاحبان پیدا ہو گئے تھے۔ پھر سینہ تان کر کہے کہ ان بزرگوں نے ان عبارتوں کو کفریہ کیوں نہیں کہا اور گستاخانہ و توہین آمیز کیوں نہیں ٹھہرایا۔

خانقاہ حاجی امداد اللہ مکی

بلاشبہ مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ مولویان دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی سے مرید ہوتے تھے مگر یہ سب کچھ چشتی صابری کہلا کر سُنّی عوام کو دھوکہ دینے کے لیے تھا۔ اور ارباب علم وشعور سے یہ حقیقت بھی مخفی نہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا انتقال ۱۳ جمادی الاخری ۱۳۱۷ھ کو ہوا ۲؎

جب یہ محقق ہے کہ ۱۳۱۷ھ میں حاجی امداد اللہ صاحب کا انتقال ہوا اور پھر یہ بھی واضح کہ اعلحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ حسام الحرمین اور تائید و تصدیق علمائے حرمین شریفین ۱۳۲۴ھ ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئیں حاجی صاحب کے انتقال کے وقت تک تو خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی فتویٰ نہیں شائع کیا تھا اکابر دیوبند سے توبہ کرانے کے لیے خط و کتابت ہو رہی تھی کہ کسی طرح وہ رجوع کر لیں انتقال

؎ مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۳۳ ۲؎ دیکھو تذکرۃ الرشید مرتبہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی ص۴۵ حصہ اوّل۔ وکتاب (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

سے سات سال پہلے حاجی صاحب اعلحضرت کے فتویٰ کی تصدیق کیسے فرما دیتے؟ کچھ تو عقل وشعور سے کام لینا چاہیے اور پھر یہ سب جانتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب فتویٰ نویسی نہیں فرماتے تھے وہ مفتی محدث اور فقیہ نہیں تھے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے خود لکھا ہے:۔۔۔

”حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب ایک شیخ تھے عالم ظاہری پورے نہ تھے۔“ ؎

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حاجی صاحب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان چھوڑ کر مکہ شریف چلے گئے تھے یہی وجہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا مرید کہلانے کے باوجود مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا عاشق و فدائی تھا جب حضرت حاجی صاحب اور اسماعیل دہلوی میں اختلاف ہوا تو گنگوہی صاحب نے قتیل دہلوی کا ساتھ دیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے:۔۔۔

”حضرت حاجی صاحب اور مولانا اسماعیل شہید میں اختلاف ہے کہ حُبِ عقلی افضل ہے یا حُبِ عشقی مولانا (اسماعیل) شہید حُبِ عقلی کو ترجیح دیتے تھے اور حضرت حاجی صاحب حُبِ عشقی کو اس پر مولانا رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ جب تک عمل کر سکے تو حُبِ عقلی کا غلبہ بہتر ہے اور جب عمل سے قاصر ہو حُبِ عشقی کا۔“ ۲؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۱۹۔
(حاشیہ صفحہ موجودہ) قصص الاکابر صفحہ ۹۷ از اشرف علی تھانوی
۲؎ قصص الاکابر صفحہ ۹۹ ؛

مطلب یہ کہ حاجی صاحب کو چھوڑ کر مولوی گنگوہی صاحب نے مولوی اسماعیل دہلوی کے قول کو ترجیح دی کیونکہ گنگوہی صاحب کے نزدیک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب عمل کرنے سے قاصر تھے اُن کے پاس عشق ہی عشق تھا۔

اسی طرح اگر حاجی صاحب حیات ہوتے اور حسام الحرمین کی تائید و حمایت میں فتویٰ دے بھی دیتے تو ان لوگوں نے بالکل نہیں ماننا تھا جیسا کہ میلاد و فاتحہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فتاویٰ رشیدیہ میں یہی مولوی گنگوہی صاحب کہتے ہیں :-

"حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی ۔۔۔۔۔ جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رشید احمد۔ ۱۳۰۱ھ"[1]

گویا کہ مسائل شرع سے حاجی امداد اللہ صاحب گنگوہی صاحب کے نزدیک بالکل کورے تھے حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی تو ثابت ہوا یہ مولوی مانچسٹروی جی کی سینہ زوری اور ڈھٹائی ہے کہ وہ بار بار خانقاہوں اور بار بار مشائخ طریقت کا نام لے کر اُن کو حجت شرعیہ کے طور پر سند اور دلیل بنا کر پیش کر رہا ہے فتویٰ کفر ایک اہم شرعی مسئلہ ہے اس کے اقرار و انکار کے لیے علماء و فقہاء اور مفتیان دین کی بجائے وہ خانقاہوں، مشائخ اور روحانی مراکز کا نام لے کر اپنے امام ربانی اپنے قطب عالم رشید احمد گنگوہی کے شرعی حکم کی سراسر خلاف ورزی کر رہا ہے۔ باقی اگر حاجی امداد اللہ صاحب نے اکابر دیوبند کے متعلق کچھ باتیں کہہ بھی دی تھیں تو وہ ان کے شدھی ہونے سے پہلے کے اقوال و ارشادات

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص۱۹۱

ہیں اور وہ کتابیں چھاپنے اور اُن میں ہیرا پھیری کرنے والے بھی یہ خود ہی ہیں۔

"دیوبندی مکتب فکر کے اکثر و بیشتر علماء کو آپ (حاجی امداد اللہ) سے ارادت ہے گو بعض مسائل میں انہیں حاجی صاحب سے اختلاف بھی رہا مگر مولانا احمد حسن کانپوری مولانا لطف اللہ علی گڑھی مولانا محمد حسین الہ آبادی اور بہت سے دیگر ۔۔۔۔ علماء آپ کے مسلک پر پوری طرح قائم رہے ہیں"[1]

خانقاہ سرہند شریف کے نام پر ہوائی فائرنگ

مصنف مانچسٹروی جی نے اپنے اکابر کی بگڑی بنانے اور ڈوبتی ترانے کے لیے خانقاہ عالیہ سرہند شریف کا نام بھی لیا ہے مگر نہ کوئی حوالہ دیا ہے نہ مستند دلیل پیش کی ہے محض زبانی کلامی جمع خرچ سے کام چلایا ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سیدنا امام ربانی مجدد و الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بغض و عناد تو دیوبندیوں کی گھٹی میں ملا ہوا ہے۔ صرف دو حوالے نقد پیش کرتا ہوں دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں :

"ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تصور شیخ کا مسئلہ کبھی جی کو نہیں لگا[2]۔" اُس (تصور شیخ کے مسئلہ) سے طبیعت اُلجھتی ہے بلکہ اچٹتی ہے میں حرمت کا فتویٰ تو نہیں دیتا یہ تو مولانا (اسماعیل دہلوی) شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر ایسا حلال سمجھتا

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹۔
[2] گویا شریعت اور مسئلہ وہ صحیح جو تھانوی جی کو لگ جائے (رضوی)

ہوں جیسے اوجھڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کھا نہیں سکتا پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تصور شیخ کو گو حضرت مجدد صاحب (سرہندی قدس سرہٗ) نے نافع ومحمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے مگر میں (اپنے) امر فطری کو کیا کروں[1]۔"

اس حوالۂ تھانوی حکیم الامت سے صاف واضح ہوا کہ جس چیز کو نقشبندیوں کے شہنشاہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نافع ومحمود سمجھتے اور جانتے ہوں وہ تھانوی جی دیو بندی کے جی کو نہیں لگتا۔ تھانوی جی کی طبیعت اس سے الجھتی بلکہ اچٹتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نہ صرف دیوبندی حکیم الامت بلکہ اُن کا انگریزی شہید قتیل بالاکوٹی مصنف تقویۃ الایمان تصور شیخ کو حرام ہونے کا فتویٰ دیتا تھا۔ اس موضوع پر ہم بہت زیادہ لکھ سکتے ہیں مگر اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک حوالہ مزید پیش کرتے ہیں:

"ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا نقشبندی سلسلہ میں بھی بدعات ہیں اور مروج پیرزادگی کا سلسلہ ہے فرمایا کہ ہاں (نقشبندیوں میں) بہت لوگ بدعات میں مبتلا ہیں لوگوں نے تو محض چشتیوں کے بدنام کرنے کو بدعت کو صرف سماع میں منحصر کر دیا ہے ورنہ آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں[2]۔"

اور اس سلسلہ میں مولانا مقبول حسین صاحب کا نام لینا قطعاً بے محل ہے تم خود تو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نہ مانو اُن سے تھانوی صاحب ڈنکے کی چوٹ پر اختلاف

---

[1] الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص۲۹۴ [2] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۷۱

کریں لیکن ہمیں مولانا مقبول حسین کے محض نام سے مرعوب کیا چاہتے ہو اور اُن کا بھی کوئی حوالہ نہیں کہ فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر تحذیر الناس حفظ الایمان براہین قاطعہ وغیرہ کے گستاخانہ مضمون اور کفریہ عبارات کی تائید وحمایت فرمائی تھی؟

خانقاہ بھرچونڈی شریف بندہ کے نام سے بھی سراسر کھلم کھلا دھوکہ دیا گیا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کی یہ عظیم درگاہ اہل سنت ہی کا آستانہ ہے۔ آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں سجادہ نشین آستانہ قادریہ پیر بھرچونڈی شریف کی خدمات ناقابل فراموش ہیں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ بنارس کی عظیم سُنّی کانفرنس میں شامل ہوتے تھے۔ مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین شامل ہوتے رہے اور قیام پاکستان کے جمعیت العلماء پاکستان میں بعد کے سجادہ نشین حضرات شامل رہے۔ انہوں نے کبھی عالمِ تصورات تو کیا خواب خیال میں بھی گستاخانہ کفریہ عبارات کی تائید نہیں فرمائی مُصنّف مانچسٹروی میں حیاء ہے تو وہ بحوالہ کتب ثبوت لائے اگر مولوی احمد علی لاہوری اس خانقاہ عالیہ قادریہ کے کسی مرید کا مرید ہو گیا تو اِس سے اُس دادا پیر کے آستانہ کا مسلک نہیں بدل گیا حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ہو سکتا ہے اور حضرت امیر معاویہ کا بیٹا یزید پلید ہو سکتا ہے تو خانقاہ قادریہ بھرچونڈی کے مریدوں کا مرید مولوی احمد علی لاہوری بھی ہو سکتا ہے اگر ایسی عیاری نہ کریں تو کام کیسے چلے۔

خانقاہ لاثانی شریف اس خانقاہ کے نام سے بھی بانی

میں مدھانی ماری گئی ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں اگر بالفرض مولوی احمد علی لاہوری نے مانکی شریف کے آستانہ پر آنا جانا حاضری دینا شروع کر دیا تھا تو اس نے تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ کے فتووٗں کا خون کیا۔ محض اتنی سی بات سے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات وحی آسمانی نہیں بن گئیں مُصنّف نے یہاں بھی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔

خانقاہ مانکی شریف

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی مانچسٹروی جی کا سارا اسلحہ ختم ہو چکا ہے کوئی دلیل اور کوئی حوالہ کسی کتاب کا باقی نہیں رہا لہذا زبانی دعوؤں پر نوبت آگئی ہے پیر امین الحسنات مانکی شریف صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی تھے۔ سُنّی کانفرنس کے رُکن تھے۔ ہندو کانگریس اور گاندھوی مولویوں کے خلاف تھے دیوبند کانگریس کا گڑھ تھا وہ دیوبندیوں کے ہمنوا کیسے ہو سکتے تھے؟ اور پھر کوئی بھی مائی کا لال دیوبندی ناک کا بال یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ پیر صاحب مانکی شریف نے تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ وغیرہ کے گستاخانہ کفریہ کلمات کو اسلام قرار دیا ہو ان خرافات کی تائید کی ہو کوئی ثبوت ہو تو بحوالہ کتب سامنے لاؤ زبانی باتوں سے دل نہ بہلاؤ۔ مولوی شبیر احمد عثمانی وغیرہ دو تین دیوبندی مولوی ہوا کا رُخ دیکھ کر آخر وقت مسلم لیگ کی طرف آئے تھے اور پیر مانکی نے یکا و تنہا شبیر احمد عثمانی کا استقبال نہ کیا تھا۔ عثمانی صاحب مسلم لیگی قائدین کے ہمراہ گئے لیگی قائدین کے استقبال کو انہوں نے اپنا استقبال سمجھ لیا ہوگا کہ میں بھی کوئی چیز ہوں اور بالفرض عثمانی ہی کا استقبال ہو جاتا

تو یہ بھی کفریہ عبارتوں پر تصدیق کا بدل نہ ہوتا بات حوالہ اور دلیل سے ہونی چاہیے۔

خانقاہ ترنگ زئی شریف

مُصنّف مانچسٹروی جی اب بے بس ہو کر تھک ہار کر زبانی کلامی دعوؤں پر آگیا ہے ترنگ زئی شریف کا نام لیتے وقت بھی کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا اس کے اپنے شیطانی الہام کو ہم کیونکر سچا مان لیں ہمیں یہ بتایا جائے اور دکھایا جائے کہ اکابر دیوبند نے کب حاجی فضل حق کے سامنے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ عبارات کو پیش کیا اور اُن کی اِن عبارات پر تائید و تصدیق کہاں ہے؟ انہوں نے کس کتاب میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے فتویٰ تکفیر کو ٹھکرایا؟ ثبوت ہو تو لاؤ اور پھر مُصنّف مانچسٹروی نے معاملہ ہی صاف کر دیا لکھتا ہے :-

”حاجی فضل حق ترنگ زئی ..... تحریک آزادی ہند کے نامور مجاہد اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے نہایت مخلص سیاسی کارکن تھے[۱]۔“

جب یہ بات ہے تو پھر معاملہ ہی صاف ہے وہ محمود الحسن دیوبندی کے سیاسی کارکن تھے۔ غیر جانبدار عالم و مفتی اور سجادہ نشین نہ تھے۔ اس طرح تو مُصنّف مانچسٹروی آج تک جتنے دیوبندی وہابی مرے ہیں سب کے لڑکوں اور پوتوں کو سجادہ نشین بنا کر کفریہ عبارتوں کے حامی کے

---

[۱] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ ۔

طور پر پیش کر سکتا ہے کہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ خانقاہ مولوی غلام اللہ خاں۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ عبداللہ درخواستی خاں سجادہ نشین خانقاہ مولوی احمد علی وہابی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نجدیہ خانقاہ ابن عبدالوہاب نجدی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اسماعیلیہ قتیلیہ وغیرہ وغیرہ تو یہ سب کے سب گھر آستانے اور خانہ ساز خانقاہیں بوقتِ ضرورت کام آئیں گی اور ان سے گستاخانہ کفریہ عبارات کو اسلامی عبارات قرار دلوا کر اعلان کرتے رہنا کہ ان روحانی مراکز اور خانقاہوں میں مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ کفر کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ مانچسٹروی صاحب آپ کا نام ہو جاتے گا اور نجد و دیو بند کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اگر آپ دو چار ہزار فرضی آستانے اور جعلی خانقاہیں بنا کر اور کفریہ عبارات کو اسلامی سانچے میں ڈھلوا کر ان عبارات کو عین اسلام قرار دلوانے میں کامیاب ہو گئے تو وارے کے نیارے ہو جائیں گے۔

خانقاہ موسیٰ زئی شریف

صفحہ ۱۴۰ پر جناب مانچسٹروی صاحب دھوکہ دیتے ہیں۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خاں کے نام سے لوگوں کو چکر یہ دینا چاہتے ہیں کہ دنیا بھر کے سب آستانے اور خانقاہیں تو دیو بندی مولویوں کے ساتھ ہیں اور یہ سُنی بریلوی تو بس ویسے ہی خانقاہوں کا نام لیتے ہیں بہر حال اب مانچسٹروی جی کی الہامی کہانی سنیے اور اس کی ڈھٹائی کی داد دیجئے لکھتا ہے:۔

"حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب حضرت خواجہ دوست محمد

صاحب قندھاری کے خلیفہ ارشد تھے ("مانچسٹروی کو پکا پتہ ہے" رضوی) خانقاہ موسیٰ زئی نقشبندی سلسلہ کا روحانی مرکز تھا حضرت خواجہ محمد عثمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے ہمعصر تھے حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء میں اُن کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین صاحب جن کے نام پر خانقاہ سراجیہ کندیاں موسوم ہے اور حضرت مولانا حسین علی ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی بہت معروف ہیں۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے حدیث پڑھ کر وطن واپس لوٹے تو حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب سے بیعت ہوئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کو اکابر دیو بند اور ان کے عقائد و نظریات سے تفصیلی تعارف ہو چکا تھا آپ ان حضرات سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سراج الدین صاحب نے حدیث حضرت مولانا حسین علی صاحب سے پڑھی۔ یہاں پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے (پیدا کیا گیا ہے۔ رضوی) کہ یہ حضرات جو براہ راست دیو بند سے وابستہ نہ تھے یکایک علماء دیو بند سے کیسے متفق ہو گئے؟ علماء دیو بند کی بعض اُردو عبارات میں اگر کہیں واقعی ایسے عقائد لپٹے ہوتے تھے جو حدِ کفر تک غلط تھے۔۔۔۔۔ (تو یہ) ان عبارات پر خاموش کیوں رہے۔ ان میں وہ کفری معنی کیوں نظر نہ آئے جو مولانا احمد رضا خاں نے دیکھ لیے۔"[1]

جواباً عرض ہے کہ ایسے دلاسوں اور جوڑ توڑ سے اپنا ہی

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۴۱

جی راضی کر سکتے ہو جن جن لوگوں کو آپ نے پیر اور مولوی بنا کر پیش کیا ہے وہ تقریباً سب کے سب دیو بندی وہابی ہی ہیں بھلا جس پیر کے مولوی رشید احمد گنگوہی سے تعلقات ہوں یا جو شخص گنگوہی صاحب سے حدیث پڑھے یا مولوی گنگوہی صاحب سے پڑھے ہوئے مولوی حسین علی واں بھچراں سے پڑھے وہ سُنی بریلوی کب ہوگا پھر آپ بھولا پن سے پوچھ رہے ہیں کہ "یہ حضرات...... یکایک علماء دیو بند سے متفق کیسے ہوگئے"؟ کیسے ہوگئے ہم بتائیں۔ تو سُنو شیطان کو ورغلاتے اور بہکاتے کیا دیر لگتی ہے اس کا کام ہی کیا ہے؟

- ذرا بتاؤ یہ مرزا غلام احمد قادیانی مردود اور اس کے دو چار لاکھ نام نہاد اُمتی منکر ختم نبوت کیسے ہوگئے؟
- یہ غلام احمد پرویز اور عبد اللہ چکڑالوی اور اُن کے لاکھ دو لاکھ ساتھی یکایک منکرِ حدیث کیسے ہوگئے؟
- یہ شیعوں کا مناظرِ اعظم مولوی اسماعیل گوجروی فاضل دیو بند اور شاگرد مولوی خیر محمد جالندھری تلمیذ مولوی یٰسین ساکن سرائے خام یہ یکایک شیعہ رافضی کیسے ہوگئے؟
- بانی مدرسہ دیو بند مولوی قاسم نانوتوی کے پڑدادا محمد بخش اور اُن کے بھائی خواجہ بخش[1] سُنی آج کل کی اصطلاح میں بریلوی تھے۔
- مولوی رشید احمد گنگوہی دیو بندی کے دادا قاضی پیر بخش اور نانا فرید بخش[1] سُنی بریلوی تھے۔

---

[1] سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۱۳، ۱۱۵ مطبوعہ دیو بند (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی کے ماموں پیر جی امداد علی تھے[1]
- مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر دادا کا عرس ہوتا تھا۔[2]

تو یہ سب سُنی اور آج کی اصطلاح میں بریلوی تھے۔ اِن کی اولاد یکایک دیو بندی وہابی کیسے بن گئی؟ جو جواب تمہارا وہی ہمارا۔ جب مُصنّف مانچسٹروی کو خود تسلیم ہے کہ خانقاہ موسیٰ زئی والے "یکایک علماءِ دیو بند سے کیسے متفق ہوگئے" ص ۱۴۱ تو پھر جب دیو بندی مولویوں سے متفق ہوگئے شیطان کے چکر میں آگئے تو وہ گستاخانہ عبارات کو کفریہ کیوں سمجھیں گے؟

خانقاہ رائے پور شریف

اس کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ان کی یہ خود ساختہ خانقاہ اور خود ساختہ شریف بھی خالص دیو بندیوں وہابیوں کا گڑھ ہے اور یہاں نانوتوی اور گنگوہی صاحبان کے بناسپتی فیوض و برکات کا دور دورہ تھا عبد الرحیم رائے پوری کو ایک دُنیا جانتی ہے اس کا سُنی بریلوی علماء سے کبھی کوئی تعلق نہ رہا ہے اب یہ رائے پوری صاحب خواہ المہند پر تصدیق کریں یا الشہاب الثاقب پر قطعاً قابلِ اعتماد اور لائق التفات نہیں۔ نہ یہ اہلسنّت کی خانقاہ نہ غیر جانبدار آستانہ۔ کوئی بھی شخص دیو بندی ہو کر حسام الحرمین پر تصدیق کیسے کرے گا؟ اور یہ پرلے درجہ کا شرمناک افتراء اور خالص جھوٹ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے لڑکوں کو رائے پوری پڑھاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [2] تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۱۳۔ (حاشیہ صفحہ موجودہ) [1] اشرف السوانح جلد ۱ صفحہ ۱۳ [2] ایضاً صفحہ ۱۵۔

مانچسٹر وی جی سوا کروڑ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر سینہ پر دم کریں تاکہ شیخ نجدی شیطان مردود دُور ہو البتہ ابوالحسن علی ندوی کا یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ عبدالرحیم رائے پوری نے ضرور کہا ہوگا کہ "بریلی کے ایک سفر میں یہ بھی فرمایا کہ میرا کبھی یہاں جی نہیں لگا" یہ ہم صحیح مان لیتے ہیں کہ بریلی میں محفلِ میلاد۔ محفلِ نعت درود و سلام کی دلنواز رُوح پرور صدائیں یقیناً اس کو پسند نہ آتی ہوں گی اور اس کا جی جلتا ہوگا۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ آپ (مولوی عبدالرحیم رائے) حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد کے مزار پر کلیر شریف حاضر تھے کہ ایک رات مزار مبارک سے آواز سُنی :۔

"ہمارے سلسلے کی نعمت اس وقت گنگوہ ہی ہے۔ مولانا رشید احمد کے پاس آپ وہاں جاؤ۔" [۱]

واہ واہ بہت خوب ہم عرض کریں گے۔ یہ بات دوبارہ نہ کہنا دیوبندیت وہابیت کی جڑیں کٹ جائیں گی اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کا یہ فن آپ نے کیوں سیکھ لیا۔ ایسا عقیدہ اور ایمان تو تمہارا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بھی نہیں۔

- تمہارا ایمان و عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ [۲]
- تمہارا ایمان و عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پہ مولوی اسماعیل دہلوی افتراء کرتے اور جھوٹ باندھتے ہوئے لکھتا ہے کہ "میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" [۳]

---

[۱] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صـ۱۴۱ [۲] دیکھو براہین قاطعہ [۳] تقویۃ الایمان صـ۶۳

اگر اس من گھڑت واقع کو صحیح مانا تو تمہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ :۔

- حضور مخدوم علاؤالدین صابر کلیری قدس سرہٗ العزیز اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔
- ہر آنے والے کے دل کی بات جانتے ہیں۔
- اور یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ گنگوہ میں کون ہے دہلی میں کون ہے لاہور کراچی میں کون ہے۔

ذرا اپنے اس واقع پر امام مسجدِ حرام مکہ شریف اور امام مسجد نبوی شریف کا فتویٰ لے کر شائع کرو وہ کیا کہتے ہیں ائمہ حرمین کے فتویٰ سے تم کافر و مشرک ہو یا مومن و موحد ہو؟

مکان شریف (ڈاکٹر چھتر) کے متعلق جتنے دعوے کیے ہیں وہ سب زبانی کلامی ہیں کوئی دلیل اور کسی اچھی بُری کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا حوالہ دیا جاتا تو اصل کتابوں سے دیکھ کر اس کا دجل ظاہر کیا جاتا محض زبانی کلامی یہ کہہ دیا کہ وہ فلاں تاریخ فلاں سن میں پیدا ہوا تھا فلاں پیر کامل کا مرید یا خلیفہ تھا فلاں جگہ کا فاضل یا فارغ التحصیل تھا فلاں کی نماز جنازہ پڑھائی ان دعوؤں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے تحذیرالناس۔ براہین قاطعہ۔ فتویٰ گنگوہی یا حفظ الایمان کے کفریات کو اسلام قرار دے دیا۔ دیوبند کا فاضل تو مولوی اسماعیل شیعہ مناظر گوجروی بھی تھا۔ اور عطاء اللہ بخاری تو حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بھی چلا آیا تھا۔ دیوبندیوں سے اچھے تعلقات تو منظہر علی اظہر اور مظفر علی شمسی شیعہ علماء اور لیڈروں کے بھی رہے ہیں

اور مفتی محمود نے قومی اتحاد کی تحریک کے دوران شیعہ سُنی بھائی بھائی کا نعرہ لگایا تھا ۔[۱] اس لیے ایسے دعوے بے دلیل محض ہوتے ہیں۔

خانقاہ چوُرہ شریف

صفحہ ۱۴۳ تا صفحہ ۱۴۷ پر خانقاہ چوُرہ شریف کے بزرگوں اور وابستگان کے حالات وکوائف بیان کئے ہیں تاریخ ولادت و وفات پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور اُن کی نسبتوں کو بھی بخوبی ظاہر کیا ہے مانچسٹروی صاحب بابا ملّا دین محمد چوراہی بابا فقیر محمد صاحب، مولوی محمد قاسم (موہڑہ شریف) مولانا غلام رسول سہل بابا وغیرہ سے تو یہ بات ثابت نہ کر سکا کہ انہوں کے تحذیرالناس ۔ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو عین اسلام وعین ایمان اور بے غبار تسلیم کر لیا تھا البتہ اُستادی شاگردی کے قصے چھیڑ دیئے فلاں نے فلاں سے پڑھا فلاں نے فلاں سے پڑھا یہ اس کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی ویسے تو شیطان بھی معلم الملکوت تھا حضرت شیر بیشۂ اہل سُنّت مولانا حشمت علی خانصاحب قدس سرہٗ نے دیوبندیوں سے پڑھا شیعہ مناظر مولوی اسماعیل گوجروی بھی فاضل دیوبند تھا البتہ نئی بات یہ ہے کہ دیوبندی مولوی شبیر احمد عثمانی نے کہا تھا :—

"میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر و مرتد سمجھتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں ۔"[۲]

اگر یہ صحیح ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی شبیر احمد عثمانی

---

[۱] روزنامہ آفتاب ملتان [۲] بحوالہ سیرت امیر ملّت ۔

دیوبندی نے کافر و مرتد کا فتویٰ دے کر اکابر دیوبند کے کفریات پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی اور حقیقتاً سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی کے فتویٰ حسام الحرمین کی تائید ہو گئی یا پھر مولوی عثمانی صاحب کا ایمان یہ ہو گا کہ اگر اکابر دیوبند گستاخی کریں تو کوئی گناہ و حرج نہیں اگر کوئی اور گستاخی کرے تو کافر و مرتد ہے بہرحال ہم حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت صاحبزادہ سیّد محمد حسین صاحب قدست اسرارہم کا فتویٰ حسام الحرمین کی تائید و حمایت میں الصوارم الہندیہ صد ۹۶ سے اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں نقل کر آئے ہیں تردید شدہ کہانیوں کے جواب کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

خانقاہ تونسہ شریف

اس عنوان کے تحت مُصنّف مطالعہ بریلویت شاہ ولی اللہ صاحب۔ مرزا مظہر جان جاناں خواجہ فخر الدین دہلوی کو خارج عقیدت پیش کرتا ہوا خواجہ نور محمد مہاروی اور خواجہ سلیمان تونسوی کی تاریخہائے وفات رقم کرتا ہوا بتاتا ہے کہ خواجہ اللہ بخش تونسوی کی وفات ۱۳۱۹ھ یعنی ۱۹۰۱ء میں ہوئی [۱]

ہم کہتے ہیں فیصلہ یہیں ہو گیا خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات جب ۱۳۱۹ھ میں ہوئی تو وہ ۱۳۲۴ھ/۱۳۲۵ھ میں چھپنے والی امام احمد رضا قدس سرہٗ کی کتاب حسام الحرمین پر پانچ سال پہلے تصدیق کیسے فرما دیتے ؟

اس کے بعد لکھتا ہے :—

(خواجہ اللہ بخش صاحب کے انتقال کے بعد) آپ کے صاحبزادے

---

[۱] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۴۸ ۔

خواجہ محمود صاحب تونسوی نے اپنے دور میں تونسہ شریف کے
چھوٹے چھوٹے مدارس کو ختم کر کے ایک بڑا دینی مدرسہ قائم کیا۔
..... اس ساری تگ و دو سے بتانا یہ چاہتا ہے کہ مدرس مولوی
محمود الحسن صاحب دیو بندی کا شاگرد مولوی خان محمد کو دیوبند سے
لایا گیا بس اتنی سی بات سے آسمان سر پر اُٹھا لیا.... لکھتا ہے:
"علماء دیو بند کے عقائد میں جو کیڑے مولانا احمد رضا خاں
کو نظر آتے تھے وہ مشائخ تونسہ شریف سے کیوں چھپے رہے؟"
یہ بات بتانے سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کے لیے مانچسٹروی
صاحب نے تین صفحات سیاہ کر دیئے کسی طرح اکابر دیو بند کو
تونسہ شریف کی خانقاہ سے ایمان و اسلام کی ڈگری مل جائے
حالانکہ مشائخ تونسہ شریف سے ایمان و اسلام کی ڈگری لے کر اکابر
دیو بند کو دیا تھی تو مشائخ تونسہ شریف کے سامنے سیدنا اعلٰحضرت
قدس سرہٗ کا حسام الحرمین شریفین اور اکابر دیو بند کی تحذیر الناس
براہین قاطعہ فتویٰ گنگوہی ۔ حفظ الایمان پیش کر کے فیصلہ لیتے۔
مشائخ تونسہ کو نہ ان گستاخانہ کتابوں کا پتہ نہ حسام الحرمین کے
مندرجات سے واقفیت وہ کیا فیصلہ اور فتویٰ دیتے، ہاں جب
بعد مشائخ تونسہ شریف کو اکابر دیو بند کی گستاخانہ کفریہ عبارات
کا علم ہوا تو حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی اور حضرت
خواجہ غلام مرتضٰی صاحب تونسوی نے ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ
کو دیو بندی مولویوں کی اقتداء میں نماز نہ ہونے اور ان کی
صحبت سے بچنے کا حکم بھی واضح کیا!" ؎

؎ دیکھو دیو بندی مذہب صفحہ ۵۰۹ ؛

خانقاہ سیال شریف اور خواجگان سیال شریف

صفحہ ۱۵۰ پر خانقاہ سیال شریف
اور صفحہ ۱۵۳ پر خواجگان سیال
شریف کی سرخی جماتی گئی ہے اور
ان عنادین کے تحت تقریباً ایک ہی جیسا ملتا جلتا مضمون ہے،
خانقاہ شریف سیال شریف کے سجادہ نشینوں میں کون کس کا صاحبزادہ
صاحب ہے اور کون کس کا والد ماجد ہے۔ مصنّف نے یہ سب کچھ
اور اس قسم کی اور باتیں اور غیر ضروری واقعات بتانے کا بلا وجہ
تکلّف فرمایا ہے حالانکہ یہ باتیں معلوم و معروف ہیں اور بالآخر حضرت
خواجہ ضیاء الدین صاحب کو دیو بند پہنچا دیا اور مولوی انور کاشمیری
سے ملاقات کرا دی کہ دو سو روپیہ چندہ بھی وصول کر لیا مگر ہم پھر
وہی عرض کریں گے کہ مولوی انور کاشمیری کو حضرت خواجہ ضیاء الدین
صاحب سیالوی کا دو صد روپیہ مارنے سے قبل ان کے سامنے
تحذیر الناس ۔ براہین قاطعہ ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب و عبارات کفریہ
رکھ کر حضرت سے شرعی فیصلہ لے لیتے تو آج فرضی کہانیاں نہ ڈالنی
پڑتیں۔ بات ہو رہی ہے تکفیر اور عدم تکفیر کی مگر مانچسٹروی بھی عجیب
علامہ پروفیسر اور ڈاکٹر ہیں وہ سوانح عمریاں بیان کر رہے ہیں
کون کس کا بیٹا اور کون کس کا مرید ہے اور کون کہاں کا فارغ
التحصیل ہے یہ بتا رہے ہیں اور اپنے عجز پر پردہ ڈال رہے ہیں مولانا محمد
ذاکر صاحب کے حوالہ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواجہ صاحب جب
دیو بند تشریف لاتے تو آپ نے فرمایا یہاں آکر میں نے اصلی
حنفیت دیکھی ہے۔" ؎

؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۱ ؛

حنفیت اور دیوبند میں،

؎ ایں خیال است و محال است و جنوں

آئیے دیکھئے حنفیت تو کیا سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حیثیت اہل دیوبند کے نزدیک کیا ہے۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:
"میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (دیوبندی مولوی انور کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا..... اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعوے میں کاذب نہ ہوں گا" بلفظہٖ[1]

ویسے یہ بھی مانچسٹروی کو شدید مغالطہ ہے ورنہ اوائل کی غلط فہمیوں کے بعد مولانا محمد ذاکر صاحب پوری طرح مسلک اعلیٰحضرت سے متفق ہو گئے تھے اور جمعیت العلماء پاکستان سے بھی وابستہ ہوئے[2]

اسی طرح جامع محمدی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصب پر دیوبند سے کسی کو لانے یا بلانے کی بجائے بحر العلوم حضرت علامہ عبد المصطفےٰ الازہری الرضوی قدس سرہٗ ابن صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت کو بطور صدر المدرسین و شیخ الحدیث لایا گیا تھا اور آج کل بھی وہاں سُنّی بریلوی مدرس ہیں اسی طرح اوائل کی غلط فہمیوں کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ تمام اکابر مشائخ عظام اور پیران کرام سیال شریف کا سُنّی بریلوی اکابرین سے مکمل رابطہ اور مسلکی تعلق ہو گیا

---

[1] دیوبندی ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء۔

[2] دیکھو روئیداد سُنّی کانفرنس موچی دروازہ لاہور ۔

اور غلط فہمیاں بھی اس لیے ہوئیں کہ دیوبندی حضرات وہابی ہونے کے باوجود سُنّی اور حنفی اور چشتی کہلاتے ہیں ورنہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے مشائخ کرام جدی پشتی سُنّی بریلوی تھے اور قیام پاکستان سے بہت پہلے حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی قدس سرہٗ کے زیر اہتمام و زیر صدارت سلانوالی میں عظیم مناظرہ ہوا تھا جس میں اہل سُنّت کی طرف سے حضرت شیر بیشۂ اہل سُنّت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب اور محدث اعظم حضرت علامہ ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب اُس وقت کے بریلی شریف کے صدر المدرسین و شیخ الحدیث مناظر تھے اور دیوبندیوں وہابیوں کی طرف سے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان لکھنؤ اور مولوی احمد علی لاہوری تھے۔ اس عظیم مناظرہ میں جو تاریخی شکست دیوبندیوں کو ہوئی وہ ہمیشہ یاد رہے گی۔

ایک بار دوران مناظرہ مولوی منظور دیوبندی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کا حوالہ دیا تو فوراً شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین قدس سرہٗ نے ٹوکا اور فرمایا:-

"مولوی منظور ہم قرآن و حدیث سے دلائل مانگتے ہیں تم ہمارے مرید کا حوالہ دیتے ہو!"

شائد مولوی مانچسٹروی کو معلوم نہ ہو کہ شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی جب حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کی حیات ظاہری میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام مرکزی دار العلوم اہل سنت لائلپور تشریف لائے تو ایک بار ایک شخص نے حضرت شیخ الاسلام سے عرض کی حضور دُعا فرما دیں، فرمایا جامعہ رضویہ کی دیواروں کو پکڑ کر دُعا مانگو۔

شاید مانچسٹروی کو یہ بھی علم نہ ہو کہ حضرت خواجہ صاحب سیالوی قدس سرہٗ کے بیشتر مرید عالم مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام کے فارغ التحصیل ہیں مثلاً :-

- حضرت علامہ پیرزادہ مولانا حافظ سید مراتب علی شاہ صاحب مدظلہ العالی ــــ۔
- حضرت مولانا علامہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل۔
- حضرت مناظر اسلام مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب (جنہوں نے سپاہ صحابہ کے بانی مولوی حق نواز جھنگوی کو جھنگ میں شکست فاش دی)
- جناب مولانا علامہ حافظ نعمت علی چشتی بانی مکتبہ فریدیہ ساہیوال ــــ۔

یہ سب جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں اور یہ بھی ایک دنیا جانتی ہے کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ اہل سنت کی نمائندہ تنظیم جمعیت العلماء پاکستان کے مرکزی صدر بھی رہے ہیں۔ باقی رہی تحذیرالناس جیسی گمراہ کن کتاب پر تبصرہ کی بات تو یہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں کے اپنے ہی کتابچہ ڈھول کی آواز کا حوالہ ہے جو قطعاً قابل اعتماد نہیں البتہ بانی مدرسہ دیوبند کی اس تحذیرالناس کے ردّ و ابطال میں اور اس کی عبارات کے کفریہ ہونے کی تائید میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہٗ کا دستخطی مہری اصل فتویٰ جو حضرت مولانا نعمت علی چشتی سیالوی بانی مکتبہ فریدیہ ساہیوال نے

فقیر کو فراہم کیا فقیر کے پاس محفوظ و موجود ہے جو چاہے دیکھ سکتا ہے، فوٹو کاپی منگوا سکتا ہے۔ اور ایک مفصل و مدلل فتویٰ عربی حروف اور اردو ترجمہ کے ساتھ حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی چشتی اپنی کتاب دیوبندی مذہب صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ پر شائع فرما چکے ہیں اور ایک اہم فتویٰ درج ذیل ہے یہ فتویٰ اس وقت لکھا گیا تھا جب دیوبندیوں نے ڈھول کی آواز ص۱۶ پر اور الرشید ساہیوال دارالعلوم دیوبند نمبر میں صفحہ ۷۷ اور ۷۶ میں حضرت خواجہ قمرالدین پر افتراء کیا اور جھوٹ باندھا ملاحظہ ہو : ــــــــ

"..... تحذیرالناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا ..... تاکہ آخرالانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لاتے گئے۔ لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع سے فرار اور باقی اُمت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے ..... مُصنّف تحذیرالناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ و نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ و فاروق اجماع ثابت ہوا لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنّف تحذیرالناس کے لیے والحق ما قد قیل فی حقہٖ من قبل العلماء الاعلام۔ مخلصاً۔

فقیر محمد قمرالدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف۔

اس مُفصّل فتویٰ کی اور اس دوسرے فتویٰ کی فوٹو کاپیاں منگوانی ہوں تو فقیر مُصنّف کتاب ہٰذا سے رجوع کریں تحذیرالناس

کی عبادت کے عقیدہ ختم نبوت کے منافی و کفریہ ہونے پر حضرت
خواجہ صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کے دو عدد فتاویٰ فقیر کے پاس
موجود ہیں (محمد حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ)

اس کے علاوہ بھی اگر حضرت شیخ الاسلام خواجہ صاحب سیالوی
علیہ الرحمۃ کا تحذیر الناس اور نانوتوی صاحب پر تکفیر کا حکم
شرعی دیکھنا ہو تو کتاب "دعوت فکر" صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ ملاحظہ ہو
جس میں حضرت خواجہ قمر الدین صاحب کے فتویٰ تکفیر کا عکس
شائع کیا گیا ہے۔

باقی خواجگان سیال شریف کی شہادت کے زیر عنوان جو حوالہ
جات ہیں وہ مسئلہ تکفیر سے متعلق نہیں ہیں بلکہ تحریک خلافت
اور ترک موالات کے بارہ میں ہیں اور جب اس موضوع پر
گفتگو ہوگی ان کا طول و عرض بھی دیکھ لیا جائے گا۔

خانقاہ مرولہ شریف | اس عنوان کے تحت لکھا ہے
کہ حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی
خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ مجاز تھے خواجہ محمد حسین مرولوی
ان کے جانشین ہوئے آپ کے جانشین خواجہ سدید الدین صاحب
...... یہ سجادہ نشین مولانا محمود الحسن کے شاگرد خاص تھے ...
اس کے آگے مولوی انور کاشمیری کی قصیدہ خوانی کی ہے اور
ص ۱۵۵ پر آکر فیصلہ کن انداز میں لکھا ہے:۔

"مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی ان کے ہاں کوئی
قیمت نہ تھی [1]"

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۵ ۔

محض ان الفاظ سے کون کس کا خلیفہ تھا کون کس کا جانشین
تھا کون کس کا شاگرد تھا کس نے دورہ حدیث کہاں پڑھا تھا۔
کفریہ گستاخانہ عبارتوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا کفر اسلام اور توہین
تعریف نہیں بن جاتی۔ گستاخانہ کتابوں کی تعریف میں اگر کوئی فتویٰ
ہو تو سامنے لاؤ اور پھر کمال یہ کہ ساری گفتگو زبانی کلامی لفاظی کا
مظہر ہے کوئی حوالہ کسی کتاب کا موجود نہیں۔

خانقاہ جلال پور شریف | صفحہ ۱۵۵ ہی پر اس عنوان کے تحت
ایک چار پانچ سطری بے محل مضمون
تحریر کر ڈالا ہے لکھا ہے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے
خلیفہ خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب اس خانقاہ کے موسس تھے
آپ کے جانشین پیر فضل شاہ مولانا احمد رضا کے ہم عصر تھے۔ پیر فضل
شاہ کے علماء دیوبند سے گہرے روابط تھے۔ مولانا احمد رضا خاں
کے فتوائے تکفیر کی اس خانقاہ نے کبھی تائید نہ کی۔

جواباً عرض ہے ان الفاظ اور اس تک بندی میں کچھ وزن
نہیں ہے وہ فتویٰ تکفیر کی کبھی تائید نہیں کی بس یہی الفاظ خواجہ
شمس الدین صاحب خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب کی کسی کتاب کے
حوالہ سے لکھ دیتے تو ہم جواب عرض کرتے اب جب کچھ ہے ہی
نہیں تو جواب کس بات کا دیا جائے؟

خانقاہ شرقپور شریف | اس عنوان کے تحت بھی صفحہ ۱۵۵
تک کہانیاں اور واقعات اور
لفاظی ہی لفاظی ہے۔ صفحہ ۱۵۵ پر یہ بتایا ہے کہ حضرت میاں شیر محمد
صاحب سے اس خانقاہ کا فیض چلا۔ سلسلہ بیعت مکان شریف
سے مربوط تھا....."

بھلا ان باتوں اور اس قسم کے واقعات کا کس کو پتہ نہیں اس کے ذیل میں نعت خوانی بند ہونے کا قصہ ہے اور مولوی انور کاشمیری اور مولوی احمد علی لاہوری کے شرقپور شریف حاضر ہو کر دیوبند میں چار نوری وجود بنوانے کا مفروضہ ہے اور پھر انور کاشمیری کے پیٹھ ٹھکوانی کی کہانی ہے اور حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ حضرت ثانی صاحب اوّلین سجادہ نشین اور موجودہ سجادہ نشین حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہٗ کی کسی مستند کتاب سے کوئی حوالہ نہیں ہے۔ اور اصل زیر بحث مسئلہ کفریہ عبارات اور فتویٰ تکفیر کے ردّ و انکار کا کوئی حوالہ ہی نہیں۔ البتہ دیوبند میں "چار نوری وجود" کا دعویٰ مُصنّف نے حضرت میاں صاحب کے سر تھوپا ہے اور حوالہ خزینہ معرفت کا دیا ہے تو ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب نہیں اس پر ہماری مختصر گفتگو سُن لو جو تمام تانے بانے کو بکھیر کر رکھ دے گی۔

شیرِ ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ پر افتراء

مُصنّف نے اپنے مفتری ملاؤں اور جھوٹے اکابرین کے مصنوعی تقدّس کا بھرم قائم رکھنے کے لیے شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کا نام بھی لیا ہے ص ۱۵۵ پر لکھتا ہے:۔

"مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے

آپ (میاں صاحب علیہ الرحمۃ) اس سے کچھ باتیں کرتے رہے اور (انور) شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں آپ نے ایسا ہی کیا۔۔۔۔۔ الخ"

دُنیا جانتی ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف اہل سنّت کا عظیم آستانہ ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ حضرت ثانی صاحب اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب کے عقائد حقہ اور مسلک اہلسنّت کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں اس حضرات کی مساعی جمیلہ کسی سے مخفی نہیں۔ مولانا حافظ محمد شفیع اکاڑوی صاحب مرحوم اسی آستانہ کے خادم اور سُنّیت بریلویت مسلک اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے سرگرم مبلغ و واعظ تھے۔ میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے جامعہ میں شروع ہی سے سُنّی بریلوی علماء کا تقرر ہوتا چلا آ رہا ہے لیکن اگر کوئی شخص جھوٹ اور بے شرمی پر کمر باندھ لے تو اس کا کیا علاج ہے؟

خزینہ معرفت کا حوالہ کسی طرح بھی ملاں مانچسٹروی کے لیے مفید نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱) اس میں لکھا ہے مولوی انور شاہ اور احمد علی شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ شرقپور شریف کہنا اور عاجزی و نیازمندی سے حاضر ہونا دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

(۲) حضرت میاں صاحب قبلہ کو یہ لوگ بڑی ارادت سے

ملے۔ حالانکہ میاں صاحب یارسول اللہ کا نعرہ لگانے اور گیارہویں شریف کرنے والے تھے اور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو سرکار غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس دور میں نائب سمجھنے والے تھے[1]... ایسے صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، بڑی ارادت سے ملنا، یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔

(۳) حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کا کچھ باتیں فرمانا (وہ باتیں عقائد اہلسنت عظمت شانِ رسالت اور اہل اللہ کے پاکیزہ ذکر پر مشتمل ہی ہوں گی) اور مولوی انور کاشمیری کا خاموش رہنا عقائد حقہ قبول کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس خاموشی کو اجماع سکوتی سے تعبیر کیا جائے گا اور پھر حضرت میاں صاحب کو اپنا پیر و رہنما بزرگ و پیشوا سمجھتے ہوئے یہ عرض کرنا کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ یہ بھی دیوبندیت وہابیت کے منافی ہے۔ انور کاشمیری اور احمد علی لاہوری کے اعتقاد و عمل میں ایسی انقلابی تبدیلیوں کے بعد اگر حضرت میاں صاحب ان کو لاری اڈہ پر چھوڑنے تشریف لے آتے تو اس سے دیوبندیت وہابیت کی کون سی تائید ہو گئی؟ تائید تو جب ہوتی اگر حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس جیسی گستاخانہ اور رسواء زمانہ کتابوں کی تائید فرماتے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مناظر اسلام فاتح دیوبندیت وہابیت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مرحوم اسی آستانہ کے فیض پروردہ اور تربیت یافتہ مبلغ و مناظر

---

[1] ملاحظہ ہو ماہنامہ نورو ظہور قصور جلد اوّل شمارہ صفر المظفر ؟

تھے۔ کیا کل کو دیوبندی یہ کہیں گے کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی بھی دیوبندی ملاؤں کے مداح تھے؟ آخر کوئی تو ڈھنگ کی بات کرنی چاہیے۔

ایسی بے سروپا حکایات، من گھڑت فرضی افسانوں اور بے ربط باتوں کی بنیاد پر دیوبندیت کا دفاع کیا جا رہا ہے۔

خانقاہ گولڑہ شریف

صفحہ ۱۵۷ پر مصنف نے کمال بے شرمی اور ہٹ دھرمی سے دوبارہ پھر خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کا نام لیا ہے اور اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات کی بجائے مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی ضمانت لینا شروع کر دی اور شیر حق مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی علیہ ماعلیہ کے اختلافات کی بے تکی باتیں دھر گھسیٹنے لگا اور لکھا کہ: ـــــــ

پیر مہر علی شاہ صاحب نے دونوں کے ماننے والوں کے لیے رحمت کی دُعا کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جناب پیر صاحب مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال ہرگز نہ تھے[1]"

مانچسٹروی صاحب یہ پتہ آپ کے اور آپ کے اکابر کے ہرگز کام نہ آئے گا کیونکہ مثل مشہور ہے: ـــــــ

"جھوٹے کی پہچان۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان"

حقیقت یہ ہے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی۔ مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید گنگوہی وغیرہ دیوبندی وہابی نجدی مولویوں کے ہم خیال نہ تھے حضرت ممدوح کے وہی عقائد تھے جو سیدنا

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۵۷ ملخصاً ؟

اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے تھے ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں جن لوگوں کو نہیں ماننا تھا یعنی ابوجہل وغیرہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھے۔ سُورج کو لوٹاتے دیکھا۔ پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا مگر نہ ماننا تھا نہ مانے۔ بہرحال آئیے ہم دکھاتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی ابن عبدالوہاب نجدی اور وہابی اسماعیلی عقائد سے حضرت پیر صاحب گولڑوی کے عقائد کس قدر مختلف تھے اور اعلحضرت قدس سرہٗ کے موافق تھے اور مطابقت رکھتے تھے ——۔

مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان کا رد

"حضرت (پیر مہر علی صاحب گولڑوی قدس سرہٗ) نے امکان کذب باری تعالیٰ کو محال۔ علم غیب عطائی اور سماع موتیٰ کو برحق اور ندائے یارسول اللہ، زیارت قبور۔ توسل و استمداد انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ایصالِ ثواب کو جائز قرار دیا اور معبودانِ باطلہ اور اصنام کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاءؑ و اولیاء علیہم السلام پر منطبق کرنے کو تحریف و تخریب سے تعبیر فرما کر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے استدلال کی تردید فرمائی [1] ؛"

مسئلہ امکان نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مولانا فضل حق خیرآبادی اور مولانا احمد حسن (کانپوری) نے رسائل لکھے ہیں جن میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی پُرزور تردید کی ہے "[2]

نجدیت وہابیت کی بدعقیدگی پر حضرت پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۴۲ [2] مہر منیر صفحہ ۷۳ ؛

کی بھرپور مساعی کا مُفصّل مضمون چھٹی فصل کے تحت زیرعنوان "تحریک وہابیت کا مقابلہ" کتاب مہر منیر کے صفحہ نمبر ۲۵۹ سے لے کر صفحہ ۲۶۶ تک پھیلا ہوا ہے۔

اور تقویۃ الایمان اور مولوی اسماعیل دہلوی کے مسلکی وکیل کا ذکر صرف "محمد بن عبدالوہاب نجدی کی عمدگی عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی" لکھ کر عامیانہ انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔[1]

دیوبندی نام نہاد امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید اور مولوی غلام خان راولپنڈی کے استاد "مولوی حسین علی دیوبندی (واں بھچراں) کے ساتھ مناظرہ" کی مفصل روئیداد مہر منیر صفحہ ۴۳۷ تا صفحہ ۴۴۰ پر موجود ہے جس میں مولوی حسین علی دیوبندی واں بھچروی کو عبرتناک تاریخی شکست فاش حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور مولوی حسین علی پیر صاحب گولڑوی کے سامنے لاجواب بدحواس ہوکر بیٹھا رہا ہے اور پھر بھاگ گیا۔[2]

یہ مناظرہ علم غیب۔ ندائے یارسول اللہ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور سماع موتیٰ علم ماکان و مایکون کے موضوعات پر تھا اور یہ بھی یاد رہے کہ شیخ القرآن صمصام المناظرین مولانا علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے خاص مریدوں اور خلفاء میں سے تھے اور اعلحضرت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی کے خلف اکبر و خلیفہ اعظم و تلمیذ ارشد امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ

---

[1] مہر منیر صفحہ ۲۶۳ [2] دیکھو مہر منیر صفحہ ۴۴۰ ؛

کے شاگرد رشید اور دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف
کے فارغ التحصیل تھے اسی طرح اہل سُنّت کے ایک نامور
محقق فارغ دیوبندیت بحرالعلوم مولانا غلام محمود صاحب پپلاں
ضلع میانوالی بھی حضرت گولڑوی کے خاص مریدین واحباب
میں سے تھے جنہوں نے علمِ غیب اور ندائے یارسول اللہ پر رسالہ
نجم الرحمٰن میں دیوبندیت وہابیت کے افکار باطلہ عقائد فاسدہ
کی زبردست تردید فرمائی اور دارالعلوم گولڑہ شریف کے صدر
مدرس استاذ العلماء مولانا محبّ النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تقریباً ہر سال مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہرالاسلام لائلپور
کے سالانہ جلسہ دستارفضیلت پر تشریف لاتے تھے مگر مُلّاں
مانچسٹروی خواہ مخواہ اپنے نجدی وہابی اسماعیلی قبیلہ سے ظاہر
کرنے کے لیے ان کے سر جھوٹ تھوپ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ
سے سیاہ تر کر رہا ہے۔ صفحہ ۱۵۸ پر مانچسٹروی صاحب کی اتنی
بات کو صحیح ہوسکتی ہے کہ مولوی انور کاشمیری اور اشرف علی
تھانوی آپ (پیر صاحب گولڑوی) کے کمالات علمیہ کے مداح
تھے اور آپ کا ذکرِ خیر بلند الفاظ میں فرماتے تھے لیکن یہ بات
صحیح نہیں کہ حضرت پیر صاحب گولڑوی بھی ان دیوبندی مولویوں
کا ذکر بڑے احترام سے کرتے تھے۔ یہ بڑا احترام بہت بڑا جھوٹ
ہے۔ ہم نے مہر منیر میں متعدد مقامات دیکھ کر نشانیاں لگائی ہیں
کہ حضرت پیر صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کو صرف
اور صرف مولوی رشید احمد۔ مولوی اشرف علی کہہ کر ذکر کیا ہے
اور ان کو ملائکہ میں شمار نہیں کیا۔ یہ جھوٹی قصیدہ خوانی تو مانچسٹروی
صاحب کے حصّہ میں آئی ہوئی ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری مہر منیر میں آپ کے حوالہ سے صاف
لکھا ہے:۔

"جب میں (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) حاجی (امداد اللہ)
صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ہندوستان کے
چار مشہور (دیوبندی) علماء بھی حاضر درس تھے میری تقریر اور حاجی
صاحب کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے
ایک منطقی سوال پوچھا...... میں نے کہا میاں یہ مناظرہ کا مقام
نہیں مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آکر مجھ سے گفتگو
کیجئے اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود آپ کے
مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔"[1]

خانقاہ چھورشریف ہزارہ

حسب عادت چھورشریف کے مولانا عبدالرحمٰن اور ان کے
صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن کے نام سے بھی صریحاً مغالطہ اور
دھوکہ دیا ہے مگر اپنی بے ایمانی کا بھانڈا چورا ہے میں خود ہی
پھوڑ دیا اور خود ہی لکھ دیا ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوا اور دیوبندی مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم پائی۔ حوالہ بھی دے دیا گیا تذکرہ صوفیائے
سرحد صفحہ ۲۰۵-۲۰۶۔

بس اتنی سی بات پر وہ مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر
کے مخالف اور دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کے حامی ہوگئے
اور پھر توہین و تکفیر کے موضوع پر تو مانچسٹروی نے اُن کے نام
سے منسوب کوئی حوالہ ہی نقل نہیں کیا۔ جبکہ اس خانقاہ کے سجادہ نشین

---

[1] مہر منیر صفحہ ۱۲۹

آج بھی سُنّی ہیں ـــــــ

خانقاہ سراجیہ کندیاں یہ نام نہاد خانقاہ آج کل بلکہ کافی عرصہ سے دیو بندیت وہابیت کا گڑھ اور مرکز ہے۔ مُصنّف خود بھی لکھتا ہے کہ دیوبندی مولوی یہاں کثرت سے آیا جایا کرتے ہیں۔ خانقاہ کے سجادہ نشین مولوی عبد اللہ سلیم پوری دیو بند کے فاضل اور مولوی انور کاشمیری کے شاگرد تھے موجودہ سجادہ نشین مولوی خان محمد بھی دیو بند کے فاضل ہیں اور کانگریسی کٹھ پتلی حسین احمد ٹانڈوی کے شاگرد ہیں[1]۔

ہم پُوچھتے ہیں جب یہ آگے پیچھے دونوں سجادہ نشین دیوبندی ہیں تو وہ علماء عرب وعجم کے فتوائے تکفیر رسالہ حسام الحرمین پر تصدیق کیوں کریں گے؟ اور پھر ان کا اپنی بیٹھک یا دفتر کو خانقاہ شریف کہنا اور خود سجادہ نشین قرار دینا اور مشہور کرنا بھی دھوکہ ہے۔ بتایا جائے اگر یہ خانقاہ ہے تو یہ دیوبندی فاضل سجادہ نشین اپنی اس خانقاہ کا عرس کب کراتے ہیں؟ اور تاریخ مقررہ پر عرس وفاتحہ کرانا جائز ہے یا حرام وممنوع ہے؟ اگر فاتحہ کراتے ہیں تو کیا زاغ معروفہ کی یخنی یا زاغ معروفہ کے پلاؤ پر کراتے ہیں۔ خانقاہ کے اندر کوئی مزار یا پختہ قبر بھی ہے یا صاف ہموار زمین پڑی ہے۔ اگر مزار یا قبر ہے تو اُس پر کوئی چادر یا پھُول بھی ڈالتے ہیں یا خالی قبر ہی قبر ہے۔ قبر پر اگر گنبد ہے تو وہ جائز سمجھ کر باقی رکھا ہے یا ناجائز بدعت وحرام سمجھ کر؟ جب مزار پر فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہو تو قبر کی طرف مُنہ کرتے ہو یا گنگوہی صاحب

---

[1] مطالعہ بریلویت مخلصاً صفحہ ۱۵۹ـ۱۶۰؎

اور تھانوی صاحب فتاویٰ رشیدیہ اور الافاضات الیومیہ میں مرقوم ہدایات کے مطابق قبر یا مزار کی طرف پیٹھ کر کے فاتحہ پڑھتے ہو۔ اس خانقاہ سے کچھ روحانی فیض بھی حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کتنا اور کیا ہے؟ موجودہ نجدی ائمہ حرمین کے فتاویٰ کی روشنی میں اس خانقاہ اور سجادہ نشین کی شرعی حیثیت اور حقیقت کیا ہے؟ ذرا سعودی عرب کے سعودی ائمہ کا فتویٰ منگوا کر واضح کریں؟

درگاہ اجمیر شریف انتھک ہار کر مُصنّف مانچسٹروی سُلطان الہند خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز قدس سرّہٗ کے آستانۂ عالیہ اور خانقاہ معلّیٰ پر دہائی دینے لگا کہ اکابر دیو بند کی کفریات عین ایمان واسلام بن جائیں۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے اولیاء اللہ سے کچھ نہیں ملتا مگر ایمان کی سند لینے، فتویٰ حسام الحرمین کا بوجھ ہٹانے جاتے ہیں اجمیر شریف کی درگاہ میں دہائی دینے۔ مگر وہاں اُن کے لیے کہاں جگہ جو ساری عمر خواجہ غریب نواز کے عرس مبارک مزار مبارک گنبد مبارک کو بدعت کہتے رہے۔ صنم خانہ قرار دیتے رہے۔ مطالعہ بریلویت کے صفحہ ۱۶۰ پر "درگاہ اجمیر شریف" کا پُر فریب عنوان جما کر یوں اپنا جال پھیلاتا ہے اور لکھتا ہے : ـــــــ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے دو سلسلے چلے چشتی نظامی اور چشتی صابری (جیسے اس کے سوا کسی کو پتہ ہی نہیں رضوی) اس سے آگے دیو بندی وہابی مولویوں کا تار خواجہ غریب نواز سے یوں جوڑتا ہے : ـــــــ

بیشتر علماء دیو بند چشتی صابری ہیں (فریب دینے کے لیے)۔

دارالعلوم دیو بند کے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب
نانوتوی کے والد مولانا مملوک علی صاحب مدتوں اجمیر میں صدر
مدرس رہے [1]"

پہلے تو ہم یہ بتادیں کہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے اسے
اتنی عقیدت ہے کہ :ـــــ

یہ اسی صفحہ پر پہلی سطر میں اپنے دیو بندی مولویوں کو بڑے
آداب والقاب سے یوں لکھتا ہے امام العصر مولانا انور شاہ صاحب
کشمیری۔ دوسری سطر۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
اور اسی صفحہ پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور
حضرت سلطان الہند خواجہ خواجگان غریب نواز کا نام نامی مجبوراً
لکھنا پڑا تو عامیانہ انداز میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور
اوپر سے احسان یہ رکھ دیا "بیشتر علماء دیو بند چشتی صابری ہیں"۔
گویا خواجہ غریب نواز کی فضیلت اور بزرگی انہی مولویان دیو بند
کے سبب ہے ...... آگے چل کر خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ
کے فیوض و برکات و کرامات اور تبلیغ اسلام اشاعت دین پر کچھ
لکھنے کی بجائے تکفیر کا رونا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں مولانا
معین الدین مدرس کا نام نامی استعمال کیا گیا اور بزعم خود ان
کو اس انداز میں پیش کیا گیا گویا کہ وہ حضور خواجہ صاحب کے
اولاد امجاد سے ہوں یا گدی نشین ہوں۔ مولانا ممدوح اجمیر شریف
میں مدرس ضرور تھے مگر درگاہ کے سجادہ نشین حضرات یا اولاد
پاک حضور خواجہ غریب نواز سے ہرگز نہ تھے۔ جیسے اور حضرات

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۱۶۰ ؎

مدرس لگ جاتے ہیں ایسے حضرت مولانا صاحب مدرس تھے
اور بفضلہ تعالیٰ سُنّی تھے دیو بندیوں وہابیوں سے ان کا قطعاً
کوئی تعلق نہ تھا مولانا معین الدین صاحب سے منسوب جو حوالہ
تجلیات انوار المعین سے دیا گیا ہے اس کے جوڑ توڑ کا زیادہ
مؤثر انداز میں پوسٹ مارٹم آئندہ صفحات پر ہوگا۔ یہاں ہم یہ
واضح کر دیں کہ اس زمانہ میں درگاہ معلیٰ و آستانہ قدسیہ کے دارالعلوم
جامعہ معینیہ عثمانیہ میں حضور صدر الصدور صدر الشریعت بدر الطریقت
مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت قدس سرہٗ
صدر المدرسین و شیخ الحدیث تھے اور مولوی یعقوب نانوتوی یا
اس کے والد کا اس عظیم درگاہ کے عظیم جامعہ معینیہ سے کوئی تعلق
نہ تھا بلکہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے تنخواہ دار وظیفہ خوار سرکاری ملازم
تھے، چنانچہ مفتی محمد شفیع دیو بندی کراچوی کی مصدقہ کتاب
"مولانا محمد احسن نانوتوی" میں صاف لکھا ہے :-

"مولانا محمد یعقوب (نانوتوی) بن مولانا مملوک العلی ۱۳ صفر
۱۲۴۹ھ کو نانوتہ میں پیدا ہوئے .... اس کے بعد ۴۰ روپے
ماہوار مشاہرہ پر (سرکاری) ملازم ہو کر وہ گورنمنٹ کالج اجمیر
چلے گئے اور پانچ سال وہاں رہے۔ اس کے بعد سہارنپور میں
ڈپٹی انسپکٹر مدارس انگلشیہ کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا" [1]

تو ثابت یہ ہوا کہ یہ بے چارے اجمیر سرکاری کالج میں گورنمنٹ
انگلشیہ کے سرکاری ملازم تھے اور بقول ملاں مانچسٹر وی کسی دینی
دارالعلوم میں یا آستانہ خواجہ غریب نواز پر صدر مدرس و شیخ الحدیث

---

[1] کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸۸ ۔ ص ۱۸۹ و سوانح قاسمی مطبوعہ دیو بند ؎

نہ تھے سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد وہ انگریزوں
کے عربی مدرسہ دیوبند میں چلے گئے چونکہ مولوی قاسم نانوتوی بانی
مدرسہ دیوبند کی علمی تدریسی مہارت برائے نام بھی نہ تھی۔ لہذا
مولوی یعقوب صاحب سرکاری ماسٹر سے ترقی دے کر صدر
مدرس و شیخ الحدیث دیوبند بنا دیئے گئے۔ خیر یہ انگریزوں کا
اور ان کا اپنا معاملہ تھا ہم نے تھوڑا سا پردہ اُٹھا دیا۔ اصل مسئلہ
تکفیر کا زیر بحث ہے جس پر ہم نے مانچسٹروی جی کی لاعلمی و ناواقفی
کا بھانڈا پھوڑنا ہے چونکہ یہ شخص خود بات کا بتنگڑ بنا ڈالتا ہے اس
لیے ہمیں اس کی ہر ہر ادا پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ لہذا مُصنف اپنا
جال بچھاتے ہوئے بڑی مکاری و ہوشیاری سے لکھتا ہے:۔

"حضرت مولانا معین الدین اجمیری تو علمائے دیوبند سے نہ تھے
خیرآبادی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے (چلو اتنا تو تسلیم کیا کہ دیوبندی
فرقہ خیرآبادی سلسلہ سے متضاد و متحارب چیز کا نام ہے) پھر لکھتا
ہے...... "آپ نے مولانا احمد رضا خاں کا ان کی تحریک تکفیر
میں ساتھ نہ دیا۔[1]"

ہمیں اعتراف ہے کہ ابتداً واقعی مولانا معین الدین اجمیری
نے مسئلہ تکفیر میں تائید نہ فرماتی تھی مگر
جب سیدنا اعلیحضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے
خلف اکبر سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب
بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولانا معین الدین اجمیری کی خواہش اور فرمائش
پر اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتب ارسال فرمائیں اور پھر دونوں

[1] مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۱۶۰

حضرات میں خط و کتابت ہوئی تو مولانا حیران رہ گئے اور پھر آپ
نے ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ کے مکتوب میں بڑی خوش دلی محبت
و اخوت کے ساتھ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خانصاحب
قدس سرہٗ کو اپنے دولت کدہ پر تشریف لانے کی دعوت دی۔
حسام الحرمین میں گستاخانہ عبارات پر فتویٰ تکفیر کی تائید و حمایت
فرمادی حجۃ الاسلام قدس سرہٗ خلف اکبر سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ
سے خط و کتابت کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"جناب مولوی معین الدین صاحب۔ ما ہو المسنون!
گرامی نامہ ملا۔ مجھے اگر آپ صاف صاف الفاظ میں یہ تحریر
فرمادیں کہ "دیوبندی و گنگوہی وغیرہ الفاظ کے وہ کلمات جو
"حسام الحرمین" میں اُن کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ و سطر منقول ہوئے
فی الحقیقت کفریات ہیں اور ان پر جو احکام تکفیر حضرات علماء
حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً نے نام بنام اُن
قائلین پر محقق فرمائے ہیں۔ اُن سب کے دل سے تصدیق کرتا
ہوں" تو میں اور میرے بعض ہم خیال اشخاص کے قلوب کی صفائی
ممکن ہے۔ رہا مسئلہ اذان، وہ ایک فروعی مسئلہ ہے، میں اُس
کے متعلق آپ پر یہ جبر نہیں کرتا کہ اُس کے متعلق ہماری حسب
تحقیق آپ بھی معترف ہو جائیں۔ ہاں ذاتیات اعلیٰ حضرت
قبلہ کی نسبت جناب کے کلمات ضرور قابلِ واپسی ہیں۔ ان دونوں
باتوں کے بعد فقیر کو آپ ہر طرح خادم خادمانِ احباب پائیں
گے۔ فقط: الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ ۱۳ ربیع الآخر ۳۷ھ"

● اس کے جواب میں مولانا معین الدین اجمیری نے یہ مکتوب لکھا؛

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

"جناب مولوی صاحب اعلی اللہ درجتہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جواباً عرض ہے کہ آپ اسلامی حسنِ ظن کو پیشِ نظر رکھ کر خانۂ فقیر پر تشریف لائیے۔ ملاقات کا موقع دیجئے تو بہتر ہے، ورنہ آپ مختار ہیں۔ فقیر کو کسی قسم کا حق جبر حاصل نہیں، نہ کوئی دنیاوی مطلب محطِ نظر ہے۔ رہے عقائد دیوبندیہ، سو اُن کا مجھ کو بالکل علم نہیں کہ کیا ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کی کتابیں دیکھنے کا آج تک نہ موقع ملا، نہ اس کا شوق۔ نہ کتاب "حسام الحرمین" نظر سے گذری۔ البتہ حضرت خاتم الحکماء مولانا فضلِ حق خیرآبادی قدس سرہٗ نے مسئلہ کذب و امکانِ نظیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں طائفۂ دیوبندیہ کی تضلیل و تفسیق کی ہے اور ان کو گروہ مزداریہ سے قرار دیا ہے۔ سو اس کا فقیر مصدق ہے اور اس بارہ میں جس قدر الزام حضرت خاتم الحکماء قدس سرہٗ نے ان پر وارد کئے ہیں، وہ سب بجا اور سراسر حق ہیں، و نیز اجلی انوار الرضا میں جو عقائد اہلِ دیوبند کے ظاہر کئے گئے ہیں، وہ عقائدِ کفریہ ہیں۔ اس میں فقیر کو کسی قسم کا تامل نہیں، بشرطیکہ وہ ان کے عقائد ہوں۔ بہر حال آپ کی طرح فقیر بھی عقائدِ مسطورہ فی الرسالہ کو کفری تسلیم کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کو اس کا یقین ہے کہ یہ عقائد اہلِ دیوبند کے ہیں، اور فقیر کو اسبابِ یقین اس وقت تک فراہم نہ ہوئے۔ اس معذوری کی بناء پر اگر ترکِ ملاقات کو آپ ترجیح دیں تو یہ آپ کو اختیار ہے۔ فقیر اگر صحیح المزاج ہوتا، تو یہ دشواری بھی حائل نہ ہوتی۔ رہے ذاتیات اُن سے بالکل بحث نہ کیجئے۔ ان کا قلع قمع بعد از ملاقات آپ کی مرضی

کے موافق ہو جاوے گا۔ اس کا اطمینان رکھیے۔ والسلام، فقط؛

فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ، ۱۲؍ ربیع الثانی ۳۷ھ"

● حجۃ الاسلام نے اس کے جواب میں لکھا:

"جناب مولوی صاحب، وسع اللہ مناقبہ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔۔۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ کل بعد نمازِ جمعہ آسکوں گا۔ مزید علم کے لیے بعض کتب مثل "حسام الحرمین" وغیرہ، صبح کسی کے ہاتھ بھیج دیں گے۔ تاکہ آپ اطمینان حاصل کرلیں۔ آپ کے علم میں شاید یہ بات نہیں کہ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی مرحوم و مغفور نے تو اپنے رسالہ تحقیق الفتویٰ لرد الطغویٰ میں اس گروہِ ناحق پژدہ ۔۔۔ کی تکفیر فرمائی ہے نہ فقط تضلیل و تفسیق۔ اور قصیدۂ مطبوعہ میں بھی غالباً تکفیر ہے۔ بہر حال میں چاہتا ہوں کہ آپ اطمینان فرماکر اُن کے اقوال کے متعلق رائے ظاہر فرمائیں کہ پھر کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ ہو۔ فقط:

الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہٗ۔ ۱۳؍ ربیع الآخر ۳۷ھ"

● مکتوب کے ہمراہ حجۃ الاسلام نے متعدد کتب علماء اہلِ دیوبند ارسال فرمائیں۔ ان کو پڑھنے کے بعد مولانا معین الدین اجمیری نے یہ جواب لکھا:۔

۷۸۶

جناب محترم مولٰنا زاد مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ "براہین قاطعہ" کے قولِ شیطانی کو، جس میں معاذ اللہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ اکمل کے مقابلہ میں الشیخ، الشیخ نجدی (یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلماتِ کفر ہیں اور ان کا قائل کافر۔

باقی ہفوات اہل دیوبند کو بعد صحت کے ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کردوں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آئیں، تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ والسلام خیر ختام۔ فقط: فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ۔ ۱۴ ربیع الثانی ۳۷ھ۔

حجۃ الاسلام کی پُرخلوص مساعی سے ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/جنوری ۱۹۱۹ء میں جبکہ امام احمد رضا ابھی بقید حیات تھے، مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کا علماء دیوبند کی تکفیر کا تردد رفع ہوگیا[1]

سائیں توکّل شاہ انبالوی

حقیقی اولیاء اللہ کے ساتھ کچھ مصنوعی بناوٹی اولیاء کو شامل کر کے

متعدد دیوبندی مرفوع القلم مُصنّفین اپنے فراڈ کا مظاہرہ کر چکے ہیں ہم نے اپنے سمندری سے شائع ہونے والے بہت بڑے پوسٹر اور گوجرانوالہ سے شائع ہونے والی کتاب "عظمتِ حبیبِ کبریا بر دعبارات کفریہ" میں اس فریب و فراڈ کا دامن اچھی طرح چاک کیا ہے۔ اولیاء اللہ کے نام سے دیوبند کے گستاخ ملّاؤں کی ثناء خوانی کا چکر پہلے خدام الدین لاہور نے چلایا تھا پھر ساہیوال کے مدرسہ رشیدیہ سے شائع ہونے والے ایک کتابچہ میں انہی بزرگوں کے نام پر دھوکہ دیا گیا پھر مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے عبارات اکابر میں انہی بزرگوں کے نام پر اپنی کارستانی دکھائی اور اب مانچسٹروی اور مانچسٹروی کے فیصل آبادی بھائی نے کتاب نام نہاد انکشافِ حق میں اپنی بے وقوفی کا جادو چلایا ہے اور اولیاء اللہ کے سر جھوٹ تھوپ کر گستاخ ملّاؤں کی رُوسیاہی دُور کرنے

[1] کتاب محدث اعظم پاکستان صفحہ ۱۰۸ تا صفحہ ۱۱۱ جلد ۱۔

کی ناکام کوشش کی ہے وہی گھسے پٹے مضامین مطالعہ بریلویت میں دھر گھسیٹے اور راثر خامہ بن گئے۔ مانچسٹروی صاحب نے حضرت سائیں توکّل شاہ صاحب کے ذمّہ دو باتیں لگاتی ہیں ایک خواب کی اور ایک مراقبہ کی خواب کی کہانی سے مولوی قاسم نانوتوی کی شان کو ربڑ کی طرح کھینچ کر بڑھانا چاہا ہے اور مراقبہ کے اثر سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کو عرشوں پر پہنچا کر معراج کرا دیا۔ پہلا حوالہ انوار العاشقین ص۸۸ کا ہے۔ یہ کتاب حضرت سائیں توکّل شاہ صاحب کی اپنی کتاب یا اپنے ملفوظات پر مبنی نہیں حضرت سائیں توکل انبالوی کا انتقال ۱۳۱۵ھ میں ہوا اس وقت گستاخانہ کتابوں پر اکابر علماء و فقہاء عرب و عجم کا فتویٰ منظرِ عام پر نہ آیا تھا لہٰذا دیوبندیوں کو نانوتوی صاحب کی شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے کے لیے کسی خواب گھڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ ۱۳۲۵ھ میں گستاخانہ عبارتوں پر حسام الحرمین شائع ہوئی تو جوڑ توڑ کر کے فتویٰ تکفیر کی زد میں آنے والوں کو بچانے کے لیے خواب اور مراقبے گھڑنے شروع کر دیئے کیونکہ علماء عرب و عجم سے تو حسام الحرمین میں دیئے گئے فتووں سے انکار یا رجوع کروا نہیں سکتے تھے اور مرتکبین توہین و تنقیص حضرات اکابر دیوبند کے مصنوعی تقدس اور خانہ ساز بزرگی پر وہ ایک حرف بھی لکھنے کو تیار نہ تھے لہٰذا علماء حرمین طیبین کے شرعی فتووں کے جواب میں ان لوگوں نے ہندوستانی بزرگوں کے نام پر خوابوں اور مراقبوں کا سہارا لینا شروع کیا لہٰذا حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کے انتقال ۱۳۱۵ھ کے ۱۷ سال بعد یہ کتاب انوار العاشقین شائع کر دی گئی۔ چنانچہ اس انوار العاشقین کے صفحہ ۸۸ پر خواب تیار کر کے شائع کیا:-

"حضرت عارف باللہ توکل شاہ صاحب مجددی نے ..... فرمایا
تھا میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے، مولانا محمد قاسم تو جہاں پائے مبارک
حضور کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار
بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا۔" ۱؎

جواباً عرض ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بھی پہلے درجہ کی بے ادبی
گستاخی ہے کہ خواب ہی میں سہی حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقدس پائے مبارک کی جگہ اپنا پاؤں رکھا جائے۔ وہ مقدس
جگہ جہاں تاجدارِ دو عالم باعث ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاؤں مبارک رکھے جائیں وہ جگہ آنکھوں سے چومنے والی ہے،
مگر نانوتوی صاحب وہاں معاذ اللہ پاؤں رکھ رہے ہیں اور
یہ اور بھی بڑھ کر گستاخی ہے کہ میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور
کے پاس پہنچوں، چنانچہ میں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) آگے
ہو گیا" حضرت سائیں توکل شاہ صاحب ایسا کیسے فرما سکتے ہیں؟
اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ من گھڑت خواب متضاد ہے۔
سمندری سے شائع شدہ پوسٹر میں اسی انوار العاشقین کے حوالہ
سے یہ الفاظ لکھے ہیں:-

"جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کا سایہ پڑتا
تھا وہاں آپ (نانوتوی صاحب) پاؤں رکھتے تھے"

الفاظ خواب متضاد ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خواب
من گھڑت ہے اور اس جگہ حضرت سائیں صاحب انبالوی

۱؎ مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۲

سے یہ کہلوایا جا رہا ہے کہ جہاں حضور کے پائے مبارک کا سایہ
پڑتا تھا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مبارک کا سایہ
نہ رکھتے تھے۔ دیوبندی مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمٰن کے نزدیک
حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ ۱؎

یہی کچھ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور مولوی رشید احمد
گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے:-

"متواتر احادیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ
نہیں رکھتے تھے۔" ۲؎

یہی کچھ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے لکھا
ہے (مکتوبات جلد سوم ص۱۸۷ و ص۲۳۷) تو پھر حضرت سائیں توکل
شاہ مجددی ہو کر اپنے جد طریقت سے انحراف کیونکر فرما سکتے ہیں
اور وہ کس طرح فرما سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک
یا پاؤں مقدس کا سایہ تھا اور نانوتوی کی فضیلت میں حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہاں پاؤں
رکھتے ہیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کا
سایہ پڑتا ہے۔ العیاذ باللہ یہ بھی سراسر بے ادبی و گستاخی ہے۔

o ایسا ہی سپاہ صحابہ کے کمانڈر انچیف مولوی ضیاء الرحمٰن
فاروقی نے لکھا ہے یعنی حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کا
سایہ پڑتا تھا وہاں آپ پاؤں رکھتے تھے۔" ۳؎

اور پھر اکابر دیوبند نے تو مناظرہ بریلی مناظرہ اور ری چراغ

۱؎ عزیز الفتاویٰ جلد ہشتم ص۲۴ ۲؎ امداد السلوک ص۱۵۶۔
۳؎ انکشاف حق صفحہ ۱۲

سنت عبارات اکابر سیف رحمانی وغیرہ میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ خواب میں پڑھنے پر یہ تاویل کی ہے کہ خواب کی بات حجت اور دلیل نہیں ہوتی۔ خواب کی بات پر شرعی حکم نہیں لگایا جا سکتا ——— .

اُلٹا مراقبہ لکھتا ہے :۔ "آپ (سائیں توکل شاہ صاحب) کی مجلس میں انگریز حکومت کے کسی ایجنٹ نے کہا مولانا رشید احمد گنگوہی تو امکان کذب کے قائل ہیں۔ آپ نے یہ سُن کر گردن جھکا لی اور تھوڑی دیر مراقبہ کرکے فرمایا: لوگو! تم کیا کہتے ہو مولانا رشید احمد کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں[1]"۔

واہ! جی واہ! کبھی غور بھی کیا کہ عرش کیا ہے عرش نام ہے آٹھویں آسمان کا جو ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے اور جلوہ گاہ شان ربوبیت وشان الوہیت ہے۔ وہاں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں جا سکتے مولوی گنگوہی دیوبندی کا قلم کس طرح چلا گیا؟ اُس کے آگے کونسی جگہ ہے جہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہے؟ عرش سے پرے جو مقام ہے اس کا نام بحوالہ کتب تفاسیر و احادیث بیان کیا جائے جب مولوی گنگوہی صاحب کا بے جان قلم عرش اعظم سے پرے چل سکتا ہے تو پھر خود بدولت کا اپنا مقام اور جاء استقرار کہاں ہوگی؟

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اور پھر اصل بات کو گول کیا جا رہا ہے اور مراقبہ کے نام پر حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے تقدس اور بزرگی کی دھجیاں

---

[1] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۱۶۳ ؎

اڑانے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک طرف تو حضرت کو یہ پتہ چل گیا کہ گنگوہی کا قلم عرش سے پرے چل رہا ہے اور دوسری طرف معاذ اللہ یہ پتہ نہ چلا کہ آیا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں یا نہیں۔ اور پھر مانچسٹروی صاحب کی نری کوری جہالت و لاعلمی اور اپنے دیوبندی وہابی اکابر کے اُلٹے مسلک سے بے خبری دیکھئے جو شخص مولوی رشید احمد گنگوہی کو امکان کذب کا قائل کہہ رہا ہے اُس کو انگریز کے گنگوہی ایجنٹ کی حمایت میں اُلٹا انگریز کا ایجنٹ کہہ کر حقیقت کا منہ چڑا رہا ہے۔ آؤ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی امکان کذب باری تعالیٰ کا قائل تھا یا نہیں؟ حالانکہ مصنّف نے عیاری و مکاری سے اس بات کو گول کرکے لکھا ہے کہ: ———

"امکان کذب کے قائل ہیں"۔

امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہیں لکھا۔ آئیے اس کا فیصلہ صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اور مولوی مانچسٹروی کے بقول شیخ الاسلام مولوی حسین احمد دیوبندی سے کراتے ہیں وہ لکھتے ہیں اور صاف صاف کھلے دل سے فخریہ طور پر اقرار و اعتراف کرتے ہیں: ———

"مولانا (رشید احمد) گنگوہی بحض اتباع مولانا (اسماعیل) شہید مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوتے ہیں۔ یہ قول ان کا محض افتراء و جہالت ہے مولانا گنگوہی نے (مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ میں) سلف صالحین اُمت مرحومہ کا اتباع کیا ہے[1]"۔

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۱۰۲ ؎

مولوی حسین احمد صدر دیوبند سینہ تان کر جوبن میں آکر کہہ رہے
ہیں اور برملا اعتراف کر رہے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی امکان
کذب باری تعالیٰ کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی کے اتباع میں
نہیں ہوتے بلکہ وہ (رشید گنگوہی) سلف صالحین امت کے اتباع
میں امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ خود مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی تقویۃ
الایمانی بولی میں کیا بولتے ہیں لکھتے ہیں :

"لا سلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد" ہم نہیں کہتے اللہ
کا جھوٹ بولنا محال ہے[1]۔"

"والا لازم آید کہ قدرت انسان زائد از قدرت ربانی باشد"
اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اس
(اللہ) سے بڑھ جائے[2]۔"

حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے ذمہ یہ کیسا مراقبہ لگایا
کہ اُلٹے کو سیدھا اور سیدھے کو اُلٹا کر دکھایا۔ گنگوہی کذب باری
تعالیٰ کا قائل تھا اور ہم کذب مانچسٹروی کے قائل ہو گئے۔ مانچسٹروی
نے ساری عمر اس وادی میں خاک چھانی بزعم خود مطالعہ بریلویت
کے خبط میں مبتلا رہے اور یہ پتہ نہ چلا کہ خود اپنے اکابر دیوبند کا
مسلک کیا ہے۔ اور ہاں تم نے مولوی گنگوہی جی کو امکان کذب کا
قائل کہنے والے کو دھڑلے سے انگریز حکومت کا ایجنٹ بھی قرار
دے دیا۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ذرا اپنی تاریخ درست کر
لو اور کھول کر دیکھو۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کا

---

[1] یک روزی ص ۱۴۵ [2] ایضاً ص ۱۴۵

مرتبہ تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۸۰ شائع کردہ مکتبہ عاشقیہ..... قیصر
گنج روڈ میرٹھ انڈیا مطبوعہ محمدی پریس دیوبند جس میں مولوی
رشید احمد گنگوہی بڑے فخر و ناز اور خلوص و اعتماد سے اقرار
کر رہے ہیں :

"میں (رشید احمد گنگوہی) جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ
انگلشیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام (بغاوت) سے میرا
بال بھی بیکا نہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ میری
جان کی) مالک ہے جو چاہے کرے۔"

اس کو کہتے ہیں ع الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولانا لطف اللہ علی گڑھی

مصنف مانچسٹروی اپنے اکابر کی بگڑی بنانے اور ان کو مسلمانی
کا سرٹیفکیٹ دلانے کے لیے مولانا لطف اللہ علی گڑھی پر صریحاً
افتراء کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"آپ نے ۱۳۱۳ھ میں مولانا احمد رضا کو ایک مفصل خط
لکھا تھا جس میں آپ نے انہیں شغل تکفیر سے منع فرمایا۔ آپ
نے لکھا ہے :

"ذرا غور فرمائیے ہماری سختی اور تشدد نے ہمارے فرقہ
اہل سنت اور بالخصوص احناف کو کیسا سخت صدمہ پہنچایا آپ
اس خط کے آخر میں لکھتے ہیں خدا کے لیے غور کیجئے اور دشمنان دین
کو ہم پر اور ہمارے پاک دین پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے[1]۔"

---

[1] بحوالہ سیرت مولانا محمد علی مصنف سید محمد حسنی ماخوذ از مراسلات
سنت و ندوہ صفحہ ۱۶

اس پر چند طرح غور لازم ہے :-

اول تو اس خط میں تکفیر اکابر دیوبند سے روکنے اور منع کرنے کا ذکر نہیں ۔

دوم یہ کہ ۱۳۱۲ھ میں نہ حسام الحرمین چھپا تھا نہ ہی علمائے حرمین نے حسام الحرمین میں فتویٰ تکفیر صادر فرمایا تھا فتویٰ تکفیر ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا یہ قبل از مرگ واویلا ہوا۔

سوم یہ کہ حضرت علامہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسے فاضل اجل اہلسنت وجماعت کو فرقہ اہل سنت کیسے لکھ سکتے ہیں؟ اور پھر عبارت یوں کہ "ہمارے فرقہ اہل سنت اور بالخصوص احناف کو" کیا احناف اہل سنت سے علیحدہ کسی چیز کا نام ہے؟

چہارم یہ کہ شاہی پریس لکھنؤ میں مولانا محمد علی کی چھپنے والی یہ سیرت کی کتاب جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے مولانا محمد علی مونگیری کی نہیں بلکہ مولوی محمد علی کانپوری ناظم ندوۃ العلماء کی ہو سکتی ہے مولانا محمد علی مونگیری کا لکھنؤ اور ندوہ میں کیا کام؟

پنجم یہ کہ یہ سیرت مولانا محمد علی ماخوذ از مراسلات سنت و ندوہ ہے لہذا ماننا پڑے گا یہ سب جعلی فرضی کارروائی اور دیوبندی دجل وفریب کی مہارت تامہ کا حصہ ہے اگر بالفرض محال یہ خط مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کا ہو بھی تو مصنف کے اپنے بقول حضرت قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی مولوی مانچسٹروی کے نزدیک بھی معتبر ومستند سوانحعمری "مہر منیر" کی شہادت لاتے ہیں۔

مہر منیر کی شہادت

"مولانا سید محمود شاہ حال راولپنڈی جو مدت تک مولانا لطف اللہ کے

مدرسہ علی گڑھ میں مدرس رہ چکے ہیں۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ کسی فتویٰ کے سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں اور مولانا لطف اللہ کے درمیان قدرے (تھوڑی سی) شکر رنجی پیدا ہوگئی تھی مگر بعد میں صلح وصفائی ہوگئی اور دوستانہ مراسم قائم رہے۔"[1]

اب فرمائیے جناب مانچسٹروی صاحب فتویٰ کے سلسلہ میں قدرے شکر رنجی کو آپ نے پہاڑ بنا دیا مگر بعد میں اس فتویٰ پر بھی صلح صفائی ہوگئی اور وہ بھی تکفیر کے قائل ہوگئے ورنہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت گستاخوں کی رو رعایت کی بنیاد پر تو صلح صفائی کرنے والے نہ تھے اور پھر دوستانہ مراسم رہے یعنی کبھی دوستی میں فرق نہ آیا بلکہ لکھا ہے کہ :

"مولانا لطف اللہ کے اکثر فارغ التحصیل شاگرد مولانا احمد رضا خاں کے کہنے پر ان کے مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام میں بطور مدرس بھی ملازم ہوتے رہے۔"[2]

اب روئے اور جی بھر کے روئے سر پکڑ کر روئے کہ سیدنا امام رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا لطف اللہ میں کیوں صلح صفائی ہوتی اور کیوں دوستی قائم ہوتی توبہ اور رجوع کے بعد ایسی صلح صفائی اور دوستی دیوبندی وہابی مولوی بھی کر سکتے تھے مگر انگریزی سیاست اور ملازمت "علماء" دیوبند کی راہ میں حائل رہی۔

مولانا اصغر علی روحی

یہ صاحب بھی نہ مفتی نہ فقیہ اس عنوان کے ذیل میں زیادہ تر فحص

---

۱ مہر منیر صفحہ ۴۳۷ ۲ ایضاً

واقعاتی گفتگو تحریک ترکِ موالات پر کی گئی ہے لکھتا ہے :-

"مولانا احمد رضا تحریک ترکِ موالات کے خلاف تھے نہ چاہتے تھے کہ کسی عمل سے انگریزوں کی حکومت کو کوئی نقصان پہنچے[۱]"

بات ہو رہی تھی توہین و تکفیر کی اور مُصنّف بزعمِ خود عدمِ تکفیر پہ ہندوستانی پیروں علماء اور لیڈروں کی آراء جوڑ توڑ کرکے پیش کر رہا ہے مگر اصل موضوع گفتگو سے ہٹ کر ترکِ موالات کے موضوع کو عنوان کلام بنالیا گیا ہے چارہ مانچسٹروی کیا جانے ترکِ موالات کیا ہے۔ یہ لفظ اس کے اکابر نے سیّدنا مجدّدِ اعظم سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ ہی سے سیکھا تھا دیو بندی گاندھوی مولویوں کی تحریک ترکِ موالات گاندھی جی کے اشارہ پر تھی سیّدنا اعلحضرت امام اہل سنّت قدس سرہٗ العزیز نے اس موضوع پر نہایت جامع محققانہ کتاب "المحجۃ الموتمنہ" تصنیف فرمائی تھی گاندھوی خلافتی مولویوں سے اس کا آج تک توڑ نہ ہوسکا بے چارہ مانچسٹروی کیا جانے موالات اور مجرد معاملت کیا ہیں گاندھویوں کا کانا ترکِ موالات تھا جس میں عیسائیوں سے تو معاملت حرام قطعی اور مشرکین و کفارِ ہند ہنود وغیرہ سے معاملت تو معاملت موالات بھی جائز بلکہ مستحسن ..... ترکِ معاملت کو ترکِ موالات بنا کر قرآن عظیم کی آیتیں کہ ترکِ موالات میں ہیں سوجھیں مگر فتوائے مسٹر گاندھی سے ان میں استثنائے مشرکین کی پخّر لگائی کہ آیتیں اگرچہ عام ہیں مگر ہندوؤں کے بارے میں نہیں[۲]

۱؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۴ جلد اول ۔ ۲؎ اوراق گم گشتہ ص ۲۳۹

اور پھر بے حیائی یہ کہ اسی صفحہ پر خود تسلیم کرتا ہے :-

"پروفیسر اصغر علی روحی اور پروفیسر حاکم علی (اسلامیہ کالج لاہور) کے سوا سب علماء ترکِ موالات کے حق میں تھے ..... پروفیسر حاکم علی اسلامیہ کالج نے اپنے فتوئی کی تصدیق میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی سے ایک فتوئی حاصل کیا۔ پروفیسر صاحب خود بریلی تشریف لے گئے تھے واپس آنے پر انہوں نے مولانا اصغر علی روحی سے استدعا کی کہ وہ بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے پر دستخط کر دیں لیکن چونکہ حضرات دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی پر اس فتوے میں سب و شتم کیا گیا تھا اس واسطے مولوی اصغر علی صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔"

یہ ہے اس کے دل میں لڈّو پھوڑنے والی اصل بات جس کے لیے یہ بے مقصد پیوند کاری کرتا چلا آرہا ہے اور تو حوالہ نذارد ہے جو لکھا ہے اقبال اور انجمن حمایت اسلام اس میں بھی صفحہ کی جگہ خالی ہے کوئی دوسرا بھی مستند حوالہ نہیں۔

بقول مانچسٹروی اگر مولوی اصغر علی نے دستخط نہیں کیے تو کیا آسمان سر پہ گر پڑا اور پھر یہ فتوئی ترکِ موالات کے موضوع پر تھا۔ اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر تکفیر کے حکم شرعی سے متعلق نہ تھا۔ مانچسٹروی بس اندازاً ہی بھانپ گیا اور ضرورت سے زیادہ عقل دوڑا کر کچھ کا کچھ سمجھ لیا کہ :-

"وہ علماء جو سیاسی ماحول میں بعض مسائل میں مولانا احمد رضا خاں کے ہم خیال تھے وہ بھی مولانا احمد رضا خاں کے اس رویّے کو جو موصوف نے علمائے دیوبند کے خلاف اختیار کر رکھا تھا نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے

تھے[1] ۔"

خواہ مخواہ آ بیل مجھے مار ۔ بات کیا ہو رہی ہے موضوع
گفتگو کیا ہے اور یہ بے چارہ اپنے علماء دیوبند کو سر پر اٹھائے
پھرتا ہے کہ بس بات یہ ہو گی کہ مولانا احمد رضا خاں نے ان کو کچھ
کہہ دیا ہو گا اس لیے روتے زمین کے انسان اور آسمان کے
فرشتے مولانا احمد رضا خاں سے ناراض ہو گئے تھے ۔ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی	مولانا گھوٹوی کے نام سے بھی ایک جھوٹ کا جھوٹا پلان تیار کیا گیا ص ۱۶۵

و ص ۱۶۶ پر مانچسٹروی نے جو کچھ لکھا وہ ابلیسی الہام کے طور پر لکھا
ہے قطعاً کوئی حوالہ کسی کتاب کا نہیں دیا گیا مولانا گھوٹوی کی
تھوڑی بہت حمد و ثنا اور قصیدہ خوانی کرنے کے بعد گفتگو کا رُخ
دیوبندی مولویوں کے فضائل و کمالات کی طرف موڑ کر اپنے مخصوص
انداز میں جھوم جھوم کر لکھتا ہے :-

"بہاول پور کے مشہور مقدمہ مرزائیت میں محدث العصر
حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب اور مناظر اسلام حضرت مولانا
مرتضےٰ حسن (دیوبندی)، مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع کو عدالت
میں شہادت دینے کے لیے آپ نے ہی دیوبند سے بلایا تھا .....
حضرت مولانا گھوٹوی نے ان اکابر دیوبند کا جس حسنِ عقیدت سے
استقبال کیا اس نے مولانا احمد رضا خاں کے فتوائے تکفیر کی دھجیاں
بکھیر کر رکھ دیں[2] ۔"

---

[1] مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۵ [2] ایضاً ص ۱۶۶ ٭

کیا بات ہے ؟ گھر بیٹھے ہی خواب و خیال اور جنون و خبط
میں فتویٰ تکفیر کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں کبھی مرد میدان بن کر خود
رشید احمد گنگوہی و تھانوی صاحب وغیرہ نے بھی دھجیاں اُڑائیں
وہ تو اپنی دھجیاں اور پرخچے اُڑواتے رہے لب باندھے دم سادھے
بیٹھے رہے جرأت لب کشائی نہ ہوئی رضا کے نیزہ کی مار سے جاں
بلب رہے اور یہ بے چارہ دھجیاں اُڑوانے والوں کی دھجیاں جوڑ
رہا ہے ۔ ایسے دھجیاں اڑانے والے تھے تو قہر خداوندی بر دھماکہ
دیوبندی کا جواب کہاں ہے ؟

اب سنیے اصل واقعہ کہ کیوں دیوبندی مولویوں کو دیوبند سے
بہاولپور بلایا گیا ۔ واقعہ یہ ہے کہ سابق ریاست بہاولپور میں ایک
مسلمان عورت کا شوہر مرزائی (مرتد) ہو گیا تھا اس پر عورت
نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح کی درخواست
دے دی ۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہوا اس موقعہ پر مرزائیوں قادیانیوں
نے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس ۔ امداد
الفتاویٰ اور تذکرۃ الرشید وغیرہ دیوبندی کتب کا سہارا لے
کر انکار ختم نبوت اور تحریف معنیٰ ختم نبوت کی بنیاد پر خود کو مسلمان
ثابت کرنے لگے اور کہا گیا خاتم النبیین کا جو معنیٰ مفہوم مولانا قاسم
نانوتوی کہتے ہیں وہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں تو ہم کافر مرتد
کیوں ۔ ہمیں تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب
کے پہلے ایڈیشنوں میں مسلمان مانا ہے صرف فسق کا فتویٰ دیا ہے
عورت کا نکاح کیوں فسق کیا جائے ۔ اس لیے مولانا گھوٹوی نے
نہیں بلکہ عورت کے وارثوں نے مولوی انور کاشمیری دیوبندی وغیرہ
کو بلوا کر مجبوراً ان سے کہلوا دیا کہ ہم بھی ختم نبوت کو مانتے ہیں اور منکر

رتد ہے اور مرتد سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی مولوی انور کاشمیری نے فیض الباری جلد ۳ ص۳۲۳ و ص۳۳۴ میں تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی کے پیش کردہ جدید معنیٔ ختم نبوت پر شدید تنقید کی ہے اور جس کو یہ مفتی اعظم محمد شفیع کہتے ہیں اس نے بھی ہدایۃ المہدیین ص۲۱ و ص۳۵ پر تحذیر الناس کے برعکس خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے پر اجماع اُمت نقل کیا ہے۔ اسی طرح مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند نے صاف لکھا ہے :—

"اگر (مولانا احمد رضا) خانصاحب بریلوی کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خانصاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔" [1]

ان حالات میں ورثا نے مرزائیوں کی دلیل کا اثر زائل کرنے کے لیے دیوبند کے ان مولویوں کا پارسل منگوایا تھا کیونکہ وہ انہی کے اکابر سے مرزائی اپنا مسلمان ہونا اور نکاح فسق نہ ہونا ثابت کر رہے تھے، ان حالات میں مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ تکفیر کی دھجیاں کون سے مائی کے لال نے بکھیر دیں؟ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اسی مقدمۂ فسق نکاح میں جب مرزائی وکیل نے (قادیانیوں پر) فتویٰ تکفیر کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لیے کہا :—

"دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں —"

---

[1] اشد العذاب صفحہ ۱۳ ۔

اس پر حضرت مولانا انور شاہ صاحب نے فوراً عدالت کو مخاطب کر کے کہا :—

"میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گذارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔" [1]

بتاؤ مولوی مانچسٹروی مورخ دیوبندیت پر سودا کیسا رہا؟ یاد ہے یہ وہی مولانا غلام محمد گھوٹوی ہیں جنہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے تلمیذ و مرید مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھچراں سے پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے پہلے مناظرہ و گفتگو کی تھی۔ [2]

مولانا عبداللہ ٹونکی کے نام سے منسوب الفاظ کے لیے ان کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ نقل نہیں کیا گیا الطاری الداری اور رسالہ ازالۃ الضلالہ عبداللہ ٹونکی کی کتابیں نہیں ہیں اور پھر یہ کہ وہ ہمارے ہم مسلک یا غیر جانبدار نہ تھے متجد فتح پوری دہلی کے دیوبندی وہابی مدرسہ میں مدرس اوّل تھے [3] وہ تکفیر سے اتفاق نہ کریں تو کچھ فرق نہیں پڑتا ان کی حالت یہ تھی کہ حنفیت کے دعویٰ کے باوجود خود ساختہ اجتہاد پر عمل کرتے تھے۔

مولانا محمد علی جوہر پر گذشتہ اوراق میں کافی لکھا گیا ہے مصنف مانچسٹروی نے پاگل پن کے عالم میں دوبارہ ص۱۹۷ پر پھر مولانا جوہر کا نام لیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ مولانا عبدالباری فرنگی

---

[1] کتاب حیات انور ص۳۳۴ روزنامہ نوائے وقت ۸ جنوری ۱۹۷۶ء بیان مولوی بہاء الحق قاسمی دیوبندی وقت کی پکار قسط ۱۲ از مولوی محمد بہاء الحق قاسمی دیوبندی [2] مہر منیر ص۲۳۸ [3] ایضاً ص۷۶ ۔

محلی کے مرید تھے.... اس میں مولانا عبدالباری کا توبہ سے پہلے کا ایک خط بھی نقل کیا گیا ہے اور حوالہ ازالۃ الضلالۃ کا دیا گیا ہے یہ نہ مولانا عبدالباری کی کتاب ہے نہ مولانا محمد علی جوہر کی تصنیف ہے اور یہ بھی قطعاً واضح ہے اور ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں کہ مولانا محمد علی جوہر اور ان کے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سابقہ افکار سے توبہ فرمالی تھی۔ اور یہ لکھنا کہ کراچی کے مشہور مقدمہ میں بیان دینے پر مولانا جوہر نے حسین احمد صدر دیوبند کے پاؤں چوم لیے تھے پاؤں چومنے سے کفر اسلام نہیں بن جاتا فتویٰ تکفیر اُٹھ نہیں جاتا پاؤں چومنے کے واقعہ کا حوالہ بھی مصنف نے نقل نہیں کیا بات دلیل اور حوالہ جات سے کرنی چاہیے۔ اور یہ دعویٰ بھی محض زبانی کلامی ہے مصنف مانچسٹروی مطالعہ بریلویت صفحہ ۱۶۸ پر لکھتا ہے کہ:۔

”بریلوی حضرات نے مولانا محمد علی جوہر پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔“

کب لگایا تھا کس نے لگایا تھا؟ کیوں لگاتے کیا مولانا جوہر نے تحذیرالناس لکھی تھی یا براہین قاطعہ و حفظ الایمان تصنیف کی تھی؟ مانچسٹروی مولانا محمد علی جوہر کا بہت فدائی اور بڑا شیدائی ہے آئیے ذرا مانچسٹروی کے نجدی سعودی آقاؤں کے متعلق جوہر کے مشاہدات سُنیے:۔

ایک عینی شاہد کی رُوح کا اضطراب

ان حشر بپا واقعات پر ایک عینی شاہد کی رُوح کا اضطراب دیکھنا چاہتے ہوں تو مسٹر محمد علی جوہر کی وہ تقریر سُنیے جو حجاز سے واپسی کے بعد انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں کی تھی۔ ان کی تقریر کا یہ حصہ کتنا بے لاگ اور حقیقی تاثرات میں ڈوبا ہوا ہے:۔

”میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت نہیں، نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے، جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا، خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش!

سُلطان ابن سعود اور ارکانِ حکومت بار بار کتاب اللہ اور سُنّت رسُول اللہ کی رٹ لگاتے تھے لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول کو دُنیا کمانے کے لیے آلہ بنا رکھا ہے۔ جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں، چوری کرتے ہیں، بُرا کرتے ہیں لیکن جو لوگ قرآن حدیث کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں۔ چوروں ڈاکوؤں سے بھی بُرا کرتے ہیں۔“[1]

ان کے بیان کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ پُرنم آنکھوں کے ساتھ پڑھیے:

”نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔“[2]

خلافت کمیٹی کی رپورٹ

مُصنف مانچسٹروی صاحب خلافت کمیٹی پر دل و جان سے فدا ہے اور خلافت کمیٹی کے اراکین مولوی سلیمان ندوی، مولانا ظفر علی خان، مولانا عبدالماجد، مولانا محمد عرفان، سیّد خورشید حسین، مولانا محمد علی جوہر، اور مسٹر شعیب قریشی وغیرہ کا تو خاص مدح خواں ہے اور ان جیسے دوسرے لیڈروں اور مولاناؤں کا حوالہ دے دے کر سیّدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر افترائات باندھتا اور بہتان طرازیاں کرتا ہے۔ آئیے حرمین شریفین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں مانچسٹروی جی کے نجدی

---

[1] مقالات محمد علی ج ۱ ص ۹۵-۹۶ [2] ایضاً ص ۳۷

سعودی آقاؤں کا حال خلافت کمیٹی کے اپنی ارکان کی زبانی سُنیے:

لندن کا ایک تار

شرح اس قیامت آشوب داستان کی یہ ہے کہ ۲۲ اگست ۱۹۲۵ء کو لندن سے کسی پریس رپورٹر نے ہندوستان کی خبر رساں ایجنسیوں کو ایک تار بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا:—

"باوثوق ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہابیوں نے مدینے پر حملہ شروع کر دیا ہے جس سے مسجد نبوی کے قبے کو جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر ہے، صدمہ پہنچا ہے اور سیدنا حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مسجد شہید کر دی گئی ہے"۔[1]

اس لرزہ خیز خبر پر ہندوستان میں ہر طرف صف ماتم بچھ گئی اور جذبات کا ہیجان اس قدر طوفان خیز ہو گیا کہ اس وقت کی خلافت کمیٹی کو حالات کی تحقیقات کے لیے اپنا ایک نمائندہ وفد حجاز بھیجنا پڑا۔ خلافت کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ وفد مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھا:—

(۱) سید سلیمان ندوی (۲) مولانا محمد عرفان (۳) مولانا ظفر علیخاں (۴) سید خورشید حسن (۵) مولانا عبدالماجد بدایونی اور (۶) مسٹر شعیب قریشی —.

خلافت کمیٹی کے وفد کی رپورٹ

وفد نے یہاں پہنچ کر مسلمانانِ ہند کو اطلاع دی کہ:—

"مکہ میں جنۃ المعلیٰ کے مزارات شہید کر دیئے گئے، مولد النبی

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۳۰ ؛

(جس مکان میں سرکارِ دو جہاں کی ولادت ہوئی تھی) توڑ دیا گیا ہے۔ لیکن نجدی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مدینے کے مزارات و مآثر کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا"۔[1]

پھر ایک سال کے بعد ۱۹۲۶ء میں حجاز پر نجدی حکومت کے جابرانہ اور قاہرانہ تسلط سے پیدا شدہ حالات پر غور کرنے کے لیے جب مؤتمر عالم اسلامی کے نام سے موسم حج پر مکہ میں ایک عالمی اجتماع منعقد ہوا تو اس میں شرکت کے لیے خلافت کمیٹی کی طرف سے بھی ایک وفد وہاں بھیجا گیا۔

خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کی رپورٹ

اس موقع پر وفد نے اپنے چشم دید واقعات و تاثرات کی جو رپورٹ بھیجی تھی اس کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔

"۲۲ مئی کو اکبری جہاز ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اس وقت سب سے پہلی جو وحشت ناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ (مدینے کے) جنۃ البقیع اور دیگر مقامات کے انہدام کی تھی لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تامل کیا اس لیے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدہ دے چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ کے مزارات و مآثر کو اپنی اصل حالت پر رکھیں گے۔

لیکن جدہ پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے ایک رکن حکومت شیخ عبدالعزیز عتیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۲۳ ؛

تو انہوں نے تصدیق کی اور یہ فرمایا کہ نجدی قوم بدعت اور کفر کے استیصال کو اپنا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلے میں وہ دُنیائے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی خواہ دُنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض۔[1]"

اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

"بہرحال حالات و واقعات کچھ بھی ہوں سلطان عبدالعزیز کے تمام حتمی اور واجب الایفاء وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام قبے گرا دیئے گئے۔"[2]

مساجد کی حرمتوں کا خون

فرقہ وارانہ فسادات کے موقعہ پر فرقہ پرست درندوں اور اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں اپنی مساجد کی بے حرمتی اور اُن کے انہدام کا قیامت انگیز تماشہ آپ نے دیکھا ہوگا اب خاص حجاز کی مقدس سرزمین پر مدعیانِ اسلام کے ہاتھوں ایک عبرت ناک اور لرزہ خیز تماشا اور دیکھیے۔ جُرم اگر مشترک ہو تو انصاف کی تلوار اپنے اور بیگانے کا کوئی امتیاز نہیں کرتی۔ دیکھنا ہے آپ اس کسوٹی پر کہاں تک پُورے اُترتے ہیں۔

ارکان وفد کے عینی شاھد لکھتے ہیں۔ پڑھیے اور خُون کے آنسو رویئے کہ نجدی درندوں کی کافرانہ سرکشی کے آگے اسلام کی حرمتوں کو اپنے گھر میں بھی پناہ نہ مل سکی :۔

"اس سے بھی زیادہ افسوسناک چیز یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قبول

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۵ [2] ایضاً ص ۸۸ ۞

کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دی گئیں۔ مدینے میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یہ ہے :۔

(۱) مسجد فاطمہ متصل مسجد قبا ۔۔۔

(۲) مسجد ثنایا (میدان اُحد میں جہاں سرکار کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔

(۳) مسجد منارتین ۔۔۔

(۴) مسجد مائدہ (جہاں سورہ مائدہ نازل ہوئی تھی)

(۵) مسجد اجابہ (جہاں سرکار کی ایک نہایت اہم دُعا قبول ہوئی تھی)"[1]

مزارات کا انہدام

وفد کے ارکین نے مدینہ طیبہ کے منہدم شدہ مزارات کی جو فہرست قلم بند کی ہے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ ہائے! کیسے کیسے لالہ رخوں کی جلوہ گاہوں کو چشم زدن میں ان ظالموں نے ویران کر ڈالا۔

مزارات شہزادیانِ خاندانِ نبوّت

(۱) بنتِ رسول حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔

(۲) بنتِ رسول حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔

(۳) بنتِ رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔

(۴) بنتِ رسول حضرت رقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔

(۵) حضرت فاطمہ صغریٰ بنت حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم۔

مزارات ازواج مطہرات

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

---

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی ص ۸۸ ۞

(۲) ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
(۳) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا کل ازواج طیبات کے مزارات۔

مزارات مشاہیر اہل بیت

(۱) شہزادۂ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ۔
(۲) سر مبارک حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ۔
(۳) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔
(۴) جگر گوشۂ رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔
(۵) عم النبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔
(۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔
(۷) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔

مزارات مشاہیر صحابہ وتابعین

(۱) امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔
(۲) حضرت سیدنا عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ۔
(۳) حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ۔
(۴) حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ۔
(۵) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔
(۶) حضرت امام نافع۔" [1]

مُصنّف مانچسٹروی علماء اہلسنت کے گستاخانِ رسالت مرتکبین توہین وتنقیص پر محتاط فتویٰ شرعی پر چیخ چیخ پڑتا ہے آسمان سر پہ اُٹھالیا ہے مختلف علماء مشایخ (حقیقی وغیر حقیقی)، اور شاعروں ایڈیٹروں

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۰ تا صفحہ ۸۹۔

ادیبوں، سیاستدانوں کی سفارشیں لاتا ہے اُن سے منسوب جھوٹے مفروضے چھوڑتا ہے کسی طرح اس کے اکابر سے کُفر اُٹھ جائے لیکن خود دیکھے دُنیا مشاہدہ کرے کہ مانچسٹروی جی کے محبوب ومقدس نجدی سعودی وہابی کس بے دردی اور ستم ظریفی سے تکفیر کی تلوار چلا رہے ہیں ملاحظہ ہو مذکورہ بالا روشن حقائق، شواہد اور تاریخی دستاویز کے ساتھ ذرا اپنی محبوب خلافت کمیٹی کی رپورٹ کا یہ حصہ بھی پڑھ لے جس میں ارکان وفد خلافت کمیٹی نے اپنے چشم دید واقعات بیان کیے ہیں۔ لکھا ہے:-

"مدینہ منورہ کے ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علماء مدینہ کو مخاطب کر کے کہا تھا یا اھل حجاز انتم اشد کفرلی من ھامان وفرعون نحن قاتلنا کم مقاتلۃ المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزۃ وعبد القادر۔

ترجمہ: اے باشندگانِ حجاز! تم ہامان اور فرعون سے بھی بڑھ کر کافر ہو ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے تم امیر حمزہ اور (شیخ) عبدالقادر (جیلانی) کے پجاری ہو" [1]

مانچسٹروی صاحب! اب خود بتاؤ کہ تمہاری خلافت کمیٹی کی رپورٹ حق اور صحیح ہے یا جھوٹ اور یہ بھی صاف صاف بتاؤ کہ تمہارے معبودانِ نجد خداوند دولت نجدیوں سعودیوں کے مذکورہ بالا وحشیانہ اقدام عین اسلام ہیں اور کتاب وسنت کی کونسی دلیل کے مطابق ہیں اور کونسی نص قطعی سے ثابت تھے؟

[1] رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۵۔

ملنے کا پتہ:

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور کوڈ ۵۴۰۰۰

فون: ۷۲۲۵۶۰۵